نام کتاب: مسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام، صاحب المذہب، شیخ السنۃ، امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ

تالیف: ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

مولانا عباس انجم گوندلوی، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی، ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج و شرح: ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

نظر ثانی: حافظ عبداللہ رفیق

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷۔ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:

اِحْتَفِظْ بِهٰذَا الْمُسْنَدِ ، فَإِنَّهٗ سَيَكُوْنُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔

تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

(سير أعلام النبلاء: ١١/ ٣٢٧)

فہرست مضامین

كِتَابُ اللِّعَانِ

لعان کی کتاب

۴۵: كِتَابُ النَّفَقَاتِ

اَبْوَابُ الْحِضَانَةِ

۴۶: كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

اَبْوَابُ مَا يُبَاحُ اَكْلُهُ

نفقہ کا بیان

بچوں کی پرورش کا بیان

کھانوں کا بیان

ان چیزوں سے متعلقہ ابواب، جن کا کھانا مباح اور حلال ہے

۴۸: كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

مشروبات کا بیان

۴۸: كِتَابُ الصَّيْدِ وَ الذَّبَائِحِ
شکار اور ذبائح کا بیان

أَبْوَابُ الذَّبْحِ وَ مَا يَجِبُ لَهُ وَ مَا يُسْتَحَبُّ
ذبح اور اس کے واجبات اور مستحبات کے ابواب

۴۹: كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقِي وَالْعَيْنِ وَالْعَدْوٰى وَالتَّشَاؤُمِ وَالْفَالِ
طب، دم، نظر بد، بیماری کا متعدی ہونا، بد فال لینا اور نیک فال لینا

اَبْوَابُ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ

۵۰: كِتَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا

طاعون اور وبا کے ابواب

خوابوں کی تعبیر کا بیان

۵۳: كِتَابُ الْاَدَبِ

آداب کی کتاب

❁❁❁❁

كِتَابُ الطَّلَاقِ
طلاق کا بیان

بَابٌ فِيْ جَوَازِهِ لِلْحَاجَةِ وَكَرَاهَتِهِ مَعَ عَدْمِهَا وَطَاعَةِ الْوَالِدِ فِيْهِ
ضرورت کے پیش نظر طلاق کے جائز ہونے، ضرورت کے بغیر اس کے ناجائز ہونے اور اس معاملے میں والدین کی اطاعت کا بیان

(۷۱٤۷)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا۔ (مسند احمد: ١٦٠٢٠)

سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور پھر ان سے رجوع کر لیا۔

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک درج ذیل شاہد بھی بیان کیا: قیس بن زید کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، اُن کے دو ماموں قدامہ اور عثمان، جو مظعون کے بیٹے تھے، ان کے پاس گئے، وہ رونے لگ گئیں اور انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ نے سیر ہو جانے کی وجہ سے مجھے طلاق نہیں دی، نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا: ((قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ: رَاجِعْ حَفْصَةَ، فَاِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَاِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ۔)) ..... ''جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: حفصہ سے رجوع کر لو، وہ تو بہت روزے رکھنے والی اور بہت قیام کرنے والی ہے اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔'' (ابو نعیم نے اس کو الحلیة: ۲/ ۵۰ میں اور امام حاکم نے روایت کیا ہے اور یہ مرسل ہے۔)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو طلاق دینا جائز ہے، اگرچہ وہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہو۔ کبھی کبھار تو ایسے ہوتا ہے کہ میاں بیوی آپس میں شیر وشکر نہیں ہو پاتے اور بیوی اپنے خاوند کی اطاعت کے سارے تقاضے پورے نہیں کر پاتی، نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلتا ہے اور بسا اوقات بعض ایسے داخلی امور طلاق کا سبب بن جاتے ہیں کہ دوسرے لوگ جن پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ ان وجوہات کی بنا پر طلاق کو قاضی کی موافقت

(۷۱٤۷) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر" ۱۷/ ۳٦٦(انظر: ١٥٩٢٤)

یا مخالفت پر موقوف کر دینا اس وقت کی سب سے بڑی کم عقلی اور بری بات ہے۔ اکثر حاکموں، قاضیوں اور خطیبوں کی زبانوں پر یہ حدیث رواں ہے: ((اَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ۔)) ......"اللہ تعالی کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔" جبکہ یہ ضعیف ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۲۰۴۰) وغیرہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔ (صحیحہ: ۲۰۰۷)

(۷۱۴۸)۔ عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي امْرَأَةً فَذَكَرَ مِنْ طُوْلِ لِسَانِهَا وَإِيْذَائِهَا، فَقَالَ: ((طَلِّقْهَا))، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا ذَاتُ صُحْبَةٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: ((فَأَمْسِكْهَا وَأْمُرْهَا، فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلْ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ ضَرْبَكَ أُمَتَكَ))۔ (مسند احمد: ۱۶۴۹۷)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے، پھر انھوں نے اس کی زبان درازی اور تکلیف دینے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کو طلاق دے دو۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ پرانی رفیقہ حیات ہے اور اس سے میری اولاد بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر اس کو اپنے پاس رکھو، البتہ تلقین کرتے رہو، اگر اس میں کوئی خیر و بھلائی ہوئی تو وہ اسے قبول کرے گی، لیکن تم نے اپنی بیوی کو اس طرح نہیں مارنا جس طرح لونڈی کو مارا جاتا ہے۔"

فوائد:...... ہر عورت میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ بعض نقائص بھی پائے جاتے ہیں، اس بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ بیویوں کے مثبت پہلو کا زیادہ خیال رکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح بھی کی جائے۔
تربیت کے لیے قرآن و حدیث میں بیوی کو سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس معاملے میں ضربِ شدید سے بچا جائے اور اس طرح پٹائی نہ کی جائے، جیسی حقیر لونڈی کی کی جاتی ہے، بہر حال بہترین لوگ وہی ہیں، جو مارنے کے بغیر اصلاح کریں اور اپنے اہل والوں سے نرمی والا معاملہ کریں۔

(۷۱۴۹)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))۔ (مسند احمد: ۲۲۷۳۸)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔"

فوائد:...... اگر کوئی شرعی عذر ہو تو عورت خلع لے سکتی ہے، یا طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

(۷۱۴۸) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ بنحوہ ابوداود: ۱۴۴ (انظر: ۱۶۳۸۴)

(۷۱۴۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجہ الترمذی: ۱۱۸۷ (انظر: ۲۲۳۷۹)

(۷۱۵۰)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ أَخِیْهِ، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰی خَالَتِهَا، وَلَا تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِیْ صَحْفَتِهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا))۔ (مسند احمد: ۱۰۶۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے، کسی خاتون سے اس کی پھوپھی اور خالہ کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے، کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے، تا کہ وہ اس کے پیالے میں جو کچھ ہے، اس کو انڈیل دے، اس کو چاہیے کہ وہ نکاح کر لے، کیونکہ اس کو وہ کچھ مل جائے گا، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا ہوگا۔''

فوائد:...... اسلام نے مرد کو چار شادیوں کا حق دیا ہے، اگر کوئی آدمی دوسری شادی کرنا چاہے تو اس خاتون کو یہ شرط نہیں لگانی چاہیے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دے دے، اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے نکاح کرے، اللہ تعالیٰ حالات کو سنوارنے پر قادر ہے۔

(۷۱۵۱)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ كَانَتْ تَحْتِیْ امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ یَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِیْ أَنْ أُطَلِّقَهَا فَأَبَیْتُ فَأَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَةً كَرِهْتُهَا لَهُ فَأَمَرْتُهُ أَنْ یُطَلِّقَهَا فَأَبٰی فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((یَا عَبْدَ اللّٰهِ! طَلِّقِ امْرَأَتَكَ۔)) فَطَلَّقْتُهَا۔ (مسند احمد: ۵۰۱۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے عقد نکاح میں ایک عورت تھی، مجھے اس سے بہت محبت تھی، لیکن میرے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے، پس انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو طلاق دے دوں، لیکن میں نے انکار کر دیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! عبد اللہ بن عمر کی ایک بیوی ہے، مجھے وہ ناپسند ہے، میں نے اس سے کہا کہ وہ اس کو طلاق دے دے، لیکن اس نے انکار کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد اللہ! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔'' سو میں نے اسے طلاق دے دی۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ والدین کا حکم نفس کی خواہشات پر مقدم ہے، جب اُن کا حکم دین کے موافق ہوگا، کیونکہ ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کو قلتِ دین کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں گے۔

(۷۱۵۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۸ (انظر: ۱۰۶۰۵)

(۷۱۵۱) تخریج: اسناده قوی، أخرجه الترمذی: ۱۱۸۹، والنسائی: ۵/ ۳۳۹ (انظر: ۵۰۱۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الطَّلَاقِ فِي الْحَيْضِ وَفِي الطُّهْرِ بَعْدَ أَنْ يُجَامِعَهَا مَالَمْ يَبِنْ حَمْلُهَا
حالت حیض میں اور طہر میں مجامعت کے بعد حمل کے واضح ہونے سے پہلے تک طلاق دینے کی ممانعت

(۷۱۵۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ طَلَّقَهَا فِي طُهْرِهَا لِلسُّنَّةِ۔)) قَالَ: فَفَعَلْتُ، قَالَ أَنَسٌ: فَسَأَلْتُهُ هَلْ اِعْتَدَدْتَّ بِالَّتِي طَلَّقْتَهَا وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ وَمَا لِي لَا أَعْتَدُّ بِهَا إِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ۔ (مسند احمد: ٦١١٩)

انس بن سیرین سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی اس بیوی کے متعلق سوال کیا، جسے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں طلاق دی تھی، انہوں نے کہا: میں نے اس کو حالتِ حیض میں طلاق دی، پھر میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کر لے، پھر جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو سنت کے مطابق اسے طہر میں طلاق دے۔'' میں نے ایسے ہی کیا، انس بن سیرین کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے جو طلاق حالت حیض میں دی تھی کیا وہ شمار کی گئی تھی، انھوں نے کہا: بھلا میں اس کو شمار کیوں نہ کرتا، اگر میں عاجز آ گیا اور حماقت کا مظاہرہ کر بیٹھا تو (کیا خیال ہے کہ وہ طلاق شمار نہ ہوتی)۔

(۷۱۵۳)۔ عَنْ سَلَامٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا))۔ (مسند احمد: ٤٧٨٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن عمر سے کہو کہ وہ رجوع کر لے اور پھر اس کو اس حالت میں طلاق دے کہ وہ حالتِ طہر میں ہو یا حاملہ ہو۔''

(۷۱۵٤)۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دے دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ رجوع کر لے اور اس کو پاس رکھے، یہاں

(۷۱۵۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٤۷۱ (انظر: ٦١١٩)
(۷۱۵۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٤۷۱ (انظر: ٤٧٨٩)
(۷۱۵٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۳۲، ومسلم: ۱٤۷۱ (انظر: ٦٠٦١)

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَاجِعَهَا وَيُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِأَحَدِهِمْ: أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔ (مسند احمد: ٦٠٦١)

تک کہ وہ پاک ہو جائے، پھر اس کے پاس ہی اسے دوسرا حیض آئے، پھر اس کو مہلت دے، یہاں تک کہ اسے حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے، اب جبکہ وہ پاک ہوئی ہے، اگر اس کا ارادہ طلاق دینے کا ہو تو وہ قبل از جماع اسے طلاق دے دے، یہ وہ عدت ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے: تو نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دی ہے یا دو مرتبہ، مجھے تو نبی کریم ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا تھا، اور اگر تو نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ تجھ پر حرام ہو گئی ہے، اب اس کے حلال ہونے کی یہ صورت ہے کہ وہ تیرے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، ہاں تو نے غلط طریقہ سے طلاق دے کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔

(٧١٥٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ طَلَّقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيُرَاجِعْهَا فَإِنَّهَا امْرَأَتُهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٢١٧)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جو اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دیتا ہے، انہوں نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی تھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس طلاق کی اطلاع دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابن عمر رجوع کر لے، کیونکہ یہ اس کی بیوی ہے۔''

(٧١٥٦)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَيْمَنَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ فَقَالَ:

ابوزبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عبد الرحمٰن بن ایمن نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جا رہا تھا، جبکہ میں سن رہا تھا، انھوں نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے،

(٧١٥٥) تخريج: اسناده ضعيف، عبدالله بن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ١٥١٥٠)

(٧١٥٦) تخريج: صحيح دون قوله: "ولم يرها شيئا"، أخرجه مسلم: ١٤٧١ دون هذه الزيادة (انظر: ٥٥٢٤)

كَيْفَ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ إِمْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ فَقَالَ: إِنَّ ابْـنَ عُمَرَ طَلَّقَ إِمْرَأَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ طَلَّقَ إِمْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِيُرَاجِعْهَا)) (عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهُ شَيْئًا وَقَالَ فَرَدَّهَا) إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْيُمْسِكْ۔)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١] قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَسَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقْرَئُهَا كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٥٥٢٤)

جو حالتِ حیض میں بیوی کو طلاق دیتا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ابن عمر نے عہدِ نبوی میں اپنی بیوی کو اسی طرح طلاق دی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عبد اللہ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ رجوع کر لے، پھر جب وہ پاک ہو جائے تو وہ چاہے تو طلاق دے دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھ لے۔'' اس طرح آپ ﷺ نے اس کو مجھ پر لوٹا دیا اور اس کو کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا ابن عمر کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾...... ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔'' ابن جریج کہتے ہیں: میں نے مجاہد کو سنا کہ وہ اس آیت کو اسی طرح تلاوت کرتے تھے۔

فوائد:...... طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے کہ خاوند اس طہر میں طلاق دے، جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو، یا حالتِ حمل میں دے، پھر عدت گزرنے کا انتظار کرے، ممکن ہو تو عدت کے دوران میں رجوع کر لے، ورنہ پیچھے سے مزید طلاق نہ بھیجے، تاکہ اگر بعد میں اتفاق ہو جائے تو نیا نکاح کر لے۔ مزید طلاق نہ بھیجنے کی ہدایت ان اہل علم کی رائے کی روشنی میں دی گئی ہے، جو طلاق پر طلاق کے قائل ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو طلاق پر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، محدثین اور جمہور علماء اسی کے قائل ہیں، جیسا صحیح بخاری کی روایت میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: إِنَّهَا حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ۔ ...... یہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔

نیز سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((هِيَ وَاحِدَةٌ۔)) ...... ''(جو تم نے طلاق دی ہے) یہ ایک ہوگئی ہے۔'' (ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل: ۷/ ۱۲۶، دارقطنی: ۴/ ۹)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾...... ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔''

یہ قراءت شاذ ہے، تاہم یہ جملہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور حجت ہے، جس سے آیت کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے، یعنی تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں عدت کے آغاز، یعنی طہر میں طلاق دو۔

اس آیت کی متواتر قراءت اس طرح ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ...... ''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں طلاق دو۔''

اس آیت میں طلاق دینے کا طریقہ اور وقت بتلایا گیا، ''لِعِدَّتِهِنَّ'' میں ''لام'' توقیت کے لیے ہے، یعنی ''لِأَوَّلِ'' یا ''لِاسْتِقْبَالِ عِدَّتِهِنَّ'' (عدت کے آغاز میں) طلاق دو۔ یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اس سے ہم بستری کیے بغیر طلاق دو، حالتِ طہر اس کی عدت کا آغاز ہے، اس کا مطلب یہ ہو کہ حیض کی حالت میں یا طہر میں ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دینا غلط طریقہ ہے، اس کو فقہاء طلاقِ بدعی اور پہلے صحیح طریقے کو طلاقِ سنت کہتے ہیں، اس تفسیر کی تائید مذکورہ بالا احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طَلَاقِ الثَّلَاثِ مُجْتَمِعًا وَ مُتَفَرِّقًا
اکٹھی اور الگ الگ تین طلاقوں کا بیان

(۷۱۵۷)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو الْمُطَّلِبِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا، قَالَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟)) قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا، قَالَ فَقَالَ: ((فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ۔)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ۔)) قَالَ: فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرٰى أَنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مطلب والے سیدنا رکانہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور پھر بہت سخت غمگین ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم نے کس طرح طلاق دی ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے اس کو تین طلاقیں دے دی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہی مجلس میں۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہ تو ایک ہی ہے، اگر رجوع کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔'' پس انھوں نے رجوع کر لیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ طلاق ہر طہر میں دی جائے۔

(۷۱۵۷) تخريج: قال الالباني: فلا أقل من أن يكون الحديث حسنا بمجموع الطريقين عن عكرمة ومال ابن القيم إلى تصحيحه (ارواء الغليل: ۷/ ۱۳۹)، أخرجه ابوداود: ۲۱۹۶، ۲۲۰۶ (انظر: ۲۳۸۷)

(۷۱۵۸)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ أَمْرٍ كَانَ لَهُمْ فِيْهِ أَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ۲۸۷۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زمانۂ خلافت کے شروع کے دو برسوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ اس کام میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں، جس میں انہیں نہایت سوچ بچار سے قدم رکھنا چاہیے تھا، لہٰذا اگر ہم تینوں طلاقیں جاری ہونے کا فیصلہ کر دیں، پھر انھوں نے یہ فیصلہ جاری کر دیا۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ تعزیر اور سزا کے طور پر تھا، یہ ایک سیاسی اور انتظامی مسئلہ تھا، شرعی حکم اپنی جگہ پر برقرار ہے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اختیار کیا جاتا تھا، حنفی علماء نے بھی اس کو تعزیری اور سیاسی فیصلہ تسلیم کیا ہے جو کہ ایک حاکم وقت بعض اوقات جاری کر دیتا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فقہ حنفی کی معروف کتاب جامع الرموز کتاب الطلاق اور حاشیہ طحطاوی۔

(۷۱۵۹)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: لَمَّا لَاعَنَ عُوَيْمِرٌ أَخُوْ بَنِي الْعَجْلَانِ إِمْرَءَتَهُ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ظَلَمْتُهَا إِنْ اَمْسَكْتُهَا، هِيَ الطَّلَاقُ وَهِيَ الطَّلَاقُ وَهِيَ الطَّلَاقُ (وَفِيْ لَفْظٍ) فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ النَّبِيُّ ﷺ (وَفِيْ لَفْظٍ) قَالَ: فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۱۹)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنو عجلان کے آدمی سیدنا عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کیا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب اگر میں لعان کے بعد بھی اس کو اپنے گھر رکھوں تو یہ تو میرا اس پر ظلم ہوگا، لہٰذا اسے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ ایک روایت میں ہے: انھوں نے آپ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ ایک روایت میں ہے: یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ بن گیا۔

فوائد:...... اس روایت میں تین طلاقوں کا بیک وقت اثر انداز ہو جانا، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ لعان سے نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، آگے چل کر لعان کی وضاحت ہوگی، جبکہ مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ طلاقیں تین دی تو جاتی تھیں، لیکن اثر ایک طلاق کا ہوتا تھا۔

جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی، جبکہ ہم اس نظریے کے قائل ہیں

(۷۱۵۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۷۲ (انظر: ۲۸۷۵)

(۷۱۵۹) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۴۲۳، ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۵۳۰۹، ۷۱۶۶، ۷۳۰۴، ومسلم: ۱۴۹۲ (انظر: ۲۲۸۳۱)

کہ ایک مجلس میں ایک سے زائد دی گئی طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں، اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں، قارئین کی سہولت کے لیے مذکورہ بالا دلائل بھی ذکر کیے جائیں گے:

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ ...... ''یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۹)

یعنی وہ طلاق جس میں عدت کے اندر اندر خاوند کو رجوع کا حق حاصل ہے، وہ دو مرتبہ ہے، پہلی مرتبہ طلاق کے بعد اور دوسری بار بھی طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے، تیسری بار طلاق دینے کے بعد رجوع کی اجازت نہیں۔

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے "طَلْقَتَانِ" (دو طلاقیں) نہیں فرمایا، بلکہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" (طلاق دو مرتبہ) فرمایا، جس سے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا اور انہیں بیک وقت نافذ کر دینا حکمتِ الٰہیہ کے خلاف ہے، حکمتِ الٰہیہ اس بات کی مقتضی ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد مرد کو سوچنے سمجھنے اور جلد بازی یا غصے میں کیے گئے کام کے ازالے کا موقع دیا جائے، یہ حکمت ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینے میں ہی باقی رہتی ہے، نہ کہ تینوں کو بیک وقت نافذ کر کے سوچنے اور غلطی کا ازالہ کرنے کی سہولت سے محروم کر دینے کی صورت میں۔ اسی طرح "مَـرَّتَانِ"، "مَرَّةٌ" کا تثنیہ ہے، جس کا مطلب صاف ہے کہ طلاق دو مرتبہ وقفہ بعد وقفہ ہو، نہ کی اکٹھی دو طلاقیں۔

(۲) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَـانَ الـطَّـلَاقُ عَـلَـى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِـيْ بَـكْـرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّاسَ قَـدِ اسْتَـعْـجَـلُوْا فِيْ أَمْرٍ كَانَ لَهُمْ فِيْهِ أَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔ عہدِ نبوی میں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کے شروع کے دو برسوں میں (ایک مجلس کی) تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ اس کام میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں، جس میں انہیں نہایت سوچ بچار سے قدم رکھنا چاہیے تھا، لہٰذا اگر ہم تینوں طلاقیں جاری ہونے کا فیصلہ کر دیں، پھر انھوں نے یہ فیصلہ جاری کر دیا۔ (دیکھیں حدیث نمبر ۷۱۵۸)

سنن بیہقی میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: طاؤس نے کہا: ابوصہباء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: هَاتِ مِنْ هَـنَاتِكَ اَلَمْ يَكُنْ طَلَاقُ الثَّلَاثِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَاحِدَةً؟ قَالَ: قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔ ...... لاؤ جو تمہارے پاس علمی مسائل ہوں، کیا تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک ہی نہیں

تھیں؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگوں نے پے در پے طلاق دینا شروع کر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر جاری کر دیں۔

یہ حدیث عام ہے، اس کو اپنے عموم پر باقی رکھا جائے، ماسوائے اس خاتون کے، جس کے بارے میں کوئی خاص نص ہو۔

(۳) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو الْمُطَّلِبِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا، قَالَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟)) قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا، قَالَ فَقَالَ: ((فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ.)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ.)) قَالَ: فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَى أَنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ. بنو مطلب والے سیدنا رکانہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور پھر بہت سخت غمگین ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تم نے کس طرح طلاق دی ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے اس کو تین طلاقیں دے دی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ہی مجلس میں۔“ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر یہ تو ایک ہی ہے، اگر رجوع کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔“ پس انھوں نے رجوع کر لیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ طلاق ہر طہر میں دی جائے۔ (دیکھیں: حدیث نمبر: ۷۱۵۷)

(۴) سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ۔ ......رسول کریم ﷺ کو کسی آدمی کے بارے میں یہ خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، یہ بات سن کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور غصے میں آ کر فرمانے لگے: ”کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے، جبکہ میں ابھی تک تم لوگوں کے اندر موجود ہوں؟“ یہ بات سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اس کو قتل نہ کر ڈالوں؟ (نسائی: ۳۴۳۰)

شریعت اسلامیہ میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو شریعت سے مذاق قرار دیا گیا ہے، اس حدیث میں تین طلاقوں کے واقع ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت تو نہیں ہے، لیکن اس کو پہلی احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے۔

(۵) حدیث نمبر (۷۱۵۲) والے مکمل باب پر غور کریں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں دی ہوئی طلاق ہو گئی تھی، لیکن اگلی طلاق دینے کے لیے آپ ﷺ نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا، اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ طلاق پر طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ ایک طلاق کے بعد دوسرے طلاق دینے کے لیے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

جب رجعی طلاق میں عدت کے اندر خاوند نکاح کے بغیر رجوع کر سکتا ہے تو اس سے واضح ہے کہ وہ عورت قانونی اور شرعی لحاظ سے اس کی بیوی ہے تو پھر وہ دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے اس کے لیے رجوع کرنے کی شرط کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور اس کے لیے کسی عقلی دلیل کی کوئی حیثیت نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۶) عقلی دلیل: جب خاوند اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو میاں بیوی کے رشتے میں اتنی کمزوری آ جاتی ہے کہ اگر خاوند نے عدت کے اندر اندر رجوع نہ کیا تو اس کا اپنی بیوی پر مکمل اختیار ختم ہو جائے گا، اب اگر وہ دوسری طلاق دینا چاہے تو اس کے لیے اس کو رجوع کر کے اس کمزوری کو دور کرنا چاہیے، تب دوسرا اور تیسرا اختیار استعمال کرے۔

اہم تنبیہ: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کو تین کی صورت میں ہی نافذ کیا تو اس فیصلے کی وجہ سے عموماً صحابہ و تابعین نے یہی فتوی دینا شروع کر دیا حتی کہ اس حدیث کے راوی صحابی ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتوی دینے لگے، جس سے لوگوں نے صحیح مسلم کی روایت کو مشکوک سمجھ لیا اور عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سیاسی اور انتظامی فیصلہ ایسا رائج ہوا کہ بعد کے فقہاء نے بھی اس کی پابندی کی حتی کہ یہ شرعی مسئلہ بن گیا، جبکہ حقیقتاً یہ انتظامی اور تعزیری فیصلہ تھا، جس طرح انتظامی فیصلے بدلتے رہتے ہیں، اسی طرح یہ بھی بدل سکتا ہے، ہر دور میں کچھ نہ کچھ لوگ اس کی صراحت کرتے رہے ہیں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی، صحابہ میں سے سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا زبیر اور سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے حضرت طاؤس، عکرمہ اسی کے قائل ہیں، امام المغازی محمد بن اسحق، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور امام ابن حزم کا مسلک بھی یہی ہے، بلکہ امام مالک سے بھی ایک قول یہی نقل کیا گیا ہے، مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء اور حنفیہ میں سے محمد بن مقاتل رازی بھی یہی کہتے ہیں، اب اسے شاذ مسلک کہنا ائمہ اربعہ کے لحاظ سے ہے، ورنہ ہر دور میں لوگ اس کے قائل رہے ہیں۔

مفتیٔ اعظم سعودی عرب شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا: اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں۔ (فتاوی اسلامیہ: ۳/ ۴۹)

مشہور حنفی عالم جناب رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے مرتب کردہ فتاوی رشیدیہ کے صفحہ نمبر ۳۹۳، کتاب الطلاق، پر تین طلاق کے بارے میں درج ذیل فتوی درج ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے محققین شریعت ...... اس مسئلہ میں کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃً یک لخت کہ یہ عند الشرع ملت بیضا میں حرام وممنوع و بدعت ہیں، اگر کوئی شخص بایں ہیئت دیوے تو رجعت حالت مذکورہ بالا میں حسب احادیث صحیحہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ...... (مرسلہ عزیز الدین مرادآبادی)

جواب: ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر خاوند رجوع کر سکتا ہے، کیونکہ حدیث صحیح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے شروع زمانۂ خلافت میں بھی دستور تھا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مندرجہ صحیح کے الفاظ یہ ہیں:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ طَلَاقُ

الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ أَمْرٍ كَانَ لَهُمْ فِيْهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو تینوں کو تین قرار دیا تو یہ حکم ان کا سیاسی تھا، شرعی نہ تھا، کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منصب شریعت نہ تھا۔
ان دلائل کی روشنی میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّلَاقِ بِالْكِنَايَةِ
اشارہ کنایہ سے طلاق کا حکم

(٧١٦٠)۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ فَتَخْتَارُهُ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي سَأَعْرِضُ عَلَيْكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تُشَاوِرِي أَبَوَيْكِ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا الْأَمْرُ قَالَتْ فَتَلَا عَلَيَّ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ وَفِي أَيِّ ذٰلِكَ تَأْمُرُنِي أُشَاوِرُ أَبَوَيَّ بَلْ أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْجَبَهُ وَقَالَ: ((سَأَعْرِضُ عَلَى صَوَاحِبِكِ مَا عَرَضْتُ عَلَيْكِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: فَلَا تُخْبِرْهُنَّ بِالَّذِي اخْتَرْتُ، فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا قَالَ لِعَائِشَةَ

جعفر بن برقان کہتے ہیں: میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیتا ہے، وہ اپنے خاوند کو اختیار کر لیتی ہے، اس کے متعلق کیا رائے ہیں؟ زہری نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ کہتی ہیں: میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ((میں تجھ پر ایک معاملہ پیش کر رہا ہوں، تو نے جواب دینے میں جلدی نہیں کرنا، بلکہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کرنا۔)) میں نے عرض کیا: وہ کیا معاملہ ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیات پڑھ کر سنائیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔﴾ ...... ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ سامان دے دوں اور تمھیں رخصت کر دوں، اچھے طریقے سے رخصت کرنا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخری گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

(٧١٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٨٥، ومسلم: ١٤٧٥ (انظر: ٢٥٥١٧)

ثُمَّ يَقُولُ: ((قَدْ اِخْتَارَتْ عَائِشَةُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَرَ ذٰلِكَ طَلَاقًا۔ (مسند احمد: ٢٦٠٣٣)

میں نے کہا: بھلا یہ کونسی چیز ہے کہ میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہوں، اس سے نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور یہ بات آپ ﷺ کو بہت پسند آئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! جوبات میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے، یہی میں تمہاری دیگر سوکنوں پر پیش کرنے والا ہوں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لیکن میں نے جو چیز پسند کی ہے، اس کے بارے میں آپ نے میری سوکنوں کو نہیں بتانا۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری بیویوں پر یہی بات پیش کی اور سیدہ عائشہ نے جس کو اختیار کیا تھا، وہ بھی ان کو بتایا کہ ''عائشہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کو چن لیا ہے۔'' تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں آپ ﷺ کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیا اور ہم نے آپ ﷺ کو اختیار کر لیا، لیکن اس کو طلاق شمار نہ کیا تھا۔''

(٧١٦١)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ نِسَائَهُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) وَلَمْ يُخَيِّرْهُنَّ الطَّلَاقَ۔ (مسند احمد: ٥٨٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو دنیا و آخرت میں سے ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا تھا، اور ان کو طلاق کا اختیار تو نہیں دیا تھا۔

(٧١٦٢)۔عَنْ اَبِي أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أُوْتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ وَدَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ: ((هَبِيْ لِيْ نَفْسَكِ۔)) قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ؟ قَالَتْ:

سیدنا ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر جون قبیلہ کی عورت پیش کی گئی تو آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: ''اپنے نفس کو میرے لئے ہبہ کر دو۔'' وہ کہنے لگی: ''کیا ایک ملکہ کسی عام آدمی

(٧١٦١) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن عبيد الله، قال البخاري: منكر الحديث (انظر: ٥٨٨)

(٧١٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٥٥، ٥٢٥٧ (انظر: ١٦٠٦١)

إِنِّـيْ اَعُـوْذُ بِـاللّٰهِ مِنْكَ ، قَالَ: ((لَقَدْ عُذْتِ بِـمُـعَـاذٍ۔)) ثُـمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((يَا أَبَا أَسَيْـدٍ اَكْسِهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَ اَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا۔)) (مسند احمد: ١٦١٥٨)

کے لئے اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ پھر اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تونے تو واقعی اس ذات کی پناہ طلب کی، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔'' پھر آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے: ''ابو اسید! اس عورت کو کتان کے دو سفید کپڑے پہنا کر اسے اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دوں۔''

فوائد:...... اصل واقعہ یوں ہے کہ نعمان بن جون کندی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں آپ کی شادی امیمہ بنت نعمان بن شراحیل سے نہ کرادوں، آپ ﷺ نے سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کو بطور نمائندہ نکاح بھیجا، وہ اس خاتون کو لے آئے، جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے، آپ کا کسی کو قبول کر لینا ہی شادی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اپنا نمائندہ بھیجا تھا، آپ ﷺ نے ہبہ کرنے کی بات دلجوئی کے لیے کی تھی، وگرنہ وہ شرعاً آپ کی بیوی بن چکی تھی، آپ ﷺ نے اس کی بات کو ترجیح دی اور اس کو واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلْـحِـقْهَا بِأَهْلِهَا '' (اس کو اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دو)۔ آپ ﷺ نے اس جملے کے ذریعے طلاق دی ہے، لفظ طلاق کے علاوہ جتنے الفاظ طلاق کے لیے استعمال کیے جائیں، ان کے ذریعے طلاق تب واقع ہوگی، جب طلاق کی نیت کی جائے گی، وگرنہ طلاق واقع نہیں ہوگی، خاوند سے اس کی نیت کے بارے میں سوال کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔

(٧١٦٣)۔عَـنْ كَـعْـبِ بْنِ مَـالِكٍ رضی اللہ عنہ فِيْ حَـدِيْثِ تَخَلُّفِهِ عَنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَقَدْ هَجَرَهُ وَصَـاحِبَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہم قَبْلَ نُـزُوْلِ تَـوْبَتِهِـمْ ، قَـالَ: حَتّٰـى إِذَا مَضَتْ اَرْبَـعُـوْنَ لَيْـلَةً مِـنَ الْـخَمْسِيْنَ إِذَا بِرَسُوْلِ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَـأْتِيْـنِيْ ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ يَـأْمُـرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ اِمْرَاَتَكَ ، قَالَ: فَـقُـلْـتُ: أُطَـلِّـقُـهَـا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ قَالَ: بَلِ اعْتَـزِلْهَـا فَلَا تَـقْـرَبْـهَـا ، قَالَ: وَاَرْسَلَ اِلٰى

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنا وہ واقعہ بیان کرتے ہیں، جب وہ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے تھے، ان کی توبہ قبول ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے ان کو اور ان کے دو ساتھیوں کو چھوڑ دیا تھا، جب یہ بول چال چھوڑے ہوئے چالیس دن گزر گئے تو نبی کریم ﷺ کا قاصد میرے پاس یہ پیغام لے کر آیا کہ نبی کریم ﷺ تم کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے بھی الگ ہو جاؤ، میں نے کہا: کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اسنے کہا: بس الگ ہو جاؤ اور اس کے قریب نہ جاؤ، میرے باقی دو

(٧١٦٣) تـخـريـج: هـذا حديث طويل و أخرجه مطولا و مختصرا البخاري: ٣٨٨٩، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٦٦٩٠، ومسلم: ٢٧٦٩ (انظر: ١٥٧٨٩)

اَصْحَابِیْ بِمِثْلِ ذَالِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِامْرَاَتِیْ: اَلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ، فَكُوْنِیْ عِنْدَهُمْ حَتّٰی يَقْضِیَ اللّٰهُ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۱۵۷۸۹)

ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا، پس میں نے اپنی اہلیہ سے کہا: تم اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جاؤ اوران کے پاس رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔ الخ۔

فوائد:...... اس حدیث میں سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے لیے لفظ "اَلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ" (تو اپنے گھر والوں کی طرف چلی جا) استعمال کیے، لیکن اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان کی نیت طلاق کی نہیں تھی۔

(۷۱٦٤)۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ قَالَ: كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ فِی الْحَرَامِ يَمِيْنٌ يُكَفِّرُهَا، قَالَ هِشَامٌ: وَكَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ فِی الْحَرَامِ يَمِيْنٌ يُكَفِّرُهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔ (مسند احمد: ۱۹۷٦)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے تھے کہ خاوند کا اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنا، یہ ایک قسم ہے، جس کا وہ کفارہ ادا کرے گا، اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے تھے کہ بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنا ایک قسم ہے، جس کا وہ کفارہ ادا کرے گا۔ نیز سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾...... "تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد درج ذیل آیت ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔﴾...... "اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے؟ تو اپنی بیویوں کی خوشی چاہتا ہے، اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ بے شک اللہ نے تمھارے لیے تمھاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمھارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے مطابق اس پر قسم کا کفارہ ادا کیا تھا، معلوم ہوا کہ حرام، قسم ہوتی ہے۔

(۷۱٦٤) تخريج: حديث عكرمة عن عمر منقطع، وحديث ابن عباس صحيح على شرط البخاري.، أخرجه البخاري: ٤٩١١، ٥٢٦٦، ومسلم: ١٤٧٣ (انظر: ١٩٧٦)

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَلَاقِ الْمُکْرَہِ وَمَنْ عَلَّقَ الطَّلَاقَ قَبْلَ النِّکَاحِ
زبردستی لی گئی طلاق کا حکم اور جس نے نکاح سے پہلے طلاق معلق دی

(۷۱۶۵)۔عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ))۔ (مسند احمد: ۲۶۸۹۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زبردستی میں نہ تو طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ ہی کسی غلام کی آزادی۔''

فوائد:...... اگر کوئی زور آور کسی کمزور پر رعب جماتے ہوئے یا اسلحہ کے زور پر یا کسی بھی زبردستی کے انداز میں مجبور کرتے ہوئے کہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنے لونڈی یا غلام کو آزاد کر تو یہ دونوں چیزیں واقع نہیں ہوں گی۔

(۷۱۶۶)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ طَلَاقٌ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَلَا عِتَاقَ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَلَا بَیْعَ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ۔)) (مسند احمد: ۶۷۶۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کو خاوند بننے سے پہلے خاتون کو طلاق دینے کا، ملکیت سے پہلے غلام کو آزاد کرنے کا اور مالک بننے سے پہلے کوئی چیز بیچنے کا کوئی اختیار نہیں۔''

فوائد:...... اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ اگر فلاں عورت سے میرا نکاح ہوا تو اسے میں طلاق دے دوں گا، یا اسے طلاق ہو جائے گی، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ جب وہ یہ بات کہہ رہا ہوتا ہے، اس وقت وہ خاوند اور مالک نہیں ہوتا، امام شافعی اور امام احمد کا یہی مؤقف ہے کہ نکاح سے پہلے کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَلَاقِ الْعَبْدِ
غلام کی طلاق کا بیان

(۷۱۶۷)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ اَنَّ اَبَا حَسَنٍ مَوْلٰی اَبِیْ نَوْفَلٍ اَخْبَرَہُ اَنَّہُ اسْتَفْتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فِیْ مَمْلُوْكٍ تَحْتَہُ مَمْلُوْکَۃٌ فَطَلَّقَہَا تَطْلِیْقَتَیْنِ ثُمَّ عُتِقَا ہَلْ یَصْلُحُ لَہُ اَنْ

ابو حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک غلام ہے، اس کی بیوی بھی لونڈی ہے، وہ اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے، پھر وہ دونوں آزاد ہو جاتے ہیں تو کیا اب اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کو منگنی کا

(۷۱۶۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف محمد بن عبید المکی، أخرجہ ابوداود: ۲۱۹۳، وابن ماجہ: ۲۰۴۶(انظر:)

(۷۱۶۶) تخریج: حدیث حسن، أخرجہ ابوداود: ۲۱۹۰، والنسائی: ۷/ ۲۸۸، والترمذی: ۱۱۸۱، وابن ماجہ: ۲۰۴۷ (انظر: ۶۷۶۹)

(۷۱۶۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر بن معتب، قال احمد: لا اعرفہ، وذکرہ النسائی فی الضعفاء، وقال: لیس بالقوی، أخرجہ ابوداود: ۲۱۸۷، والنسائی: ۶/ ۱۵۴ (انظر: ۲۰۳۱)

يَخْطُبَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَضَى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٠٣١)

پیغام بھیجے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں، نبی کریم ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

(٧١٦٨)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ مَوْلٰى بَنِي نَوْفَلٍ يَعْنِي اَبَا الْحَسَنِ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ بِطَلِقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا اَيَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ عَمَّنْ؟ قَالَ: اَفْتٰى بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ) قَالَ اَبِيْ: قِيْلَ لِمَعْمَرٍ يَا اَبَا عُرْوَةَ! مَنْ اَبُوْ حَسَنٍ هٰذَا؟ لَقَدْ تَحَمَّلَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً۔ (مسند احمد: ٣٠٨٨)

(دوسری سند) ابوحسن سے ہی مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس غلام کے بارے میں پوچھا گیا، جس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دی ہوں، پھر وہ دونوں آزاد ہو جائیں، تو کیا وہ اس لونڈی کے ساتھ دوبارہ شادی کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کسی نے کہا: تم یہ کس سے بیان کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اسی چیز کا فتویٰ دیا تھا۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: معمر سے پوچھا گیا: یہ ابوحسن کون ہے؟ اس نے ایک بڑی بھاری چٹان اٹھائی ہے (یعنی بے بنیاد سی بات کی ہے)۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: يَنْكِحُ الْعَبْدُ امْرَاَتَيْنِ وَيُطَلِّقُ تَطْلِيْقَتَيْنِ۔ ...... غلام دو عورتوں سے طلاق کر سکتا ہے اور دو طلاقیں دے سکتا ہے۔ (ارواء الغلیل: ٢٠٦٧، دارقطنی: ٢/٢٤٢، بیہقی: ٧/ ٤٢٥)

جمہور کا مسلک تو یہی ہے کہ غلام کو دو طلاقوں کا حق ہے۔

آزاد مرد اور غلام کے طلاق دینے اور آزاد عورت اور لونڈی کی عدت کے حوالہ سے فرق کرنے والی مرفوع روایات ضعیف ہیں۔ آثار صحابہ سے شرعی مسئلہ تو ثابت نہیں ہوتا، اس لیے جب کوئی شرعی دلیل نہ ہو تو مذکورہ کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔

عام فقہاء کا مسلک یہی ہے کہ اگر غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے تو اب یہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی، جب تک کہ وہ اس کے علاوہ خاوند سے نکاح نہیں کرے گی، یعنی غلام کو دو طلاقوں کا اختیار ہے، اگر وہ دو طلاقیں دے دیتا ہے تو وہ لونڈی اس کے حق میں اسی طرح مطلقہ ہوگی، جس طرح کہ آزاد عورت تین طلاق کے بعد ہوتی ہے۔

بَابُ عَدْمِ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ مِنَ النَّائِمِ وَالصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَبِحَدِيْثِ النَّفْسِ

سوئے ہوئے، نابالغ بچے اور پاگل اور ذہنی خیالات کی طلاق واقع نہ ہونے کا بیان

(٧١٦٩)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد مرفوع القلم ہیں (یعنی گناہ کی سزا سے بری ہیں): ایک نابالغ بچہ، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے، دوسرا سویا

(٧١٦٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧١٦٩) اسناده جيد، أخرجه ابوداود: ٤٣٩٨، والنسائي: ٦/ ١٥٦، وابن ماجه: ٢٠٤١، (انظر: ٢٤٦٩٤)

وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ))۔ (مسند احمد: ۲۵۲۰۱)

ہوا شخص، جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے اور تیسرا پاگل شخص، جب تک اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہ ہو جائے۔''

فوائد:...... امام ابن حبان نے کہا: مرفوع القلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے واقع ہونے والا شر نہیں لکھا جاتا، نہ کہ خیر (یعنی اگر بچہ اور پاگل نیکی کا کام کریں تو ان کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے)۔

(۷۱۷۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُجُوِّزَ (وَفِیْ لَفْظٍ: اَنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ) لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ فِیْ اَنْفُسِهَا اَوْ وَسْوَسَتْ بِهِ اَنْفُسُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهِ اَوْ تَكَلَّمْ بِهِ))۔ (مسند احمد: ۷۴۶۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ نے میری امت کے (افراد کے دل میں آنے والے فاسد) خیالات اور دلی وسوسوں سے تب تک درگزر فرمایا ہے، جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے یا انہیں زبان پر نہ لایا جائے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر طلاق کا وسوسہ یا خیال پیدا ہو جائے، لیکن اس کا زبان سے اظہار نہ کیا جائے تو وہ واقع نہیں ہوگی۔

دل پر مختلف قسم کے برے خیالات طاری ہو سکتے ہیں، لیکن اگر ان پر پختہ عزم نہ کیا جائے، نہ ان کو بروئے کار لایا جائے اور نہ زبان سے ادا کیا جائے تو کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَلَاقِ الْفَارِّ وَالْمَرِيْضِ وَالْهَازِلِ

بیوی کو میراث سے محروم کرنے والے، مریض اور مذاق سے طلاق دینے والا کا بیان

(۷۱۷۱)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا۔)) فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَائَهُ وَقَسَّمَ مَالَهُ بَيْنَ بَنِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَأَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيْمَا يَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِيْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ أَنْ لَاتَمْكُثَ اِلَّا قَلِيْلًا، وَاَيْمُ اللّٰهِ! لَتُرَاجِعَنَّ نِسَائَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِيْ مَالِكَ أَوْ لَاُوَرِّثُهُنَّ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوا تو ان کی دس بیویاں تھیں، نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: ''تم ان میں سے کل چار بیویاں منتخب کرلو۔'' عہد فاروقی میں سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ نے تمام بیویوں کو طلاق دے دی اور سارا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیا، جب یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے ان کو بلایا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شیطان نے فرشتوں سے تیری موت کی خبر سن کر تیرے دل میں ڈال دی ہے، اب شاید تیری تھوڑی زندگی باقی رہ گئی ہو۔ اللہ کی قسم ہے! یا تو تو اپنی بیویوں سے رجوع کر کے

(۷۱۷۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۵۲۸، ۶۶۶۴، و مسلم: ۱۲۷ (انظر: ۷۴۷۰)

(۷۱۷۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مختصرا الترمذی: ۱۱۲۸، و ابن ماجه: ۱۹۵۳ (انظر: ۴۶۳۱)

مِنْكَ ، وَلَآمُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ اَبِيْ رِغَالٍ۔ (مسند احمد: ٤٦٣١)

ان کو مال واپس کرے گا، یا میں خود ان بیویوں کو تیرا وارث بناؤں گا اور تیری قبر کے بارے میں حکم دوں گا کہ اس کو ایسے رجم کیا جائے، جیسے ابو رِغال کی قبر کو کیا گیا تھا۔''

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ۔)) ......''تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور ان کا مزاح بھی حقیقت ہے: نکاح، طلاق اور رجوع کرنا۔'' (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

اگر کوئی آدمی مذاق کرتے ہوئے نکاح کرتا ہے، یا طلاق دیتا ہے، یا اپنی بیوی سے رجوع کرتا ہے، تو شریعت میں اس کی بات کو معتبر سمجھ لیا جائے گا اور پھر اسی پر اس کا مؤاخذہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جو آدمی موت کے وقت طلاق دے گا، اس کی طلاق ہر صورت میں معتبر ہوگی، اگر اس کی نیت وراثت سے محروم کرنے کی ہو تو وہ گنہگار ہوگا، کیونکہ یہ ظلم ہے اور اللہ تعالی کے ہاں اس کا مؤاخذہ ہوگا۔

خلیفۂ وقت ایسے ظالم کا مؤاخذہ کر سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ دراصل جاہلیت کی عادات واطوار کی طرف لوٹنا چاہتے تھے۔

ابو رغال کون تھا؟ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں: (أ) یہ ثمود سے تھا، جب اس کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو یہ حرم میں تھا، لیکن جب حرم سے نکلا تو قوم کے عذاب میں پھنس گیا۔ (ب) ابتدائے زمانہ میں ٹیکس وصول کرنے والا ایک آدمی تھا، اس کی قبر مکہ اور طائف کے درمیان ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر کو رجم کیا جائے گا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس کے دل میں شیطان نے یہ خیال ڈال دیا کہ اپنا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے اور بیویوں کو طلاق دے دے تا کہ یہ وراثت سے محروم ہو جائیں اور سارا مال بیٹوں کو مل جائے۔ مصنف عبد الرزاق کی روایت کے مطابق یہ آدمی سات دنوں کے بعد فوت ہو گیا تھا۔

كِتَابُ الْخُلْعِ
خلع کا بیان

بَابُ ذَمِّ الْمُخْتَلِعَاتِ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ
بغیر ضرورت خلع لینے والیوں کی سزا

(٧١٧٢)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((اَلْمُخْتَلِعَاتُ وَالْمُنْتَزِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتِ))۔ (مسند احمد: ٩٣٤٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خلع لینے والی اور خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔''

فوائد:...... منافق سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بظاہر خاوند کا مطیع ثابت کرتی ہے، لیکن اندرونِ خانہ نافرمان ہے، لہٰذا وہ منافق ہے۔

خلع: عورت کا مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنا خلع کہلاتا ہے۔شریعت نے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا، وہاں ناساز گار حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کو خلع کا حق بھی دیا، لیکن آپ ﷺ نے یہ تنبیہ بھی کر دی کہ جو عورتیں کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کرتی ہیں، ان پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔(ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

(٧١٧٣)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ: كَانَتْ حَبِيْبَةُ ابْنَةُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ الْأَنْصَارِيِّ فَكَرِهَتْهُ وَكَانَ رَجُلًا دَمِيْمًا، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا، سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ خوش شکل نہ تھے، اس لیے سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر

(٧١٧٢) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، فالحسن البصرى لم يسمع من ابى هريرة، أخرجه النسائى: ٦/ ١٦٨ (انظر: ٩٣٥٨)

(٧١٧٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٢٠٥٧ (انظر: ١٦٠٩٥)

فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَرَاهُ، فَلَوْ لَا مَخَافَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَبَزَقْتُ فِيْ وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِي اَصْدَقَكِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، فَرْسَلَ اِلَيْهِ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، قَالَ: فَكَانَ ذٰلِكَ اَوَّلَ خُلْعٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ١٦١٩٣)

میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا ڈر آڑے نہ آتا ہوتو میں ثابت کو دیکھ کر اس کے چہرے پر تھوک دوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حبیبہ! کیا تو وہ باغ، جو ثابت نے حق مہر کے طور پر دیا تھا، وہ اسے واپس کر دو گی؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے سیدنا ثابت کے ہاں پیغام بھیجا، وہ آئے، سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کو وہ باغ لوٹا دیا اور آپ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروادی، یہ اسلام میں سب سے پہلا پیش آنے والا خلع تھا۔

(٧١٧٤)۔عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عَلٰى بَابِهِ بِالْغَلَسِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ فقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكِ؟)) قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتٌ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ۔)) قَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ: ((خُذْ مِنْهَا۔)) فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٩٩٠)

سیدہ حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، جب نبی کریم ﷺ نمازِ فجر کے لیے باہر تشریف لائے تو حبیبہ کو اپنے دروازے پر پایا، جبکہ ابھی تک اندھیرا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: جی میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہو گیا ہے، خیر تو ہے؟'' انھوں نے کہا: میں اور میرا خاوند ثابت، بس اب اکٹھے نہیں رہ سکتے، یہ سن کر آپ ﷺ نے سیدنا ثابت کو بلایا، وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''یہ حبیبہ بنت سہل ہے، اس نے مجھے اپنی دلی کیفیت بتائی ہے، یہ تمہارے پاس نہیں رہنا چاہتی۔'' اتنے میں سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ثابت نے جو کچھ مجھے دیا ہے، وہ میرے پاس موجود ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا: ''یہ اپنا مال لے لو۔'' پس انھوں نے اس سے مال لے لیا اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی گئیں۔

(٧١٧٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٢٢٧، والنسائي: ٦/ ١٦٩ (انظر: ٢٧٤٤٤)

فوائد:...... سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ باکردار اور بااخلاق تھے حتیٰ کہ ان کی بیوی نے اس بات کا اعتراف بھی کیا تھا کہ وہ ان کے اخلاق اور دین پر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتی، لیکن اسلام نے خاوند کی ناشکری سے منع کیا ہے، ان کے خوش شکل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی بیوی ان کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہو رہی تھی۔

بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَيْهَا وَبِمَا تَحِلُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ

رجوع کرتے وقت گواہ بنانے اور اس چیز کا بیان کہ تین طلاق والی عورت پہلے خاوند کے لیے کیسے حلال ہوگی

(٧١٧٥)۔عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ ارْتَحَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا وَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ ثُمَّ يُجَاهِدَ الرُّومَ حَتّٰى يَمُوتَ فَلَقِيَ رَهْطًا مِنْ قَوْمِهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ قَوْمِهِ سِتَّةً أَرَادُوا ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔)) فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى رَجْعَتِهَا ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْنَا فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوَتْرِ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا جِدًّا۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٣)

سیدنا سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر مدینہ کی جانب سفر کیا تا کہ وہاں موجود اپنی جاگیر کو فروخت کریں اور اسے ہتھیار اور گھوڑے خریدنے پر صرف کریں اور رومیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائیں، اس دوران ان کی ملاقات اپنے قبیلہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ ہوئی، انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چھ افراد نے اسی طرح کا عزم ظاہر کیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ''کیا تمہارے لیے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا، یہ سن کر سیدنا سعد نے انہیں گواہ بنا کر کہا کہ اس نے اپنی بیوی سے رجوع کیا، پھر وہ ہماری طرف آئے اور ہمیں بتایا کہ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے وتر کے متعلق سوال کیا، پھر طویل حدیث بیان کی۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾...... ''پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کر لو اور اللہ کی رضامندی کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔'' (سورۂ طلاق: ٢)

یہ امر وجوب کے لیے نہیں، استحباب کے لیے ہے، یعنی گواہ بنا لینا بہتر ہے، تاہم ضروری نہیں۔

(٧١٧٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، هذا حديث طويل، أخرجه بتمامه و مختصرا ابو داود: ١٣٤٣، والنسائي: ٣/ ٦٠ (انظر: ٢٤٢٦٩)

گواہ بنانے کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے امر کا صیغہ استعمال ہے، جس کا اصل تقاضا وجوب کا ہے وجوب سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ گواہ نہ بنانے سے بہت سے مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ گواہ بنانے کے متعلق حدیث میں بھی امر کا صیغہ وارد ہوا ہے۔ (ابوداود: ۲۱۸۶۔ تفصیل دیکھیں: تفسیر القرآن الکریم (از حافظ عبدالسلام بھٹوی) کی زیر نظر آیات) (عبداللہ رفیق)

(۷۱۷۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا آخَرُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا هَلْ تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ: ((لَا حَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ))۔ (مسند احمد: ٤٧٧٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا، جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں، پھر کسی دوسرے شخص نے اس سے شادی کر کے دروازہ بند کیا ہو اور پردہ لٹکا لیا ہو (یعنی خلوت میں لے گیا ہو)، لیکن پھر بغیر جماع کیے اسے طلاق دے دے، تو کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی، جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع کر کے لطف اندوز نہ ہو لے۔''

(۷۱۷۷)۔ عَنْ عائشة رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (قَالَ اَبِيْ: وَلَمْ يَرْفَعْهُ يَعْلٰى) عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يُوَاقِعَهَا اَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوْقَ عُسَيْلَتَهُ))۔ (مسند احمد: ٢٤٦٥٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا، جس نے اپنی بیوی کو (تین) طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت نے کسی دوسرے شخص سے شادی کر لی، پھر وہ اس کے پاس تو گیا لیکن جماع کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی، اب کیا وہ پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عورت تب تک پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی، جب تک دوسرا شوہر اور وہ باہمی طور پر جنسی تعلق سے لطف اندوز نہ ہو لیں۔''

(۷۱۷۸)۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِنَحْوِهِ (وَفِيْهِ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، حَتّٰى

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں!

(۷۱۷٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٤٩٦٦ (انظر: ٤٧٧٦)

(۷۱۷۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٣٠٩، والنسائى: ٦/ ١٤٦، وأخرجه بنحوه واطول منه البخارى: ٥٢٦٠، ٥٧٩٢، ٥٨٢٥، ومسلم: ١٤٣٣ (انظر: ٢٤١٤٩)

(۷۱۷۸) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٤١٩٩٩، والبزار: ١٥٠٥، والبيهقى: ٧/ ٣٧٥، والطبرانى فى "الاوسط": ٢٣٩٣ (انظر: ١٤٠٢٤)

يَكُوْنَ الْآخَرُ ذَاقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَيْلَتِهِ))۔ (مسند احمد: ١٤٠٦٩)

جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جنسی تعلق قائم کر کے لطف اندوز نہ ہولیں۔''

(٧١٧٩)۔عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: جَاءَ تِ الْغُمَيْصَاءُ أَوِ الرُّمَيْصَاءُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُوْ زَوْجَهَا وَ تَزْعَمُ أَنَّهُ لَا يَصِلُ إِلَيْهَا فَمَا كَانَ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَاءَ زَوْجُهَا فَزَعَمَ أَنَّهَا كَاذِبَةٌ وَلٰكِنَّهَا تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلٰى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ لَكِ ذٰلِكِ حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ رَجُلٌ غَيْرُهُ))۔ (مسند احمد: ١٨٣٧)

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غمیصاء یا رمیصاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اپنے خاوند کی شکایت کی اور اس نے یہ تاثر بھی دیا کہ اس کا خاوند اس تک پہنچ نہیں پاتا (یعنی اس میں جماع کی صلاحیت نہیں ہے) تھوڑی دیر تک اس کا خاوند بھی آ گیا اور اس نے بتایا کہ یہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ کسی طرح پہلے خاوند کے پاس چلی جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: ''اس کی تجھے اس وقت تک اجازت نہیں، جب تک دوسرا مرد تجھ سے بذریعہ نکاح لطف اندوز نہ ہو جائے۔''

(٧١٨٠)۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْعُسَيْلَةُ هِيَ الْجِمَاعُ))۔ (مسند احمد: ٢٤٨٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اَلْعُسَيْلَة سے مراد جماع ہے۔''

(٧١٨١)۔وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ وَأَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي الْبَتَّةَ وَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ تَزَوَّجَنِي وَإِنَّمَا عِنْدَهُ مِثْلُ هُدْبَتِي، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَنْهٰى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَأَنَّكِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی آئی، جبکہ میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، وہ کہنے لگی کہ رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دے دی ہے اور سیدنا عبد الرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے میری شادی ہو گئی ہے، لیکن اس کا خاص عضو تو میرے اس کپڑے کے جھالر کی طرح ہے، پھر اس نے اپنی چادر کا جھالر پکڑ کر وضاحت کی، اُدھر سیدنا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے تھے، انہیں ابھی اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی، انھوں نے باہر سے ہی کہا: اے ابوبکر! تم اس خاتون کو منع کیوں نہیں کرتے، یہ کس

(٧١٧٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ٤٨ (انظر: ١٨٣٧)

(٧١٨٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابو عبد الملك المكي عليه كلام، أخرجه ابويعلى: ٤٨٨١ (انظر: ٢٤٣٣١)

(٧١٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٠ ٥، ٥٧٩٢، ٥٨٢٥، ومسلم: ١٤٣٣ (انظر: ٢٤٠٥٨)

تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ))۔ (مسند احمد: ٢٤٥٥٩)

طرح کھلے انداز میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس قسم کی باتیں کر رہی ہے، اس پر نبی کریم ﷺ نے بس زیر لب مسکرا دیا اور کچھ نہ کہا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرا ارادہ یہ ہے کہ تو دوبارہ رفاعہ کے پاس چلی جائے، نہیں، بالکل نہیں، تو اس وقت تک نہیں جا سکتی، جب تک کہ تو اس خاوند سے مزہ نہ اٹھا لے اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہو لے۔''

(٧١٨٢)۔ عَنْ عَطَاءِ نِ الْخُرَاسَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَزَادَ: ثُمَّ جَاءَتْهُ بَعْدُ فَأَخْبَرَتْهُ اَنْ قَدْ مَسَّهَا فَمَنَعَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اِيْمَانُهُ اَنْ يُحِلَّهَا لِرِفَاعَةَ فَلَا يَتِمُّ لَهُ نِكَاحُهَا مَرَّةً اُخْرٰى۔)) ثُمَّ اَتَتْ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهِمَا فَمَنَعَاهَا كِلَاهُمَا۔ (مسند احمد: ٣٤٤١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: پھر وہ عورت دوبارہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر چکا ہے، لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اسے پہلے شوہر کی طرف لوٹنے سے منع کر دیا، اور آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! اگر اس عورت کا ارادہ یہی ہے کہ وہ رفاعہ کے لئے اسے حلال کرے تو اس کا دوبارہ نکاح پورا نہ ہو۔'' بعدازاں وہ عورت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں ان کے پاس (اسی غرض) سے آئی تو ان دونوں نے بھی اسے منع کر دیا۔

(٧١٨٣)۔ عَنْ عائشة رضي الله عنها قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَاَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا، وَكَانَ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرُبْهَا اِلَّا هَبَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنْهَا اِلٰى شَيْءٍ، فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: اَحِلُّ لِزَوْجِي الْاَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحِلِّيْ لِزَوْجِكِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو (تین) طلاقیں دیں، اس نے دوسرے خاوند سے شادی کر لی، وہ اس کے پاس آیا، لیکن اس کا عضو خاص کپڑے کی جھالر کی مانند تھا، وہ اس کے قریب صرف ایک مرتبہ ہی آیا تھا اور اس بار بھی جماع نہ ہو سکا، اس عورت نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا اور کہا: کیا میں پہلے خاوند کے حق میں حلال ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال

(٧١٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، عطاء الخراساني صاحب اوهام كثيرة، ثم هو لم يسمع من ابن عباس (انظر: ٣٤٤١)

(٧١٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٦٥، ومسلم: ١٤٣٣ (انظر: ٢٥٩٢٠)

عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ))۔ (مسند احمد: ٢٦٤٤٥)

نہیں ہو سکتی، تاوقتیکہ دوسرا خاوند تجھ سے لذت اندوز نہ ہو جائے اور تو اس سے لذت اندوز نہ ہو جائے۔"

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾...... "پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں، جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔" (سورۂ بقرہ: ۲۳۰)

اس طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے، یعنی تیسری طلاق کے بعد خاوند نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح، البتہ یہ عورت کسی اور جگہ نکاح کر لے اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو اس کے بعد پہلے خاوند سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے، لیکن درج بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ ایسی خاتون پہلے خاوند کے لیے تب حلال ہو گی، جب نکاح کے بعد حق زوجیت بھی ادا ہو گا۔

بعض ملکوں میں حلالہ کا جو طریقہ رائج ہے، یہ لعنتی فعل ہے، نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۶۹۹۶) کے باب میں مذکورہ احادیث اور فوائد۔

كِتَابُ الْإِيلَاءِ
ایلاء کے مسائل

وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ﴾ الْآيَاتِ
﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ...... ﴾ کی تفسیر کا بیان

وضاحت: ایلاء: شوہر کا قسم اٹھانا کہ وہ اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہیں ہوگا، ایلاء کہلاتا ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ ہے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۶ سے معلوم ہوتا ہے۔

(۷۱۸۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى نِسَائِهِ شَهْرًا، قَالَتْ: فَلَبِثَ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ، قَالَتْ: فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ بَدَأَ بِهِ، فَقُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلَيْسَ كُنْتَ أَقْسَمْتَ شَهْرًا؟ فَعَدَدْتُ الْأَيَّامَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ))۔ (مسند احمد: ۲۴۵۵۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے، آپ ﷺ انتیس دن تک رکے رہے، پھر میں وہ پہلی بیوی تھی، جس کے پاس آپ ﷺ سب سے پہلے تشریف لائے، میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا آپ نے ایک ماہ تک نہ آنے کی قسم نہیں اٹھائی تھی؟ میں نے تو ابھی انتیس دن شمار کئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(یہ) مہینہ انتیس دن کا ہے۔''

(۷۱۸۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (یہ بھی) روایت ہے کہ جب انتیس دن گزر گئے تو نبی کریم ﷺ میرے پاس داخل ہوئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے، میں دن شمار کرتی

(۷۱۸٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۰۸۳ (انظر: ۲٤۰۵۰)

(۷۱۸۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۰۸۳، وعلقه البخاري بصيغة الجزم بإثر ٤۷۸٦ (انظر: ۲۵۳۰۱)

عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ۔)) ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ أَجْرًا عَظِيمًا۔﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۱۵)

رہی ہوں، آپ تو ہمارے پاس انتیس دن کے بعد آ گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک (یہ) مہینہ انتیس دنوں کا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میں ایک بات ذکر کرنے لگا ہوں، اس کا جواب دینے میں جلد بازی سے کام نہ لینا، پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ أَجْرًا عَظِيمًا۔﴾ سیدہ نے کہا: آپ ﷺ جانتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ سے جدائی کا کبھی نہیں کہہ سکتے۔ پس میں نے کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ طلب کروں؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

(۷۱۸۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعٌ وَعِشْرُونَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: قَدْ بَرَّتْ يَمِينُكَ وَقَدْ تَمَّ الشَّهْرُ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ تک قطع تعلق کر لی، جب انتیس دن گزر گئے تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: مہینہ پورا ہو چکا ہے لہٰذا آپ کی قسم بھی پوری گئی۔

(۷۱۸۷)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْفَكَّتْ قَدَمُهُ فَقَعَدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوعٍ وَآلٰى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَأَتَاهُ أَصْحَابُهُ يَعُودُونَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ قَاعِدًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ الْأُخْرٰى قَالَ لَهُمْ: ((ائْتَمُّوا بِإِمَامِكُمْ فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا مَعَهُ قُعُودًا۔)) قَالَ وَنَزَلَ فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ آلَيْتَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک میں موچ آ گئی، آپ ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں تشریف فرما ہوئے، جس کی سیڑھی درخت کے تنوں سے بنائی گئی تھی اور آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے قسم بھی اٹھا لی، صحابۂ کرام آپ ﷺ کی تیمارداری کے لیے آئے، آپ ﷺ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے، جب دوسری نماز کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اپنے امام کی اقتداء کیا کرو، پس جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر وہ بیٹھ کر

(۷۱۸٦) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۲۱۰۳)

(۷۱۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۸ (انظر: ۱۳۰۷۱)

شَهْرًا؟ قَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ۔))
(مسند احمد: ۱۳۱۰۲)

نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' جب آپ ﷺ انتیس تاریخ کو بالا خانے سے نیچے تشریف لے آئے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم اٹھا رکھی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ انتیس دنوں کا ہے۔''

(۷۱۸۸)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ، فَقِيْلَ لَهُ: حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا))۔ (مسند احمد: ۲۷۲۱۸)

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ تک اپنی بعض بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالی، جب انتیس دن گزر گئے تو صبح یا شام کو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے۔ کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے تو ایک ماہ تک ان کے پاس داخل نہ ہونے کی قسم کھائی تھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''یہ بلا شبہ مہینہ انتیس دن کا تا ہے۔''

(۷۱۸۹)۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرَاهِيجَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ هَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسَبُهُ قَالَ شَهْرًا فَأَتَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ عَلٰى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ الْحَصِيرُ بِظَهْرِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كِسْرٰى يَشْرَبُونَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْتَ هٰكَذَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُمْ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا۔)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الشَّهْرُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا۔)) وَكَسَرَ فِي الثَّالِثَةِ الْإِبْهَامَ۔ (مسند احمد: ۷۹۵۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو ایک ماہ تک چھوڑ دیا، آپ کے پاس سیدنا عمر ؓ آئے، جبکہ اس وقت آپ ﷺ بالا خانے میں چٹائی پر تشریف فرما تھے، چٹائی کے نشانات آپ کی کمر مبارک پر نمایاں نظر آ رہے تھے، سیدنا عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایران کے بادشاہ تو سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیئیں اور آپ ﷺ اس طرح فقر و فاقہ میں ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان کی نیکیاں ان کو دنیا میں ہی چکوائی جا رہی ہیں۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا ہے، اس طرح، اس طرح اور اس طرح۔'' آپ ﷺ تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند کر لیا۔

(۷۱۸۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۹۱۰، ۵۲۰۲، ومسلم: ۱۰۸۵ (انظر: ۲۲۶۸۳)
(۷۱۸۹) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۳۶۷۶ (انظر: ۷۹۶۳)

(۷۱۹۰)۔حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ هَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ شَهْرًا فَكَانَ يَكُونُ فِي الْعُلْوِ وَيَكُنَّ فِي السُّفْلِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِنَّ فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ مَكَثْتَ تَسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا۔)) بِأَصَابِعِ يَدِهِ مَرَّتَيْنِ وَقَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ إِبْهَامَهُ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٨١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ تک علیحدگی اختیار کر لی اور آپ ﷺ نے بالا خانے میں رہائش اختیار کر لی اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نیچے تھیں، جب آپ ﷺ انتیس دنوں کے بعد بیویوں کے پاس اتر آئے تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ انتیس دن ٹھہرے ہیں (جبکہ قسم تو مہینے کی تھی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح ہے اور اس طرح ہے۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے تیسری بار انگوٹھا بند کرلیا۔

فوائد:...... اگرکوئی خاوند چار ماہ سے زیادہ مدت کے لیے یا مدت کی تعیین کے بغیر بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھاتا ہے،تو چار مہینے گزر جانے کے بعد یا تو خاوند اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے گا، یا پھر اسے طلاق دے دے گا، چار ماہ گزر جانے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اگر وہ خودکوئی فیصلہ نہیں کرتا تو عدالت کی طرف سے اسے کوئی ایک فیصلہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہ بات یادرہے کہ اگرکوئی خاوند معینہ مدت کے لیے قسم اٹھاتا ہے،لیکن اس مدت کی تکمیل سے پہلے اپنی بیوی سے تعلق قائم کر لیتا ہےتو اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی تو انصار ومہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواجِ مطہرات نے بھی نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا، جس پر آپ ﷺ سادگی پسند ہونے کی وجہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی، جوایک ماہ تک جاری رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی اٹھائیسویں اور انتیسویں آیات نازل کیں، جن میں ازواجِ مطہرات کوآپ ﷺ کے عقد میں رہنے یا طلاق لینے کا اختیار دیا گیا، آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کے عقد میں رہنے کو ترجیح دی، باقی امہات المؤمنین نے بھی ایثار کی یہی مثال پیش کی۔

❀❀❀

(۷۱۹۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۰۸٤ (انظر: ۱٤٥۲۷)

كِتَابُ الظِّهَارِ
ظہار کے مسائل

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لَفْظِهِ وَسَبَبِهِ
ظہار کے لفظ اور سبب کا بیان

(۷۱۹۱)۔عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! فِيَّ وَفِيْ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَدْرَ سُوْرَةِ الْمُجَادَلَةِ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهُ وَضَجِرَ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَرَاجَعْتُهُ بِشَيْءٍ فَغَضِبَ فَقَالَ: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيْ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ فَجَلَسَ فِيْ نَادِي قَوْمِهِ سَاعَةً ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَإِذَا هُوَ يُرِيْدُنِيْ عَلٰى نَفْسِيْ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ! لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فِيْنَا بِحُكْمِهِ، قَالَتْ: فَوَاثَبَنِيْ وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ فَغَلَبْتُهُ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الشَّيْخَ الضَّعِيْفَ فَأَلْقَيْتُهُ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلٰى بَعْضِ جَارَاتِيْ فَاسْتَعَرْتُ

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ کی قسم! سورۂ مجادلہ کی شروع والی آیات میرے اور میرے خاوند سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، تفصیل یہ ہے کہ میں ان کے نکاح میں تھی، وہ بہت بوڑھے تھے، ان میں سختی اور چڑچڑاپن بھی پیدا ہو چکا تھا، ایک دن وہ میرے پاس آئے، میں نے ان سے کسی چیز کے بارے تکرار کیا، وہ غضب ناک ہوئے اور کہہ دیا: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے، یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے اور کچھ دیر اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھ کر آئے اور مجھ سے جماع کی خواہش کی، میں نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے! آپ میرے تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے، کیونکہ آپ نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے، آپ نے ظہار کر لیا ہے، اب تب ہی میرے پاس آ سکتے ہو، جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اپنے حکم کے مطابق فیصلہ کریں گے تو۔ یہ سن کر وہ مجھ پر کود پڑے، مگر میں خود کو محفوظ رکھنے میں ان پر غالب

(۷۱۹۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة معمر بن عبد الله، أخرجه ابوداود: ۲۲۱٤، ۲۲۱۵ (انظر: ۲۷۳۱۹)

مِنْهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ مَا لَقِيْتُ مِنْهُ فَجَعَلْتُ اَشْكُوْ اِلَيْهِ ﷺ مَا اَلْقٰى مِنْ سُوْءِ خُلُقِهِ، قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَا خُوَيْلَةُ! اِبْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيْرٌ فَاتَّقِي اللّٰهَ فِيْهِ۔)) قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا بَرِحْتُ حَتّٰى نَزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَتَغَشّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ يَتَغَشَّاهُ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ لِيْ: ((يَا خُوَيْلَةُ! قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكِ وَفِيْ صَاحِبِكِ۔)) ثُمَّ قَرَاَ عَلَيَّ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ، وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرِيْهِ فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عِنْدَهُ مَا يُعْتِقُ، قَالَ: ((فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: ((فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا ذٰلِكَ عِنْدَهُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنَّا سَنُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَاُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: ((قَدْ اَصَبْتِ وَاَحْسَنْتِ فَاذْهَبِيْ فَتَصَدَّقِيْ عَنْهُ، ثُمَّ اسْتَوْصِيْ بِابْنِ عَمِّكِ

آ گئی وہ بہت ضعیف اور بوڑھے تھے، میں نے انہیں خود سے دور کر دیا اور میں ایک پڑوسن کے گھر گئی اور اس سے چادر ادھار مانگ کر اپنے اوپر لی اور میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئی، میں نے آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر اپنے خاوند سے پیش آنے والا سارا معاملہ بیان کیا، میں جو اپنے خاوند کی بداخلاقی کا شکار ہوئی تھی، اس کی آپ ﷺ سے شکایت کی، نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: ''اے خولہ! یہ تیرے چچے کا بیٹا ہے اور نہایت بوڑھا ہو چکا ہے، اب اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کر۔'' لیکن میں بھی ڈٹی رہی اور اللہ کی قسم ہے کہ ابھی میں اپنی جگہ سے ہٹی نہیں تھی کہ میرے بارے میں قرآن پاک نازل ہوا، نبی کریم ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی، جو وحی کے نزول کے وقت آپ ﷺ کو ڈھانپ لیتی تھی، پھر جب وہ کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے خولہ! تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ، وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ..... وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''خاوند سے کہو کہ وہ ایک غلام یا لونڈی بطور کفارہ ادا کرے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے پاس گردن آزاد کرنے کی گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو بہت بوڑھا ہے، وہ روزے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر وہ ساٹھ مسکینوں میں ایک وسق کھجوریں تقسیم کر دے۔'' خولہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے پاس یہ بھی نہیں ہیں،

خَيْرًا۔))، قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ اَبِیْ: قَالَ سَعْدٌ: اَلْعَرَقُ اَلصَّنُّ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۶۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کے ساتھ ایک ٹوکرا کھجوروں کا تعاون کرتا ہوں (جس کی مقدار تقریباً پندرہ صاع ہے)۔'' سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی اس قسم کا ایک ٹوکرا اس کا تعاون کر دیتی ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے درست فیصلہ کیا ہے اور بہت ہی اچھا کیا، اب چلی جا اور اس کی جانب سے صدقہ کر اور اب اپنے چچا کے بیٹے سے اچھا معاملہ کرنا۔'' پس میں نے ایسا ہی کیا۔ سعد راوی نے کہا: عرق سے مراد ڈبہ یا ٹوکرا ہے۔

فوائد:...... یہ کل درج ذیل چار آیات ہیں:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ۔ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔﴾ ...... ''یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں ان کے سوا کوئی نہیں جنھوں نے انھیں جنم دیا اور بلاشبہ وہ یقیناً ایک بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں اور بلاشبہ اللہ یقیناً بے حد معاف کرنے والا، نہایت بخشنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں جو انھوں نے کہا، تو ایک گردن آزاد کرنا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے وہ (کفارہ) جس کے ساتھ تم نصیحت کیے جاتے ہو، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، پوری طرح باخبر ہے۔ پھر جو شخص نہ پائے تو دو پے در پے مہینوں کا روزہ رکھنا ہے، اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جو اس کی (بھی) طاقت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

ان آیات میں ظہار اور اس کے کفارے کا بیان ہے۔

ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو یوں کہے: اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ۔ (تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح

ہے)۔ زمانۂ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اسی وجہ سے سخت پریشان ہو گئی تھیں، اس وقت تک اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے بھی کچھ توقف کیا اور وہ آپ ﷺ سے بحث و تکرار کرتی رہیں، بالآخر یہ آیات نازل ہوئیں، جس میں اس کے مسئلہ کی وضاحت کر دی گئی۔

ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں دو کلو سو گرام ہوتے ہیں، اس طرح ایک وسق (۱۲۶) کلو گرام کا بنتا ہے۔

بَابُ مَنْ ظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ خَشْيَةَ الْوُقُوْعِ فِي الْجِمَاعِ بِالنَّهَارِ

اس شخص کا بیان جو ماہِ رمضان میں دن میں جماع کرنے کے ڈر سے اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا ہے

(۷۱۹۲)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ امْرَأً قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتَ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنْ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِنْ أَنْ أُصِيبَ فِي لَيْلَتِي شَيْئًا فَأَتَتَابَعُ فِي ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَأَنَا لَا أَقْدِرُ عَلَى أَنْ أَنْزِعَ فَبَيْنَا هِيَ تَخْدُمُنِي إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي وَقُلْتُ لَهُمْ: انْطَلِقُوا مَعِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرُهُ بِأَمْرِي فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ! لَا نَفْعَلُ نَتَخَوَّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ أَوْ يَقُولَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةً يَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلَكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ لِي: ((أَنْتَ بِذَاكَ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، فَقَالَ: ((أَنْتَ

سیدنا سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک ایسا آدمی تھا کہ جس کو بیوی سے جماع کی چاہت دوسروں سے زیادہ تھی، جب رمضان المبارک شروع ہوا تو میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رات کو جماع شروع کروں اور پھر اسی میں جاری رہوں، یہاں تک کہ دن شروع ہو جائے، (اس شرّ سے بچنے کے لیے میں نے ظہار کر لیا)، لیکن وہی کچھ ہوا، جس کا مجھے ڈر تھا، میری بیوی میری خدمت میں مصروف تھی کہ چاند کی چاندنی تھی اس کی پازیب سے کپڑا کھل گیا، بس پھر میں اس پر کود پڑا، جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا اور میں نے انہیں اپنا سارا واقعہ سنا دیا اور میں نے ان سے کہا: میرے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس چلو تاکہ میں آپ ﷺ سے بھی اپنا معاملہ بیان کر سکوں، لیکن انہوں نے یہ کہتے ہوئے جانے سے انکار کر دیا کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بارے میں کوئی قرآن کی آیات نازل نہ ہو جائیں یا نبی کریم ﷺ ہمارے بارے میں کوئی ایسی بات ارشاد نہ فرما دیں جو ہمارے لیے ہمیشہ کے لیے عار کا باعث بن جائے، لہٰذا تم اکیلے ہی جاؤ اور جو مرضی ہے کرو۔ چنانچہ میں باہر نکلا،

(۷۱۹۲) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۲۱۷، والترمذي: ۳۲۹۹ (انظر: ۱٦٤۲۱)

بِـذَاكَ؟)) فَـقُـلْـتُ: أَنَا بِذَاكَ، قَالَ: ((أَنْتَ بِـذَاكَ؟)) قُـلْتُ: نَعَمْ، هَا أَنَا ذَا فَأَمْضِ فِيَّ حُـكْـمَ الـلّٰـهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنِّي صَابِرٌ لَهُ قَالَ: ((أَعْتِـقْ رَقَبَةً۔)) قَـالَ: فَـضَـرَبْـتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِـي بِيَـدِي وَقُـلْـتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِـالْـحَـقِّ مَـا أَصْبَـحْـتُ أَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ: ((فَـصُـمْ شَهْرَيْنِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ! وَهَـلْ أَصَـابَـنِـي مَا أَصَابَنِي إِلَّا فِي الـصِّيَـامِ قَـالَ: ((فَتَصَدَّقْ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّـذِي بَـعَثَكَ بِـالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ وَحْشَـاءَ مَـا لَـنَا عَشَاءٌ۔ قَالَ: ((اِذْهَبْ إِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فَـأَطْـعِـمْ عَـنْكَ مِـنْهَا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ سِتِّيـنَ مِسْـكِيـنًـا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَـلٰى عِيَالِكَ۔)) قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى قَوْمِي فَـقُـلْـتُ: وَجَـدْتُ عِـنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَـلَّـمَ السَّـعَةَ وَالْبَرَكَةَ قَدْ أَمَرَ لِي بِـصَـدَقَتِـكُـمْ فَـادْفَعُوهَا لِي قَالَ فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ۔ (مسند احمد: ١٦٥٣٥)

نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ تمہارے ساتھ ہوا ہے؟'' میں نے کہا: جی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا تم خود ہی ہو؟'' میں نے کہا جی میں ہی ہوں، آپ ﷺ نے تیسری بار پھر فرمایا: ''کیا یہ واقعہ تمہارے ساتھ ہی پیش آیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، میرے ساتھ ہی پیش آیا ہے اور میں حاضر ہوں، جو آپ ﷺ کا حکم ہے اور اللہ کا حکم ہے، مجھ پر نافذ کر دیں، میں صبر کے ساتھ اسے قبول کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک غلام یا لونڈی آزاد کرو۔'' میں نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں تو اس گردن کے سوا کسی اور گردن کا مالک نہیں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا پھر دو ماہ کے روزے رکھو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ روزوں کی وجہ سے ہی کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر صدقہ کرو۔'' میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا! ہم نے رات اس حال میں گزاری ہے کہ ہم بھوکے تھے، ہمارے پاس تو شام کا کھانا ہی نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو زریق میں ایک آدمی صدقہ و خیرات کرنے والا ہے، تم اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو وہ تمہیں کچھ دے گا، اس میں سے ساٹھ صاع بطور کفارہ کھلا دینا اور جو باقی بچے اسے خود پر اور اہل و عیال پر صرف کر لینا۔'' سلمہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں نے تمہارے پاس تنگی اور بے سمجھی پائی ہے، اور نبی کریم ﷺ کے پاس مجھے کشادگی اور برکت ملی ہے، آپ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ مجھ پر صدقہ کرو، پس انھوں نے مجھ پر صدقہ کیا۔

(٧١٩٣)۔ وَعَنْهُ بِالسَّنَدِ الْمُتَقَدَّمِ قَالَ: تَظَاهَرْتُ مِنْ اِمْرَاتِي ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا قَبْلَ اَنْ اُكَفِّرَ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَفْتَانِي بِالْكَفَّارَةِ۔ (مسند احمد: ١٦٥٣٣)

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی میں نے اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرلیا، جب میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے مجھے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... ظہار، ظہار ہی ہے، وہ رمضان میں کیا جائے یا غیر رمضان میں۔

البتہ جو آدمی روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مجامعت کرے گا، اس کو بھی ظہار والا کفارہ ادا کرنا پڑے گا، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٣٨١٩) کے باب میں مذکورہ احادیث اور فوائد۔

(٧١٩٣) تخریج: انظر الحدیث السابق

كِتَابُ اللِّعَانِ

لعان کی کتاب

بَابُ مَا كَانَ مِنْ إِيجَابِ الْحَدِّ عَلَى مَنْ قَذَفَ زَوْجَتَهُ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَبْلَ نُزُوْلِ آيَاتِ اللِّعَانِ

لعان کے حکم کے نزول سے پہلے اس خاوند پر تہمت کی حد نافذ کرنے کے وجوب کا بیان، جو اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے

وضاحت: لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے، جبکہ اس کی بیوی انکار کرنے پر مصر ہو، تو پھر ایسا شوہر عدالت میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر جواباً بیوی چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

ایسی صورت میں وہ دونوں زنا کی حدّ سے بچ جائیں گی اور ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ان کے مابین کبھی رجوع نہ ہو سکے گا۔

لعان کے بارے میں درج ذیل آیات نازل ہوئی تھیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ۔ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ۔ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔﴾...... ''جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہیں۔ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہے۔'' (سورۂ نور: ٦ تا ٩)

آنے والے ابواب اور احادیث میں لعان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۷۱۹٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أُمْهِلُهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))۔ (مسند احمد: ۱۰۰۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھ لوں، تو کیا اس کو اس وقت تک مہلت دے دوں، جب تک چار گواہ پیش نہ کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں۔“

فوائد:...... یہ چار گواہوں کا سن کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھ کر برداشت نہ کروں گا، گواہ لانا تو بعد کی بات ہے، میں تو اس سے پہلے پہلے تلوار مار کر اس آدمی کی گردن اڑا دوں گا، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگو! سنو، تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے، یہ بڑا غیرت مند ہے اور میں اس سے بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں۔ (صحیح مسلم)

(۷۱۹۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَضْرِبَنِي ثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً وَقَدْ عَلِمَ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتُ وَسَمِعْتُ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتُ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يَضْرِبُنِي أَبَدًا، قَالَ: فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ۔ (مسند احمد: ۲٤٦۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (جب ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی تو ان سے کسی نے کہا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اسی کوڑے لگائیں گے جو کہ تہمت کی حد ہے) تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے کہ وہ مجھے اسی کوڑے لگنے دے، کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے ایسے ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے، اور میں نے ایسی باتیں سنی ہیں کہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ (میری بیوی سے برائی ہوئی ہے)، اللہ کی قسم! مجھے وہ کبھی بھی کوڑے نہیں لگنے دے گا، پس لعان والی آیت نازل ہوئی۔

(۷۱۹٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عَشِيَّةَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَحَدُنَا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ وَإِنْ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم جمعہ کی شام کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: بتاؤ اگر ہم میں سے ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھتا ہے، اب اگر وہ اسے قتل کرے تو تم اسے

(۷۱۹٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٤۹۸ (انظر: ۱۰۰۰۷)

(۷۱۹۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه الحاكم: ۲/ ۲۰۲، والبيهقى: ۷/ ۳۹۵ (انظر: ۲٤٦۸)

(۷۱۹٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٤۹۵ (انظر: ٤۰۰۱)

سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ وَاللّٰهِ لَئِنْ أَصْبَحْتُ صَالِحًا لَأَسْأَلَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ أَحَدُنَا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ اللّٰهُمَّ احْكُمْ، قَالَ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الرَّجُلُ أَوَّلَ مَنِ ابْتُلِيَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٤٠٠١)

قتل کردو گے، اگر وہ بات کرے تو تم اس پر تہمت کی حد لگاؤ گے اور اگر وہ خاموش رہتا ہے تو بہت زیادہ غصہ اس کی خاموشی میں دبا ہوگا، اللہ کی قسم! اگر میں صبح تک صحیح سلامت رہا تو میں اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے ضرور دریافت کروں گا، پس وہ آپ ﷺ کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لیتا ہے، اب اگر وہ اس کو قتل کر دے تو تم لوگ اس کو قتل کر دو گے، اگر وہ یہ بات کرے تو تم اس کو تہمت کی حد لگا دو گے، اور اگر وہ خاموش رہتا ہے تو اس کی خاموشی کے نیچے غضب دبا ہوا ہوگا، اے میرے اللہ! اس چیز کا فیصلہ کر دے، پس لعان کی آیات نازل ہوئیں۔ سیدنا عبد اللہ کہتے ہیں: سب سے پہلے وہی آدمی، جو یہ سوال کر رہا تھا، لعان کی آزمائش سے گزرا، اسی سے آغاز ہوا تھا۔

فوائد: ...... یہ آدمی سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔

جن پیچیدگیوں کا اظہار کیا جا رہا ہے، ان ہی کی وجہ سے لعان کو مشروع قرار دیا گیا، کیونکہ میاں بیوی کا معاملہ بڑا حساس ہے، اگر واقعی خاوند اپنی بیوی کو جرم میں ملوث پکڑ لے تو اب نہ وہ اس قابل ہوگا کہ اس کو اپنے گھر برقرار رکھے، لیکن اگر اس جرم کا اظہار کرے تو اس کے سچا ہونے کے لیے اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے گا، اس مصیبت سے جان چھڑانے کے لیے لعان کا طریقہ نافذ کیا گیا۔

بَابُ سَبَبِهِ وَتَفْسِيرِ آيَاتِ الْقَذْفِ وَاللِّعَانِ وَقِصَّةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ فِي ذٰلِكَ

لعان کے سبب، تہمت والی آیات کی تفسیر، لعان اور سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

(٧١٩٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ قَالَ سَعْدُ بْنُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ ...... ''جو لوگ پاک دامن عورتوں

(٧١٩٧) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢٢٥٦، وأخرجه بنحوه مختصرا البخارى: ٤٧٤٧ (انظر: ٢١٣١)

عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْأَنْصَارِ: أَهٰكَذَا نَزَلَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَا تَسْمَعُونَ إِلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ؟)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا تَلُمْهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ غَيُورٌ وَاللّٰهِ مَا تَزَوَّجَ امْرَأَةً قَطُّ إِلَّا بِكْرًا وَمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ قَطُّ فَاجْتَرَأَ رَجُلٌ مِنَّا عَلٰى أَنْ يَتَزَوَّجَهَا مِنْ شِدَّةِ غَيْرَتِهِ فَقَالَ سَعْدٌ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا حَقٌّ وَأَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلٰكِنِّي قَدْ تَعَجَّبْتُ أَنِّي لَوْ وَجَدْتُ لَكَاعًا تَفَخَّذَهَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ لِي أَنْ أُهِيجَهُ وَلَا أُحَرِّكَهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَوَاللّٰهِ لَا آتِي بِهِمْ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ قَالَ فَمَا لَبِثُوا إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى جَاءَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ أَرْضِهِ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَرَأٰى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِأُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهِجْهُ حَتّٰى أَصْبَحَ فَغَدَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي جِئْتُ أَهْلِي عِشَاءً فَوَجَدْتُ عِنْدَهَا رَجُلًا فَرَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ وَسَمِعْتُ بِأُذُنَيَّ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاجَاءَ بِهِ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ فَقَالُوا قَدِ ابْتُلِينَا بِمَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْآنَ يَضْرِبُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ وَيُبْطِلُ شَهَادَتَهُ فِي الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ

پر تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اسی کوڑے مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کریں۔'' تو انصار کے سردار سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسی طرح آیت نازل ہوئی ہے، (جیسے آپ نے تلاوت کی ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصاریو! جو کچھ تمہارے سردار نے کہا ہے، کیا تم نے سن لیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سردار کو ملامت نہ کریں، کیونکہ یہ بہت غیرت مند آدمی ہے، ان کی غیرت کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف دوشیزہ عورتوں سے شادی کی ہے اور ان کی غیرت کے جوش کی ہی وجہ ہے کہ جس عورت کو انہوں نے طلاق دی ہو، ہم میں سے کوئی بھی یہ جرأت نہیں کرتا کہ ان کی مطلقہ سے شادی کر لے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ معلوم ہے کہ آیت سچ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، مجھے تعجب یہ ہے کہ اگر بالفرض میں اپنی بیوی کو اس کمینگی تک پہنچے ہوئے دیکھوں کہ کوئی مرد اس سے زنا کا ارتکاب کرتا ہے، میرے لیے اجازت نہ ہوگی کہ میں نہ تو اس کو حرکت کرنے دوں اور نہ ہی بھڑکاؤں، تاوقتیکہ چار گواہ نہ لے آؤں، اللہ کی قسم! اس طرح تو کام نہیں چلے گا، میرے چار گواہ لانے تک تو وہ اپنا کام پورا کر چکے ہوں گے، یہ تو بطور فرض ہی بات ہو رہی تھی، حقیقت میں ایسا ہوا کہ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ آ گئے، یہ صحابی ان تینوں میں سے ایک ہیں، جن کی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی تھی۔ ہوا یوں کہ یہ رات کے وقت اپنی زمین سے فارغ ہو کر گھر آئے تو بیوی کے پاس ایک اجنبی مرد کو پایا، انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے آوازیں سن لیں، ان کی طبیعت میں اطمینان رہا، ہیجان پیدا نہ ہوا تھا۔ صبح ہوئی تو نبی

هِلَالٌ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِي مِنْهَا مَخْرَجًا، فَقَالَ هِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ أَرٰى مَا اشْتَدَّ عَلَيْكَ مِمَّا جِئْتُ بِهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ وَ وَاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَأْمُرَ بِضَرْبِهِ إِذْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ عَرَفُوا ذٰلِكَ فِي تَرَبُّدِ جِلْدِهِ يَعْنِي فَأَمْسَكُوا عَنْهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْوَحْيِ فَنَزَلَتْ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾ اَلْآيَةَ فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَبْشِرْ يَا هِلَالُ! فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا۔)) فَقَالَ هِلَالٌ: قَدْ كُنْتُ أَرْجُو ذَاكَ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرْسِلُوا إِلَيْهَا۔)) فَأَرْسَلُوا إِلَيْهَا فَجَاءَتْ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَذَكَّرَهُمَا وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَذَابَ الْآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا، فَقَالَ هِلَالٌ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: كَذَبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَاعِنُوا بَيْنَهُمَا۔)) فَقِيلَ لِهِلَالٍ: اشْهَدْ! فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ فَلَمَّا كَانَ فِي الْخَامِسَةِ قِيلَ: يَا هِلَالُ! اتَّقِ اللّٰهَ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا

کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں رات کے وقت گھر آیا تو میری بیوی کے پاس ایک غیر مرد موجود تھا، جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور میں نے کانوں سے ان کی آواز سنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی بات کو پسند نہ فرمایا تھا اور آپ ﷺ پر یہ واقعہ ناخوشگوار گزرا، انصار جمع ہو کر کہنے لگے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جسے فرضی طور پر پیش کر رہے تھے وہ تو ہماری حقیقی آزمائش بن گیا ہے۔اب نبی کریم ﷺ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کو کوڑے بھی ماریں گے اور مسلمانوں میں اس کی گواہی کو ناقابل قبول قرار دیں گے۔ جبکہ سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے پختہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میرے لیے نجات کا رستہ نکالے گا۔ ہلال نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ میں نے آپ کے سامنے واقعہ دلخراش پیش کیا ہے یہ آپ کے مزاج پر گراں گزرا ہے، مگر اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں میں نے سچ کہا ہے۔ تاہم نبی کریم ﷺ انہیں حد قذف کے اسی کوڑے لگانے کا حکم دینے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ پر نزول وحی کا آغاز ہونے لگا۔ جب وحی کے نزول کا آغاز ہوتا تو لوگ آپ ﷺ کی رنگت کی تبدیلی سے پہچان جاتے تھے۔ آپ پر وحی کے نازل ہونے تک کے وقفہ میں لوگ آپ سے ہٹ کر رہتے تھے تو یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾...... ''جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے اپنے سوا کوئی گواہ ان کے پاس موجود نہیں تو ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کے نام کی چار گواہیاں ادا کرے،......۔'' اس کے بعد آپ ﷺ سے وہ وحی کی کیفیت دور ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ہلال، آپ کے لیے پیغام

أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا يُعَذِّبُنِي اللّٰهُ عَلَيْهَا كَمَا لَمْ يَجْلِدْنِي عَلَيْهَا فَشَهِدَ فِي الْخَامِسَةِ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: اِشْهَدِي أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهَا: اتَّقِ اللّٰهَ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكِ الْعَذَابَ فَتَلَكَّأَتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي فَشَهِدَتْ فِي الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَضٰى أَنَّهُ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ وَلَا تُرْمَى هِيَ بِهِ وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمٰى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ وَقَضٰى أَنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ وَلَا مُتَوَفًّى عَنْهَا وَقَالَ إِنْ جَائَتْ بِهِ أُصَيْهِبَ أُرَيْسِحَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالٍ وَإِنْ جَائَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ فَهُوَ لِلَّذِي رُمِيَتْ بِهِ فَجَائَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا الْأَيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ۔)) قَالَ عِكْرِمَةُ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمِيرًا عَلٰى مِصْرَ

مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کشادگی اور بچاؤ کی تدبیر پیدا کر دی ہے۔'' سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اپنے رب سے مکمل امید تھی کہ وہ ضرور کوئی نجات کی صورت پیدا فرمائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس عورت کی طرف پیغام بھیجو، اس کی طرف پیغام پہنچایا گیا، پس وہ آئی، آپ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے ان آیات کی تلاوت فرمائی اور ان کے سامنے ذکر کیا کہ آخرت کا عذاب، دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے، سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے بارے میں سچ بات کہی ہے۔ عورت کہنے لگی: اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان میاں بیوی کے مابین لعان کرو، سیدنا ہلال سے کہا گیا کہ گواہی دو، اس نے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کی گواہیاں دیں کہ میں سچا ہوں، جب پانچویں مرتبہ گواہی دینے ہی والا تھا تو ہلال سے کہا گیا اللہ سے ڈرو! دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی بہ نسبت ہلکا ہے اور یہ پانچویں مرتبہ والی گواہی تجھ پر عذاب واجب کرنے کا باعث ہوگی۔ سیدنا ہلال کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے کوڑے نہیں لگنے دیئے، وہ مجھے عذاب اور سزا سے بھی محفوظ فرمائے گا، سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ نے پانچویں مرتبہ کہا اگر میں جھوٹ بولنے والا ہوں گا تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر اس عورت سے کہا گیا تو بھی اللہ تعالیٰ کی شہادت کی چار گواہیاں ادا کرنے کے بعد کہے کہ یہ ہلال جھوٹ بول رہا ہے، جب یہ عورت پانچویں مرتبہ گواہی دینے لگی تو اس سے کہا گیا کہ اللہ سے ڈر جا، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی بہ نسبت آسان تر ہے اور اب کی مرتبہ تیری گواہی جھوٹی ہونے کی صورت میں سزا واجب کر دے گی، وہ لمحہ بھر رکی پھر یہ کہتی ہوئی کہ اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو رسوا نہ کروں گی

وَكَانَ يُدْعَى لِأُمِّهِ وَمَا يُدْعَى لِأَبِيهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۱)

آگے بڑھی اور پانچویں گواہی دی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر وہ سچ بولتا ہے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کروا دی اور فیصلہ فرمایا کہ اسی لعان کے بعد والے بچے کو باپ کے نام سے نہ پکارا جائے اور اس کے بعد نہ تو اس عورت پر تہمت وطعنہ زنی کی جائے اور نہ ہی اس کے بچے پر تہمت وطعنہ زنی کی جائے، جو اس عورت یا اس کے بچے پر طعنہ زنی کرے گا، اسے تہمت کی حد لگائی جائے گی اور آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے لیے اس کے خاوند کے ذمہ نہ تو رہائش ہے اور نہ ہی خوراک ہے، کیونکہ یہ بغیر طلاق کے جدا ہوئے ہیں اور بغیر فوتدگی کے علیحدہ ہوئے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ عورت اس حلیہ کا بچہ جنم دے جو کہ سرخ وسفید رنگ کا ہو، پنڈلیاں اور سرین پر گوشت نہ ہو اور باریک پنڈلیوں والا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہو گا، اور اگر گندمی رنگ کا، گھنگریالے بالوں والا ہو پر جوڑ اور مضبوط اعضاء اور موٹی پنڈلیوں اور موٹی سرین والا ہو تو یہ بچہ اس کا ہو گا جس کے ساتھ اس عورت پر تہمت لگائی گئی ہے۔'' جب اس عورت نے بچہ جنم دیا تو وہ گندم گوں، گھنگریالے بالوں والا اور مضبوط جوڑ اور اعضاء والا تھا، پنڈلیاں اور سرین پر گوشت تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ لعان کی قسموں والا معاملہ درمیان میں حائل نہ ہوتا تو میرے اور اس عورت کے درمیان کوئی اور صورت ہوتی۔'' عکرمہ کہتے ہیں: وہی بچہ بعد میں مصر پر امیر مقرر ہوا تھا، اسے ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا، باپ کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔

فوائد:...... اس حدیث کے درج ذیل الفاظ سے ثابت ہوا کہ لعان سے میاں بیوی میں از خود جدائی ہو جاتی ہے، طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی: ''اس عورت کے لیے اس کے خاوند کے ذمہ نہ تو رہائش ہے اور نہ ہی خوراک ہے، کیونکہ یہ بغیر طلاق کے جدا ہوئے ہیں اور بغیر فوتدگی کے علیحدہ ہوئے ہیں۔''

(۷۱۹۸)۔عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَرَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ فَإِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ أَتَاهُ فَقَالَ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔﴾ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُكَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ قَالَ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں سوال ہوا کہ ان میں تفریق ڈال دی جائے گی یا کہ نہیں، یہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور امارت کی بات ہے، مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ میں کیا جواب دوں، پس میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا، میں نے ان سے مل کر عرض کی: اے ابو عبد الرحمن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تعجب ہے یہ بات سب سے پہلے فلاں کے بیٹے فلاں نے پوچھی تھی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بتائیں ایک آدمی اپنی بیوی کو بے حیائی پر دیکھتا ہے، اگر بات کرے تو بات بہت ہی بڑی اور ناگوار ہے، اگر خاموش رہے تو بھی معاملہ بڑا سنگین ہے، آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، جب کچھ دیر گزری تو وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: جو سوال میں نے بطور فرض پوچھا تھا، وہ میرے اوپر ہی پرت گیا ہے، پس اللہ تعالی نے سورۂ نور کی یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ ..... أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔﴾ ...... ''جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں ...... اگر یہ سچا ہے تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔'' آپ ﷺ نے لعان کا آغاز مرد سے کیا اور اسے وعظ ونصیحت اور یاد دہانی کی اور اسے خبر دی کہ دنیا کی سزا، آخرت کی سزا کی بہ نسبت بہت ہلکی ہے، اس آدمی نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے آپ سے جھوٹ نہیں کہا، اس کے بعد عورت سے وعظ ونصیحت اور یاد دہانی فرمائی اور اسے خبردار کیا کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا کی بہ نسبت ہلکی ہے۔ اس عورت نے بھی

(۷۱۹۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٤۹۳ (انظر: ٤٦۹۳)

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٤٦٩٣)

کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دیا ہے، یہ جھوٹا ہے، آدمی سے آغاز کیا، اس نے چار گواہیاں دیں کہ میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں جھوٹ بولوں تو، پھر اس کے بعد عورت نے دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ کے نام کی چار گواہیاں دیں کہ وہ جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر یہ سچا ہے، پھر آپ ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔

بَابُ قِصَّةِ عُوَيْمِرٍ الْعَجَلَانِيِّ مَعَ زَوْجَتِهِ فِي اللِّعَانِ
عویمر عجلان اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کے واقعہ کی وضاحت

(٧١٩٩)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي عَنْ ذٰلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مِمَّا يَسْمَعُ قَالَ إِسْحَاقُ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے عاصم! مجھے بتاؤ کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو زنا کرتے پاتا ہے، کیا وہ اسے قتل کرے؟ اگر قتل کرتا ہے تو تم اسے قتل کرو گے، وہ کیا کرے، اس بارے میں مجھے نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر بتاؤ، عاصم نے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے ایسے مسائل پوچھنے کو ناپسند فرمایا اور انہیں معیوب قرار دیا، حتیٰ کہ عاصم نے اس بارے میں جو جواب سنا وہ ان پر گراں گزرا (یہ اسحاق راوی کے الفاظ ہیں)۔ جب عاصم اپنے گھر لوٹا اور اس کے پاس عویمر آیا اور کہا: عاصم! بتاؤ نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ عاصم نے عویمر سے کہا: تو نے مجھ تک کوئی بھلائی نہیں پہنچائی، جس مسئلہ کے متعلق تو نے دریافت کیا، اسے نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو آپ سے اس کے متعلق پوچھے بغیر باز نہ آؤں گا، پھر عویمر نبی کریم ﷺ کی جانب

(٧١٩٩) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٣٠٩، ٧١٦٦، ٧٣٠٤، ومسلم: ١٤٩٢ (انظر: ٢٢٨٣٠)

سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) قَالَ: فَصَارَتْ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْصُرُوْا هَا فَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ، وَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَحْمَرَ كَأَنَّهُ وَحْرَةٌ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا۔)) قَالَ: فَجَاءَ تْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوْهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۱۸، ۲۳۲۳۹)

متوجہ ہوئے حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور لوگوں کے درمیان میں آ کر نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ بتائیں کہ ایک آدمی کسی کو اپنی بیوی کے پاس پاتا ہے، کیا وہ اسے قتل کر دے، اگر قتل کر دے تو آپ اسے قتل کرو گے یا وہ کیا کرے؟ تو اس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم اتارا ہے، اسے میرے پاس لاؤ۔'' سہل کہتے ہیں: وہ آئی اور دونوں میاں بیوی نے آپس میں لعان کیا، میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جو لعان کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، جب دونوں فارغ ہو گئے تو عویمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب اگر میں اسے رکھوں تو پھر تو میں نے اس پر جھوٹ بولا اور نبی کریم ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس نے بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لعان کرنے والوں کے لیے طریقہ بن چکا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کا خیال رکھنا، اگر اس نے سیاہ رنگ کا، سیاہ آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنم دیا تو پھر یقیناً اس کے خاوند نے سچ کہا ہے اور اگر یہ سرخ رنگت والا، جیسا کہ چھوٹے جسم کا جانور ہوتا ہے، بچہ جنا تو پھر یقیناً اس کے خاوند نے جھوٹ بولا ہے۔'' جب اس نے بچہ جنم دیا تو وہ ناپسندیدہ صورت والا یعنی پہلی صفت والا تھا، جو تہمت زدہ آدمی کی شکل تھی۔

(۷۲۰۰)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ لَاعَنَ اِمْرَأَتَهُ، فَقَالَ: فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيِ الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ۔)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٤٩٤٥)

سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا! کوئی شخص اپنی بیوی سے لعان کر لے تو کیا دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عجلان سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کے مابین علیحدگی کروا دی تھی اور ساتھ ہی تین مرتبہ ان سے یہ بھی

(۷۲۰۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۳۱۲، ومسلم: ۱۴۹۳ (انظر: ٤٩٤٥)

دریافت فرمایا تھا: ''تم میں سے ایک تو جھوٹا ہے، تو کیا تم دونوں میں کوئی ایک توبہ کرے گا؟''

(۷۲۰۱)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: لَمَّا لَاعَنَ عُوَيْمِرٌ اَخُوْ بَنِي الْعَجَلَانِ اِمْرَاَتَهُ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ظَلَمْتُهَا اِنْ اَمْسَكْتُهَا هِيَ الطَّلَاقُ وَهِيَ الطَّلَاقُ وَهِيَ الطَّلَاقُ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۱۹)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عویمر عجلانی نے اپنی بیوی سے لعان کیا تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہوں تو گویا اس پر ظلم کرتا ہوں، لہٰذا اسے طلاق ہے، اسے طلاق ہے، اسے طلاق ہے۔

فوائد:...... لعان کی وجہ سے میاں بیوی میں خود بخود جدائی ہو جاتی ہے، طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی، دیکھیں حدیث نمبر (۷۱۹۷) اور (۷۲۰۹)۔

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا جائز ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ لعان سے تو نکاح خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت باقی نہیں، باقی رہا مسئلہ سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاقیں دینا، تو ان کا یہ فعل ناواقفیت کی بنا پر تھا، لعان کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں تھی، اس لیے اس واقعے سے بہ یک وقت تین طلاقیں دینے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس چیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اکٹھی تین طلاقیں دی تو جاتی تھیں، لیکن ان کو ایک شمار کیا جاتا تھا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نمبر (۷۱۵۸) سے معلوم ہو رہا ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ عَلَى الْحَمْلِ وَمَنْ قَذَفَ امْرَاَتَهُ بِرَجُلٍ سَمَّاهُ

حمل کی وجہ سے لعان کرنے کا مسئلہ اور اس شخص کا بیان جو مرد کا نام لے کر اپنی بیوی پر تہمت لگاتا ہے

(۷۲۰۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بِالْحَمْلِ۔ (مسند احمد: ۳۳۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمل مشکوک ہونے کے باعث لعان کروایا۔

فوائد:...... یہ ہلال بن امیہ کے واقعہ کی جانب اشارہ ہے، جب ان کی بیوی نے لعان کیا وہ حاملہ تھیں تو حمل کے ذریعہ لعان کا مطلب ہے کہ اگر خاوند کو بیوی کے پیٹ میں موجود حمل مشکوک نظر آئے تو بھی لعان ہو سکتا ہے۔

(۷۲۰۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۶۸۹ (انظر: ۲۲۸۳۱)
(۷۲۰۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۴/ ۱۵۷ (انظر: ۳۳۳۹)

(۷۲۰۳)۔ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَأَتِهِ قَالَ وَكَانَتْ حُبْلٰى فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا قَرِبْتُهَا مُنْذُ عَفَرْنَا وَالْعَفْرُ أَنْ يُسْقَى النَّخْلُ بَعْدَ أَنْ يُتْرَكَ مِنَ السَّقْيِ بَعْدَ الْإِبَارِ بِشَهْرَيْنِ قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حَمْشَ السَّاقَيْنِ وَالذِّرَاعَيْنِ أَصْهَبَ الشَّعَرَةِ وَكَانَ الَّذِي رُمِيَتْ بِهِ ابْنَ السَّحْمَاءِ قَالَ فَوَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ أَجْلٰى جَعْدًا عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَهِيَ الْمَرْأَةُ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ قَدْ أَعْلَنَتْ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۳۱۰٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلان قبیلہ کے عویمر اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کروایا، اس کی بیوی حاملہ تھی، عویمر نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے پہلی بار کھجوروں کو سیراب کیا تھا، اس وقت سے لے کر اب تک اس کے قریب نہیں گیا (تو پھر یہ حاملہ کیسے ہوگئی) اور میں نے کھجوروں کو پیوندکاری کے دو ماہ بعد پانی پلایا ہے۔ یہ عویمر جو اس عورت کا خاوند تھا باریک پنڈلیوں اور باریک بازوؤں والا تھا، اس کے بالوں میں سرخی پن نمایاں تھا اور اس عورت کو جس آدمی کے ساتھ تہمت لگائی گئی وہ شریک بن سحماء تھا، اس عورت نے سیاہ رنگت والا، گھنگھریالے بالوں والا، موٹے بازوؤں والا، اور مضبوط پنڈلیوں والا بچہ جنم دیا۔ ابن شداد بن ہاد نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا یہ وہی عورت تھی، جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اگر میں نے کسی کو بغیر گواہوں کے رجم کرنا ہوتا تو میں اس عورت کو رجم کرتا۔''؟ انہوں نے کہا: نہیں، یہ وہ نہیں تھی، یہ کوئی اور عورت تھی، یہ اسلام میں ہونے کے باوجود بے حیائی کا اظہار کرتی تھی۔

(۷۲۰٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ: ((اقْبِضْهَا إِلَيْكَ حَتّٰى تَلِدَ عِنْدَكَ فَإِنْ تَلِدْهُ أَحْمَرَ فَهُوَ لِأَبِيهِ الَّذِي انْتَفٰى مِنْهُ لِعُوَيْمِرٍ وَإِنْ وَلَدَتْهُ قَطَطَ الشَّعْرِ أَسْوَدَ اللِّسَانِ فَهُوَ لِابْنِ السَّحْمَاءِ۔)) قَالَ عَاصِمٌ فَلَمَّا وَقَعَ أَخَذْتُهُ إِلَيَّ فَإِذَا رَأْسُهُ مِثْلُ فَرْوَةِ الْحَمَلِ الصَّغِيرِ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن عدی سے فرمایا: ''اس عورت کو بچہ جننے تک اپنے قبضہ میں رکھو، اگر اس نے گھنگھریالے بالوں والا، سیاہ زبان والا بچہ جنم دیا تو یہ ابن سحماء کا ہے۔'' جب بچے نے جنم لیا تو عاصم کہتے ہیں کہ میں نے اسے پکڑا تو اس کے سر کے بال بکری کے چھوٹے بچے کی مانند گھنے تھے، پھر میں نے اس کے جبڑے کو پکڑا تو وہ بیر کی مانند سرخ تھا اور اس کی زبان سامنے سے میں

(۷۲۰۳) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا وبنحوه البخاری: ۵۳۱۰، ۵۳۱٦، ٦۸۵۵، ٦۸۵٦، ۷۲۳۸، ومسلم: ۱٤۹۷ (انظر: ۳۱۰٦)

(۷۲۰٤) تخریج: اسناده حسن، أخرجه بنحوه ابو داود: ۲۲٤٦ (انظر: ۲۲۸۳۷)

ثُمَّ أَخَذْتُ قَالَ يَعْقُوبُ بِفُقْمَيْهِ فَإِذَا هُوَ حَيْمِرٌ مِثْلُ النَّبْقَةِ وَاسْتَقْبَلَنِي لِسَانُهُ أَسْوَدُ مِثْلُ التَّمْرَةِ قَالَ فَقُلْتُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۲۵)

نے دیکھی تو کھجور کی مانند سیاہ تھی، میں نے کہا نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

فوائد:...... اس سے اس پر استدلال درست ہے کہ وضع حمل سے پہلے بھی لعان جائز ہے جبکہ خاوند اس پیٹ کے بچے کی نفی کر دے ضروری نہیں کہ لعان بچہ جنم لے تو بعد میں ہی ہو سکتا ہے پہلے نہیں ہو سکتا۔

بَابُ اللِّعَانِ عَلَى الْعُذْرَةِ وَهِيَ بِضَمِّ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ مَا لِلْبِكْرِ مِنَ الْإِلْتِحَامِ قَبْلَ الْإِفْتِضَاضِ

کنواری لڑکی کی بکارت زائل ہو جانے کی وجہ سے لعان کرنے کا مسئلہ

(۷۲۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي عَجْلَانَ فَدَخَلَ بِهَا فَبَاتَ عِنْدَهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مَا وَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ قَالَ فَرُفِعَ شَأْنُهُمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا الْجَارِيَةَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: بَلَى قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ قَالَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا وَأَعْطَاهَا الْمَهْرَ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بنو عجلان کی ایک انصاری خاتون سے شادی کی، وہ اس کے پاس گیا اور اس کے پاس رات گزاری، جب صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ میں نے اس عورت کو کنوارا نہیں پایا، جب ان دونوں کا معاملہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس لڑکی کو بلا کر اس معاملے کے بارے میں دریافت کیا، اس لڑکی نے جواباً کہا: میں تو کنواری ہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا اور اس لڑکی کو حق مہر بھی دلوایا۔

فوائد:...... پردۂ بکارت کے پھٹ جانے کی بنا پر نہ لعان درست ہے اور نہ اس وجہ سے برائی کی تہمت لگائی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ پردہ بدکاری کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی متأثر ہو سکتا ہے۔

بَابُ سُقُوطِ نَفَقَةِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَدَمِ قَذْفِهَا وَإِنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ

یہ اس بات کا بیان ہے کہ شوہر لعان والی عورت کے اخراجات کا ذمہ دار نہیں اور اس عورت پر تہمت بھی نہیں لگائی جائے گی، اگرچہ اس کی اولاد کو باپ کی نسبت سے نہیں پکارا جائے گا۔

(۷۲۰۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۷۲۰۵) تخريج: اسناده ضعيف لتدليس محمد بن اسحاق، أخرجه ابن ماجه: ۲۰۷۰ (انظر: ۲۳۶۷)

(۷۲۰۶) تخريج: اسناده ضعيف، فيه عباد بن منصور تُكلم فيه، وفي سماعه عن عكرمة (انظر: ۲۱۹۹)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی ابْنِ الْمَلَاعَنَةِ اَنْ لَا یُدْعٰی لِاَبٍ، وَمَنْ رَمَاهَا اَوْ رَمٰی وَلَدَهَا فَاِنَّهُ یُجْلَدُ الْحَدُّ، وَقَضٰی اَنْ لَّا قُوْتَ لَهَا وَلَا سُكْنٰی مِنْ اَجْلِ اَنَّهُمَا یَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَیْرِ طَلَاقٍ وَلَا مُتَوَفّٰی عَنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۹۹)

نے لعان والی عورت کے بیٹے کے بارے میں فیصلہ سنایا تھا کہ اس کو اس کے باپ کی نسبت سے نہ پکارا جائے، نیز جو شخص بھی اس خاتون یا اس کی اولاد پر الزام تراشی کرے اس پر تہمت کی حد قائم کی جائے، علاوہ ازیں آپ ﷺ نے یہ حکم بھی دیا کہ اس عورت کے شوہر کے ذمہ نہ تو اس کا نان ونفقہ ہے اور نہ ہی رہائش کا بندوبست، کیونکہ ان کے مابین علیحدگی کی وجہ طلاق یا شوہر کی وفات نہیں ہے، بلکہ اور کچھ ہے۔

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ لعان کے بعد خاوند اس بیوی کے نان نفقہ کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(۷۲۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهُ وَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَهُمَا، فَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ۔ (مسند احمد: ٦٠٩٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کی اولاد سے اپنی نسبت کا بھی انکار کردیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے مابین علیحدگی کروا دی اور بچے کی نسبت خاتون کے ساتھ کردی۔

فوائد: ......لعان کے بعد پیدا ہونے والا بچہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

(۷۲۰۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَیْنِ اِنَّهُ یَرِثُ مِیْرَاثَ اُمِّهِ وَتَرِثُهُ، وَمَنْ قَفَاهَا بِهِ جُلِدَ ثَمَانِیْنَ وَمَنْ دَعَاهُ وَلَدُ زِنًا جُلِدَ ثَمَانِیْنَ۔ (مسند احمد: ۷۰۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کی اولاد کے بارے میں فیصلہ دیا کہ ایسی اولاد اپنی ماں کی وارث بنے گی اور ماں اولاد کی وارث ہوگی۔ جو شخص لعان کے بعد عورت اور اس کی اولاد پر تہمت لگائے گا اسے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

فوائد: ......اس حدیث میں بھی جو مسئلے بیان کیے گئے ہیں، وہ دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہیں۔

(۷۲۰۷) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٣١٥، ومسلم: ١٤٩٤ (انظر: ٦٠٩٨)

(۷۲۰۸) تخریج: اسناده ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس (انظر: ٧٠٢٨)

بَابُ لَا يَجْتَمِعُ الْمُتَلَاعِنَانِ اَبَدًا وَلَهَا مَهْرُهَا

لعان کرنے والے میاں بیوی ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتے ہیں اور مہر عورت کو دیا جائے گا

(۷۲۰۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ۔ (مسند احمد: ٤٥٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا: ''تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، تم میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند سے فرمایا: ''تیرا اب اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے۔'' اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ادا کئے ہوئے حق مہر کا کیا بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو اس عورت کے مقابلے میں سچا ہے تو یہ حق مہر اس کے عوض ہو جائے گا جو تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھے رکھا، اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر تو وہ تجھ سے بہت دور ہے۔''

فوائد: لعان، طلاق نہیں ہے، بلکہ ایسا فسخ نکاح ہے کہ اس کے بعد میاں بیوی کے لیے رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْمُتَلَاعِنَانِ إِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَداً۔)) ...... ''جب لعان کرنے والے (میاں بیوی) جدا ہو جائیں، تو کبھی (نکاح میں) جمع نہیں ہو سکتے۔'' یہ حدیث عبد اللہ بن عمر، سہل بن سعد، عبد اللہ بن مسعود اور علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (دیکھیں: بیہقی: ٧/٤٠٩، ابو داود: ١/٣٥١۔ ٣٥٢، عبد الرزاق: ٧/١١٢/١٢٤٣٤، ١٢٤٣٦، معجم کبیر طبرانی: ٩/٣٩٠/٩٦٦١، صحیحہ: ٢٤٦٥)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لعان کی وجہ سے جدا ہونے والے میاں بیوی کبھی بھی جمع نہیں ہو سکیں گے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے حجت پکڑی جا سکتی ہے، یہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ لعان کی وجہ سے میاں بیوی میں ہونے والی جدائی فسخ ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ثوری، امام ابو عبیدہ اور امام ابو یوسف وغیرہ کا مذہب ہے اور یہی حق ہے، کیونکہ لعان کی وجہ سے ہونے والے افتراق کی حکمت کو دیکھا جائے تو نظرِ سلیم کا تقاضا یہی ہوگا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے (زاد المعاد: ۴/ ۱۵۱، ۱۵۳۔۱۵۴) میں اس کی تشریح بیان کی ہے اور امام صنعانی نے (سبل السلام: ۳/ ۲۴۱) میں اسی مسلک کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ کا خیال یہ ہے کہ لعان طلاقِ بائنہ ہے، لیکن یہ حدیث ان کا ردّ کرتی ہے۔ (صحیحہ: ۲۴۶۵)

(٧٢٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣١٢، ومسلم: ١٤٩٣ (انظر: ٤٥٨٧)

بَابُ تَحْدِيْدِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ الَّذِيْ حَصَلَ فِيْهِ اللِّعَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

لعان کے بارے میں زمان ومکان کی حد بندی

(۷۲۱۰)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعَدِيِّ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَتَلَاعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَجَاءَتْ بِهِ لِلَّذِيْ يَكْرَهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۸۹)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں پیش آنے والے واقعہ لعان میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، جب دو میاں بیوی نے آپس میں لعان کیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی۔لعان کرنے والا شوہر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہوں تو گویا اس پر میں نے جھوٹا الزام لگایا ہے، لہذا میں اسے ساتھ نہیں رکھوں گا۔سیدنا سہل بن سعد بیان کرتے ہیں: لعان کرنے والی عورت نے ناپسندیدہ صفت میں بچہ جنم دیا تھا۔

فوائد:...... صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے لعان مسجد میں کیا تھا اور میں حاضر تھا اور عصر کے بعد کیا تھا۔

بَابُ مَنْ عَرَضَ بِقَذْفِ زَوْجَتِهِ لِلشَّكِّ فِي الْوَلَدِ

اولاد میں شک کا اشارہ کرنے سے لعان نہیں کیا جائے گا

(۷۲۱۱)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فَزَارَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتَهُ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَكَأَنَّهُ يُعَرِّضُ أَنْ يَنْتَفِيَ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَكَ إِبِلٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: ((فِيهَا ذَوْدٌ أَوْرَقُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فِيهَا ذَوْدٌ أَوْرَقُ قَالَ: ((وَمِمَّا ذَاكَ؟)) قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهٰذَا لَعَلَّهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی کریم ﷺ! میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنم دیا ہے، (چونکہ وہ خود سفید رنگت کا تھا) اس لیے وہ دراصل بچے کی نفی کا اشارہ دے رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو نے اونٹ رکھے ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' اس نے کہا: سرخ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس میں خاکستری رنگ کا اونٹ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہاں سے آ گیا؟'' اس

(۷۲۱۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٨٥٤، ٧١٦٥ (انظر: ٢٢٨٠٣)

(۷۲۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٧٣١٤، ومسلم: ١٥٠٠ (انظر: ٧١٨٩)

يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ٧١٨٩)

نے کہا: شاید اسے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو شاید اس کو بھی رگ نے ہی کھینچ لیا ہو۔'' آپ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہ دی تھی۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والے بچے کی رنگت اور شکل و صورت کی بنا پر اس کی ماں پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی، بلکہ ایسا بچہ جس کے گھر پیدا ہوگا، اسی کا سمجھا جائے گا، ایسی صورت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوگی۔

بَابُ اَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ دُوْنَ الزَّانِيْ وَمَا جَاءَ فِيْ اِلْحَاقِ الْوَلَدِ وَدَعْوَى النَّسَبِ

اس چیز کا بیان کہ بچہ اس کا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوا، نیز بچے کو اس کے والد سے ملانے اور نسب کا دعوی کرنے کا بیان

(٧٢١٢)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ))۔ (مسند احمد: ١٧٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اولاد اسی شخص سے منسوب ہوگی، جس کے بستر پر پیدا ہوئی ہو۔''

(٧٢١٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ))۔ (مسند احمد: ٩٢٩١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: ''بچہ بستر والے کا ہوگا، جبکہ زانی کے لئے پتھر ہوں گے۔''

فوائد:...... شادہ شدہ عورت سے جو بچہ پیدا ہو، وہ خاوند ہی سے متصور ہوگا، اسی طرح لونڈی سے جو بچہ پیدا ہو، وہ اس کے مالک ہی کا متصور ہوگا، جب تک خاوند یا مالک کسی دلیل کی بنا پر نفی نہ کرے، کیونکہ بچے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مسئلہ مخفی ہوتا ہے اور اس کی تہہ تک پہنچنا مشکل امر ہے۔

''زانی کے لیے پتھر ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ زانی کی سزا کی ایک صورت پتھر ہیں، یہ محاورہ بھی ہوسکتا ہے، جس کے معانی ہیں: زانی کے لیے ناکامی ہے۔

(٧٢١٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ اخْتَصَمَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے پاس عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جھگڑا کیا، عبد بن زمعہ نے کہا: اے اللہ کے

(٧٢١٢) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ١٧٣)

(٧٢١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٥٠، ٦٨١٨، ومسلم: ١٤٥٨ (انظر: ٩٣٠٢)

(٧٢١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٢١، ومسلم: ١٤٥٧ (انظر: ٢٤٠٨٦)

قَالَ عَبْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخِي ابْنُ أَمَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ وَقَالَ سَعْدٌ أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرِ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَاقْبِضْهُ فَإِنَّهُ ابْنِي فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ قَالَ: ((هُوَ لَكَ (وَفِي لَفْظٍ هُوَ أَخُوكَ) يَا عَبْدُ! الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ.)) (مسند احمد: ۲٤٥٨۷)

رسول! یہ میرا بھائی ہے، کیونکہ یہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھائی نے جب میں مکہ میں آیا تھا تو کہا تھا کہ جب تو مکہ میں آئے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھنا وہ میرا بیٹا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی مشابہت تو عتبہ کے ساتھ دیکھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبد! یہ تیرا بھائی ہے، بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے سودہ! اس سے پردہ کیا کرو۔''

فوائد:...... جس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا، وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہوا تھا، حقیقتاً وہ عتبہ کے ناجائز نطفے سے تھا، جاہلیت میں لونڈیوں سے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو دعوی کرنے والے زانی کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا، سعد رضی اللہ عنہ کا دعوی اسی جاہلی رواج کی بنا پر تھا، لیکن اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کیا کہ اب زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوگا، عورت کا خاوند یا مالک انکار نہ کرے تو اسی کا بیٹا ہوگا، اگر وہ انکار کر دے تو جننے والی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

رسول اکرم کی زوجۂ محترمہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھی زمعہ کی بیٹی تھیں، اس ناتے وہ بچہ ان کا بھی بھائی بنتا تھا، مگر چونکہ حقیقتاً وہ عتبہ کے نطفے سے تھا، لہٰذا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اس سے پردے کا حکم دیا، کیونکہ وہ حقیقی بھائی نہیں تھا، یہ جھگڑا فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔

(۷۲۱٦)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مَوْلًى لِآلِ الزُّبَيْرِ قَالَ: اِنَّ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: اِنَّ اَبِيْ زَمْعَةَ مَاتَ وَتَرَكَ اُمَّ وَلَدٍ لَهُ وَاِنَّا كُنَّا نَظُنُّهَا بِرَجُلٍ، اَنَّهَا وَلَدَتْ فَخَرَجَ وَلَدُهَا بِشِبْهِ الرَّجُلِ الَّذِيْ ظَنَنَّاهَا بِهِ، قَالَتْ: فَقَالَ ﷺ لَهَا: ((اَمَّا اَنْتِ فَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَلَيْسَ بِاَخِيْكِ وَلَهُ الْمِيْرَاثُ))۔ (مسند احمد: ۲۷۹٦٤)

آل زبیر کے مولی مجاہد بیان کرتے ہیں زمعہ کی بیٹی یعنی ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں نے کہا: میرے باپ زمعہ فوت ہو چکے اور ایک لونڈی ام ولد جس سے بچہ پیدا ہوا ہے، چھوڑ گئے ہیں، ہم اسے ایک آدمی (عتبہ بن ابی وقاص) کے ساتھ تہمت لگاتے تھے کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے، اتفاق ایسا ہے کہ جو بچہ اس نے جنم دیا ہے، وہ اسی عتبہ کے مشابہ ہے، جس کے ساتھ ہم نے تہمت لگائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم

(۷۲۱٦) تخريج: هذا اسناد ضعيف، مولى آل الزبير وهو يوسف بن الزبير مجهول الحال، لكن قوله: "احتجبي منه" صحيح من حديث عائشة كما تقدم في الحديث السابق (انظر: ۲۷٤۱۹)

دیا: ''تم اس سے پردہ کیا کرو، وہ تیرا بھائی نہیں ہے، البتہ اسے وراثت ملے گی۔''

(۷۲۱۷)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ رَبَاحٍ قَالَ زَوَّجَنِي أَهْلِي أَمَةً لَهُمْ رُومِيَّةً فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ لِي غُلَامًا أَسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عَبْدَ اللّٰهِ ثُمَّ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ لِي غُلَامًا أَسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ ثُمَّ طَبِنَ لَهَا غُلَامٌ لِأَهْلِي رُومِيٌّ يُقَالُ لَهُ يُوحَنَّسُ فَرَاطَنَهَا بِلِسَانِهِ قَالَ فَوَلَدَتْ غُلَامًا كَأَنَّهُ وَزَغَةٌ مِنَ الْوَزَغَاتِ فَقُلْتُ لَهَا: مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ هُوَ لِيُوحَنَّسَ قَالَ فَرُفِعْنَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَهْدِيٌّ أَحْسَبُهُ قَالَ سَأَلَهُمَا فَاعْتَرَفَا فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ قَالَ مَهْدِيٌّ وَأَحْسَبُهُ قَالَ جَلَدَهَا وَجَلَدَهُ وَكَانَا مَمْلُوكَيْنِ۔ (مسند احمد: ٤١٦)

رباح کہتے ہیں: میرے گھر والوں نے ایک رومی لونڈی کے ساتھ میری شادی کر دی، اس سے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا جو میری ہی مانند تھا، میں نے اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ میں پھر اس سے ملا، اس نے میری مانند ہی ایک اور سیاہ فام لڑکا جنم دیا اس کا نام میں نے عبید اللہ رکھا، ہمارے گھر والوں کا ایک رومی غلام تھا، اس نے اسے ورغلایا، اس کا نام یوحنس تھا، اس غلام نے اس لونڈی سے منہ کالا کیا، اس لونڈی نے بچہ جنم دیا جس طرح کہ چھپکلی ہوتی ہے، یعنی سرخ سفید رنگ کا تھا، میں نے اس لونڈی سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے صاف بتا دیا کہ یہ یوحنس کا ہے، معاملہ ہم نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب اٹھایا، مہدی بن میمون کہتے ہیں: ان دونوں نے اعتراف گناہ کیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے درمیان نبی کریم ﷺ والا فیصلہ کروں؟ تو تم پسند کروں، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کے لیے ہے اور زانی کو پتھر ملے گا۔ مہدی کہتے ہیں یہ دونوں چونکہ غلام تھے ان دونوں کو کوڑے لگائے گئے۔

(۷۲۱۸)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عَنْ رَبَاحٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: قَالَ: فَأَلْحَقَهُ بِي، قَالَ: فَجَلَدَهُمَا فَوَلَدَتْ لِي بَعْدُ غُلَامًا أَسْوَدَ۔ (مسند احمد: ٤٦٧)

(دوسری سند) رباح سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: انھوں نے وہ لڑکا میرے نسب کے ساتھ ملا دیا تھا اور ان دونوں کو کوڑے لگائے اور رباح کہتے ہیں: اس کے بعد اس لونڈی نے بچہ جنم دیا تھا، وہ بھی سیاہ رنگ کا تھا (جیسا کہ میرا رنگ تھا۔)

(۷۲۱۷) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة رباح، أخرجه ابوداود: ۲۲۷۵ (انظر: ٤١٦)

(۷۲۱۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۲۱۹)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى أَنَّ كُلَّ مُسْتَلْحَقٍ يُسْتَلْحَقُ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَضٰى إِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنْ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ فِيمَا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ فَلَهُ نَصِيبُهُ وَلَا يُلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ أَنْكَرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَإِنَّهُ لَا يُلْحَقُ وَلَا يَرِثُ وَإِنْ كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ الَّذِي ادَّعَاهُ وَهُوَ وَلَدُ زِنًا لِأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا حُرَّةً أَوْ أَمَةً۔ (مسند احمد: ۷۰۴۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ جاری فرمایا ہے کہ ایک لڑکا یا لڑکی جس کے نسب کو اس کے باپ کے ساتھ ملایا گیا ہو، جس کے نام پر اسے پکارا جاتا ہے اور ملایا گیا ہو، اس کے باپ کے مرنے کے بعد اور پھر اس مرنے والے باپ کے اس کے بعد اس لڑکے یا لڑکی کے دعویدار بھی ہوں کہ یہ اس کا ہے اور اس لونڈی کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا گیا کہ جس کا وہ اس دن مالک بنا ہو جس دن اس سے جماع کیا تھا اس اولاد کے نسب کو اس کے ساتھ ہی ملایا جائے گا، جس نے اس کے نسب ملانے کا مطالبہ کیا ہے، لیکن اس کے نسب کے ملانے سے پہلے جو اس کے باپ کی وراثت تقسیم ہو چکی ہو، اس میں سے اس ملائے گئے کو کچھ حصہ نہ ملا گا اور جو وارثت ابھی تقسیم نہیں ہوئی اس کو اگر پا لے تو اس میں سے اس ملائے گئے کو حصہ ملے گا اور اس لڑکے یا لڑکی کے ملانے کا اگر وہ شخص جس کے لیے پکارا جاتا ہے انکار کر دے اور اگر وہ اس کی اس لونڈی سے ہو جس کا وہ مالک نہ تھا یا آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کیا تھا تو اس صورت میں اسے نہ تو اس کے نسب سے ملایا جائے گا اور نہ ہی لڑکا یا لڑکی اس کا وارث ہو گا۔ اور اگر اس لڑکی یا لڑکے کا وہ باپ جس کے لیے اسے پکارا جاتا ہے اس کا دعویٰ کرے تو وہ لونڈی سے ہو یا آزاد سے ہو تو وہ ولد الزنا ہے۔

فوائد: ......اس سے ثابت ہوا کہ ایک آدمی کی بیوی ہے جس سے اس نے نکاح کیا ہے یا لونڈی ہے اس سے جماع کیا ہے اس سے اگر بچی یا بچہ پیدا ہوتا ہے اور اتنی مدت میں ہوتا ہے جس میں بچہ پیدا ہونے کا امکان ہے جو کہ چھ ماہ کی مدت ہے وہ عورت اس خاوند کے بستر پر بچی یا بچہ کو جنم دیتی ہے اب اگر چہ وہ اس آدمی کا ہم شکل ہو یا وہ بچی یا بچہ اس کا ہم شکل نہ ہو اسے اس آدمی کے نسب کے ساتھ ہی ملایا جائے گا اور یہ بچی یا بچہ اس کا وارث بھی ہو گا یہ تو اس آدمی

(۷۲۱۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابوداود: ۲۲۶۵، وابن ماجہ: ۲۷۴۶ (انظر: ۷۰۴۲)

کی زندگی میں ہوگا اگر وہ آدمی فوت ہو جائے اور اس کے ورثا اگر اس بچی یا بچے کا نسب اس کی وفات کے بعد بھی ملائیں تو نسب اسے ملایا جائے گا لیکن اگر وہ آدمی جس کی طرف اس بچی یا بچے کی نسبت کی جا رہی ہے وہ اس بچی یا بچے کی نسبت سے انکار کرے تو پھر یہ اس آدمی کا نہ تو نسب شمار ہوگا اور نہ ہی یہ بچی یا بچہ اس کا وارث ہوگا یہی صورت تب بھی ہو گی جب ایسی لونڈی سے بچہ ہو جو اس آدمی کی ملکیت نہیں اور آزاد عورت سے ہو مگر اس سے زنا کیا ہو اس کا نہ تو نسب ثابت ہوگا نہ ہی یہ بچہ اس آدمی کا وارث ہوگا اگر یہ آدمی اس بچے کا دعویٰ بھی کرے گا تو یہ زانی ہوگا اور بچہ ولد زنا شمار ہوگا۔

اس بارے میں ایک اور بات ثابت ہوئی کہ اس طرح جس کا نسب ملے گا وہ نسب ملنے سے پہلے پہلے اس مرنے والے کی جو جائیداد تقسیم ہو چکی ہوگی اسے اس سے کچھ نہ ملے گا دوبارہ نئی تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر اس کے نسب کے ملنے سے پہلے جائیداد تقسیم نہیں ہوئی تو یہ دوسری اولاد یا ورثا کی طرح برابر کا وارث میں شریک ہوگا۔

(۷۲۲۰)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا مُسَاعَاةَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْ سَاعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدْ أَلْحَقْتُهُ بِعَصَبَتِهِ وَمَنِ ادَّعٰى وَلَدَهُ مِنْ غَيْرِ رِشْدَةٍ فَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ))۔ (مسند احمد: ۳۴۱۶)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں اجرت پر زنا کاری کا کوئی وجود نہیں، جس نے جاہلیت میں ایسا کیا ہے تو میں اس کا نسب اس کے باپ کے رشتہ داروں سے جوڑتا ہوں اور جو کوئی بغیر نکاح کے کسی کا باپ ہونے کا دعوی کرے تو نہ بچہ اس کا وارث ہوگا اور نہ ہی وہ اس بچے کا وارث ہوگا۔''

فوائد:...... ثابت ہوا کہ زنا سے نسب و وراثت ثابت نہیں ہوتے۔

.....

قرعہ کا بیان

(۷۲۲۱)۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِالْيَمَنِ فَأُتِيَ بِامْرَأَةٍ وَطِئَهَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ فَلَمْ يُقِرَّا ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ فَلَمْ يُقِرَّا ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ حَتّٰى فَرَغَ يَسْأَلُ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ عَنْ وَاحِدٍ فَلَمْ يُقِرُّوا ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَلْزَمَ الْوَلَدَ الَّذِي

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، آپ کے پاس ایک عورت لائی گئی، جس کے ساتھ ایک طہر میں تین افراد نے جماع کیا تھا، آپ نے ان میں سے دو افراد سے کہا: کیا تم دونوں اس بچے کا تیسرے کے حق میں اقرار کرتے ہو؟ انہوں نے اقرار نہیں کیا، پھر دو سے سوال کیا کہ کیا تم تیسرے کے لیے اس بچے کا اقرار کرتے ہو، انہوں نے بھی یہ اقرار نہ کیا، پھر دو سے پوچھا لیکن انھوں نے بھی

(۷۲۲۰) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۲۲۶۴ (انظر: ۳۴۱۶)

(۷۲۲۱) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، والنسائی: ۶/ ۱۸۲ (انظر:)

خَرَجَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ۔ (مسند احمد: ١٩٥٤٤)

اقرار نہ کیا، پھر انھوں نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور بچہ اس کے لیے لازم قرار دے دیا، جس کے نام قرعہ نکلا تھا اور اس کے ذمہ دیت کے تین حصوں میں سے دو حصے ادا کرنا لازم کر دیے، یہ معاملہ جب نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نمایاں ہونے لگیں۔

(٧٢٢٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: اِنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ لَهُمْ بَعْدَ اِنْكَارِهِمْ: اِنَّكُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَقَالَ: اِنِّيْ مُقْرِعٌ بَيْنَكُمْ فَاَيُّكُمْ قُرِعَ اَغْرَمْتُهُ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ وَاَلْزَمْتُهُ الْوَلَدَ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ))۔ (مسند احمد: ١٩٥٥٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے انکار کے بعد ان سے کہا: تم ایسے شریک ہو، جو آپس میں جھگڑنے والے ہو، اب میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا، تم میں سے جس کے نام بھی قرعہ نکلے گا، اسے دیت کے تین میں سے دو حصے ادا کرنے کی چٹی ڈالوں گا اور بچہ بھی لازمی اسے ہی لینا پڑے گا، جب اس فیصلہ کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو فیصلہ علی نے کیا ہے، وہی سمجھ آتا ہے۔''

فوائد:...... یہ واقعہ دورِ جاہلیت کا تھا، کیونکہ اسلام میں تو ایسا ممکن ہی نہیں کہ تین آدمی ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کریں، چونکہ جاہلیت کے کاموں پر سزا نہیں دی جا سکتی تھی، بلکہ اس دور کے تصرفات کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا کہ جو ہوا سو ہوا، آئندہ کے لیے منع ہے، اس لیے اس واقعہ کا حل بھی ضروری تھی، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد ذہانت سے تجویز فرمایا۔

اگر کسی چیز پر کئی افراد کا حق برابر ہو، لیکن وہ سب کو مل نہ سکتی ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے، احادیث میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ فِي الْعَمَلِ بِالْقَافَةِ
قیافہ کے جواز کا بیان

(٧٢٢٣)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ مُجَزِّزٌ الْمُدْلِجِيُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ مدلج کا ایک قیافہ شناس نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جب اس نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ

(٧٢٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٢٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٧١، ومسلم: ١٤٥٩ (انظر: ٢٤٠٩٩)

فَرَأٰی أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَقَالَتْ مَرَّةً: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْرُورًا۔ (مسند احمد: ۲٤٦۰۰)

اور ان کے باپ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں لیٹے ہوئے دیکھا کہ ان دونوں نے ایک چادر اوڑھ کر اپنے سر ڈھانپ رکھے تھے، جبکہ ان دونوں کے پاؤں چادر سے باہر تھے۔اس نے دیکھتے ہی کہا: یقیناً یہ پاؤں ایک دوسرے (باپ بیٹے) ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔سیدہ عائشہ کہتی ہیں: اس واقعہ کے بعد نبی کریم میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ بے حد خوش تھے۔

فوائد:...... اصل واقعہ یوں ہے کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ سفید اور چمکدار رنگت والے تھے اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ گہرے سیاہ رنگ کے تھے، اس رنگت کی وجہ سے قریشی لوگ اور دیگر جہالت والے ان کے نسب میں طعنہ زنی کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور جب کھوجی اور قیافہ شناس نے کہا کہ یہ قدم بتاتے ہیں کہ یہ باپ بیٹا ہیں اور لوگ کھوجی کی بات پر بہت زیادہ اعتماد کیا کرتے تھے، پس قیافہ شناس نے جب انہیں باپ بیٹا قرار دیا تو اس پر آپ کے چہرہ پر انوار کی ہر لکیر سے مسرت و شادمانی کی لہر اٹھنے لگی۔

قیافہ شناسی بھی عقلاً قطعی نہ ہونے کے باوجود انسانی ذہن کو مطمئن کرتی ہے، عموماً لوگ تسلیم کرتے ہیں، لہذا مشکل اور متنازعہ مسائل میں قیافہ سے بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ اس کی مخالفت میں گواہ اور مضبوط قرائن نہ ہوں۔

بَابُ التَّغْلِيظِ فِيمَنِ ادَّعٰى غَيْرَ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ وَفِيمَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

جو قصداً اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے اور جو شخص اپنی ہی اولاد سے انکار کرے اس کی سزا کا بیان

(۷۲۲٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ وَالِدِهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ الَّذِينَ أَعْتَقُوهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔)) (مسند احمد: ۲۹۲۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد ہونے کا دعوی کیا، یا آزاد شدہ غلام نے اپنے ان آقاؤں کے علاوہ، جنہوں نے اس کو آزاد کیا تھا، کسی اور کو اپنا آقا قرار دیا تو اس پر قیامت تک اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی، ایسے شخص کی نفلی اور فرضی عبادت قبول نہیں ہو گی۔''

(۷۲۲۵)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَفْرَى الْفِرٰى مَنِ ادَّعٰى غَيْرَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی

(۷۲۲٤) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۲٦۰۹ (انظر: ۲۹۲۱)

(۷۲۲۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۵۹۹۸)

اَبِیْہِ وَاَفْرٰی الْفِرٰی مَنْ اَرٰی عَیْنَیْہِ فِی النَّوْمِ مَا لَمْ تَرَیَا وَمَنْ غَیَّرَ تَخُوْمَ الْاَرْضِ))۔ (مسند احمد: ۵۹۹۸)

طرف نسبت کرنا ہے، اسی طرح یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے کہ انسان ایسا خواب بیان کرے، جو اس نے دیکھا ہی نہیں اور زمین کی علامات کو تبدیل کر دے۔''

(۷۲۲۶)۔ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَبَا بَكْرَةَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِیْ نَاسٍ فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَا: سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعٰی اِلٰی اَبٍ غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهُ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ))۔ (مسند احمد: ۱۴۹۷)

ابو عثمان سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلا تیر پھینکا تھا اور سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، جنہوں نے کچھ لوگوں سمیت طائف کا قلعہ پھلانگا تھا، ان دو صحابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اس پر جنت حرام ہو گی۔''

(۷۲۲۷)۔ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ: لَمَّا ادَّعٰی زِیَادٌ، لَقِیْتُ اَبَا بَكْرَةَ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمْ؟ اِنِّیْ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ: سَمِعَ اُذُنِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعٰی اَبًا فِی الْاِسْلَامِ غَیْرَ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهُ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ۔))، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ: وَاَنَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (وَفِیْ لَفْظٍ) وَاَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعٰی قَلْبِیْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۴)

ابو عثمان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب زیاد نے دعویٰ کیا تو میں سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا: تم نے یہ کیا کیا ہے؟ اس کے جواب میں سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر باپ کی طرف باپ ہونے کی نسبت کی اور جانتے ہوئے ایسا کیا، تو اس پر جنت حرام ہو گی۔'' سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، ایک روایت میں ہے: میرے کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے محمد رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہے۔

(۷۲۲۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفْرٌ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نسب اگرچہ معمولی ہو، مگر اس سے

(۷۲۲۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ومسلم: ۶۳ (انظر: ۱۴۹۷)

(۷۲۲۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۶۶، ۶۷۶۷، ومسلم: ۶۳ (انظر: ۱۴۵۴)

(۷۲۲۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۷۴۴ (انظر: ۷۰۱۹)

تَبَرُّوٌ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ، أَوِ ادِّعَاءٌ إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ))۔ (مسند احمد: ۷۰۱۹)

بیزاری کا اظہار کرنا یا کسی غیر معروف نسب کی طرف اپنی نسبت کرنا کفر ہے۔''

(۷۲۲۹)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ! وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۹۷)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: ''جس شخص نے جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اس کے لئے سوائے کفر کے کچھ اور نہیں، جس نے کسی ایسی چیز کا دعوی کیا، جو درحقیقت اس کی ہے ہی نہیں، تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس شخص کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے اور جس شخص نے کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا، جبکہ وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا خود اپنی بات کا مصداق ہوگا۔''

(۷۲۳۰)۔ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ انْتَسَبَ إِلٰى تِسْعَةِ آبَاءٍ كُفَّارٍ يُرِيدُ بِهِمْ عِزًّا وَكَرَمًا فَهُوَ عَاشِرُهُمْ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۴۴)

سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عزت و شرف کے حصول کی خاطر اپنے نو کافر آباؤاجداد کی طرف اپنی نسبت کی تو جہنم میں ان کے ساتھ دسواں وہ خود ہوگا۔''

(۷۲۳۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهِ لِيَفْضَحَهُ فِي الدُّنْيَا فَضَحَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ، وَقِصَاصٌ بِقِصَاصٍ۔)) (مسند احمد: ۴۷۹۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنی اولاد کو دنیا میں رسوا کرنے کے لئے اس کا انکار کر دیا، قیامت والے دن اللہ اس کو سرِ عام رسوا کرے گا اور قیامت والے دن ادلے کا بدلہ ہوگا۔''

فوائد:...... تمام روایات اپنے مفہوم میں واضح ہیں، اگر مسلمان کے نسب کو کم تر سمجھا جاتا ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ اس پر راضی ہو کر صبر کرے اور اگر وہ اعلی نسب ہو تو وہ اس پر فخر اور ناز نہ کرے، کسی کی عزت یا بے عزت کی خاطر نہ نسبت بدلنا چاہیے اور نہ کسی کے نسب کا انکار کرنا چاہیے۔

(۷۲۲۹) تخريج: أخرجه تامّا ومقطعا البخاري: ۳۵۰۸، ۶۰۴۵، ومسلم: ۶۱ (انظر: ۲۱۴۶۵)

(۷۲۳۰) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، أخرجه ابويعلى: ۱۴۳۹، والطبراني في "الاوسط": ۴۴۶ (انظر: ۱۷۲۱۲)

(۷۲۳۱) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۳۴۷۸، والبيهقي: ۸/ ۳۳۲ (انظر: ۴۷۹۵)

۴۴: كِتَابُ الْعِدَدِ

عدتوں کا بیان

بَابُ اِنَّ عِدَّةَ الْحَامِلِ بِوَضْعِ الْحَمَلِ سَوَاءٌ كَانَتْ مُطَلَّقَةً اَوْ مُتَوَفًّى عَنْهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾

حاملہ خاتون کی عدت وضع حمل ہے، خواہ وہ طلاق یافتہ ہو یا بیوہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور حاملہ خواتین کی عدت کی مدت یہ ہے کہ وہ حمل وضع کر دیں''

(۷۲۳۲)۔عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحِلَّ وَكَانَ أَهْلُهَا غُيَّبًا وَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ فَجَائَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اس عورت کی عدت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو اور وہ حاملہ ہو، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: دو عدتوں میں سے دور والی عدت ہوگی، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب وہ بچے کو جنم دے گی تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: جب سیدہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی وفات کے نصف ماہ بعد بچے کو جنم دیا تو اسے دو آدمیوں نے پیغام نکاح بھیجا، ان میں سے ایک نوجوان تھا اور دوسرا ذرا ادھیڑ عمر تھا، اس خاتون کا میلان یہ تھا کہ وہ نوجوان سے نکاح کرے، یہ صورت حال دیکھ کر ادھیڑ عمر کہنے لگا کہ یہ تو ابھی عدت سے ہی باہر نہیں ہوئی، دراصل اس عورت کے

(۷۲۳۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين . أخرجه النسائي: ٦/ ١٩١ (انظر: ٢٦٧١٥)

حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٥١)

گھر والے وہاں موجود نہ تھے اور اس بوڑھے کو امید تھی کہ جب اس کے گھر والے آ جائیں گے تو وہ اس ادھیڑ عمر کو ترجیح دیں گے، اس کی بات سن کر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور فتویٰ پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری عدت ختم ہو چکی ہے،تو جس سے چاہتی ہے، نکاح کر سکتی ہے۔''

فوائد:...... دو عدتوں میں سے دور کی عدت کا مطلب یہ ہے کہ بیوہ حاملہ کی عدت دو قسم کی ہے: وضع حمل اور چار ماہ دس دن، اب اگر چار ماہ دس دن سے پہلے بچہ جنم دے تو وہ چار ماہ دس دن مکمل کرے اور اگر چار ماہ دس دن کے بعد تک حمل جائے تو پھر عدت وضع حمل ہی ہوگی۔

لیکن یہ موقف درست نہیں ہے، صحیح رائے یہ ہے کہ جب خاتون حاملہ ہو تو چار ماہ دس دن کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا، بلکہ وضع حمل سے عدت پوری ہوگی، وہ خاوند کی وفات کے چند گھڑیاں بعد ہو جائے یا آٹھ نو ماہ بعد۔

(٧٢٣٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ فَقَالَ: كَأَنَّكِ تُحَدِّثِينَ نَفْسَكِ بِالْبَائَةِ مَا لَكِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَبْعَدُ الْأَجَلَيْنِ، فَانْطَلَقَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ بِمَا قَالَ أَبُو السَّنَابِلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبَ أَبُو السَّنَابِلِ إِذَا أَتَاكِ أَحَدٌ تَرْضَيْنَهُ فَأْتِينِي بِهِ أَوْ قَالَ فَأَنْبِئِينِي۔)) فَأَخْبَرَهَا أَنَّ عِدَّتَهَا قَدِ انْقَضَتْ۔ (مسند احمد: ٤٢٧٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی وفات کے پندرہ دن بعد بچے کو جنم دیا، ان کے پاس سیدنا ابو سنابل آئے اور کہا: معلوم ہوتا ہے تمہارے دل میں نکاح کرنے کا خیال گردش کر رہا ہے، تمہیں اس کی اجازت نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عدتوں میں سے دور والی عدت نہ گزار لو، یہ سن کر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور ابو سنابل کی بات کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابو سنابل غلط کہہ رہا ہے، تمہاری عدت پوری ہو چکی ہے، جب تمہارے لیے مناسب یا تمہاری پسند کا رشتہ آئے تو میرے پاس آنا اور مجھے اس کی اطلاع دینا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس کی عدت پوری ہو چکی ہے۔

(٧٢٣٤)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ بْنِ

سیدنا ابو سنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ سبیعہ

(٧٢٣٣) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن جعفر سمع من سعيد بن ابى عروبة بعد اختلاطه، وقد اعله احمد بالارسال (انظر: ٤٢٧٣)

(٧٢٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، لايعرف للاسود سماع من ابى السنابل، أخرجه الترمذى: ١١٩٣(انظر: ١٨٧١٤)

بَعْكَكٍ قَالَ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلنِّكَاحِ فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا وَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ حَلَّ أَجَلُهَا قَالَ عَفَّانُ فَقَدْ خَلٰى أَجَلُهَا۔)) (مسند احمد: ١٨٩٢١)

بنت حارث نے اپنے شوہر کی وفات سے تیئس یا پچیس دن بعد بچے کو جنم دیا، جب مدت نفاس گزر چکی تو اس نے نئی شادی میں رغبت کا اظہار کیا، لیکن اس پر اعتراض کیا گیا اور نبی کریم ﷺ کے ہاں اس چیز کا تذکرہ کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ عورت ایسا کرنا چاہے تو وہ کر سکتی ہے کیونکہ اس کی عدت وضع حمل کی وجہ سے پوری ہو چکی ہے۔''

(٧٢٣٥)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ فَسَأَلْتُهَا عَنْ أَمْرِهَا فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّيَ عَنِّي فَلَمْ أَمْكُثْ إِلَّا شَهْرَيْنِ حَتّٰى وَضَعْتُ قَالَتْ فَخَطَبَنِي أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَتَهَيَّأْتُ لِلنِّكَاحِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ حَمْوَيَّ وَقَدْ اخْتَضَبْتُ وَتَهَيَّأْتُ فَقَالَ: مَاذَا تُرِيدِينَ؟ يَا سُبَيْعَةُ! قَالَتْ فَقُلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا لَكِ مِنْ زَوْجٍ حَتّٰى تَعْتَدِّينَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ﷺ: ((قَدْ حَلَلْتِ فَتَزَوَّجِي۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٨٤)

سیدنا ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ سبیعہ بنت ابی برزہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے ان کے معاملہ کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا: میں سعد بن خولہ کے نکاح میں تھی، وہ فوت ہو گئے اور ان کی وفات کے صرف دو ماہ بعد میں نے بچہ جنم دیا، اُدھر بنو عبد دار والے ابو سنابل بن بعکک نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، میں نکاح کرنے کے لیے تیار تھی کہ میرا دیور میرے پاس آیا، میں نے مہندی بھی لگا لی اور مکمل تیاری کر لی، اس نے کہا: اے سبیعہ کیا کرنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: میں شادی کرنا چاہتی ہوں، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تو ابھی شادی نہیں کر سکتی، جب تک کہ چار ماہ دس دن عدت نہ گزار لے، سبیعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو حلال ہو چکی ہے اور شادی کر سکتی ہے۔''

(٧٢٣٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَأُولَاتُ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: قرآن مجید کی آیت ﴿وَأُولَاتُ

(٧٢٣٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٧٤٦ (انظر: ٢٧٤٣٨)

(٧٢٣٦) تخريج: اسناده ضعيف من اجل المثنى بن الصباح، فهو ضعيف، أخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٩، والدارقطني: ٣/ ٣٠٢، وعبد الرزاق ١١٧١٧ (انظر: ٢١١٠٨)

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا اَوْ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا؟ قَالَ: ((هِيَ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا۔)) (مسند احمد: ٢١٤٢٥)

﴿اَلْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ میں مذکور عدت ان عورتوں کی ہے جن کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں یا یہ بیوہ عورت کی عدت ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''دونوں کے لئے۔''

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے، ان کو طلاق ہوئی ہو یا ان کا خاوند فوت ہوا ہو۔

بَابُ عِدَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا اِذَا كَانَتْ غَيْرَ حَامِلٍ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴾

جب غیر حاملہ خاتون کا خاوند فوت ہوگا تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کیا کرے۔''

(٧٢٣٧)۔ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَا تَلْبِسُوْا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ۔ (مسند احمد: ١٧٩٥٦)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی سنت کو ہم پر خلط ملط نہ کرو، جب ام ولد کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی۔

فوائد:...... جس لونڈی سے اس کے آزاد مالک کا بچہ ہو جائے، اس کو ام ولد کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِحْدَادِ مُعْتَدَّةِ الْوَفَاةِ وَ مَا تَجْتَنِبُهُ

متوفی عنہا زوجہا عورت کے سوگ اور پابندیوں کا بیان

(٧٢٣٨)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ امْرَاَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا، فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَذَكَرُوْا الْكُحْلَ، قَالُوْا: نَخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا، قَالَ ﷺ: ((قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوا اور اس کی آنکھ خراب ہوگئی، اس کے گھر والوں نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا اور سرمہ ڈالنے کی اجازت چاہی، انہوں نے کہا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس کی آنکھیں کا نقصان نہ ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک عورت

(٧٢٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، قبيصة لم يسمع من عمرو، أخرجه ابوداود: ٢٣٠٨، وابن ماجه: ٢٠٨٣ (انظر: ١٧٨٠٣)

(٧٢٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٣٨، ومسلم: ١٤٨٨، وابوداود: ٢٢٩٩ (انظر: ٢٦٥٠١)

بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا حَوْلًا فَإِذَا مَرَّ بِهَا كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ أَفَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۳٤)

اپنے گھر میں بدترین لباس میں بدترین مقام پر ایک سال تک ٹھہرا کرتی تھی اور جب اس کے پاس سے کتا گزرتا تھا تو لید پھینکا کرتی تھی، کیا اب وہ چار ماہ دس دن بھی صبر نہیں کر سکتی۔''

فوائد:...... جاہلیت میں سوگ والی عورت ایک علیحدہ چھوٹا سا کمرہ تیار کر لیتی اور سب سے نکمے کپڑے پہن لیتی تھی اور خوشبو کو ہاتھ نہ لگاتی تھی، ایک سال تک اسی حالت میں عدت گزارتی تھی اور جب فارغ ہوتی تو سال کے آخر میں شرم گاہ پر لید لگا کر باہر پھینکتی کہ آج میں عدت سے فارغ ہو گئی ہوں، اللہ تعالیٰ نے سال کی عدت ختم کر کے چار ماہ دس دن کر دی ہے اور اس میں بھی جاہلیت کی کئی پابندیاں اٹھا دیں۔

آپ ﷺ اسی رسم و رواج کی یاد دہانی کروانا چاہ رہے ہیں۔

(۷۲۳۹)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۱٦)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کے بارے میں جس کا خاوند فوت ہو جائے حکم دیا کہ وہ کسمبے سے رنگا ہوا زرد کپڑا اور مشق (گیرو) سے رنگا ہوا کپڑا اور زیورات نہ پہنے اور نہ وہ خضاب لگائے اور نہ سرمہ ڈالے۔''

فوائد:...... سرخ مٹی کو گیرو کہتے ہیں، جس سے کپڑا رنگا جاتا تھا۔

(۷۲٤۰)۔عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزِيدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُحِدُّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا عَصْبًا وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا قَالَ يَزِيدُ أَوْ فِي طُهْرِهَا فَإِذَا طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۸٤۷)

سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ نہ منائے، ماسوائے خاوند کے کہ اس کی وفات پر بیوی چار ماہ دس دن سوگ منائے گی، اس دوران وہ رنگا ہوا لباس نہیں پہنے گی، البتہ رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے، وہ نہ سرمہ لگائے اور نہ ہی خوشبو استعمال کرے، البتہ حیض سے طہارت کے وقت عود ہندی یا مشک استعمال کر سکتی ہے۔

(۷۲۳۹) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۳۰٤، والنسائي: ٦/ ۲۰۳ (انظر: ۲٦٥۸۱)

(۷۲٤۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٥۳٤۱، ومسلم: ۹۳۸ (انظر: ۲۷۳۰٤)

فوائد:...... سنن نسائی کی روایت میں "وَلَا تَمْشِطُ" کے الفاظ بھی ہے، یعنی ایسی عورت کنگھی بھی نہ کرے۔ ایسی عورت کے جب ماہواری والے ایام ختم ہوں گے تو وہ حیض والی جگہ پر خوشبو لگائے گی، تاکہ حیض کی بو کا احساس ختم ہو جائے، پورے جسم پر خوشبو لگانا مقصود نہیں ہے۔

(۷۲۴۱)۔عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ حَمِيمٌ لِأُمِّ حَبِيبَةَ فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ حَجَّاجٌ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔)) وَحَدَّثَتْهُ زَيْنَبُ عَنْ أُمِّهَا وَعَنْ زَيْنَبَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۰۲)

سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ایک نہایت قریبی رشتہ دار فوت ہوا، سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اسے اپنے بازوؤں پر ملا اور کہا: میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان عورت اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر یقین رکھتی ہے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دنوں یا تین راتوں سے اوپر سوگ منائے، ماسوائے اس خاتون کے، جس کا شوہر فوت ہو جائے، وہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی۔'' یہ روایت زینب نے اپنی ماں سیدہ ام سلمہ سے اور انہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے یا امہات المومنین میں سے کسی ام المومنین سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... ان روایات میں خواتین کے لیے سوگ کے احکام و آداب بیان کیے گئے ہیں، یاد رہے کہ مرد کا ان احکام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ایسی خاتون کو شوخ، بھڑکیلے اور پھول دار لباس سے بچنا چاہیے، سادہ کپڑے پہننے چاہئیں، جن میں عموماً زیب و زینت کا اظہار نہیں ہوتا۔

بَابُ اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا وَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ اَمْ لَا؟

متوفی عنہا زوجہا عورت کہاں عدت گزارے گی، آیا ایسی عورت کو نان و نفقہ دیا جائے گا

(۷۲۴۲)۔عَنْ فُرَيْعَةَ بِنْتِ مَالِكٍ قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَأَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُومِ فَقَتَلُوهُ فَأَتَانِي نَعْيُهُ وَأَنَا فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ مِنْ دُورِ أَهْلِي فَأَتَيْتُ

سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرا خاوند اپنے مضبوط جسم والے غلاموں کی تلاش میں نکلا، جو بھاگ گئے تھے، اس نے ان غلاموں کو قدوم مقام پر پا تو لیا، لیکن ہوا یوں کہ انہوں نے مل کر میرے خاوند کو قتل کر دیا،

(۷۲۴۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۳۹، ومسلم: ۱۴۸۶ (انظر: ۲۶۷۶۶)

(۷۲۴۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۲۳۰۰، والترمذی: ۱۲۰۴، والنسائی: ۶/ ۱۹۹، وابن ماجه: ۲۰۳۱ (انظر: ۲۷۰۸۷)

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ نَعْيَ زَوْجِي أَتَانِي فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ مِنْ دُورِ أَهْلِي وَلَمْ يَدَعْ لِي نَفَقَةً وَلَا مَالًا لِوَرَثَتِهِ وَلَيْسَ الْمَسْكَنُ لَهُ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ إِلَى أَهْلِي وَأَخْوَالِي لَكَانَ أَرْفَقَ بِي فِي بَعْضِ شَأْنِي قَالَ: ((تَحَوَّلِي۔)) فَلَمَّا خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ إِلَى الْحُجْرَةِ دَعَانِي أَوْ أَمَرَ بِي فَدُعِيتُ فَقَالَ: ((اُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ الَّذِي أَتَاكِ فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۔)) قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَخَذَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٢٧)

میرے خاندان والوں کے اس گھر میں مجھے میرے خاوند کی موت کی اطلاع ملی جو آبادی سے دور تھا اور نہ ہی میرے خاوند نے میرے لئے کوئی خرچہ چھوڑا تھا، نہ ہی ورثاء کے لیے کوئی مال چھوڑا اور نہ ہی ان کا اپنا گھر ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ساری باتیں بیان کیں اور میں نے اجازت طلب کی کہ میں اپنے ماموؤں کے گھر میں اگر منتقل ہو جاؤں تو میرے لیے زیادہ بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، منتقل ہو جاؤ۔'' جب میں آپ کے پاس سے نکل کر مسجد یا حجرہ تک ہی پہنچی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''اپنے اسی گھر میں عدت پوری ہونے تک ٹھہری رہو، جس میں تمہارے خاوند کی وفات کی اطلاع آئی تھی۔'' پس میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں میری طرف پیغام بھیجا، میں نے انہیں اس مسئلہ کی خبر دی تو پھر انہوں نے اسی کے مطابق عمل کیا تھا۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ عدت وفات میں عورت کے لیے خاوند کے گھر ٹھہرنا ضروری ہے، جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے، شدید ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہے، لیکن کام سے فارغ ہو کر فوراً گھر لوٹے، رات باہر مت گزارے۔

بَابُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ غَيْرِ الْحَامِلِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ وَعِدَّةُ الْيَائِسَةِ وَالصَّغِيْرَةِ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿ وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ ﴾

غیر حاملہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ''طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۸) اور جو عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہیں یا وہ عورتیں، جو ابھی تک چھوٹی ہیں، ان کی عدت تین ماہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''جنہیں حیض نہیں آتا ان کی عدت میں اگر تمہیں شک ہوا ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی، جن کو ابھی تک حیض نہیں آیا۔'' (سورۂ طلاق: ۴)

(٧٢٤٣)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا

(٧٢٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه مختصرا بنحوه البخارى: ٥٢٨٠ (انظر: ٣٤٠٥)

زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُسَمَّى مُغِيثًا قَالَ فَكُنْتُ أَرَاهُ يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ يَعْصِرُ عَيْنَيْهِ عَلَيْهَا، قَالَ وَقَضَى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ قَضِيَّاتٍ: إِنَّ مَوَالِيَهَا اشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَخَيَّرَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ (وَقَالَ هَمَّامٌ مَرَّةً: عِدَّةَ الْحُرَّةِ) قَالَ وَتُصُدِّقَ عَلَيْهَا بِصَدَقَةٍ فَأَهْدَتْ مِنْهَا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔)) (مسند احمد: ۳۴۰۵)

کا شوہر ایک سیاہ رنگ کا غلام تھا، اس کو مغیث کہا جاتا تھا، میں نے اسے دیکھا کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے پیچھے روتا تھا اور آنسو بہاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں چار فیصلے نافذ کیے: اس کے آقاؤں نے شرط لگائی تھی کہ ولاء ان ہی کے لیے ہوگی، لیکن نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ ولاء کی نسبت اس کے لیے ہے، جس نے آزاد کیا ہے، آپ ﷺ نے بریرہ کو مغیث کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیا تھا اور انھوں نے اپنے نفس کو اختیار کیا، پس آپ ﷺ نے ان کو آزاد خاتون کی عدت گزارنے کا حکم دیا، اور سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا، پس اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس سے دیا، جب سیدہ نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بریرہ کے لیے صدقہ ہے، ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

فوائد:...... اگر میاں بیوی دونوں غلامی میں ہوں تو بیوی کو آزاد کر دیا جائے تو اسے اپنے غلام خاوند کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے۔

چونکہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد ہو گئی تھی، اس لیے اس کو آزاد خاتون کی عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَفَقَةِ الْمَبْتُوتَةِ وَسُكْنَاهَا وَخُرُوجِهَا لِحَاجَةٍ

مطلقہ بائنہ (جس سے رجوع نہیں ہو سکتا) کے نان ونفقہ اور اس کی رہائش کا بیان اور ضرورت کے لیے اس کا باہر نکلنا

(۷۲۴۴)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أُخْتِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَكَانَ قَدْ طَلَّقَنِي تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ حِينَ بَعَثَهُ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، جو کہ سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن تھی، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں سیدنا ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھی، وہ مجھے دو طلاقیں دے چکے تھے، پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن کی جانب بھیجا تو میرے شوہر بھی انکے ساتھ یمن چلے گئے، وہاں سے تیسری طلاق بھیج دی، مدینہ میں

(۷۲۴۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۸۰ (انظر: ۲۷۳۳۴)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ اِلَيَّ بِتَطْلِيقَتِي الثَّالِثَةِ وَكَانَ صَاحِبُ اَمْرِهِ بِالْمَدِينَةِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِي رَبِيْعَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: نَفَقَتِيْ وَسُكْنَايَ، فَقَالَ: مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ نَفَقَةٍ وَلَا سُكْنٰى اِلَّا اَنْ نَتَطَوَّلَ عَلَيْكِ مِنْ عِنْدِنَا بِمَعْرُوْفٍ نَصْنَعُهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: لَئِنْ لَمْ يَكُنْ لِيْ مَالِيْ بِهِ مِنْ حَاجَةٍ، قَالَتْ: فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ خَبَرِيْ وَمَا قَالَ لِيْ عَيَّاشٌ، فَقَالَ: ((صَدَقَ، لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِمْ نَفَقَةٌ وَلَا سُكْنٌ، وَلَيْسَتْ لَكِ فِيْهِمْ رَدَّةٌ وَعَلَيْكِ الْعِدَّةُ فَانْتَقِلِيْ اِلٰى أُمِّ شَرِيْكٍ اِبْنَةِ عَمِّكِ، فَكُوْنِيْ عِنْدَهَا حَتّٰى تَحِلِّيْ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: ((لَا، تِلْكَ اِمْرَاَةٌ يَزُوْرُهَا اِخْوَتُهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِيْ اِلَى ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ مَكْفُوْفُ الْبَصَرِ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُ فَاِذَا حَلَلْتِ فَلَا تَفُوْتِيْنِيْ بِنَفْسِكِ۔)) قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَئِذٍ يُرِيْدُنِيْ اِلَّا لِنَفْسِهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ خَطَبَنِيْ عَلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَزَوَّجَنِيْهِ، فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ: اَمْلَتْ عَلَيَّ حَدِيْثَهَا هٰذَا وَكَتَبْتُهُ بِيَدِيْ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٧٧)

ان کے وکیل عیاش بن ابی ربیعہ تھے، میں نے ان سے اپنے خرچہ اور رہائش کا مطالبہ کیا، انہوں نے مجھ سے کہا: ہمارے ذمہ تیرے لیے کوئی خرچہ یا رہائش نہیں ہے، ہاں ہم احسان کرتے ہوئے اپنی طرف سے کچھ دے دیتے ہیں، بہرحال ہم پابند نہیں ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اگر تمہارے ذمے کچھ نہیں ہے تو پھر مجھے تمہارا احسان سر لینے کی کوئی ضرورت نہیں، میں سیدھی نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور اپنا معاملہ بتایا اور جو عیاش نے بات کہی تھی، وہ بھی آپ ﷺ کو بتائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عیاش نے درست کہا ہے، تیرے لیے ان کے ذمہ نہ تو نان ونفقہ ہے اور نہ رہائش اور نہ ہی تو ان کی جانب لوٹ سکتی ہے، کیونکہ تین طلاقیں مکمل ہو چکی ہیں اب تیرے اوپر عدت لازم ہے، لہٰذا تو اپنی چچازاد ام شریک کے گھر منتقل ہو جا اور عدت کے اختتام تک وہی رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں نہیں، وہاں نہیں جانا، ان کی نیکی روی کی وجہ سے وہاں مسلمان بھائیوں کا کثرت سے آنا جانا ہے، تو اپنے چچا کے بیٹے ابن ام مکتوم کے پاس منتقل ہو جا، ان کی نظر نہیں ہے، اس لیے وہاں کوئی دقت نہیں ہو گی، وہاں عدت گزار لے اور مجھے بتائے بغیر کوئی قدم نہ اٹھانا۔'' سیدہ فاطمہ کہتی ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اس سے یہی سمجھا تھا کہ آپ ﷺ خود میرے ساتھ شادی کا ارادہ رکھتے ہیں، شاید اس لیے یہ فرمایا ہے، بہرحال جب میں عدت سے فارغ ہوئی تو آپ ﷺ نے میری منگنی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کر کے ان سے میری شادی کر دی۔ ابوسلمہ راوی کہتے ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث خود مجھے لکھوائی اور میں نے اسے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے۔

(۷۲٤٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: فَلَمَّا حَلَلْتُ خَطَبَنِيْ مُعَاوِيَةُ وَاَبُوْ جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَعَائِلٌ لَا مَالَ لَهُ، وَاَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَاِنَّهُ لَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ اَيْنَ اَنْتُمْ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔)) وَكَانَ اَهْلُهَا كَرِهُوْا ذٰلِكَ فَقَالَتْ: لَا اَنْكِحُ اِلَّا الَّذِيْ دَعَانِيْ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَكَحْتُهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۷٦)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدہ فاطمہ کہتی ہیں: جب میں عدت سے فارغ ہوئی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان افراد کے بارے میں فرمایا: ''معاویہ رضی اللہ عنہ تو فقیر ہے، اس کے پاس مال نہیں ہے، اور ابوجہم رضی اللہ عنہ تو ہر وقت اپنے کندھے پر لاٹھی ہی اٹھائے رکھتا ہے، تم لوگ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے شادی کیوں نہیں کر لیتے۔'' سیدہ فاطمہ کے گھر والوں نے یہ پسند نہ کیا، لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تو صرف اسی سے شادی کروں گی، جس سے شادی کرنے کی تجویز نبی کریم ﷺ نے دی ہے، پس میں نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

(۷۲٤٦)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَقَالَ: ((انْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ۔)) فَكَرِهْتُهُ، فَقَالَ: ((اِنْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ۔)) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ لِيْ فِيْهِ خَيْرًا۔ (مسند احمد: ۲۷۸۷۱)

(تیسری سند) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ابوعمرو بن حفص نے مجھے طلاق بائنہ دے دی اور وہ خود یہاں موجود نہ تھے، پھر اوپر والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی، اور پھر کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسامہ سے نکاح کر لو۔'' میں نے اسے ناپسند کیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''بس تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔'' تو میں نے آپ کے حکم پر ان سے نکاح کر لیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بہت خیر پیدا فرمائی۔

فوائد:...... سیدنا ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے مختلف مجلسوں میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں، چونکہ تین طلاقوں کے بعد خاوند کو رجوع کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا، اس لیے وہ ایسی خاتون کے نان ونفقہ اور رہائش کا ذمہ دار بھی نہیں ہوتا، ایسی عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی مناسب جگہ پر عدت گزار سکتی ہے۔

طلاق بائنہ والی حاملہ خاتون کا مسئلہ اگلے باب میں بیان ہوگا۔

(۷۲٤۷)۔عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِي الْجَهْمِ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ سَلَمَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ

ابوبکر بن ابوجہم کہتے ہیں: میں اور ابوسلمہ دونوں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے، انہوں نے کہا: میرے شوہر

(۷۲٤٥) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول
(۷۲٤٦) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول
(۷۲٤۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٤۸۰ (انظر: ۲۷۳۳۲)

بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ: فَقَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً، قَالَتْ: وَوَضَعَ لِي عَشَرَةَ اَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ خَمْسَةُ شَعِيْرٍ وَخَمْسَةُ تَمْرٍ، قَالَتْ: فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ ذَاكَ لَهُ، قَالَ: فَقَالَ: ((صَدَقَ۔)) فَاَمَرَنِي اَنْ اَعْتَدَّ فِي بَيْتِ فُلَانٍ، قَالَ: وَكَانَ قَدْ طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَائِنًا۔ (مسند احمد: ۲۷۸۷۵)

نے مجھے طلاق دی اور رہائش اور نان ونفقہ نہ دیا، بس صرف دس صاع دیے، پانچ جو کے تھے اور پانچ کھجور کے، اپنے چچا کے بیٹے کے ہاتھ مجھے بھیج دیے، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور ساری تفصیل آپ ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے درست کیا ہے۔'' تیرے لیے وہ رہائش اور نان ونفقہ کا ذمہ دار نہیں ہے اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں فلاں یعنی ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزاروں، راوی کہتے ہیں اسے اس کے خاوند نے طلاق بائنہ دے دی تھی۔

(۷۲٤۸)۔عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا عَامِرٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْكُوْ اِلَيْهِ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا نَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَعَلَّهَا نَسِيَتْ، قَالَ: قَالَ عَامِرٌ: وَحَدَّثَتْنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۸۱)

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں تین طلاقیں دے دی تھیں، سو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور خاوند کی شکایت کرنے لگیں کہ اس نے مجھے نہ تو رہائش دی اور نہ ہی نان ونفقہ دیا۔ لیکن سیدہ فاطمہ کے جواب میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑیں گے، ممکن ہے کہ وہ بھول گئی ہو۔ عامر شعبی کہتے ہیں: سیدہ فاطمہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ آیت تھی: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ ......''(تم طلاق دینے کے بعد اپنی بیویوں کو) نہ ان کے گھر سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔'' (سورۂ طلاق:۱)

لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے اور سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث نے اس کی تخصیص کی ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد خاوند اپنی بیوی کے نان ونفقہ اور رہائش کا ذمہ دار نہیں ہے اور وہ کسی اور مناسب جگہ پر عدت گزارے گی۔

(۷۲٤۹)۔عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ بِنْتَ

سعید بن زید کی بیٹی، سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ اس کی خالہ تھیں

(۷۲٤۸) تخریج: حدیث فاطمة صحیح، أخرجه الخطیب فی "تاریخه": ۳/ ۷۱ (انظر: ۲۷۳۳۸)

(۷۲٤۹) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، أخرجه الطبرانی: ۲٤/ ۹۲۷، و ذُکِر هذه القصة فی صحیح مسلم: ۱٤۸۰ (انظر: ۲۷۳۳۹)

سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ خَالَتَهَا وَكَانَتْ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، بَعَثَتْ إِلَيْهَا خَالَتُهَا بِنْتُ قَيْسٍ فَنَقَلَتْهَا إِلَى بَيْتِهَا وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ قَبِيصَةُ: فَبَعَثَنِي إِلَيْهَا مَرْوَانُ فَسَأَلْتُهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى أَنْ تَخْرُجَ امْرَأَةٌ مِنْ بَيْتِهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا؟ قَالَ: فَقَالَتْ: لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِي بِذٰلِكَ، قَالَ: ثُمَّ قَصَّتْ عَلَيَّ حَدِيثَهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَأَنَا أُخَاصِمُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ إِلَى: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ﴾ الثالثة ﴿فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ وَاللّٰهِ، مَا ذَكَرَ اللّٰهُ بَعْدَ الثَّالِثَةِ حَبْسًا مَعَ مَا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى مَرْوَانَ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَهَا، فَقَالَ: حَدِيثُ امْرَأَةٍ، قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِالْمَرْأَةِ فَرُدَّتْ إِلَى بَيْتِهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا۔

(مسند احمد: ۲۷۸۸۲)

اور یہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انہوں نے اسے مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دیں، بنت سعید کے پاس اس خالہ فاطمہ بنت قیس نے پیغام بھیجا، اس کو اپنے گھر منتقل کر لیا اور مدینہ پر اس وقت مروان بن حکم گورنر تھے۔ قبیصہ کہتے ہیں: مروان نے مجھے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دریافت کروں کہ ایک عورت یعنی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی اپنے گھر سے باہر منتقل ہوگئی ہے، اس کا سبب کیا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا واقعہ بیان کیا اور کہا: میں تم سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ مقدمہ لڑوں گی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ إِلَى: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾.... ''جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے آغاز میں طلاق دو اور عدت شمار کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں، الا یہ کہ ظاہر بے حیائی کو آئیں...... شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا کریں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:...... ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ ''جب یہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اچھے طریقہ سے روکو یا اچھے طریقہ سے جدا کر دو۔'' اللہ کی قسم! تیسری طلاق کے بعد روکنے کا ذکر نہیں کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے عدت گزارنے کا حکم بھی دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں مروان کے پاس لوٹا اور جو کچھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا، میں نے اس کو اس سے آگاہ کیا ہے، مروان نے کہا: ایک عورت کی بات ہے، پھر مروان نے اس عورت کو حکم

دیا کہ وہ اپنے گھر لوٹ جائے اس وقت تک گھر میں رہے جب تک اس کی عدت ختم نہیں ہو جاتی۔

فوائد:...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مقدمہ پیش کرتی ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ عدت کے شروع میں طلاق دو پھر عدت شمار کرو اور عورتوں کو گھروں سے نہ نکالو، یہ ان عورتوں کے لیے ہے جنہیں ایک یا دو یعنی رجعی طلاقیں ہوئی ہوں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شاید کوئی نیا معاملہ پیدا کریں، جب تیسری طلاق ہو جائے تو اب اس کے بعد کیا معاملہ پیدا ہوگا وہ تو قطعی طلاق ہے اور یہ بھی قرآن پاک میں ہے کہ طلاق دو مرتبہ ہے، اس کے بعد جو حکم ہے یا تو اچھے طریقے سے روکو یا انہیں چھوڑ دو، یہ تیسری کا اشارہ ہے اور پھر میرے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی ہے کہ نہ تو میرے لیے رہائش ہے اور نہ ہی خرچہ ہے، سو معلوم ہوا کہ تیسری طلاق کے بعد جب عورت سے رجوع منع ہے، تو پھر عدت کیسی ہوئی لہٰذا تیسری کے بعد عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے عدت دو طلاقوں تک ہے۔

مروان نے یقین نہ کرتے ہوئے اس کے پاس مقدمہ لانے والی عورت کو عدت گزارنے کے لیے اس کے گھر پابند کر دیا، لیکن یہ فیصلہ درست نہ تھا، اگر ثقہ عورت تنہا حدیث بیان کرے تو اس کی حدیث کو قبول کیا جائے گا اور یہ تو صحابیہ ہیں، بہر حال درست بات وہی ہے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی۔

(۷۲۵۰)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةَ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اِلَى الْيَمَنِ، فَاَرْسَلَ اِلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيْقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا، وَاَمَرَلَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَةٍ، وَقَالَ لَهَا: وَاللّٰهِ! مَا لَكِ مِنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اَنْ تَكُوْنِيْ حَامِلًا، فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهُ قَوْلَهُمَا، فَقَالَ: ((لَا، اِلَّا اَنْ تَكُوْنِيْ حَامِلًا)) وَاسْتَاْذَنَتْهُ لِلْاِنْتِقَالِ فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ: اَيْنَ تَرٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔)) وَكَانَ اَعْمٰى تَضَعُ ثِيَابَهَا

عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی جانب گئے، انہوں نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو وہ طلاق بھی بھیج دی جو باقی رہتی تھی اور سیدنا ابو عمرو رضی اللہ عنہ نے سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ اور سیدنا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ کو کچھ خرچہ دے دیں، لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا: مجھے باقاعدہ خرچہ دو، یہ میرا حق ہے، ابو عمرو نے کہا: اللہ کی قسم! تیرے لیے میرے ذمہ کوئی خرچ نہیں، ہاں اگر تو حاملہ ہوتی تو پھر وضع حمل تک خرچہ کی مستحق تھی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس کا ذکر کیا کہ ابو عمرو میرا خرچہ نہیں دے رہے اور کہتے ہیں کہ اگر تو حاملہ ہوتی تو پھر خرچہ تھا اب نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ

(۷۲۵۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۸۰ (انظر:)

عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا، قَالَ: فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ يَسْأَلُهَا عَنْهَا الْحَدِيْثَ فَحَدَّثَتْهُ بِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: لَمْ نَسْمَعْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ إِلَّا مِنَ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ: بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ قَالَتْ: هٰذَا لِمَنْ كَانَ لَهُ مُرَاجَعَةٌ فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ؟ (مسند احمد: ٢٧٨٨٠)

درست کہتا ہے۔'' کسی مجبوری کے تحت اس نے عدت کے لیے وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی کیا رائے ہے میں کہاں عدت گزاروں؟ آپ نے فرمایا: ''ابن ام مکتوم کے گھر گزارو۔'' وہ نابینا آدمی تھے، پردہ اتر بھی جائے تو چنداں نقصان دہ نہیں، کیونکہ وہ دیکھ نہیں سکتے، جب عدت پوری ہوئی تو ان کا نکاح نبی کریم ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ مروان نے قبیصہ بن ذویب کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ حدیث دریافت کرنے کے لیے بھیجا، جب انھوں نے واپس آ کر بیان کیا تو مروان کہنے لگا: یہ حدیث ایک عورت سے ہم نے سنی ہے، ہم وہ محفوظ طریقہ اپناتے ہیں، جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے، مروان کی بات جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان قرآن پاک ہی فیصلہ کرے گا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ إِلٰى: ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾.... ''جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے آغاز میں طلاق دو اور عدت شمار کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں، الا یہ کہ ظاہر بے حیائی کو آئیں...... شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا کریں۔'' فاطمہ نے کہا یہ گھروں سے نہ نکالنے کا حکم اس کے لیے ہے، جس کے لیے رجوع کا حق باقی ہے کہ اسے خرچہ دیا جائے، اب جبکہ تین طلاقیں ہو چکی ہیں، اس کے بعد نیا معاملہ کیا پیدا ہو گا؟

(۷۲۵۱)۔ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَیْسٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِی عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِیرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِیقَاتٍ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْهُ فِی خُرُوجِهَا مِنْ بَیْتِهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلٰى بَیْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى فَأَبٰى مَرْوَانُ إِلَّا أَنْ یَتَّهِمَ حَدِیثَ فَاطِمَةَ فِی خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَیْتِهَا وَزَعَمَ عُرْوَةُ قَالَ قَالَ فَأَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ عَلٰى فَاطِمَةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۹۰)

سیدنا ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ سیدنا ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انہوں نے انہیں آخری اور تیسری طلاق دے دی اور کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور اپنے گھر سے باہر آنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، جو نابینا صحابی تھے، کے گھر منتقل ہونے کا حکم دیا، مروان نے فاطمہ کی اس بات کو مورد الزام ٹھہرایا کہ طلاق والی اپنے گھر سے نکل سکتی ہے۔ عروہ کا خیال ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس بات کا انکار کیا تھا۔

فوائد:...... ان تمام احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ طلاق بائنہ والی خاتون کے بارے میں مسئلہ وہی ہے، جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ایسی خاتون کا نان ونفقہ اور رہائش خاوند کی ذمہ داری نہیں ہوتی، ہاں اگر وہ حاملہ ہو تو خاوند پابند ہوگا، بہرحال پھر بھی اس کو رجوع کا حق نہیں ہوگا، اگلے باب میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے گی۔

(۷۲۵۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِیْ فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: ((بَلٰى، فَجُدِّیْ نَخْلَكِ فَإِنَّكِ عَسٰى أَنْ تَصَدَّقِی أَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۹۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری خالہ کو طلاق ہوگئی، وہ ابھی تک عدت میں تھیں، لیکن انہوں نے چاہا کہ وہ کھجوروں کا پھل اتار لائیں، ایک آدمی نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ وہ باہر نہ جائیں، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں، تم اپنی کھجوروں کا پھل اتار سکتی ہو، ممکن ہے کہ تم اس سے صدقہ کر دو یا نیکی کا کوئی کام سرانجام دو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کا کام کرنے والا اور کوئی نہ ہو تو وہ دوران عدت باہر جا سکتی

(۷۲۵۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۸۰ (انظر: ۲۷۳۴۷)
(۷۲۵۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۸۳ (انظر: ۱۴۴۴۴)

ہے، خصوصاً جب نیکی کے کام یا صدقہ وخیرات کرنا ہو تو پھر تو بہت بہتر ہے، بشرطیکہ مجبوری ہو، حتی الامکان باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔

بَابُ النَّفَقَةِ وَالسُّكْنٰى لِلْمُعْتَدَّةِ الرَّجْعِيَّةِ وَالْمَبْتُوتَةِ الْحَامِلِ

رجعی طلاق والی اور قطعی طلاق والی حاملہ کے خرچہ کا بیان

(۷۲۵۳)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ لِي أَخُوهُ: اخْرُجِي مِنَ الدَّارِ، فَقُلْتُ إِنَّ لِي نَفَقَةً وَسُكْنٰى حَتّٰى يَحِلَّ الْأَجَلُ، قَالَ: لَا، قَالَتْ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنَّ فُلَانًا طَلَّقَنِي وَإِنَّ أَخَاهُ أَخْرَجَنِي وَمَنَعَنِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلِابْنَةِ آلِ قَيْسٍ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَخِي طَلَّقَهَا ثَلَاثًا جَمِيعًا، قَالَتْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((انْظُرِي أَيْ بِنْتَ آلِ قَيْسٍ إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْأَةِ عَلٰى زَوْجِهَا مَا كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنٰى، اخْرُجِي فَانْزِلِي عَلٰى فُلَانَةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ يُتَحَدَّثُ إِلَيْهَا انْزِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمٰى لَا

عامر شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں آیا اور سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے میرے خاوند نے رسول ﷺ کے عہد مبارک میں طلاق دے دی، میرے شوہر کو نبی کریم ﷺ نے ایک فوجی دستے میں بھیج دیا، بعد میں میرے شوہر کے بھائی نے کہا: تو اب ہمارے گھر سے چلی جا۔ میں نے کہا: نہیں، عدت ختم ہونے تک تمہارے ذمہ میرے لیے خرچہ اور رہائش ہے۔ اس نے کہا: نہیں، ہمارے ذمہ اب کچھ نہیں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے اپنے شوہر کا نام لے کر کہا کہ اس نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اس کے بھائی نے مجھے باہر نکال دیا ہے اور نان ونفقہ اور رہائش سے روک دیا ہے، آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ''یہ بنت آل قیس یعنی فاطمہ کو کیوں نہیں رہنے دیتے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی نے اسے پوری تین طلاقیں دے دی ہیں، آپ ﷺ نے فاطمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے بنت آل قیس! اب دیکھ لو، خرچہ اور رہائش اس شوہر کے ذمہ اس عورت کے لیے ہے، جس کے لیے اسے رجوع کا حق ہو اور جب عورت پر اسے رجوع کا حق نہ ہوگا، تو پھر اس شوہر پر اس عورت کے لیے نہ تو خرچہ ہے اور نہ ہی رہائش ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ اب تم اس گھر سے نکل جاؤ اور

(۷۲۵۳) تخريج: حديث صحيح بطرقه دون قوله: "انظري يا بنت آل قيس، انما النفقة والسكنى للمرأة على زوجها ما كانت عليها رجعة۔" ففيه وقفة، أخرجه مسلم: ۱٤۸۰ دون هذه الزيادة (انظر: ۲۷۱۰۰)

يَـرَاكِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَنْكِحِي حَتّٰى أَكُونَ أَنَـا أُنْـكِـحُكِ۔)) قَالَتْ فَخَطَبَنِي رَجُلٌ مِنْ قُـرَيْـشٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ أَسْتَـأْمِرُهُ فَقَالَ: ((أَلَا تَنْكِحِينَ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ۔)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَنْكِحْنِي مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَتْ فَأَنْكَحَنِي مِـنْ أُسَــامَةَ بْـنِ زَيْـدٍ۔ (زَادَ فِـىْ رِوَايَةٍ) فَـنَـكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا، هٰذَا تَـقَـدَّمَ فِـى الْبَابِ السَّابِقِ فِىْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ الـلّٰـهِ بْـنِ عَبْـدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَـمْ يَاْذَنْ لِـفَـاطِـمَةَ بِـنْتِ قَيْسٍ بِالنَّفقَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا۔ (مسند احمد: ٢٧٦٤٠)

فلاں عورت یعنی ام شریک کے گھر منتقل ہو جاؤ۔'' لیکن پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے پاس لوگ بیٹھتے اور باتیں کرتے ہیں، لہٰذا تم ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جاؤ، وہ نابینا آدمی ہے، تمہیں دیکھ نہ سکے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح نہ کرنا، میں خود تمہارا رفیق سفر منتخب کروں گا۔'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے قریش کے ایک آدمی نے منگنی کا پیغام بھیجا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس اس کے بارے میں مشورہ کے لیے حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس سے نکاح کیوں نہیں کر لیتی، جو مجھے اس قریشی سے بھی زیادہ پیارا ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ جس سے محبت رکھتے ہیں، میرا اسی سے نکاح کر دیں، پھر آپ ﷺ نے میرا نکاح سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے اسامہ سے نکاح کیا تو اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بہت زیادہ بھلائیاں پیدا کر دیں۔ عبید اللہ بن عبد اللہ والی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے لیے خرچہ کی اجازت نہ دی تھی فرمایا تھا کہ اگر حاملہ ہوتی تو پھر اس کے لیے خرچہ تھا۔

فوائد:...... طلاق بائنہ والی عورت کے نان ونفقہ اور رہائش کا ذمہ دار خاوند نہیں ہے، الا یہ کہ اگر وہ حاملہ ہو تو خاوند کو اس کے نان ونفقہ اور رہائش کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کا بھی یہی تقاضا ہے۔

﴿وان كن اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن﴾.... ''اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو، یہاں تک کہ وہ اپنا حمل جنم دیں۔'' (سورۂ طلاق: ٦)

بَابُ اِسْتِبْرَاءِ الْاَمَةِ اِذَا مَلَكَتْ

لونڈی کے رحم کی برأت کا بیان

(٧٢٥٤)۔ عَـنْ اَبِـىْ سَعِيْدِ نِ الْـخُدْرِيِّ اَنَّ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٧٢٥٤) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٢١٥٧ (انظر: ١١٢٢٨)

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ سَبْيِ أَوْطَاسٍ: ((لَا يَقَعُ عَلَى حَامِلٍ حَتَّى تَضَعَ وَغَيْرِ حَامِلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً۔ (مسند احمد: ۱۱۲۴٦))

نے جنگ اوطاس میں گرفتار ہونے والی لونڈیوں کے بارے میں حکم فرمایا: ''حاملہ سے جماع نہ کرنا، جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور جو حاملہ نہیں ہے، اس سے بھی اس وقت تک جماع نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایک حیض نہ گزار لے۔''

فوائد:...... اوطاس طائف کے قریب ایک جگہ ہے، یہاں جنگ ہوئی تھی، وہاں سے لونڈیاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں، ان کے متعلق آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم دیا تھا، تا کہ ان کے رحم کی برأت واضح ہو جائے اور پھر ان سے ملا جائے۔

(۷۲۵۵)۔فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ قَالَ أَبْغَضْتُ عَلِيًّا بُغْضًا لَمْ يُبْغِضْهُ أَحَدٌ قَطُّ قَالَ وَأَحْبَبْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَمْ أُحِبَّهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا قَالَ فَبُعِثَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلَى خَيْلٍ فَصَحِبْتُهُ مَا أَصْحَبُهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا قَالَ فَأَصَبْنَا سَبْيًا، قَالَ فَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْعَثْ إِلَيْنَا مَنْ يُخَمِّسُهُ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا عَلِيًّا وَفِي السَّبْيِ وَصِيفَةٌ هِيَ أَفْضَلُ مِنَ السَّبْيِ فَخَمَّسَ وَقَسَمَ فَخَرَجَ رَأْسُهُ مُغَطًّى فَقُلْنَا: يَا أَبَا الْحَسَنِ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْوَصِيفَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي السَّبْيِ؟ فَإِنِّي قَسَمْتُ وَخَمَّسْتُ فَصَارَتْ فِي الْخُمُسِ ثُمَّ صَارَتْ فِي أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَارَتْ فِي آلِ عَلِيٍّ وَوَقَعْتُ بِهَا، قَالَ فَكَتَبَ الرَّجُلُ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْعَثْنِي فَبَعَثَنِي مُصَدِّقًا قَالَ

عبد اللہ بن بریدہ بیان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے میرے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سخت بغض تھا، اتنا کسی بھی دوسرے سے نہ تھا حتیٰ کہ مجھے قریش کے ایک آدمی سے بہت زیادہ محبت صرف اس لیے تھی کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، اس آدمی کو امیر لشکر بنا کر بھیجا گیا، میں صرف اس لیے اس کا ہمرکاب ہوا کہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض تھا، ہم نے لونڈیاں حاصل کیں، امیر لشکر نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس وہ آدمی بھیج دیں، جو مال غنیمت کے پانچ حصے کرے اور اسے تقسیم کرے، آپ نے ہمارے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، انہوں نے مال تقسیم کیا، قیدی عورتوں میں ایک ایسی لونڈی تھی، جو کہ سب قیدیوں میں سے بہتر تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کے پانچ حصے کئے اور پھر اسے تقسیم کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب باہر آئے تھے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور سر ڈھانپا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: اے ابوحسن! یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ قیدیوں میں یہ لونڈی میرے حصہ میں آئی ہے، میں نے مال غنیمت کے پانچ حصے کر کے تقسیم کر دیا ہے، یہ پانچویں حصہ میں آئی ہے جو

(۷۲۵۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطحاوی فی ''شرح مشکل الآثار'': ۳۰۵۱م، (انظر: ۲۲۹٦۷)

فَجَعَلْتُ أَقْرَأُ الْكِتَابَ وَأَقُولُ صَدَقَ قَالَ فَأَمْسَكَ يَدِي وَالْكِتَابَ وَقَالَ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَا تُبْغِضْهُ وَإِنْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فَازْدَدْ لَهُ حُبًّا فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَنَصِيبُ آلِ عَلِيٍّ فِي الْخُمُسِ أَفْضَلُ مِنْ وَصِيفَةٍ قَالَ فَمَا كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ أَبِي بُرَيْدَةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۵۵)

کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے لیے ہے اور پھر اہل بیت میں سے ایک حصہ آل علی کا ہے اور یہ لونڈی اس میں سے میرے حصہ میں آئی ہے اور میں نے اس سے جماع کیا ہے، اس آدمی نے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کی جانب خط لکھا، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس سے کہا: یہ خط مجھے دے کر بھیجو، اس نے مجھے ہی بھیج دیا تا کہ اس خط کی تصدیق و تائید کروں، سیدنا بریدہ کہتے ہیں: میں نے وہ خط نبی کریم ﷺ پر پڑھنا شروع کر دیا اور میں نے کہا: اس میں جو بھی درج ہے وہ صحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے میرے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''کیا تم علی سے بغض رکھتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی سے بغض نہ رکھو اور اگر تم اس سے محبت رکھتے ہو تو اس میں اور اضافہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے؟ خمس میں آل علی رضی اللہ عنہ کا حصہ تو اس افضل لونڈی سے بھی زیادہ بہتر بنتا ہے۔'' سیدنا بریدہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد لوگوں میں سے ان سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہ تھا۔ عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس حدیث کے بیان کرنے میں اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف میرے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

فوائد:...... استبرائے رحم کے لیے حاملہ لونڈی کا وضع حمل تک اور غیر حاملہ لونڈی کا ایک حیض تک انتظار کیا جائے گا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جس لونڈی سے جماع کیا تھا، ممکن ہے کہ ان کے پہنچنے تک اس کو حیض آ چکا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کنواری یا چھوٹی ہو۔

❁❁❁

۴۵: کِتَابُ النَّفَقَاتِ

نفقہ کا بیان

بَابُ وُجُوْبِ نَفُقَةِ الزَّوْجَةِ بِاعْتِبَارِ حَالِ الزَّوْجِ وَاَنَّهَا مُقَدَّمَةٌ عَلَى الْاَقَارِبِ وَ ثَوَابِ الزَّوْجِ عَلَيْهَا

خاوند کی حیثیت کے مطابق بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے، دوسرے رشتہ داروں پر اس کا حق مقدم ہے اور اس خدمت میں خاوند کا اجر وثواب

(۷۲۵۶)۔عَنْ وَهْبِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ ابْنُ مَوْلًى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَهُ: إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُقِيْمَ هٰذَا الشَّهْرَ هَاهُنَا بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ لَهُ: تَرَكْتَ لِأَهْلِكَ مَا يَقُوْتُهُمْ هٰذَا الشَّهْرَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَاتْرُكْ لَهُمْ مَا يَقُوْتُهُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضِيْعَ مَنْ يَقُوْتُ۔)) (مسند احمد: ۶۸۴۲)

وہب بن جابر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ان کے ایک غلام کے بیٹے نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں یہ ماہِ رمضان یہاں بیت المقدس میں گزاروں۔ انہوں نے کہا: کیا تم اپنے بیوی بچوں کے لیے اس ماہ مبارک کی خوراک چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا: جی نہیں، انہوں نے کہا: تو پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جا اور ان کی خوراک کا بندوبست کر کے آ، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''آدمی کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جن کی خوراک کا ذمہ دار ہے، ان کو ضائع کر دے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں بڑا اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے، خاص طور پر علماء، خطباء اور مبلغین حضرات کے لیے، کیونکہ بسا اوقات آدمی افراط وتفریط میں اس طرح مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ ایک فرض کو اتنی زیادہ اہمیت دے دیتا ہے کہ دوسرے فرائض سے مکمل طور پر غافل ہو جاتا ہے، بیوی بچوں اور والدین کی خدمت بھی دوسرے فرائض و واجبات کی

(۷۲۵۶) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲۲۸۱، والبیھقی: ۷/ ۴۶۷، وأخرجه مختصرا ابوداود: ۱۶۹۲ (انظر: ۶۸۴۲)

طرح انتہائی اہم ذمہ داری ہے۔

(۷۲۵۷)۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، وَدِیْنَارٌ فِی الْمَسَاکِیْنِ، وَدِیْنَارٌ فِیْ رَقَبَۃٍ، وَدِیْنَارٌ فِیْ اَھْلِكَ، اَعْظَمُھَا اَجْرًا الدِّیْنَارُ الَّذِیْ اَنْفَقْتَہُ عَلٰی اَھْلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۱۲۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک وہ دینار جسے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے،ایک وہ دینار جسے تو مسکینوں پر خرچ کرتا ہے،ایک وہ دینار جسے تو گردن آزاد کرنے پر خرچ کرتا ہےاورایک وہ دینار جسے تو اپنے اہل وعیال پرخرچ کرتا ہے،ان سب میں سے اجر کے لحاظ سے وہ دینار بڑھ کر ہے، جسے تو نے اپنے اہل وعیال پرخرچ کیا ہے۔''

فوائد:...... آج کل اکثر راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں،دوستوں کی مجلسوں میں بیٹھ کراور رسم ورواج میں پڑ کر بڑے بڑے اخراجات برداشت کر لیے جاتے ہیں، جبکہ گھروں میں بیوی بچے اہم ضروریات کے لیے ترس رہے ہوتے ہیں۔

(۷۲۵۸)۔وَعَنْہُ اَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوْا۔)) قَالَ رَجُلٌ: عِنْدِیْ دِیْنَارٌ، قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِہِ عَلٰی نَفْسِكَ۔)) قَالَ: عِنْدِیْ دِیْنَارٌ آخَرُ، قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِہِ عَلٰی زَوْجِكَ۔)) قَالَ: عِنْدِیْ دِیْنَارٌ آخَرُ، قَالَ: تَصَدَّقْ بِہِ عَلٰی وَلَدِكَ۔)) قَالَ: عِنْدِیْ آخَرُ، قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِہِ عَلٰی خَادِمِكَ۔)) قَالَ: عِنْدِیْ آخَرُ، قَالَ: ((اَنْتَ اَبْصَرُ۔)) (مسند احمد: ۷۴۱۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' ایک آدمی نے کہا: میرے پاس ایک دینار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنی ذات پرخرچ کر۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دنیار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اپنی بیوی پرخرچ کر۔'' اس نے کہا: ''ایک اور دینار بھی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد پرخرچ کر۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اپنے خادم پرخرچ کر۔'' اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے،آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خود اپنی بصیرت کی روشنی میں فیصلہ کرلے (کہ کون زیادہ مستحق ہے)۔''

(۷۲۵۹)۔عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ حَیْدَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: سَاَلَہُ رَجُلٌ مَا حَقُّ الْمَرْاَۃِ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بیوی کا اپنے خاوند پر کیا حق

(۷۲۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۹۹۵ (انظر: ۱۰۱۱۹)

(۷۲۵۸) تخریج: اسناده قوی، أخرجه ابوداود: ۱۶۹۱، والنسائی: ۵/ ۶۲(انظر: ۷۴۱۹)

(۷۲۵۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۰، والترمذی: ۲۱۹۲، ۲۴۲۴ (انظر: ۲۰۰۱۳)

عَلَی الزَّوْجِ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢٦٢)

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے اس کو چہرے پر نہ مار، اس سے مکروہ بات نہ کر، اور (ناراضگی کی صورت میں) اس کو نہ چھوڑ مگر اپنے گھر میں ہی۔''

(٧٢٦٠)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَهْمَا أَنْفَقْتَ عَلٰى أَهْلِكَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّكَ تُؤْجَرُ فِيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٠)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جتنا بھی (رضائے الٰہی کے لیے) اپنی بیوی پر خرچ کرو گے، تمہیں اس کا اس پر اجر ملے گا حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی، جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔''

(٧٢٦١)۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً۔)) (مسند احمد: ١٧٢١٠)

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب ثواب کی نیت سے اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔''

فوائد:...... بیوی پر خرچ کرنا محض کوئی بوجھ نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف سے عائد ہونے والا حق ہے، اس کو اچھی طرح نبھانے کی کوشش کرنی چاہیے، حسب استطاعت اور عرف اور معاشرے کے مطابق بیوی کے لباس، خوراک اور خوشی غمی کا خیال رکھنا چاہیے اور اس کو اس پر خرچ کیے ہوئے کا احسان بھی نہیں جتلانا چاہیے، جواباً بیوی کو خاوند کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ جَوَازِ إِنْفَاقِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا بِغَيْرِ عِلْمِهِ إِذَا مَنَعَهَا الْكِفَايَةَ
اگر خاوند خرچہ پورا نہ دے تو بیوی بغیر پوچھے خاوند کے مال سے پورا لے سکتی ہے

(٧٢٦٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يُذِلَّهُمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! روئے زمین کے خیموں میں سے آپ کے خیمے سے بڑھ کر کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت مجھے پسند تھی، یعنی سب سے زیادہ آپ

(٧٢٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٤٤، ومسلم: ١٦٢٨ (انظر: ١٤٨٠)
(٧٢٦١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥، ٤٠٠٦، ٥٣٥١، ومسلم: ١٠٠٢ (انظر: ١٧٠٨٢)
(٧٢٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٦٠، ٥٣٥٩، ومسلم: ١٧١٤ (انظر: ٢٥٨٨٨)

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يُعِزَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!)) ثُمَّ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلٰى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرُوفِ.)) (مسند احمد: ٢٦٤١٣)

کے خیمہ والے تھے جنہیں میں ذلیل دیکھنا چاہتی تھی کہ اللہ انہیں ذلیل کرے، لیکن آج روئے زمین پر کوئی خیمے والے ایسے نہیں جن کے متعلق میں پسند کرتی ہوں کہ انہیں اللہ تعالیٰ عزت دے یعنی اب آپ کے خیمے والے ہی معزز دیکھنا چاہتی ہوں، اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، یہی کیفیت دونوں طرف سے تھی، اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!'' پھر ہند نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں، بچوں کا پورا خرچہ نہیں دیتے، اس میں کوئی حرج تو نہیں اگر ان کی اجازت کے بغیر میں بچوں کی عیالداری کے لیے ان کے مال میں سے کچھ لے کر خرچ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر آپ اچھے طریقہ سے خرچ کرنے کے لیے لے لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(٧٢٦٣)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي وَوَلَدِي مَا يَكْفِينِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ قَالَ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.)) (مسند احمد: ٢٤٧٣٥)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایک کنجوس آدمی ہے، وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میری اولاد کے لیے کافی ہو، کفایت اس صورت میں کرتا ہے کہ میں اس کو بتلائے بغیر ہی ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تجھے اور تیری اولاد کے لیے کافی ہو اسے اچھے طریقہ سے لے سکتی ہو۔''

فوائد:...... ایسی خاتون کے لیے انتہائی ضروری احتیاط یہ ہے کہ وہ جو خرچ لے، وہ عرف اور معتدل معاشرے کے مطابق ہو، مثلا اس کی خاوند کی حیثیت کے لوگوں کا کھانا پینا، لباس، بچوں کی تعلیم وغیرہ کیسے ہے، اگر اس نے معروف طریقے سے زیادہ خرچ لیا تو وہ خائن قرار پائے گی، بہتر ہے کہ ایسی خاتون کسی سمجھدار اور راز دار آدمی سے مشورہ کر لے۔

(٧٢٦٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ ثَوَابِ مَنْ اَنْفَقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ وَوَعِيْدِ مَنْ اَفْسَدَتْ

بغیر فساد اور اسراف کے خاوند کے گھر سے خرچ کرنے والی بیوی کے ثواب اور اسراف کرنے والی کی وعید کا بیان

(٧٢٦٤)۔عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْفَقَتْ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ إِذَا أَطْعَمَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ إِذَا أَنْفَقَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٧٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے کسی پر خرچ کرے یا اسے کھلائے، لیکن بیچ میں فساد اور اسراف کا ارادہ نہ ہو تو جتنا اجر اس عورت کو ملے گا، اتنا اجر اس کے خاوند کو ملے گا، کیونکہ اس نے کمایا ہے اور اس عورت کو اجر اس بنا پر ثواب ملے گا کہ اس نے خرچ کیا ہے، اس طرح خزانچی کو بھی ثواب ملے گا اور کسی کی وجہ سے کسی کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی۔''

فوائد:...... اصل کمائی تو خاوند کی ہی ہے، چونکہ اس عمل میں اس کی بیوی اور خزانچی بھی شریک ہیں، اس لیے وہ بھی اپنے حصے کا ثواب لیں گے۔

یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ بیوی اس وقت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کر سکتی ہے، جب خاوند نے اس کو اجازت دے رکھی ہو یا وہ اس قدر معمولی چیز ہو کہ خاوند اس کو محسوس نہ کرتا ہو، وگرنہ بیوی کو کوئی حق نہیں ہوگا۔

(٧٢٦٥)۔عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ جَائَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي عَلٰى ضَرَّةٍ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَتَشَبَّعَ مِنْ زَوْجِي بِمَا لَمْ يُعْطِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٦٠)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، کیا اس میں کوئی حرج والی بات تو نہیں کہ میں تکلف سے اس چیز کی کثرت کا اظہار کروں جو کہ مجھے خاوند نے نہ دی ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کا تکلف سے اظہار کرنے والا، جو وہ دیا نہیں گیا، اسی طرح ہے جس طرح جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔''

(٧٢٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٢٤ (انظر: ٢٤١٧١)

(٧٢٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢١٩، ومسلم: ٢١٣٠ (انظر: ٢٦٩٢١)

فوائد:...... یہ عورت خود سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تھیں اور اوران کی سوکن سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا تھیں، یہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بیویاں تھیں۔

تکلف سے اظہار یہ ہے کہ بیوی جھوٹ بولتے ہوئے کہے کہ خاوند اس کا تو بہت خیال رکھتا ہے، اچھا لباس مہیا کرتا ہے، اچھا کھانا پینا لا کر دیتا ہے، زیورات لا کر دیتا ہے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہ ہو، ایسا کرنے میں جھوٹ بھی ہے اور اس سے نفرت و کدورت جنم لیتی ہے۔

جھوٹ کے دو کپڑوں سے مراد یہ ہے کہ ایسا اظہار کرنے والا شخص بہت جھوٹا ہے، کیونکہ اس نے جھوٹ کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔

(٧٢٦٦)۔ عَنْ أُمِّهِ عَنْ سَلْمٰى بِنْتِ قَيْسٍ وَكَانَتْ إِحْدٰى خَالَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّتْ مَعَهُ الْقِبْلَتَيْنِ وَكَانَتْ إِحْدٰى نِسَاءِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ قَالَتْ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا شَرَطَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَهُ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ: قَالَ: ((وَلَا تَغْشُشْنَ أَزْوَاجَكُنَّ۔)) قَالَتْ فَبَايَعْنَاهُ ثُمَّ انْصَرَفْنَا فَقُلْتُ لِامْرَأَةٍ مِنْهُنَّ ارْجِعِي فَاسْأَلِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِشُّ أَزْوَاجِنَا قَالَتْ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ تَأْخُذُ مَالَهُ فَتُحَابِي بِهِ غَيْرَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٧٤)

سیدہ سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا، جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی، یہ بنو عدی بن نجار کی ایک خاتون تھیں، ان سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور انصار کی عورتوں میں شامل ہو کر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر یہ شرطیں عائد کیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کریں، نہ چوری کریں، نہ بدکاری کریں، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں، نہ ہم بہتان باندھیں گی اور نہ ہی نیکی کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کریں گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''تم نے اپنے خاوندوں سے دغا نہیں کرنا۔'' پس ہم نے ان امور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی، جب ہم واپس ہوئیں تو میں نے ان میں سے ایک عورت سے کہا: تم لوٹ جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کرو کہ خاوندوں کیساتھ دغا نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ جب وہ پوچھ کر آئی تو اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دغا یہ ہے کہ خاوند کا مال لے کر عطیات دوسروں کو دیتی پھرو۔''

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس میں مذکورہ امور بیعت میں شامل تھے، بیوی کو خاوند کے مال سے

(٧٢٦٦) تخريج: اسناده ضعيف، سليط بن ايوب بن الحكم، قال ابن حجر: مقبول، وأمه لم نقف لها على ترجمة، ثم انه قد اختلف فيه على ابن اسحاق، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٧٥١ (انظر: ٢٧١٣٣)

خرچ کرنے کے لیے اجازت لینی چاہیے، الا یہ کہ مال کی اتنی تھوڑی مقدار ہو کہ جس کے بارے میں خاوند کے راضی ہو جانے کا حسن ظن ہو۔

بَابُ اِثْبَاتِ الْفُرْقَةِ لِلْمَرْاَةِ اِذَا تَعَذَّرَتِ النَّفَقَةُ عَلٰی زَوْجِهَا بِاِعْسَارٍ وَنَحْوِهِ

اگر خاوند کے لیے نان ونفقہ مشکل ہو تو بیوی جدائی کا مطالبہ کر سکتی ہے

(۷۲۶۷)۔عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ۔)) فَقِیلَ: مَنْ أَعُولُ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((امْرَأَتُكَ مِمَّنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ اَطْعِمْنِیْ وَاِلَّا فَارِقْنِیْ (وَفِیْ لَفْظٍ: اَوْ طَلِّقْنِیْ) وَجَارِیَتُكَ تَقُوْلُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ، وَوَلَدُكَ یَقُوْلُ: اِلٰی مَنْ تَتْرُكُنِیْ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین صدقہ وہ ہے، کہ خرچ کرنے کے بعد پھر بھی مالداری رہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اس سے شروع کرو جس کی تم کفالت کے ذمہ دار ہو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کی کفالت کا ذمہ دار ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری بیوی اس میں شامل ہے، وہ کہتی ہے: مجھے کھلاؤ، وگرنہ مجھے طلاق دے دو، تمہاری لونڈی ان میں شامل ہے، وہ کہتی ہے: مجھے کھلاؤ اور کام مہیا کرو، اور تمہاری اولاد بھی اس میں شامل ہے، جو کہتی ہے: مجھے کس کے حوالے کرو گے۔''

بَابُ النَّفَقَةِ عَلَی الْاَقَارِبِ وَمَنْ یُقَدَّمُ مِنْهُمْ؟ وَعَلٰی مَامَلَكَتْ یَمِیْنُهُ

اعزہ واقارب پر خرچ کرنے کا بیان، نیز ان میں سے کس کو مقدم کیا جائے اور لونڈی اور غلام پر خرچ کرنے کا بیان

(۷۲۶۸)۔عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَبَرُّ؟ قَالَ: ((اُمَّكَ۔)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((اُمَّكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((اُمَّكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ اَبَاكَ، ثُمَّ الْاَقْرَبَ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے کہا: پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے کہا: پھر کس سے؟

(۷۲۶۷) تخریج: القسم الاول منه صحیح، وأما القسم الثانی منه وهو قوله: "امرأتك ......" فالصحیح انه موقوف علی ابی هریرة، أخرجه النسائی فی "الكبری": ۹۲۱۱، والدارقطنی: ۳/ ۲۹۵، والبیهقی: ۷/ ۴۷۰ (انظر: ۱۰۸۱۸)

(۷۲۶۸) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه ابوداود: ۵۱۳۹، والترمذی: ۱۸۹۷ (انظر: ۲۰۰۲۸)

فَالْاَقْرَبَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۸۱)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کے ساتھ اور پھر جو جتنا زیادہ قریبی ہے۔''

فوائد:…… شریعت میں ماں اور باپ دونوں کا مقام مسلم ہے، ماں کے حق کو مقدم کرنے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ باپ کے حق کا لحاظ نہ رکھا جائے۔

(۷۲۶۹)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِی یَرْبُوعَ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُہُ وَھُوَ یُکَلِّمُ النَّاسَ یَقُولُ: ((یَدُ الْمُعْطِی الْعُلْیَا أُمَّکَ وَأَبَاکَ وَأُخْتَکَ وَأَخَاکَ ثُمَّ أَدْنَاکَ أَدْنَاکَ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! ھٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَۃَ بْنِ یَرْبُوعَ الَّذِینَ أَصَابُوا فُلَانًا، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا لَا تَجْنِی نَفْسٌ عَلٰی أُخْرٰی۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۸۹)

بنو یربوع کے ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے پایا، آپ ﷺ نے بیچ میں فرمایا: ''دینے والا ہاتھ بلند ہے، اپنی ماں سے نیکی کرو اور اپنے باپ سے اور اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے، پھر جو جتنا زیادہ قریب ہو۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ثعلبہ بن یربوع ہیں جنہوں نے فلاں کو قتل کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی جان دوسرے کے گناہ کے عوض نہیں پکڑی جائے گی (یعنی ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا)۔''

فوائد:……اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہاتھ ہے۔

(۷۲۷۰)۔ وَعَنْ أَبِی رِمْثَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَہُ۔ (مسند احمد: ۷۱۰۵)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی پہلے مذکور روایت جیسی حدیث مروی ہے۔

(۷۲۷۱)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیکَرِبَ الْکِنْدِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُوصِیکُمْ بِأُمَّہَاتِکُمْ، إِنَّ اللّٰہَ یُوصِیکُمْ بِآبَائِکُمْ، إِنَّ اللّٰہَ یُوصِیکُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۱۹)

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے باپوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ دوسرے قریب سے قریب تر رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

(۷۲۶۹) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرج القسم الاول منہ النسائی: ۸/ ۵٤ (انظر: ۲۳۲۰۲)

(۷۲۷۰) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۲۵ (انظر: ۷۱۰۵)

(۷۲۷۱) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابن ماجہ: ۳٦٦۱ (انظر: ۱۷۱۸۷)

(۷۲۷۲)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ النَّاسِ اَحَقُّ مِنِّیْ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: ((اُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ اُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ اُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((اَبُوْكَ۔)) (مسند احمد: ۹۰۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ میری اچھی ہم نشینی کا کون مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری ماں۔“ اس نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری ماں۔“ اس نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری ماں ہے۔“ اس نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تمہارا باپ ہے۔“

(۷۲۷۳)۔حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَفْضَلُ دِیْنَارٍ دِیْنَارٌ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰی عِیَالِهٖ، وَدِیْنَارٌ عَلٰی دَابَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ اَبُوْقِلَابَةَ مِنْ قِبَلِهٖ: بِرًّا بِالْعِیَالِ، قَالَ: وَاَیُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ رَجُلٍ یُنْفِقُ عَلٰی عِیَالِهٖ صِغَارًا یُعِفُّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۲۰)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل وہ دینار ہے، جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے۔“ ابوقلابہ نے اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا: جیسے وہ عیال کے ساتھ نیکی کرتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور ابوقلابہ نے ہی کہا: اس آدمی سے بڑھ کر کون بڑے اجر والا ہو سکتا ہے، جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اس کے ذریعے سوال کرنے سے بچاتا ہے۔“

(۷۲۷٤)۔ (وَعَنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰی عِیَالِهٖ ثُمَّ عَلٰی نَفْسِهٖ، ثُمَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ: فَیَبْدَأُ بِالْعِیَالِ، وَقَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: وَلَمْ یَرْفَعْهُ دِیْنَارًا نَفَقَةُ

(دوسری سند) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل وہ دینار ہے، جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، پھر وہ جو اپنے آپ پر خرچ کرے اور پھر وہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے اور پھر وہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔“ ابو قلابہ کہتے ہیں: اہل وعیال سے ابتدا کرے، سلیمان بن حرب کہتے ہیں: اسے ابوقلابہ نے ان الفاظ کو مرفوعاً بیان نہیں کیا: افضل وہ

(۷۲۷۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۷۱، ومسلم: ۲۵٤۸ (انظر: ۹۰۸۱)

(۷۲۷۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۹۹٤ (انظر: ۲۲٤۵۳)

(۷۲۷٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

الـرَّجُـلُ عَلٰى دَابَّتِهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٣٩)

دینار ہے بھی فضیلت والا جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے۔

(٧٢٧٥)۔عَـنْ اَبِـىْ هُـرَيْـرَةَ اَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ قَـالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: يَا ابْـنَ آدَمَ اِنْ تُعْطِ الْفَضْلَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ فَهُوَ شَرٌّ لَكَ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَلَا يَـلُوْمُ اللّٰهُ عَلَى الْكَفَافِ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِـنَ الْيَـدِ السُّـفْـلٰـى۔)) (مسـنـد احمد: ٨٧٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! اگر تو ضرورت سے زائد بچا ہوا مال اللہ کی راہ میں دے دے گا تو یہ تیرے لیے بہتر ہو گا اور اگر تو اسے روک لے گا تو یہ تیرے لیے برا ہو گا اور خرچ کرنے میں ابتدا اس سے کر جس کی تو کفالت کا ذمہ دار ہے اور اگر تیرے پاس پہلے ہی پورا پورا ہے، تو تجھے اللہ تعالیٰ خرچ نہ کرنے پر ملامت نہیں کریں گے اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث میں صدقہ دخیرات کی تلقین بھی کی گئی ہے اور قرابتداروں کی ترتیب بھی بیان کر دی گئی ہے۔

❁❁❁

(٧٢٧٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني فى "الاوسط": ٦١ (انظر: ٨٧٤٣)

اَبْوَابُ الْحِضَانَةِ
بچوں کی پرورش کا بیان

بَابُ الْاُمُّ اَوْلٰی بِحِضَانَةِ وَلَدِهَا مَالَمْ تَتَزَوَّجْ
شادی نہ کرنے تک بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ماں ہے

(٧٢٧٦)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا کَانَ بَطْنِیْ لَهُ وِعَاءً وَحِجْرِیْ لَهُ حِوَاءً وَثَدْیِیْ لَهُ سِقَاءً وَزَعَمَ اَبُوْهُ اَنَّهُ یَنْزِعُهُ مِنِّیْ، قَالَ: ((اَنْتِ اَحَقُّ بِهِ مَالَمْ تَنْكِحِیْ۔)) (مسند احمد: ٦٧٠٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا ہے، میرا پیٹ اس کی حفاظت گاہ رہا ہے اور میری گود نے اسے سمیٹ رکھا تھا اور میرا سینہ اسے سیراب کرتا رہا ہے، اب اس کے باپ کا خیال ہے کہ وہ اسے مجھ سے چھین نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک تو آگے نکاح نہیں کرتی تو ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔“

فوائد:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک ماں آگے شادی نہیں کر لیتی، وہی بچے کی زیادہ مستحق ہوگی۔

بَابُ الْاِسْتِهَامِ عَلَی الطِّفْلِ وَتَخْیِیْرِهِ اِذَا کَانَ مُمَیِّزًا عِنْدَ تَنَازُعِ اَبَوَیْهِ عَلٰی حِضَانَتِهِ
پرورش میں والدین کے تنازعہ اور اختلاف کے وقت بچے کے سلسلے میں قرعہ اندازی کرنے اور سن تمیز تک پہنچنے کی صورت میں اس کا اختیار دینے کا بیان

(٧٢٧٧)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَاَرَادَتْ اَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، اس کے خاوند نے اسے طلاق دے رکھی تھی اور

(٧٢٧٦) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ٢٢٧٦ (انظر: ٦٧٠٧)

(٧٢٧٧) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٢٢٧٧، والنسائی: ٦/ ١٨٥، وابن ماجه: ٢٣٥١، والترمذی: ١٣٥٧ (انظر: ٩٧٧١)

تَأْخُذَ وَلَدَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَهِمَا فِيْهِ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: مَنْ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِبْنِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلِابْنِ: (وَفِيْ لَفْظٍ: يَا غُلَامُ هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهِ اُمُّكَ) ((اِخْتَرْ اَيَّهُمَا شِئْتَ۔))، فَاخْتَارَ اُمَّهُ فَذَهَبَتْ بِهِ۔ (مسند احمد: ۹۷۷۰)

وہ عورت اپنا بچہ لینا چاہتی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس بچے کے بارے میں قرعہ اندازی کرو۔'' لیکن اس آدمی نے کہا: میرے اور میرے بچے کے درمیان کون رکاوٹ بن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بچے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، ان میں سے تو جس کو چاہتا ہے، منتخب کر سکتا ہے۔'' اس نے اپنی ماں کا انتخاب کیا، پس وہ اسے لے کر چل دی۔

فوائد:...... جب بچہ سن تمیز تک پہنچ جائے تو اس پر قرعہ کرنا یا اس کو اختیار دینا، فریقین اور حاکم کی رضامندی کو دیکھ کر ان میں جو فیصلہ مناسب ہو، اسے اختیار کر لیا جائے۔

(۷۲۷۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهُ أَنْ تُسْلِمَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ ابْنَتِي وَهِيَ فَطِيمٌ أَوْ شَبَهُهُ وَقَالَ رَافِعٌ: ابْنَتِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اُقْعُدْ نَاحِيَةً۔)) وَقَالَ لَهَا: ((اُقْعُدِي نَاحِيَةً۔)) فَأَقْعَدَ الصَّبِيَّةَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُوَاهَا۔)) فَمَالَتْ إِلٰى أُمِّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِهَا۔)) فَمَالَتْ إِلٰى أَبِيهَا فَأَخَذَهَا۔ (مسند احمد: ۲٤۱٥۸)

سیدنا رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: یہ میری بیٹی ہے، اس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے رافع سے فرمایا: ''تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ'' اور اس کی بیوی سے فرمایا کہ ''تم دوسری طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔'' اور آپ ﷺ نے بچی کو دونوں کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا: ''دونوں اس کو بلاؤ، وہ بچی ماں کی جانب مائل ہوئی، آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے میرے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے۔'' پس وہ اپنے باپ کی جانب جھکی اور اس نے اسے پکڑ لیا۔''

فوائد:...... ماں کافر تھی، اس کے پاس رہنا بچی کے لیے انتہائی مضر تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اس حدیثِ مبارکہ میں جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، یہ بھی بچے کو اختیار دینے کا ایک طریقہ ہے۔

(۷۲۷۸) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۲۲٤٤، وابن ماجه: ۲۳٥۲ (انظر: ۲۳۷٥۷)

بَابُ مَنْ اَحَقُّ بِحِضَانَةِ الطِّفْلِ بَعْدَ الْاُمِّ

اس چیز کا بیان کہ ماں کے بعد پرورش کا زیادہ حقدار کون ہے

(۷۲۷۹)۔عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اِتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي وَقَالَ جَعْفَرٌ: أبْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خُلُقِي وَخَلْقِي۔))وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔)) وَقَالَ لِي: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، اِدْفَعُوْهَا إِلٰى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ۔)) فَقُلْتُ: أَلَا تُزَوِّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔)) (مسند احمد: ۷۷۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مکہ سے نکلے، حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہمارے پیچھے چل پڑی اور آواز دی: میرے چچا جان! میرے چچا جان! سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کرتے ہوئے کہا: یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے، اس کو اپنی نگہداشت میں رکھ۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں، زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ تینوں جھگڑنے لگے۔ میں نے کہا: میں اس کو لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ زید نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فیصلہ کرتے ہوئے) جعفر سے فرمایا: ''تو پیدائش اور اخلاقی اوصاف میں میرے مشابہ ہے۔'' زید سے فرمایا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھ (علی) کو فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ یہ بچی اس کی خالہ کے حوالے کر دو، کیونکہ خالہ ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔''

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کے بعد بچے کی سب سے زیادہ حقدار اس کی خالہ ہے، جیسا کہ شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے یا بچی کی پرورش کے سلسلہ میں اس کی خالہ، اس کی ماں کے قائم مقام ہے۔ اس بات پر تو اجماع ہو چکا ہے کہ اس سلسلے میں ماں سب سے زیادہ مستحق ہے اور اس حدیث میں دی گئی تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی خالہ، اس کے باپ، نانیوں اور پھوپھیوں سے زیادہ مستحق ہے۔ (عون المعبود)

(۷۲۷۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۲۰، وابويعلى: ۵۲٦، والبزار: ۷٤٤، وأخرجه ابوداود دون ذكر فضائل الثلاثة: ۲۲۸۰ (انظر: ۷۷۰)

عام طور پر ماؤں کے بعد ان کے بچوں کا سب سے زیادہ لحاظ کرنے والی اور ان کا دردِ دل رکھنے والی ان کی خالائیں ہوتی ہے، لیکن خاندانوں میں پھوپھی، ماموں اور چچا لوگ بھی ان بچوں سے بڑی شفقت کا اظہار کرتے ہیں، بہرحال سارے حالات پر نظر ڈالی جائے تو خالہ بلا مقابلہ نظر آتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ دونوں بھائی تھے اور مؤخر الذکر دس سال بڑے تھے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اِن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ پیتے بھائی بھی تھے، جبکہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ یہ ان کے بھائی کی بیٹی ہے، اس سے ان کی مراد اسلامی بھائی چارہ ہے، نہ کہ نسبی، جیسا کہ اگلی حدیث سے وضاحت ہو رہی ہے۔

(۷۲۸۰)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ عَلِيٌّ بِابْنَةِ حَمْزَةَ فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِيٌّ: ابْنَةُ عَمِّي وَأَنَا أَخْرَجْتُهَا، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا عِنْدِي وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي وَكَانَ زَيْدٌ مُؤَاخِيًا لِحَمْزَةَ آخَى بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَاهَا۔)) وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ أَخِي وَصَاحِبِي۔)) وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَهِيَ إِلَى خَالَتِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ کے لیے نکلے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا حمزہ کی بیٹی کو بھی ساتھ لے گئے، پھر اس کے بارے میں سیدنا علی، سیدنا جعفر اور سیدنا زید رضی اللہ عنہم کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، پس جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری بھتیجی ہے اور میں اسے لے کر نکلا ہوں، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری بھتیجی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری بھتیجی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا، (اس وجہ سے انھوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھائی کہا)، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کرتے ہوئے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میرے اور اس بچی کے دوست ہو۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میرے ساتھی اور بھائی ہو۔'' اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں میرے مشابہ ہو، اب یہ بیٹی اپنی خالہ کے ہاں پرورش پائے گی۔''

❁❁❁

(۷۲۸۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابویعلی: ۲۳۷۹، وابن ابی شیبة: ۱۲/ ۸۶ (انظر: ۲۰۴۰)

٤٦: كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ
کھانوں کا بیان

بَابٌ فِيْ اَنَّ الْاَصْلَ فِي الْاَعْيَانِ وَالْاَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ اِلٰى اَنْ يَرِدَ مَنْعٌ اَوْ اِلْزَامٌ
اس چیز کا بیان کہ تمام اشیاء کا اصل حکم اباحت کا ہے، جب تک منع نہ کردیا جائے یا فرض نہ قرار دیا جائے

(٧٢٨١)۔عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا، رَجُلًا سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ حَتّٰى اُنْزِلَ فِيْ ذٰلِكَ الشَّيْءِ تَحْرِيْمٌ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٠)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ آدمی ہے، جو کسی چیز کے متعلق سوال کرتا ہے اور اس کے بارے میں اتنا کریدتا ہے کہ اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کو حرام کردیا جاتا ہے۔''

(٧٢٨٢)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ اَبِيْهِ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((اَعْظَمُ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا، مَنْ سَاَلَ عَنْ اَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٥)

(دوسری سند) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں وہ مسلمان سب سے بڑا مجرم ہے، جو کسی ایسے معاملہ کے بارے میں سوال کرتا ہے، جو کہ حرام نہ تھا، لیکن اس کے سوال کی وجہ سے حرام کردیا گیا ہو۔''

فوائد:...... سوال کی دو اقسام ہیں:

(۱) وہ سوال جو ان امورِ دین سے متعلقہ ہو جو عام ضرورت ہونے کی وجہ سے توضیح طلب ہوتے ہیں، ایسا سوال

(٧٢٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٢٨٩، ومسلم: ٢٣٥٨ (انظر: ١٥٢٠)

(٧٢٨٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

کرنا جائز ہے، جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرے صحابہ کا شراب کے بارے میں سوال کرتے رہنا، یہاں تک اسے حرام قرار دیا گیا، کیونکہ ضرورت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے حرام قرار دیا جائے۔ اسی طرح ظالم امراء کی اطاعت کرنے، کالہ، جوا، حیض، شکار اور حرمت والے مہینوں میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرنا، کیونکہ یہ ضروریات ہیں۔

(۲) وہ سوال جو محض تکلف اور تعنت کی بنا پر کیا جائے، مثلا ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو یا جس کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ مثلا: عذاب قبر جیسے غیبی امور کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا، اسی طرح قیامت کے بارے میں، روح کی حقیقت اور اس امت کی مدت کے بارے میں سوال کرنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس اور دیگر احادیث میں ایسے سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

حلال وحرام کے بارے میں شریعت نے بڑا آسان اور سادہ قانون پیش کیا ہے، سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسٰى شَيْئًا۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔﴾ ...... ''اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو اپنی کتاب میں حلال کیا، وہ حلال ہیں۔ جن چیزوں کو حرام کیا، وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے خاموشی اختیار کی، وہ معاف ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت قبول کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں بھولتا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔'' (مسند بزار)

ایک اہم سوال: حلال وحرام کا فیصلہ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، تو پھر سوال کرنے والا مجرم کیوں ہے؟

جواب: حافظ ابن حجر نے کہا: بلا شک وشبہ تقدیر میں حلال وحرام کے فیصلے ہو چکے ہیں اور ایسے آدمی کے سوال کی وجہ سے حرام ہونے والی چیز پہلے بھی حرام ہی ہوتی ہے، اس کو مجرم ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے محض تکلف اور تعنت کی بنا پر سوال کیا، حقیقت میں اس کو ایسا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس حدیث میں جرم سے مراد گناہ ہے۔

(تلخیص از فتح الباری: ۱۳/ ۳۳۳)

(۷۲۸۳)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ، مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا، وَمَا اَمَرْتُكُمْ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۳۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک چھوڑ دو، جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب ہی یہ چیز بنی تھی کہ وہ اپنے انبیاء سے کثرت سے سوال کرتے تھے اور پھر ان پر اختلاف کیا کرتے تھے، پس میں جس چیز سے تمہیں منع کر دوں، اس سے باز آ جاؤ اور جس چیز کا تمہیں حکم

(۷۲۸۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الشافعي: ۱/ ۱۹۹، والحميدي: ۱۱۲۵، وابن حبان: ۱۸، وابويعلی: ۶۶۷۶ (انظر: ۷۳۶۷)

(٧٢٨٤)۔وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفِيْ كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، فَقَالُوْا: اَفِيْ كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، فَقَالُوْا: اَفِيْ كُلِّ عَامٍ؟ فَقَالَ: ((لَا، وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ١٠١] اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ٩٠٥)

دے دوں، اپنی طاقت کے مطابق اسے پورا کرو۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (سورۂ آل عمران: ۹۷) یعنی: ”جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج لازم ہے۔“ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر کہا: کیا ہر سال یہ فرض ہوگا؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ انھوں نے تیسری مرتبہ کہا: کیا ہر سال یہ عبادت فرض ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (سورۂ مائدۃ: ۱۰۱) یعنی: ”ایمان والو! تم ایسی باتوں کے متعلق مت پوچھا کرو کہ اگر وہ تمہارے سامنے بیان کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے۔“

فوائد:...... یہ اصولِ فقہ کا ایک مسلّمہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مطلق حکم، محکوم بہ کے تکرار پر دلالت نہیں کرتا، یعنی جب شریعت میں کسی قید کے بغیر کوئی حکم دیا جائے اور بندہ اس پر ایک دفعہ عمل کر لے، تو وہ اس حکم سے بریٔ الذمہ ہو جائے گا اور اس سے دوبارہ اس حکم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ بالکل یہی مثال اس حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق طور پر حج کو فرض قرار دیا، اس اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ جب آدمی ایک دفعہ حج کر لے گا تو وہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا، لیکن جب صحابہ نے اس قانون پر اکتفا نہ کیا اور مزید پابندیوں کے بارے میں سوال کرنا شروع کر دیا تو وہ آپ ﷺ کو ناگوار گزرا اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سوالات سے منع کر دیا۔ حج کی فرضیت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۶۴)۔

(٧٢٨٤) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الاعلى بن عامر الثعلبي ضعيف، ثم هو منقطع ايضا، ابو البختري لم يسمع عليا ﷺ، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٨٤، والترمذي: ٨١٤، ٣٠٥٥ (انظر: ٩٠٥)

اَبْوَابُ مَا یُبَاحُ اَکْلُهُ

ان چیزوں سے متعلقہ ابواب، جن کا کھانا مباح اور حلال ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْخَیْلِ وَحِمَارِ الْوَحْشِ
گھوڑے اور جنگلی گدھے کی حلت کا بیان

(۷۲۸۵)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ذَبَحْنَا یَوْمَ خَیْبَرَ الْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ، فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ وَلَمْ یَنْهَنَا عَنِ الْخَیْلِ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۰۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کئے، پھر نبی کریم ﷺ نے ہمیں خچر اور گدھے سے تو منع کر دیا، لیکن گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع نہ کیا تھا۔

(۷۲۸۶)۔وَعَنْهُ اَیْضًا: اَکَلْنَا زَمَنَ خَیْبَرَ الْخَیْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ، وَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحِمَارِ الْاَهْلِیِّ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۰۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑے اور جنگلی گدھے کا گوشت کھایا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھریلو گدھے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

(۷۲۸۷)۔عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَسًا فَاَکَلْنَا مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۵۸)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم نے اس کا گوشت کھایا۔

فوائد:...... گدھے اور خچر کا معاملہ تو واضح اور اتفاقی ہے کہ پہلے وہ حلال تھے، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے ان کو حرام قرار دیا تھا۔

(۷۲۸۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۳۷۸۹ (انظر: ۱۴۸۴۰)

(۷۲۸۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۴۱ (انظر: ۱۴۴۵۰)

(۷۲۸۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۱۰، ومسلم: ۱۹۴۲ (انظر: ۲۶۹۱۹)

گھوڑا شرعی قواعد وقوانین کی روشنی میں حلال ہے، لیکن معلوم نہیں کہ واضح نصوص کے باوجود فقہ حنفی اور عوام الناس میں گھوڑے کی حرمت کا تصور کیوں پایا جاتا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی مسلک ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ کا خیال ہے کہ گھوڑا حرام ہے۔ لیکن حق مسلک یہ ہے کہ گھوڑا حلال ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، اسی لیے امام ابو جعفر نے یہی مسلک اختیار کیا اور کہا کہ امام ابوحنیفہ کی دلیل سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَایَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ۔)) ...... ''گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔'' (یہ حدیث چار وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے، تفصیل کے لیے (سلسلة الاحادیث الضعیفة: ۱۱٤۹) دیکھیں۔)

یہ حدیث منکر اور ضعیف الاسناد ہے، اگر کوئی حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہوتی تو پھر بھی یہ حجت نہیں بن سکتی تھی، اب تو ضعیف ہونے کے باوجود اس کا مفہوم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مخالف ہے۔ (صحیحہ:۳۵۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّبِّ

سانڈا کھانے کا بیان

(۷۲۸۸)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُحَرِّمِ الضَّبَّ وَلٰكِنْ قَذِرَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے سانڈا کو حرام قرار نہیں دیا، آپ ﷺ نے اسے ناپسند کیا ہے۔

(۷۲۸۹)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَالَتَهُ أُمَّ حُفَيْدٍ أَهْدَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمْنًا وَأَضُبًّا وَأَقِطًا قَالَ فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا فَأُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُؤْكَلْ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ قَالَ لَوْ كَانَ حَرَامًا؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی خالہ سیدہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے لیے گھی، سانڈا اور پنیر کا تحفہ بھیجا، آپ ﷺ نے گھی کھایا اور پنیر میں سے بھی کچھ کھایا، البتہ کراہت اور گھن محسوس کرتے ہوئے سانڈا کا گوشت نہ کھایا، لیکن آپ ﷺ کے دستر خوان پر سانڈا کا گوشت کھایا گیا، اگر یہ جانور حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ کے دستر خوان پر تو نہ کھایا جاتا۔ ابو بشر کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ ''اگر یہ جانور حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھایا جاتا'' یہ بات کس نے کہی ہے، انہوں نے کہا: یہ سیدنا

(۷۲۸۸) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۳۲۳۹(انظر: ۱۹٤)

(۷۲۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۷۲، ۵٤۰۲(انظر: ۲۲۹۹)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے۔

(۷۲۹۰)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ قَالَ دَعَانَا رَجُلٌ فَأَتَى بِخِوَانٍ عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ضَبًّا قَالَ وَذَاكَ عِشَاءً فَآكِلٌ وَتَارِكٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَوْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَأَكْثَرَ فِي ذٰلِكَ جُلَسَاؤُهُ حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ۔)) قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِئْسَمَا قُلْتُمْ إِنَّمَا بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِلًّا وَمُحَرِّمًا، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَعِنْدَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَامْرَأَةٌ فَأُتِيَ بِخِوَانٍ عَلَيْهِ خُبْزٌ وَلَحْمُ ضَبٍّ، قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَاوَلُ قَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: إِنَّهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَحْمُ ضَبٍّ فَكَفَّ يَدَهُ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَحْمٌ لَمْ آكُلْهُ وَلٰكِنْ كُلُوا۔)) قَالَ فَأَكَلَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْمَرْأَةُ قَالَ وَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: لَا آكُلُ مِنْ طَعَامٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲٦٨٤)

یزید بن اصم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے ہماری دعوت کی، جب دستر خوان لگایا گیا تو اس پر تیرہ سانڈے سالن کے طور پر رکھے گئے، یہ عشاء کا وقت تھا، بعض نے کھا لیے اور بعض نے نہ کھائے، جب صبح ہوئی تو ہم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، ان کے قریب بیٹھنے والوں نے تو بہت باتیں کیں، یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اسے حرام قرار دیتا ہوں۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اچھی بات نہیں کہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال یا حرام قرار دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، پھر انھوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ایک عورت بھی تھی، ایک دستر خوان لایا گیا، جس میں روٹی اور سانڈے کا گوشت تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کھانا تناول فرمانے لگے تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سانڈے کا گوشت ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا: ''میں اس قسم کا گوشت نہیں کھاتا، البتہ تم لوگ کھا لو۔'' سیدنا فضل بن عباس، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما اور اس عورت نے یہ کھانا کھایا، البتہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہتے ہوئے کھانے سے انکار کیا تھا کہ میں وہ کھانا نہیں کھاتی، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے سے انکار دیا ہے۔

(۷۲۹۱)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سانڈا کے

(۷۲۹۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹٤٨ (انظر: ۲٦٨٤)

(۷۲۹۱) تخريج: الحديث الاول أخرجه مسلم: ۱۹٤۳، والحديث الثانى أخرجه البخارى: ٤۲۱٥، ومسلم: ٥٦۱ (انظر: ٤٦۱۹)

النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الضَّبِّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ۔ (مسند احمد: ٤٦١٩)

گوشت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، جبکہ آپ ﷺ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ تو اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اس کو کھانے سے منع کرتا ہوں۔'' نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس درخت یعنی لہسن میں سے کچھ کھائے، وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے۔''

(٧٢٩٢)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَدْ أُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يَعْنِي الضَّبَّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ۔ (مسند احمد: ٤٤٩٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سانڈا کا گوشت لایا گیا، آپ ﷺ نے نہ کھایا اور نہ اس کو حرام قرار دیا۔

(٧٢٩٣)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ وَدَاعَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ اصْطَدْنَا ضِبَابًا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ قَالَ فَطَبَخَ النَّاسُ وَشَوَوْا قَالَ فَأَخَذْتُ ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ عُودًا فَجَعَلَ يُقَلِّبُ بِهِ أَصَابِعَهُ أَوْ يَعُدُّهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيَّ الدَّوَابِّ هِيَ۔)) قَالَ قُلْتُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَوَوْا، قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ وَلَمْ يَنْهَهُمْ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٨٠٩٦)

سیدنا ثابت بن یزید بن ودیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے سانڈے شکار کیے، جبکہ ہم ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں نے ان کو پکایا اور بھون لیا، سیدنا ثابت کہتے ہیں: میں نے بھی ایک سانڈا شکار کیا اور اسے بھون کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے ایک لکڑی لی اور اس کی مدد سے سانڈا کی انگلیوں کو الٹ پلٹ کرنے یا ان کو گننے لگ گئے، اور پھر فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک امت زمین پر جانوروں کی صورت میں مسخ کر دی گئی تھی، اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون سا جانور تھا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے تو اسے بھون کر کھانا شروع کر دیا ہے، پس آپ ﷺ نے نہ اس سے کھایا اور نہ کھانے سے منع کیا۔

فوائد:...... آپ ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں ہوتی، سانڈے کے بارے میں یہ تردّد اس وحی سے پہلے تھا، جس میں آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں ہوتی۔

(٧٢٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٤٣ (انظر: ٤٤٩٧)

(٧٢٩٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٧٩٥، وابن ماجه: ٣٢٣٨ (انظر: ١٧٩٣١)

(٧٢٩٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِسَبْعَةِ اَضُبٍّ عَلَيْهَا تَمْرٌ وَسَمْنٌ، وَقَالَ: ((كُلُوْا فَاِنِّیْ اَعَافُهَا۔)) (مسند احمد: ٨٤٤٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سات سانڈے لائے گئے، ان پر کھجوریں اور گھی بھی رکھا گیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کھا لو میں انہیں پسند نہیں کرتا۔''

(٧٢٩٥)۔ عَنْ أَبِی سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ فَمَا تَأْمُرُنَا أَوْ مَا تُفْتِينَا قَالَ: ((ذُكِرَ لِی أَنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِی إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ۔)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِی لَطَعِمْتُهُ وَإِنَّمَا عَافَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١١٠٢٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایسی سرزمین میں رہتے ہیں، جہاں سانڈے پائے جاتے ہیں، آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک امت مسخ ہو گئی تھی، پھر آپ ﷺ نے نہ اس کو کھانے کا حکم دیا اور نہ کھانے سے روکا۔ سیدنا ابو سعید کہتے ہیں اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بہت سے لوگوں کو نفع دیتے ہیں، چرواہوں کا زیادہ تر کھانا یہ سانڈا ہی ہے، اگر میرے پاس ہو تو میں اسے کھاؤں گا، نبی کریم ﷺ نے اسے ناپسند کیا ہے، حرام قرار نہیں دیا۔

فوائد:...... مسند احمد کی ایک روایت (۱۱۱۴۴) کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اس آدمی کے جواب میں فرمایا: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بنو اسرئیل کی ایک امت کو جانوروں کی شکل میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ وہ جانور کون سے تھے۔'' پھر آپ ﷺ نے نہ اس کو کھانے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

(٧٢٩٦)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) يَقُولُ: أُتِیَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِضَبٍّ فَقَالَ: ((اِقْلِبُوهُ لِظَهْرِهِ۔)) فَقُلِبَ لِظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اِقْلِبُوهُ لِبَطْنِهِ۔)) فَقُلِبَ لِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ((تَاهَ سِبْطٌ مِمَّنْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سانڈے پیش کیے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پشت کے بل الٹا کرو۔'' پس اسے پشت کے بل پلٹایا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پیٹ کے بل پلٹاؤ۔'' پس اسے

(٧٢٩٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطحاوی فی ''شرح معانی الآثار'': ٤/ ٢٠٢، والبيهقی: ٩/ ٣٢٤ (انظر: ٨٤٦٣)

(٧٢٩٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٥١ (انظر: ١١٠١٣)

(٧٢٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بشر بن حرب الازدی، أخرجه عبد الرزاق: ٨٦٧٩ (انظر: ١١٣٧٦)

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَنِى إِسْرَائِيلَ فَإِنْ يَكُ فَهُوَ هٰذَا فَإِنْ يَكُ فَهُوَ هٰذَا فَإِنْ يَكُ فَهُوَ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١١٣٩٦)

پیٹ کے بل پلٹایا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں سے ایک نسل سرگردان ہو گئی تھی، جس پر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا تھا، اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے، اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے، اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے۔''

(٧٢٩٧)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَلَّ سِبْطَانِ مِنْ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ فَأَرْهَبُ أَنْ تَكُوْنَ الضِّبَابَ۔)) (مسند احمد: ١١٤٤٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں سے دو نسلیں بھٹک گئی تھیں، بس مجھے خدشہ ہے کہ وہ یہی سانڈے ہوں گی۔''

(٧٢٩٨)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِىٌّ إِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَامَّةُ طَعَامِ أَهْلِى يَعْنِى الضِّبَابَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمْ يُجَاوِزْ إِلَّا قَرِيبًا فَعَاوَدَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَعَاوَدَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَعَنَ أَوْ غَضِبَ عَلٰى سِبْطٍ مِنْ بَنِى إِسْرَائِيلَ فَمُسِخُوا دَوَابَّ فَلَا أَدْرِى لَعَلَّهُ بَعْضُهَا فَلَسْتُ بِآكِلِهَا وَلَا أَنْهٰى عَنْهَا۔)) (مسند احمد: ١١٦٢١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دیہاتی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرے گھر والوں کا زیادہ تر کھانا سانڈے ہیں آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، جب آپ ﷺ تھوڑا سے گزرے تو اس نے پھر یہی سوال کیا، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، جب اس نے تین بار یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک نسل پر لعنت وغضب کیا تھا اور وہ جانوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے تھے، بس اب میں نہیں جانتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بھی ان میں سے ہو، سو نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اس کے کھانے سے منع کرتا ہوں۔''

(٧٢٩٩)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِىَ خَالَتُهُ فَقَدَّمَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا، یہ سیدنا سیدنا ابن عباس کی خالہ تھیں، سیدہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بھنی ہوا سانڈے کا گوشت پیش کیا، جو کہ نجد سے سیدہ ام حفید بنت

(٧٢٩٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١١٤٢٥)

(٧٢٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٥١ (انظر: ١١٥٩٩)

(٧٢٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٤٦، وأخرج بنحوه البخارى: ٥٤٠٠ (انظر: ١٦٨١٢)

ضَبٌّ جَائَتْ بِهِ أُمُّ حُفَيْدٍ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي جَعْفَرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتّٰى يَعْلَمَ مَا هُوَ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَلَا تُخْبِرْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَأْكُلُ فَأَخْبَرْنَهُ أَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَتَرَكَهُ فَقَالَ خَالِدٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنَّهُ طَعَامٌ لَيْسَ فِي قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ.)) قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ إِلَيَّ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَهُ الْأَصَمُّ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حَجْرِهَا۔ (مسند احمد: ١٦٩٣٥)

حارث رضی اللہ عنہا لے کر آئی تھیں، یہ بنو جعفر کے ایک آدمی کی بیوی تھیں، نبی کریم ﷺ جو چیز بھی کھاتے تھے، پہلے اس کے بارے پوچھ لیا کرتے تھے، (جب سانڈے کا گوشت آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو) ایک بیوی نے کہا: آپ ﷺ کو بتاؤ کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ حرام نہیں ہے، بس یہ ایسا کھانا ہے جو میری قوم میں پایا نہیں جاتا اور میں اس سے گھن محسوس کرتا ہوں۔'' سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے وہ گوشت اپنی طرف کھینچ لیا اور کھانا شروع کر دیا اور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے اصم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے سیدنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے یہ سیدنا میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ تھے۔

(٧٣٠٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِضَبٍّ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَهُ وَقَالَ: ((لَا أَدْرِي لَعَلَّهُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي مُسِخَتْ.)) (مسند احمد: ١٤٥١٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سانڈا لایا گیا، آپ ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ شاید یہ ان قوموں میں سے ہو، جنہیں مسخ کر دیا گیا تھا۔''

(٧٣٠١)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِضَبٍّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُطْعِمُهُ الْمَسَاكِينَ؟ قَالَ: ((لَا تُطْعِمُوهُمْ مِمَّا لَا تَأْكُلُونَ.)) (مسند احمد: ٢٥٢٤٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سانڈا لایا گیا، آپ ﷺ نے نہ اس کو کھایا اور نہ اس سے منع کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ مسکینوں کو نہ کھلا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو خود نہیں کھاتے، وہ ان کو بھی نہ کھلاؤ۔''

(٧٣٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٤٩ (انظر: ١٤٤٦٠)

(٧٣٠١) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "لاتطعموهم مما لا تاكلون" وهذا اسناد اختلف فيه على حماد بن ابى سليمان، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٢٦٧، وابويعلى: ٤٤٦١ (انظر: ٢٤٧٣٦)

(۷۳۰۲)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا أَرْضًا كَثِيرَةَ الضِّبَابِ قَالَ فَأَصَبْنَا مِنْهَا وَذَبَحْنَا قَالَ فَبَيْنَا الْقُدُورُ تَغْلِي بِهَا إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فُقِدَتْ (وَفِي رِوَايَةٍ: مُسِخَتْ) وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ هِيَ فَأَكْفِئُوهَا فَأَكْفَأْنَاهَا۔ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَكْفَأْنَاهَا وَإِنَّا لَجِيَاعٌ)۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۰۹)

سیدنا عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم ایک علاقے میں اترے، وہاں سانڈے بہت زیادہ تھے، ہم نے ان کو حاصل کیا اور ذبح کیا اور پکانا شروع کر دیا، ہماری ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک امت گم پائی گئی، ایک روایت میں ہے کہ مسخ کی گئی، مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ امت یہی سانڈے ہو، لہٰذا ہنڈیاں الٹ دو۔'' پس ہم نے ہنڈیاں الٹ دیں، حالانکہ ہم سخت بھوک سے دو چار تھے۔''

فوائد:...... ''ضَبّ'' (سانڈا) جنگلی چوہے کے مشابہ ایک جانور ہے، لیکن اس سے بڑا ہوتا ہے، اس کی مادہ کو ''ضَبَّة'' کہا جاتا ہے، ہمارے ہاں عموماً اس کا معنی ''گوہ'' کیا جاتا ہے، لیکن جو اوصاف ضب کے بیان کیے گئے ہیں، وہ تمام کے تمام سانڈے میں پائے جاتے ہیں، اس لیے درست بات یہی ہے کہ اس سے مراد سانڈا ہے، گوہ نہیں، واللہ اعلم۔

حلال وحرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، شریعت نے حلال وحرام کے سلسلے میں جو تعین کر دیا یا جو بنیادی قواعد پیش کر دیے، انہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ اب حلت وحرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ اِن اور کئی دوسری احادیث سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈے حلال ہیں۔

(۱) نہی والی حدیث کراہت کے لیے ہے، نہ کہ حرمت کے لیے، اس لیے سانڈا کھانا جائز وحلال ہے۔

(۲) (بعض قرائن کی بنا پر) نہی والی حدیث منسوخ ہے اور اجازت والی احادیث ناسخ ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۹/ ۵۴۷) میں کہا: سانڈے کے حلال ہونے پر مختلف انداز میں دلالت کرنے والی مختلف احادیث ہیں، کسی میں صراحت ہے، کسی سے اشارہ ملتا ہے، کوئی آپ ﷺ کے واضح قول پر مشتمل ہے اور کسی میں آپ ﷺ کی خاموشی کا ذکر ہے، جو آپ کی رضامندی کی دلیل ہوتی ہے۔

لیکن بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے آپ ﷺ نے سانڈا کھانے سے منع فرمایا، جبکہ کچھ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جانور کے بارے میں آپ ﷺ نے توقف اختیار کیا اور اس کی حلت یا حرمت کا کوئی فیصلہ نہ دیا۔

(۷۳۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه البزار: ۱۲۱۷، وابویعلی: ۹۳۱، وابن حبان: ۵۲۶۶(انظر: ۱۷۷۵۷)

ان تین قسم کی روایات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ شروع میں جب آپ ﷺ کو شبہ ہوا کہ ایسے لگتا ہے کہ اس کا تعلق ایک مسخ شدہ قوم سے ہے تو آپ ﷺ نے ہنڈیوں کو انڈیل دینے تک کا حکم دے دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں توقف اور خاموشی اختیار کی، نہ اس کے بارے میں کوئی حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

بعد میں جب آپ ﷺ کو علم ہوا کہ مسخ شدہ قوم کی نسل تو سرے سے نہیں ہوتی، اس وقت آپ ﷺ نے سانڈا کھانے کی اجازت دے دی، لیکن آپ ﷺ خود گھن محسوس کرتے رہے، پھر باقاعدہ اس جانور کو آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھایا گیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کھانا مباح ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراہت والی احادیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو طبعی طور پر اس کو ناپسند کرتے ہوں اور اباحت و جواز والی احادیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو اس کے کھانے سے گھن محسوس نہ کرتے ہوں۔ بہر حال آپ ﷺ کے نہ کھانے یا کسی چیز سے گھن محسوس کرنے سے مطلق طور پر کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ (صحیحہ: ۲۳۹۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّبُعِ
بجو کے حلال ہونے کا بیان

(۷۳۰۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَاَلْتُ جَابِرًا فَقُلْتُ: اَلضَّبُعُ آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: اَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: اَسَمِعْتَ ذَاكَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١٤٤٧٨)

عبد الرحمن بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا میں بجو کا گوشت کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا یہ شکار ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(۷۳۰٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ السَّعْدِيِّ قَالَ أَمَرَنِي نَاسٌ مِنْ قَوْمِي أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ سِنَانٍ يُحَدِّدُونَهُ وَيُرَكِّزُونَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُصْبِحُ وَقَدْ قَتَلَ الضَّبُعَ أَتَرَاهُ ذَكَاتَهُ قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَإِذَا عِنْدَهُ شَيْخٌ أَبْيَضُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِي: وَإِنَّكَ لَتَأْكُلُ الضَّبُعَ؟ قَالَ: قُلْتُ مَا أَكَلْتُهَا

عبد اللہ بن یزید سعدی کہتے ہیں: میری قوم میں سے کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے دریافت کروں کہ لوگ نیزے کی نوک تیز کر کے اسے زمین پر گاڑھ دیتے ہیں، اس سے بجو مارا جاتا ہے، کیا اس طرح ذبح کرنا آپ کی رائے میں درست ہے؟ پس میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھ گیا، ان کے پاس ایک بزرگ تشریف فرما تھے، جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، وہ شامی تھے، میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا، انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تو بجو کھاتا

(۷۳۰۳) اسناده على شرط مسلم، أخرجه الترمذي: ۸۵۱، ۱۷۹۱، والنسائي: ٥/ ۱۹۱ (انظر: ١٤٤٢٥)
(۷۳۰٤) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف (انظر: ۲۷۵۱۲)

قَطُّ وَإِنَّ نَاسًا مِنْ قَوْمِي لَيَأْكُلُونَهَا قَالَ فَقَالَ: إِنَّ أَكْلَهَا لَا يَحِلُّ، قَالَ فَقَالَ الشَّيْخُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي خِطْفَةٍ وَعَنْ كُلِّ نُهْبَةٍ وَعَنْ كُلِّ مُجَثَّمَةٍ وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، قَالَ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٦٢)

ہے؟ میں نے کہا: میں نے تو کبھی نہیں کھایا، البتہ میری قوم کے لوگ کھاتے ہیں، انہوں نے کہا: بجو کھانا حلال نہیں، بزرگ نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، ضرور بیان کریں، انہوں نے کہا: میں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع کیا ہے: زندہ جانور سے کاٹ لیے جانے والا حصہ، لوٹا ہوا مال، جس جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بنایا جائے اور ہر کچلی والا درندہ۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں: بزرگ نے سچ کہا ہے۔

(٧٣٠٥)۔(عَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الضَّبُعِ فَكَرِهَهَا، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَأْكُلُونَهُ، قَالَ: لَا يَعْلَمُونَ، فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ الْمُتَقَدِّمَ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٤٩)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے سعید بن مسیب سے بجو کے بارے میں پوچھا، انہوں نے اسے مکروہ قرار دیا، میں نے کہا: آپ کی قوم تو کھاتی ہے، انھوں نے کہا: ان کو علم نہیں ہے، ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا: میں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر اوپر والی حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی۔

فوائد:...... بجو حلال جانور ہے، یہ قبروں کو اکھاڑنے میں مشہور ہے، کیونکہ اس کو بندے کا گوشت بہت پسند ہے، اس کی حیران کن صفت یہ ہے کہ یہ ایک سال مذکر رہتا ہے اور ایک سال مؤنث، مذکر کی حالت میں حاملہ ہو جاتا ہے اور مؤنث کی حالت میں بچہ جنم دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْنَبِ وَالْقُنْفُذِ وَالدَّجَاجِ
خرگوش، سیہی اور مرغی کے گوشت کا حکم

(٧٣٠٦)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ ثَارَتْ أَرْنَبٌ فَتَبِعَهَا النَّاسُ فَكُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خرگوش بھاگا، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، میں ان میں سب سے آگے نکل گیا اور خرگوش پکڑ لیا، میں اسے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا،

(٧٣٠٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٣٠٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٤٣٠)

قَالَ فَأَمَرَ بِهَا فَذُبِحَتْ ثُمَّ شُوِيَتْ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عَجُزَهَا فَقَالَ: ائْتِ بِهِ النَّبِيَّ فَأَتَيْتُهُ بِهِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ أَرْسَلَ إِلَيْكُمْ بِعَجُزِ هٰذِهِ الْأَرْنَبِ، قَالَ: فَقَبِلَهُ مِنِّيْ۔ (مسند احمد: ١٣٤٦٤)

انہوں نے اسے ذبح کرنے کا کہا، پس اسے ذبح کیا گیا اور پھر اس کا گوشت بھونا گیا، پھر اس کا سرین والا پچھلا حصہ پکڑا اور کہا: جاؤ اور یہ نبی کریم ﷺ کو دے آؤ، پس میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لیے خرگوش کا یہ سرین بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔

(۷۳۰۷)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ صَادَ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ يَجِدْ حَدِيدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهَا فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ، فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهِمَا۔ (مسند احمد: ١٥٩٦٥)

سیدنا محمد بن صفوان سے مروی ہے کہ انھوں نے دو خرگوش شکار میں پکڑے، لوہے کی کوئی چیز موجود نہ تھی، جس کے ساتھ انہیں ذبح کرتے، سو انھوں نے ایک پتھر کی نوک کے ساتھ انہیں ذبح کر دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے انہیں ان کو کھانے کا حکم دیا۔

فوائد:...... چھری کی مانند اگر مضبوط اور تیز دھار پتھر ہو جو کاٹنے کے کام آئے تو اس سے ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔

خرگوش ایک حلال جانور ہے۔

(۷۳۰۸)۔ عَنْ عِيسَى بْنِ نُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((خَبِيثٌ مِنَ الْخَبَائِثِ۔)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ كَمَا قَالَهُ۔ (مسند احمد: ٨٩٤١)

نمیلہ فزاری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے سیہی کے حکم کے بارے میں پوچھا گیا، انھوں نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا...﴾ ...... ''کہہ دو کہ جو میری طرف وحی کی گئی ہے، اس میں حرام صرف یہ پاتا ہوں کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو یہ پلید ہے یا فسق ہے یا جو غیر اللہ کے نام پر پکاری گئی چیز ہو۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک بزرگ نے کہا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں اس سیہی

(۷۳۰۷) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ۲۸۲۲، والنسائی: ۷/ ۱۹۷، وابن ماجه: ۳۱۷۵ (انظر: ۱۵۸۷۰)

(۷۳۰۸) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة عيسى بن نميلة الفزارى وأبيه، ولابهام الراوى عن ابى هريرة، أخرجه ابوداود: ۳۷۹۹ (انظر: ۸۹۵٤)

کا ذکر کیا گیا تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ خبیث جانوروں میں ایک خبیث جانور ہے۔'' یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے تو پھر تو اسی طرح ہے جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔

فوائد:...... سیہی ایک چھوٹا سا کانٹے دار جانور ہوتا ہے، کوئی ایسی صحیح دلیل نہیں ہے، جو اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہو۔

(۷۳۰۹)۔عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّهُ جَاءَ رَجُلٌ وَهُوَ يَاْكُلُ دَجَاجًا فَتَنَحّٰى، فَقَالَ: اِنِّیْ حَلَفْتُ اَنْ لَا آكُلَهُ، اِنِّیْ رَاَيْتُهُ يَاْكُلُ شَيْئًا قَذِرًا، فَقَالَ لَهُ: ادْنُهُ فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۸۳)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا، جبکہ وہ مرغی کا گوشت کھا رہے تھے، وہ علیحدہ ہو گیا اور اس نے یہ کھانا نہ کھایا۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا: ''میں نے اسے نہ کھانے کی قسم اٹھائی ہے، کیونکہ میں نے اسے دیکھا کہ یہ گندگی کھاتی ہے، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: قریب ہو جاؤ اور اسے کھاؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت کھاتے تھے۔

فوائد:...... مرغی حلال اور مرغوب جانور ہے، اگر حلال جانور کوئی غلاظت والی چیز یا حرام جانور کا گوشت کھا جاتا ہے تو اس سے اس کے حلال ہونے میں فرق نہیں پڑتا۔

گندگی اور غلاظت والی چیزیں کھانے کی وجہ سے جانور کب حرام ہوتا ہے؟ اس کا حکم حدیث نمبر (۷۳۳۵) میں آئے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّمَكِ وَالْجَرَادِ
مچھلی اور ٹڈی کا بیان

(۷۳۱۰)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ اَبِیْ عُبَيْدَةَ بَعَثَنَا النَّبِیُّ ﷺ مَعَهُ فِیْ سَفَرٍ، فَنَفِدَ زَادُنَا فَمَرَرْنَا بِحُوْتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَرَدْنَا اَنْ نَاْكُلَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ہمیں نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ ایک سفر پر روانہ کیا، ہمارا زادِ سفر ختم ہو گیا، اتنے میں ہم

(۷۳۰۹) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه النسائی: ۷/ ۲۰۶ (انظر: ۱۹۵۵٤)
(۷۳۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۳۵ (انظر: ۱٤۲۵٦)

مِنْهُ فَمَنَعَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ، ثُمَّ اَنَّهُ قَالَ: نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كُلُوْا، قَالَ: فَاَكَلْنَا مِنْهُ اَيَّامًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْنَا ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اِنْ كَانَ بَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ فَابْعَثُوْا بِهِ اِلَيْنَا۔)) (مسند احمد: ١٤٣٠٦)

نے ایک مچھلی پائی، جسے دریا نے باہر پھینک دیا تھا، ہم نے اسے کھانا چاہا، لیکن سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا اور پھر کہا: کوئی بات نہیں ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں، کھالو، پس ہم کچھ دنوں تک اس کو کھاتے رہے، پھر جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس مچھلی کا کچھ حصہ تمہارے پاس ہے تو ہمارے لیے بھیج دو۔''

(٧٣١١)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَصَبْنَا جَرَادًا فَاَكَلْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٤٧٠٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل جہاد کیا، ہم نے ٹڈیاں پائیں اور ان کو کھایا۔

(٧٣١٢)۔ عَنْ اَبِي يَعْفُوْرٍ قَالَ: سَاَلَ شَرِيْكِي وَاَنَا مَعَهُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفَى رضي الله عنه عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: لَا بَاْسَ بِهِ، وَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَاْكُلُهُ۔ (مسند احمد: ١٩٣٦٣)

ابو یعفور سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے ساجھی نے سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا، جبکہ میں بھی اس کے ساتھ تھا، انہوں نے جواباً کہا: اس میں کوئی حرج نہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات کیے ہیں، ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

(٧٣١٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي اَوْفَى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَاْكُلُ فِيْهَا الْجَرَادَ۔ (مسند احمد: ١٩٣٢٢)

(دوسری سند) سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں سات غزوات کیے، ہم ان میں مکڑی کھایا کرتے تھے۔

(٧٣١٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَاَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ، فَاَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ۔)) (مسند احمد: ٥٧٢٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں دو خون جگر اور تلی ہیں۔''

(٧٣١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٩٥، ومسلم: ١٩٥٢ (انظر: ١٩١٥٠)

(٧٣١٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٣١٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٣٢١٨ (انظر: ٥٧٢٣)

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مچھلی اور ٹڈی نہ صرف حلال ہیں، بلکہ ان کا مردار بھی حلال ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی رخصت ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَنَحْوِهِمَا
لہسن اور پیاز اور ان جیسی چیز کھانے کا بیان

(٧٣١٥)۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْكُرَّاثِ وَالْبَصَلِ وَالثُّومِ، فَقُلْنَا أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١١٨٢٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گندنے، پیاز اور لہسن سے منع فرمایا ہے، ہم نے کہا: کیا یہ حرام ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، حرام نہیں ہیں، البتہ نبی کریم ﷺ نے ان سے منع کیا ہے۔

فوائد:...... گندنا: ایک بدبودار قسم کی ترکاری جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ اگر ان بدبودار چیزوں کو پکا کر ان کی بدبو ختم کر دی جائے تو ان کا کھانا جائز ہوگا۔

(٧٣١٦)۔عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٧٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا ہے، لیکن ہم پر ہماری حاجت مندی غالب آ گئی اور ہم نے یہ کھا لیے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس بدبودار درخت میں سے کھایا ہو، وہ ہماری مسجد کے قریب تک نہ آئے، کیونکہ فرشتے اس چیز سے اذیت محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان اذیت محسوس کرتا ہے۔''

(٧٣١٧)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا آكُلُهُ وَلَا آمُرُ بِهِ وَلَا أَنْهٰى عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ٥٠٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ میں (پیاز اور لہسن) کھاتا ہوں، نہ ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں۔''

(٧٣١٨)۔حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دو

(٧٣١٥) تخریج: اسناده ضعيف لضعف بشر بن حرب الازدي (انظر: ١١٨٠٥)

(٧٣١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٦٤ (انظر: ١٥٠١٤)

(٧٣١٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مسلم من فعله ﷺ: ١٩٤٣ (انظر: ٥٠٢٦)

(٧٣١٨) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٣٨٢٧ (انظر: ١٦٢٤٧)

قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْخَبِيثَتَيْنِ وَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُمُوهُمَا طَبْخًا۔)) قَالَ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ۔ (مسند احمد: ١٦٣٥٥)

خبیث درختوں (پیاز اور لہسن) سے منع کیا اور فرمایا: ''جو یہ دونوں چیزیں کھائے، وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور اگر تم نے ضرور کھانا ہی ہو تو انہیں پکا کر کھا لیا کرو (تاکہ بد بو ختم ہو جائے)۔'' آپ ﷺ کی مراد پیاز اور لہسن تھے۔

(٧٣١٩)۔عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا بَصَلٌ، فَقَالَ: ((كُلُوْا۔)) وَاَبٰى اَنْ يَاْكُلَ، وَقَالَ: ((اِنِّيْ لَسْتُ كَمِثْلِكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٠٠)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا، اس میں پیاز تھے، آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''تم کھا لو۔'' آپ ﷺ نے خود کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''میں اس معاملے میں تمہاری طرح نہیں ہوں، (کیونکہ میرے پاس فرشتہ وحی لے کر آتا ہے)۔''

(٧٣٢٠)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ وَإِنَّهُ بَعَثَ يَوْمًا بِقَصْعَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا فِيهَا ثُومٌ فَسَأَلْتُهُ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ۔)) قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِي وَأُمِّي هٰذَا الطَّعَامُ لَمْ تَأْكُلْ مِنْهُ آكُلُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((فِيهِ تِلْكَ الثُّومَةُ فَيَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالَ: فَآكُلُ مِنْهُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ فَكُلْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٢٢)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس سے کھاتے اور باقی مجھے عنایت فرما دیتے، ایک دن آپ ﷺ کے سامنے کھانے کا ایک پیالہ پیش کیا گیا، لیکن آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہ کھایا، اس میں لہسن تھا، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، حرام نہیں ہے، بس میں اس کی بدبو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' ایک روایت میں ہے: سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کھانا آپ ﷺ نے تو کھایا نہیں اور میں کھاؤں؟ یہ نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں لہسن ہے اور میرے پاس جبریل علیہ السلام اجازت لے کر وحی لایا کرتے ہیں، اس لیے میں نہیں کھاتا۔'' سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا پس میں اس سے کھاؤں؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، تو کھا لے۔''

(٧٣١٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مطولا مسلم: ٢٠٥٣ (انظر: ٢٣٥٠٤)

(٧٣٢٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٥٣ (انظر: ٢٣٥٢٥)

(۷۳۲۱)۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَبُوهُ قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أُمِّ أَيُّوبَ الَّذِي نَزَلَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلْتُ عَلَيْهَا، فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ تَكَلَّفُوا طَعَامًا فِيهِ بَعْضُ هٰذِهِ الْبُقُولِ فَقَرَّبُوهُ فَكَرِهَهُ وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوا إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي۔)) يَعْنِي الْمَلَكَ۔ (مسند احمد: ۲۷۹۸۸)

یزید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ ام ایوب انصاری رضی اللہ عنہا، جن کے گھر ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے، کے ہاں ٹھہرا، انھوں نے مجھے بیان کیا کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے پرتکلیف کھانا دیا، جس میں یہ سبزیاں پیاز اور لہسن بھی تھیں، لیکن آپ ﷺ نے یہ کھانا پسند نہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''تم کھالو، میں تمہاری مانند نہیں ہوں، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اپنے ہم نشیں فرشتے کو تکلیف میں مبتلا نہ کردوں۔''

فوائد:...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''جو آدمی (کچا) لہسن اور (کچا) پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔'' اس حدیث کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا جائے گا کہ مسجد میں جانے کا وقت اتنا دور تھا کہ اس وقت تک صحابہ کرام کے منہ سے لہسن کی بو ختم ہو چکی ہوگی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی ایسی چیز کھانا مناسب نہ سمجھی اور وجہ بھی بیان کر دی۔ اگر مسجد میں جانے کا وقت قریب ہو تو اس قسم کی چیز کھانا منع ہے۔ دراصل وہ لہسن پکا ہوا تھا جس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں مگر آپ کے پاس چونکہ فرشتہ آتا تھا اس لیے آپ پکے ہوئے لہسن سے بھی بچتے تھے۔

(۷۳۲۲)۔عَنْ اَبِیْ زَيَادٍ خِيَارِ بْنِ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنِ الْبَصَلِ، فَقَالَتْ: اِنَّ آخِرَ طَعَامٍ اَكَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ فِيْهِ بَصَلٌ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۹۲)

ابو زیاد خیار بن سلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: آخری کھانا جو نبی کریم ﷺ نے کھایا تھا، اس میں پیاز موجود تھا۔

(۷۳۲۳)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: اِنْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَوَجَدَ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے

(۷۳۲۱) تخريج: حديث حسن فی الشواهد، أخرجه الترمذی: ۱۸۱۰، وابن ماجه: ۳۳۶٤ (انظر: ۲۷٤٤۲)

(۷۳۲۲) تخريج: اسناده ضعيف، بقية بن الوليد يدلس ويسوی، ومثله ينبغی ان يصرح بالسماع فی جميع طبقات السند، أخرجه ابوداود: ۳۸۲۹ (انظر: ۲٤۵۸۵)

(۷۳۲۳) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۳۸۲٦ (انظر: ۱۸۱۷٦)

مِنِّی رِیحَ الثُّومِ، فَقَالَ: ((مَنْ اَکَلَ الثُّومَ؟۔)) قَالَ: فَاَخَذْتُ یَدَهُ فَاَدْخَلْتُهَا فَوَجَدَ صَدْرِی مَعْصُوبًا قَالَ: ((اِنَّ لَكَ عُذْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۸۳۶۰)

لہسن کی بدبو محسوس کی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''لہسن کس نے کھایا ہے، میں نے جوابا آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے سینہ پر رکھ دیا، جب آپ ﷺ نے میرے سینے پر بندھی ہوئی پٹی پائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا آپ معذور ہیں۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عذر کی صورت میں اس قسم کی چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں۔

(۷۳۲٤)۔عَنْ أَبِی الرَّبَابِ قَالَ سَمِعْتُ مَعْقِلَ بْنَ یَسَارٍ یَقُولُ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی مَسِیرٍ لَهُ فَنَزَلْنَا فِی مَکَانٍ کَثِیرِ الثُّومِ وَإِنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِینَ أَصَابُوا مِنْهُ ثُمَّ جَاءُوا إِلَی الْمُصَلّٰی یُصَلُّونَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَنَهَاهُمْ عَنْهَا ثُمَّ جَاءُ وا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَی الْمُصَلّٰی فَنَهَاهُمْ عَنْهَا ثُمَّ جَاءُ وا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَی الْمُصَلّٰی فَنَهَاهُمْ عَنْهَا ثُمَّ جَاءُ وا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَی الْمُصَلّٰی فَوَجَدَ رِیحَهَا مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((مَنْ أَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا یَقْرَبْنَا فِی مَسْجِدِنَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۵٦۸)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے، ہم ایک ایسی جگہ پر اترے، وہاں لہسن بہت زیادہ تھا، مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے اسے کھایا اور پھر نماز کی جگہ پر آ گئے تا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر لیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں اس سے روکا، وہ اس کے بعد پھر نماز کی جگہ پر لہسن کھا کر آئے، آپ نے انہیں روکا، لیکن اس کے بعد وہ پھر نماز کی جگہ پر لہسن کھا کر آ گئے، آپ ﷺ نے اس کے بعد ان کو روکا، اس کے بعد جب آپ ﷺ نے بو پائی کہ یہ لہسن وغیرہ کھا کر آئے ہیں تو فرمایا: ''جس نے اس درخت سے کھایا ہو، وہ ہماری مسجد کے قریب تک نہ آئے۔''

فوائد: ...... موجودہ دور میں انسان کی خواہشات، چاہتیں اور زبان کے ''چسکے'' اس کے مذہب پر غالب ہیں، ہمارے ہاں کھانے کے ساتھ پیاز اور مولی وغیرہ بطور سلاد استعمال کئے جاتے ہیں۔ روکنے ٹوکنے کے باوجود کھانے والوں کی توجہ نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کی طرف جھکاؤ ہی اختیار نہیں کرتی اور بعض احباب اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پیاز وغیرہ کے بعد گڑ یا چینی وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے، لیکن وہ خود یہ نسخہ استعمال کئے بغیر مساجد کی طرف چل دیتے ہیں۔

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
اذاں رہ گئی مگر روحِ بلالی نہ رہی

اس بے توجہی کا مطلب یہ ہوا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں یا فرشتوں کی قربت سے دور

(۷۳۲٤) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۵۱۰، ۸/ ۳۰۲ (انظر: ۲۰۳۰۲)

رہنا چاہتے یا ان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''جو آدمی اس بدبودار درخت کا پھل (پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان کرتے ہیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ کسی آدمی سے پیاز اور لہسن کی بو محسوس کرتے تو اسے بقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دے دیتے۔ (مسلم: ۵۶۷)

آخر کیا وجہ ہے کہ اس قسم کی وعیدوں کے باوجود ہم ان احادیث کے مفاہیم پر غور نہیں کرتے اور اپنی طبیعت اور زبان کے چسکے کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔ کیا کچا پیاز وغیرہ کھانے والے آدمی کے لیے یہ وعید کافی نہیں ہے کہ اگر مسجد نبوی ہوتی اور رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو اسے مسجد نبوی سے باہر نکال دیا جاتا؟

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طَعَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ
اہل کتاب کے کھانے کا حکم

(۷۳۲۵)۔ حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِيْ قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰى، فَقَالَ: ((لَا يَخْتَلِجَنَّ فِيْ صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۳۱۵)

سیدنا ہلب طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اور ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ ایک کھانا ایسا ہے، جس سے میں دل میں تنگی محسوس کرتا ہوں، دوسری روایت میں ہے: اس نے کہا: میں نے عیسائیوں کے کھانا کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے کھانے کے بارے میں تیرے سینے میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے، جس میں عیسائیت سے مشابہت پیدا ہو۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیزیں شریعت کی روشنی میں حلال ہیں، ان کو کسی وسوسے اور شبہے کی بنا پر نہیں چھوڑنا چاہیے، کیونکہ ایسا کرنا اہل نصرانیت کی روش تھی۔

(۷۳۲۶)۔ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(۷۳۲۵) تخریج: صحیح لغیرہ دون قصة مضارعة طعام النصرانية، وهذا اسناد ضعيف، شريك بن عبد الله النخعي سيىء الحفظ، وقد توبع، وقبيصة بن هلب مجهول، أخرجه الطبراني: ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۲ (انظر: ۲۱۹۶۹)

(۷۳۲۶) قوله "ان اباك اراد امرا فادركه" حسن، والباقي ضعيف لجهالة مري بن قطري، أخرجه ابو داود الطيالسي: ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، وابن حبان: ۳۳۲، والطبراني في "الكبير": ۱۷/ ۲۴۷ (انظر: ۱۸۲۶۲)

سَمِعْتُ مُرِّیَّ بْنَ قَطَرِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِی کَانَ یَصِلُ الرَّحِمَ وَیَفْعَلُ کَذَا وَکَذَا قَالَ: ((إِنَّ أَبَاكَ أَرَادَ أَمْرًا فَأَدْرَکَهُ۔)) یَعْنِی الذِّکْرَ قَالَ قُلْتُ إِنِّی أَسْأَلُكَ عَنْ طَعَامٍ لَا أَدَعُهُ إِلَّا تَحَرُّجًا قَالَ لَا تَدَعْ شَیْئًا ضَارَعْتَ فِیهِ نَصْرَانِیَّةً۔ (مسند احمد: ۱۸۴۵۱)

کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ حاتم طائی صلہ رحمی کرتے تھے اور کئی نیک کام کرتے تھے؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمہارے والد نے جس کام کا ارادہ کیا تھا، اس نے اس کو پالیا۔'' آپ ﷺ کی مراد شہرت اور نمود ونمائش تھی، میں نے کہا: اچھا میں آپ سے ایسے کھانے کے متعلق سوال کرتا ہوں، جسے میں شک اور حرج کی بنا پر ہی چھوڑ دیتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایسی چیز کو نہ چھوڑ، جس میں نصرانیت کی مشابہت ہو رہی ہو۔''

فوائد: ...... حاتم مذہباً عیسائی تھا، دورِ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا، جود وسخاوت میں عدیم النظیر تھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سخاوت اور دوسرے اچھے خصائل کا مقصد شہرت اور تعریف کا حصول تھا، نہ کہ رضائے الٰہی کی تلاش اور ایسے ہی ہوا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا: حاتم ایک سخی آدمی تھا، دور جاہلیت میں اس کی بڑی تعریف کی جاتی تھی، اس کے بیٹے نے اسلام کو پالیا تھا۔ حاتم اپنی سخاوت میں عجیب امور اور غریب اخبار والا تھا، لیکن اس کا مقصد شہرت طلبی اور ریاکاری تھا، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور آخرت۔

(۷۳۲۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِی غَزَاةٍ فَقَالَ: ((أَیْنَ صُنِعَتْ هٰذِهِ۔)) فَقَالُوا بِفَارِسَ وَنَحْنُ نُرٰی أَنَّهُ یُجْعَلُ فِیهَا مَیْتَةٌ، فَقَالَ: ((اِطْعَنُوا فِیهَا بِالسِّکِّینِ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَکُلُوا۔)) ذَکَرَهُ شَرِیكٌ مَرَّةً أُخْرٰی فَزَادَ فِیهِ فَجَعَلُوا یَضْرِبُونَهَا بِالْعِصِیِّ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے پنیر پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہاں تیار کیا گیا؟'' انہوں نے کہا: یہ فارس کے علاقہ میں تیار کیا گیا اور ہمارا خیال ہے کہ اس مین مردار کا گوشت ڈالتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھری سے کاٹو اور بسم اللہ پڑھ کر کھا لو۔'' دوسری مرتبہ جب شریک نے روایت کی تو یہ اضافہ کیا: لوگوں نے اسے لاٹھیوں کے تیز دھار حصہ کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔

فوائد: ...... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِی تَبُوكَ، فَدَعَا بِسِکِّینٍ فَسَمّٰی وَقَطَعَ۔ ......تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے پاس پنیر کا ٹکڑا لایا گیا، آپ ﷺ نے چھری منگوائی اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو کاٹا۔ (ابوداود: ۳۸۱۹)

ہماری شریعت میں حلال وحرام کے بارے میں واضح احکام اور قواعد مرتب ہیں، کسی گمان کی وجہ سے کسی چیز کے

(۷۳۲۷) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطبرانی: ۱۱۸۰۷، والبیهقی: ۱۰/ ٦ (انظر: ۲۷۵۵)

حرام ہونے کا شبہ نہیں ہونا چاہیے، جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی واضح دلیل نہ ہو اس وقت تک اس کو حلال ہی سمجھا جائے گا، اس میں اغیار کی مشابہت ہوتی ہو یا نہیں۔

جو چیزیں کفار اور مشرکین نے تیار کی ہوں اور ان میں حرام کی آمیزش کی دلیل نہ ہو تو وہ حلال اور طیب ہوں گی، کیونکہ چیزوں کی اصل حِلّت (حلال ہونا) ہے، حرمت کے لیے شرعی دلیل ضروری ہے، یہ الگ بات ہے کہ اقتصادی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل اسلام کی مصنوعات کو ہی فروغ دیں۔

اَبْوَابُ مَا يَحْرُمُ اَكْلُهُ

حرام کھانوں کا بیان

(٧٣٢٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَأَخَذُوا الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ فَذَبَحُوهَا وَمَلَئُوا مِنْهَا الْقُدُورَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَابِرٌ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَفَأْنَا الْقُدُورَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَأْتِيكُمْ بِرِزْقٍ هُوَ أَحَلُّ لَكُمْ مِنْ ذَا وَأَطْيَبُ مِنْ ذَا۔)) قَالَ فَكَفَأْنَا يَوْمَئِذٍ الْقُدُورَ وَهِيَ تَغْلِي فَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُومَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطُّيُورِ وَحَرَّمَ الْمُجَثَّمَةَ وَالْخِلْسَةَ وَالنُّهْبَةَ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن لوگوں کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی، پس انہوں نے گھریلو گدھے پکڑ کر ذبح کئے اور ہنڈیاں بھر بھر کر انہیں پکانا شروع کر دیا، جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہنڈیاں الٹ دو، سو ہم نے ہنڈیاں الٹ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عنقریب تمہیں اس سے زیادہ بہتر اور حلال رزق عنایت فرمائیں گے۔'' ہم نے اس دن ہنڈیاں الٹ دیں، جبکہ وہ جوش مار رہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن گھریلو گدھوں، خچروں کا گوشت، ہر کچلی والا درندہ، پنجے سے شکار کرنے والا ہر پرندہ، وہ جانور جسے گاڑھ کر اس پر نشانہ باندھا گیا ہو، جس جانور کو درندہ چھین کر لے جائے اور وہ مر جائے اور لوٹا ہوا مال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو حرام قرار دیا۔

فوائد:...... ''ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ'' سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے، مثلا شیر، بھیڑیا، چیتا، گیدڑ اور لومڑ وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا، لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

(٧٣٢٨) تخریج: اسناده حسن، أخرجه مختصرا الترمذي: ١٤٧٨ (انظر: ١٤٤٦٣)

"ذِی مِخْلَب" سے مراد ایسا پرندہ ہے، جو شکار میں پنجہ کی تقویت کے ذریعے تقویت حاصل کرے، مثلا چیل، شکر، شاہین اور باز وغیرہ۔

جس جانور کر درندہ مار دے گا، وہ مردار ہو جانے کی وجہ سے حرام ہو جائے گا۔

باقی مذکورہ حرام چیزیں واضح ہیں۔

(۷۳۲۹)۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَلُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَالْخَلِيْسَةَ وَالْمُجَثَّمَةَ وَاَنْ تُوْطَاَ السَّبَايَا حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِيْ بُطُوْنِهِنَّ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۸٤)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن پنجے سے شکار کرنے والا ہر پرندہ، گھریلو گدھے کا گوشت، جس جانور کو درند چیر پھاڑ کر مار دے، جس جانور کو باندھ کر نشانہ بازی سے مارا گیا ہو اور حاملہ لونڈیوں سے جماع کرنا، جب تک وہ حمل وضع نہ کر دیں، آپ ﷺ نے ان سب چیزوں کو حرام قرار دیا۔

(۷۳۳۰)۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَالْمُجَثَّمَةَ وَالْحِمَارَ، اَلْحِمَارَ الْاِنْسِيَّ۔ (مسند احمد: ۸۷۷۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن ہر ایک کچلی والا درندہ، نشانہ لگا کر مارا گیا جانور اور گھریلو گدھے کو حرام قرار دیا۔

(۷۳۳۱)۔عَنْ صَالِحٍ يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ الصَّائِفَةَ فَقَرِمَ أَصْحَابُنَا إِلَى اللَّحْمِ فَسَأَلُونِي فَقَالُوا: أَتَأْذَنُ لَنَا أَنْ نَذْبَحَ رَمَكَةً لَهُ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِمْ فَحَبَلُوهَا ثُمَّ قُلْتُ: مَكَانَكُمْ حَتّٰى آتِيَ خَالِدًا فَأَسْأَلَهُ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر گرمیوں میں غزوہ کیا، ہمارے ساتھیوں کو گوشت کھانے کی بہت چاہت ہوئی، انہوں نے کہا: کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم گھوڑی ذبح کر لیں، انہوں نے انہیں دیئے اور رسیوں میں باندھ دیئے، پھر میں نے کہا: ٹھہر جائیں، میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر غزوہ خیبر کیا،

(۷۳۲۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۱٤۷٤، ۱۵٦٤ (انظر: ۱۷۱۵۳)

(۷۳۳۰) تخریج: صحیح، أخرجه الترمذی: ۱۷۹۵ (انظر: ۸۷۸۹)

(۷۳۳۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لاضطرابه، علی نکارة فی بعض الفاظه، أخرجه ابوداود: ۳۸۰٦، والنسائی: ۷/ ۲۰۲، وابن ماجه: ۳۱۹۸ (انظر: ۱٦۸۱٦)

غَزْوَةَ خَيْبَرَ فَأَسْرَعَ النَّاسُ فِي حَظَائِرِ يَهُودَ فَأَمَرَنِي أَنْ أُنَادِيَ "اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ" وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ قَدْ أَسْرَعْتُمْ فِي حَظَائِرِ يَهُودَ أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ لُحُومُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَخَيْلِهَا وَبِغَالِهَا وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹٤۰)

لوگوں نے بہت ہی تیز رفتاری سے یہودیوں کے باڑوں کی طرف پیش قدمی کی، آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کو جمع کرنے کے لیے یہ آواز دوں: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ اور کہوں کہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم نے یہودیوں کے باڑوں کی جانب بڑھنے میں بہت زیادہ تیز رفتاری کا مظاہرہ کیا ہے، خبردار! ذمیوں کا مال تمہارے لیے حلال نہیں ہے، مگر حق کے ساتھ اور تم پر گھریلو گدھوں، گھوڑوں اور خچروں کا گوشت، ہر کچلی والا درندہ اور پنجے سے شکار کرنے والا ہر پرندہ تم پر حرام ہے۔''

(۷۳۳۲)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ۔ (مسند احمد: ۱٦۹٤۱)

(دوسری سند) سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

(۷۳۳۳)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ الصَّائِفَةَ فَذَكَرَ نَحْوَ الطَّرِيقِ الْأُولٰى سَوَاءً بِسَوَاءٍ۔ (مسند احمد: ۱٦۹٤۲)

(تیسری سند) سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے موسم گرما میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر غزوہ کیا، پھر پہلے سند والے متن کی طرح کا متن بیان کیا۔

(۷۳۳٤)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَعَنْ ثَمَنِ الْمَيْتَةِ وَعَنْ لَحْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنْ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ۔ (مسند احمد: ۱۲٥٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے، پنجے سے شکار کرنے والے ہر پرندے، مردار کی قیمت، گھریلو گدھوں کے گوشت اور زانی خاتون کی کمائی، سانڈ کی جفتی کا عوض لینے اور سرخ زین پوش سے منع فرمایا ہے۔

(۷۳۳۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۳۳۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۳۳٤) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، حسن بن ذکوان ضعیف، وھو لم یسمع من حبیب بن ابی ثابت، بینھما عمرو بن خالد القرشی المتھم بالکذب، أخرجہ الدارقطنی: ۲/ ۱۲۱ (انظر: ۱۲٥٤)

فوائد:...... اس باب میں مختلف حرام چیزوں کا ذکر ہوا ہے، البتہ گھوڑے کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیث ضعیف ہے، گھوڑا حلال جانور ہے، جیسا کہ پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔

شارحین نے "مِیثَرَة الأُرْجُوَان" کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے:

یہ سرخ رنگ کی ریشمی چیز ہے، وہ زین کی صورت میں یا زین پوش کی صورت میں ہو یا وہ کجاوہ پوش کی صورت میں ہو یا کجاوہ پر رکھی جانے والی گدی کی صورت میں، ان اقوال سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ممانعت کی وجہ ریشم ہے جو ممنوع ہے۔ سرخ رنگ کے اس زمین پوش سے روکنے کی وجہ ریشم ہے سرخ رنگ عورتوں کے ساتھ تو مشابہت والا نہ ہو تو وہ منع نہیں۔ سرخ رنگ کی مردوں کے لیے کرامت والی روایت ضعیف ہے۔ (ابوداود: ۴۰۶۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَالْجَلَالَةِ

گھریلو گدھے کے گوشت اور جلالہ کے گوشت کا بیان

(۷۳۳۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، وَعَنِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنْ رُكُوْبِهَا، وَاَكْلِ لُحُوْمِهَا۔ (مسند احمد: ۷۰۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور جلالہ جانور سے، اس پر سوار ہونے سے اور اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو اس قدر نجاست اور غلاظت کھائے کہ وہ نجاست اس کے وجود میں رچ بس جائے اور اس سے باقاعدہ بد بو آنے لگے، اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس جانور پر نجاست غالب آ گئی ہے اور ایسا جانور اس نجاست کی وجہ سے حرام ہوگا، اس کا پسینہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اگر ایسا جانور بعد میں نجاست والی چیزیں کھانا چھوڑ دے اور اس کے جسم سے اس کے اثرات مکمل طور پر ختم ہو جائیں تو وہ حلال ہوگا، یعنی اصل مسئلہ نجاست کا ہے۔

(۷۳۳۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ۔ (مسند احمد: ۴۷۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا۔

(۷۳۳۷)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَوَقَعَ النَّاسُ يَوْمَ خَيْبَرَ فِي لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَنَصَبُوا الْقُدُورَ وَنَصَبْتُ قِدْرِي

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن لوگ گھریلو گدھوں کے گوشت پکانے میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے ہنڈیاں بھی پکانے کے لیے رکھ دیں، میں نے بھی ہنڈیا

(۷۳۳۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۸۱۱، والنسائی: ۷/ ۲۳۹ (انظر: ۷۰۳۹)

(۷۳۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۲۲، ومسلم: ص ۱۵۳۸ (انظر: ۴۷۲۰)

(۷۳۳۷) تخریج: اسناده ضعیف لضعف بشر بن حرب الازدی (انظر: ۱۱۶۲۳)

فِیمَنْ نَصَبَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْهَاكُمْ عَنْهُ، أَنْهَاكُمْ عَنْهُ۔)) مَرَّتَيْنِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ فَكَفَأْتُ قِدْرِيْ فِيمَنْ كَفَأَ۔ (مسند احمد: ١١٦٤٦)

رکھ دی، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں، میں تمہیں گدھوں کے گوشت سے منع کرتا ہوں۔'' دو مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا، پس ہنڈیاں الٹ دی گئیں، میں نے بھی ہنڈیاں الٹنے والوں میں اپنی ہنڈیا الٹ دی۔

(٧٣٣٨)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلِيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ سَلِيْطٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَالَ: اَتَانَا نَهْيُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ وَالْقُدُوْرُ تَفُوْرُ بِهَا فَكَفَأْنَا هَا عَلٰى وُجُوْهِهَا (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) وَنَحْنُ بِخَيْبَرَ فَكَفَأْنَا وَاِنَّا لَجِيَاعٌ۔ (مسند احمد: ١٥٥٣٧)

سیدنا ابوسلیط رضی اللہ عنہ، جو کہ بدری صحابی تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر میں تھے، ہمارے پاس یہ حکم آیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے، حالت یہ تھی کہ ہم بھوکے تھے اور ہنڈیاں گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں، لیکن ہم نے اس ممانعت کے حکم کے بعد ان کو یکسر الٹ دیا۔

(٧٣٣٩)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ١٢١١٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں، یہ گندہ ہے، اسے کھانا شیطان کا کام ہے۔''

(٧٣٤٠)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِخَيْبَرَ فَقَالَ: اَكَلْتُ الْحُمُرَ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ، قَالَ: فَنَادٰى اَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لَحْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ۔ (مسند احمد: ١٢١٦٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ خیبر میں ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے دو مرتبہ گدھے کا گوشت کھایا ہے، وہ پھر آیا اور اس نے کہا: گدھوں کو تو کھا کھا کر ختم کیا جا رہا ہے، آپ ﷺ نے یہ منادی کروا دی کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے گھریلوں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے، کیونکہ یہ گندہ ہے۔''

(٧٣٤١)۔عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بستی کے باہر گدھوں کو پایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہنڈیوں میں

(٧٣٣٨) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٥٧٨ (انظر: ١٥٤٥٨)

(٧٣٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٩١، ٤١٩٨، ومسلم: ١٩٤٠ (انظر: ١٢٠٨٦)

(٧٣٤٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٣٤١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٥٥، ٤٢٢٠، ومسلم: ١٩٣٧ (انظر: ١٩٤٠٠)

((أَكْفِئُوا الْقُدُورَ بِمَا فِيهَا۔)) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ۔ (مسند احمد: ١٩٦٢٠)

جو کچھ بھی ہے، سب الٹ دو۔'' جب میں نے اس کا ذکر سعید بن جبیر سے کیا تو انہوں نے کہا: ان کے گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ غلاظت کھاتے ہیں۔

فوائد:...... سعید بن جبیر کا یہ کہنا کہ گدھوں کو اس لیے حرام کیا گیا کہ یہ غلاظت کھاتے ہیں، یہ ان کی ذاتی رائے ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے گھریلو گدھوں کے گندہ ہونے کی وجہ سے ان کو حرام قرار دیا ہے۔

(٧٣٤٢)۔ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ قُلْتُ لِأَبِي الشَّعْثَاءِ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ قَالَ: يَا عَمْرُو أَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ وَقَرَأَ ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾ يَا عَمْرُو أَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ قَدْ كَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ يَعْنِي يَقُولُ أَبٰى ذٰلِكَ عَلَيْنَا الْبَحْرُ بْنُ عَبَّاسٍ۔ (مسند احمد: ١٨٠١٦)

عمرو بن دینار کہتے ہیں: میں نے ابوشعثاء سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔ انہوں نے کہا اے عمرو! اس سے علم کے سمندر سیدنا ابن عباس انکار کرتے ہیں اور انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾.... ''کہہ دو میں جو کھانے والے پر کھانا حرام پاتا ہوں، وہ صرف مردار، بہایا ہوا خون، یا خنزیر کا گوشت ہے۔'' اس کا علم کے سمندر نے انکار کیا ہے کہ گدھے کا گوشت حرام ہے، اس کی تائید حکم بن عمرو غفاری نے بھی کی ہے کہ عباس کے بیٹے علم کے سمندر نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار نہیں دیا۔

فوائد:...... جس چیز کا حرام ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوگا، اس کو اس حدیث میں مذکورہ آیت کی روشنی میں حلال ہی سمجھا جائے گا، چونکہ بہت ساری احادیث میں گدھے کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے گدھا حرام ہے۔

حافظ ابن قیم نے کہا: تحقیقی بات یہ ہے کہ شروع شروع میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے گدھوں کے حلال ہونے کی رائے دی، لیکن جب ان کو بعد میں ان احادیث کا پتہ چلا تو وہ یہ رائے دینے سے رک گئے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت بھی بڑی عجیب ہے، جب گدھوں کا گوشت پکایا جا رہا تھا اور بعض روایات کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی، لیکن اسی اثنا میں اس جانور کے حرام ہونے کا پیغام آ گیا، جواباً شمع نبوت کے پروانوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی منشا کو پورا کر دکھایا۔

(٧٣٤٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البخاري: ٥٥٢٩ (انظر: ١٧٨٦١)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهِرِّ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

بلی، کچلی والے جانوروں اور ذِی مِخْلَب پرندوں کے حکم کا بیان

(۷۳٤۳)۔عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْهِرُّ سَبُعٌ۔)) (مسند احمد: ۹۷۰٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلا بھی درندوں میں شامل ہے۔''

(۷۳٤٤)۔عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی کُلَّ ذِی نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَکُلَّ ذِی مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر اس پرندے سے منع کیا ہے، جو پنجے سے شکار کرتا ہے۔''

(۷۳٤٥)۔عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((کُلُّ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَکْلُهُ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ۷۲۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر کچلی والا درندہ ہے اور اسے کھانا حرام ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ کچلی والے درندے اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے حرام ہے، بلی بھی کچلی والا جانور ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيْتَةِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ

مردار اور خنزیر کے گوشت کی حرمت

(۷۳٤٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ یَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَامَ الْفَتْحِ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ۔)) فَقِيلَ لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا: ''بے شک اللہ تعالی نے اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔'' اس وقت آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، کیونکہ اس کے ساتھ کشتیوں اور چمڑوں کو وارنش

(۷۳٤۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عیسی بن المسیب، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱/ ۳۲، والدارقطنی: ۱/ ٦۳، والحاکم: ۱/ ۱۸۳ (انظر: ۹۷۰۸)

(۷۳٤٤) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، حسن بن ذکوان ضعیف، وهو لم یسمع من حبیب بن ابی ثابت، بینهما عمرو بن خالد القرشی المتهم بالکذب، أخرجه الدارقطنی: ۲/ ۱۲۱ (انظر: ۱۲۵٤)

(۷۳٤٥) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۳۳ (انظر: ۷۲۲٤)

(۷۳٤٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۳٦، ٤۲۹٦، ٤٦۳۳، ومسلم: ۱۵۸۱ (انظر: ۱٤٤۷۲)

السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ قَالَ: ((لَا هُوَ حَرَامٌ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهَا الشُّحُومَ جَمَلُوهَا ثُمَّ بَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٥٢٦)

کیا جاتا ہے اور لوگ چراغوں میں بھی اس کو جلاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ حرام ہے۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے، اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلایا، پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھا گئے۔''

فوائد:...... مردار اور خنزیر کا حکم واضح ہے، دونوں حرام ہیں اور جو چیز حرام ہوتی ہے، اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہوتی ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ اَكْلِ الْمَيْتَةِ لِلْمُضْطَرِّ
مجبوراً مردار کھانے کی رخصت کی کا بیان

(٧٣٤٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتٍ كَانُوا بِالْحَرَّةِ مُحْتَاجِينَ قَالَ فَمَاتَتْ عِنْدَهُمْ نَاقَةٌ لَهُمْ أَوْ لِغَيْرِهِمْ فَرَخَّصَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَكْلِهَا قَالَ فَعَصَمَتْهُمْ بَقِيَّةَ شِتَائِهِمْ أَوْ سَنَتِهِمْ (وَفِي رِوَايَةٍ) إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِصَاحِبِهَا: ((أَمَا لَكَ مَا يُغْنِيكَ عَنْهَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((اذْهَبْ فَكُلْهَا۔)) (مسند احمد: ٢١١٠٠)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں حرہ مقام پر ایک گھر کے لوگ تھے، وہ بڑے محتاج تھے، ان کی یا کسی اور کی ایک اونٹنی مر گئی، نبی کریم ﷺ نے انہیں وہ مردار کھانے کی رخصت دے دی، اس سے ان کا باقی موسم سرما یا قحط سالی محفوظ ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کے مالک سے پوچھا: ''کیا تیرے پاس اس مردار کے لیے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر جا اور اس کو کھا لے۔''

(٧٣٤٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ وَالِدِهِ بِالْحَرَّةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّ نَاقَةً لِي ذَهَبَتْ فَإِنْ أَصَبْتَهَا فَأَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا الرَّجُلُ فَلَمْ يَجِئْ صَاحِبُهَا حَتَّى مَرِضَتْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: انْحَرْهَا حَتَّى نَأْكُلَهَا فَلَمْ يَفْعَلْ حَتَّى نَفَقَتْ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: اسْلُخْهَا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی حرہ زمین میں اپنے والد کے ساتھ رہتا تھا، اس سے ایک آدمی نے کہا: میری اونٹنی کہیں چلی گئی ہے، جب تو اسے پا لے تو اپنے پاس روک لینا، وہ اونٹنی تو واقعی اس نے پا لی، مگر اس کا مالک نہ آیا، یہاں تک وہ اونٹنی بیمار پڑ گئی، اس آدمی سے اس کی بیوی نے کہا: اسے ذبح کر لو تاکہ ہم اس کو کھا لیں، لیکن اس آدمی نے

(٧٣٤٧) تخريج: حسن الاسناد، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٣٨١٦ (انظر: ٢٠٨١٥)

(٧٣٤٨) تخريج: انظر الحديث السابق

حَتّٰی نُقَدِّدَ لَحْمَهَا وَشَحْمَهَا قَالَ حَتّٰی أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ يُغْنِيكَ عَنْهَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((كُلْهَا۔)) فَجَاءَ صَاحِبُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ: هَلَّا نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ۔ (مسند احمد: ٢١٢٠٩)

ایسا نہ کیا، حتیٰ کہ وہ خود مر گئی، اس کی بیوی نے کہا: اب اس کی کھال اتارو، ہم اس کے گوشت اور چربی کے ٹکڑے اور پارچے کرتے ہیں اور کھاتے ہیں، اس آدمی نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا، جب تک کہ میں نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لوں، پس اس نے آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کوئی چیز اس مردہ اونٹنی کے علاوہ ہے، جو کھانے میں تجھے کفایت کرے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے کھا لو۔'' بعد میں جب اس اونٹنی کا مالک آیا تو اس نے اس آدمی سے کہا: تو نے اسے ذبح کیوں نہیں کر لیا تھا، اس نے کہا: بس مجھے تجھ سے شرم آئی تھی (کہ اجازت کے بغیر کیسے ذبح کروں)۔

(٧٣٤٩)۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ تُصِيبُنَا بِهَا مَخْمَصَةٌ فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ: ((إِذَا لَمْ تَصْطَبِحُوا وَلَمْ تَغْتَبِقُوا وَلَمْ تَحْتَفِئُوا بَقْلًا فَشَأْنُكُمْ بِهَا۔)) (مسند احمد: ٢٢٢٤٣)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایک ایسے علاقے میں رہتے ہیں کہ وہاں بھوک کا غلبہ رہتا ہے، ہمارے لیے مردار میں سے کیا کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب نہ تمہیں صبح کو کچھ کھانے کو ملے، نہ شام کو کچھ ملے اور نہ تمہیں کوئی ترکاری ملے تو پھر تم مردار کھا سکتے ہو۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔﴾ ...... ''تم پر مردہ اور (بہایا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو، حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے، اس حال میں کہ وہ سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ تعالی بہت بخشش کرنے والا بہت مہربان ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۷۳)

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی کے عذر اور مجبوری کا تعین نہیں کیا جا سکتا ہے اور صبر، ایمان اور رغبت کے پیمانے بھی مختلف ہوتے ہیں، ایک عمل ایک مسلمان کے لیے انتہائی آسان ہوتا ہے، جبکہ وہی عمل دوسرے کو مشکل لگ رہا

(٧٣٤٩) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده، أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٥٦، والدارمي: ١٩٩٦، والحاكم: ٤/ ١٢٥ (انظر: ٢١٨٩٨)

ہوتا ہے، اس لیے جب کوئی آدمی حرام کھانے پر مجبور ہو جائے تو سب سے پہلے اس کو اس نقطے پر غور کرنا چاہیے کہ آیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہو گا، کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کا عذر واقعی قبول ہو جائے گا، اگر وہ آبادی میں ہے تو اس کو چاہیے کہ چند اہل بصیرت اور اہل علم افراد سے مشورہ کر لے، بہر حال مسلمانوں کو اسلام کے حسن اور رخصت کا بھی علم ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا كَانَ يُحِبُّهُ وَيَمْدَحُهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْأَطْعِمَةِ

نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کا ذکر

(۷۳۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَقَدْ نُحِرَتْ لِلْقَوْمِ جَزُورٌ أَوْ بَعِيرٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَوْمُ يُلْقُونَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْمَ يَقُولُ: ((أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔)) (مسند احمد: ۱۷٤٤)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے اونٹ ذبح کئے، جب نبی کریم ﷺ نے سنا کہ لوگ ان کے لیے گوشت برتن میں ڈال رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے عمدہ گوشت جانور کی پشت کا گوشت ہے۔''

(۷۳۵۱)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ إِنَّ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدٰى يَدَيْهِ رُطَبَاتٌ وَفِي الْأُخْرٰى قِثَّاءٌ وَهُوَ يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ وَيَعَضُّ مِنْ هٰذِهِ وَقَالَ: ((إِنَّ أَطْيَبَ الشَّاةِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔)) (مسند احمد: ۱۷٤۹)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: آخری کام جو میں نے نبی کریم ﷺ کا دیکھا، وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں تازہ کھجوریں تھیں اور دوسرے ہاتھ میں ککڑی تھی، آپ ﷺ کھجور کھاتے تھے اور ساتھ ہی اس ککڑی سے ٹکڑا کاٹتے اور کھاتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بکری کا سب سے عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہے۔''

(۷۳۵۲)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ۔ (مسند احمد: ۱۷٤۱)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ تر کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھا رہے تھے۔

(۷۳۵۰) تخریج: اسناده ضعیف، الشیخ من فهم، واسمه محمد بن عبد الرحمن، فی عداد المجهولین، أخرجه ابن ماجه: ۳۳۰۸ (انظر: ۱۷٤٤)

(۷۳۵۱) تخریج: اسناده ضعیف جدا، نصر بن باب الخراسانی ترکه جماعة، وقال البخاری: یرمونه بالکذب، وحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وقتادة لم یسمع من احد من اصحاب النبی ﷺ الا من انس وابی الطفیل (انظر: ۱۷٤۹)

(۷۳۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٤٤٠، ٥٤٤٧، ومسلم: ۲۰٤۳ (انظر: ۱۷٤۱)

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۶۱)

(۷۳۵۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ اَحَبُّ الْعُرَاقِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلذِّرَاعَ ذِرَاعَ الشَّاةِ، وَكَانَ قَدْ سُمَّ فِي الذِّرَاعِ وَكَانَ يَرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ هُمْ سَمُّوْهُ۔ (مسند احمد: ۳۷۳۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو گوشت والی ہڈی میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ دستی تھی اور دستی بھی بکری کی، اور آپ ﷺ کے لیے بکری کی دستی میں زہر ملایا گیا تھا اور یہودیوں نے زہر دیا تھا۔

(۷۳۵٤)۔ عَنْ شُرَحْبِيلَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُهْدِيَتْ لَهُ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِي الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟ يَا أَبَا رَافِعٍ!)) فَقَالَ: شَاةٌ أُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَطَبَخْتُهَا فِي الْقِدْرِ فَقَالَ: ((نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ!)) فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ: ((نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ: ((نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ۔)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَأَكَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند احمد: ۲۷۷۳۷)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ایک بکری کا تحفہ دیا گیا، اسے ذبح کرکے اس کا گوشت ہنڈیا میں رکھ کر پکایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو رافع! اس کی دستی مجھے پکڑا دو۔'' پس میں نے پکڑا دی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اس کی دوسری دستی بھی مجھے دے دو۔'' میں نے دوسری دستی بھی پکڑا دی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مجھے ایک اور دستی دو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکری کی دو ہی دستیاں تھیں، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو خاموش رہتا تو جب تک خاموش رہتا تو مجھے دستیاں پکڑاتا ہی رہتا۔'' پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اپنے منہ مبارک میں گھمایا اور انگلیاں دھوئیں پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور ہمارے پاس ٹھنڈا گوشت پایا، آپ ﷺ نے اس سے کھایا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے اور دوسری نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

(۷۳۵۳) تخريج: اسناده ضعيف، سعد بن عياض الثمالي في عداد المجهولين، أخرجه ابوداود: ۳۷۸۰ (انظر: ۳۷۳۳)

(۷۳۵٤) تخريج: حسن لغيره في قصة مناولة الذراع، وهذا اسناد ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد، وابو جعفر الرازي مختلف فيه، وقد اختلف عنه في هذا الإسناد، أخرجه بن حبان: ۱۱٤۹، ۵۲٤٤، والطبراني في "الكبير": ۹۸٦ (انظر: ۲۷۱۹۵)

(۷۳۵۵)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صُنِعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَأُتِيَ بِهَا فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ فَقَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ۔)) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ لِلشَّاةِ إِلَّا ذِرَاعَانِ، فَقَالَ: ((لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي مِنْهَا مَا دَعَوْتُ بِهِ۔)) قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۶۰)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے لیے بکری کا گوشت بھونا گیا اور آپ ﷺ کے لیے لایا گیا، سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو رافع! مجھے دستی پکڑاؤ۔)) میں نے آپ ﷺ کو پکڑا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو رافع! مجھے ایک اور دستی پکڑاؤ'' میں نے وہ بھی پکڑا دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو رافع! مجھے ایک اور دستی پکڑاؤ'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بکری کی صرف دو ہی دستیاں ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں دستی طلب کرتا رہتا، تو مجھے پکڑاتا رہتا۔'' دراصل نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ ہنڈیا سے دو سے زیادہ دستیاں نکالی جاتیں۔

(۷۳۵۶)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الذِّرَاعَ۔ (مسند احمد: ۸۳۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔

(۷۳۵۷)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَنَعْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَارَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاطَّلَعَ فِيهَا فَقَالَ: ((حَسِبْتُهُ لَحْمًا۔)) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَهْلِي فَذَبَحُوا لَهُ شَاةً۔ (مسند احمد: ۱۴۶۳۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے لیے سنگریزوں کا ایک برتن بنایا ہوا تھا، میں وہ برتن آپ کے پاس لایا اور اسے آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے اس میں جھانکا اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ اس میں گوشت ہے۔'' میں نے اس چیز کا ذکر گھر والوں سے کیا (اور ہم سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کو گوشت کھانے کی خواہش ہے) پس انہوں نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح کی۔

(۷۳۵۸)۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فاغیہ

(۷۳۵۵) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجہ ابن سعد: ۱/ ۳۹۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۹۷۰ (انظر: ۲۳۸۵۹)

(۷۳۵۶) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجہ بنحوہ الترمذی: ۱۸۳۷، وابن ماجہ: ۳۳۰۷ (انظر: ۸۳۷۷)

(۷۳۵۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجہ ابویعلی: ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، وابن حبان: ۷۰۲۰، والحاکم: ۴/ ۱۱۱ (انظر: ۱۴۵۸۱)

(۷۳۵۸) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۲۵۴۶)

كَانَتْ تُعْجِبُهُ الْفَاغِيَةُ وَكَانَ اَعْجَبُ الطَّعَامِ اِلَيْهِ الدُّبَّاءَ۔ (مسند احمد: ١٢٥٧٤)

بہت پسند تھا اور کھانوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا آپ ﷺ کو کدو کا سالن تھا۔

فوائد:...... فاغیہ کے تین معانی ہیں: خوشبو، حنا کی کلی، ہر خوشبودار پودے کی کلی۔

(٧٣٥٩)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قُدِّمَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ فِيهَا قَرْعٌ، قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَلْتَمِسُ الْقَرْعَ بِاِصْبَعِهِ اَوْ قَالَ: بِاَصَابِعِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٦٥٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا گیا، جس میں کدو تھا اور آپ ﷺ کدو بہت پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کے ساتھ پیالے میں سے کدو تلاش کرنا شروع کر دیئے۔

(٧٣٦٠)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ، فَكَانَ اِذَا جِيْءَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا قَرْعٌ جُعِلَتِ الْقَرْعُ مِمَّا يَلِيْهِ۔ (مسند احمد: ١٢٨١٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کو کدو بہت پسند تھا، جب آپ ﷺ کے پاس ایسا شوربا لایا جاتا، جس میں کدو ہوتا تو برتن کی کدو والی جانب آپ ﷺ کے قریب کر دی جاتی۔

(٧٣٦١)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْخِرْبِزِ۔ (مسند احمد: ١٢٤٧٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ تر کھجوروں اور تربوز کو ملا کر کھا رہے تھے۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كَانَ ﷺ يَأْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ، فَيَقُوْلُ: ((نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا)) ۔آپ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے تھے: ''ہم اس (تربوز) کی ٹھنڈک کے ذریعے اس (کھجور) کی گرمائش کو اور اس کی گرمائش کے ذریعے اس کی ٹھنڈک کے اثر کو ختم کر رہے ہیں۔'' (ابوداود: ٣٨٣٥، ترمذی: ١/ ٣٣٨، صحیحہ: ٥٧)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: خطیب بغدادی نے (الفقيه والمتفقه: ٧٩/ ١۔٢) یہ حدیث بیان کرنے کے بعد اس کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے کہا:

زہد و تقوی کے حصول کی خاطر دنیا سے کنارہ کشی اور بے رغبتی اختیار کرنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ محض لذت لینے کے لیے اور نفس کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے کھانا کھانا درست نہیں ہے۔صرف جان بچانے کے لیے اتنا کھانا کھانا جائز ہے، جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو۔

(٧٣٥٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٢٦٣٠)

(٧٣٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٣٦١) تخريج: صحيح على شرط الشيخين ، أخرجه ابن حبان: ٥٢٤٨ ، والترمذى فى "الشمائل": ٢٠٠ ، والنسائى فى "الكبرى": ٦٧٢٦ (انظر: ١٢٤٤٩)

لیکن اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کا مسلک غیر معتبر ہے اور طبعی خواہش پوری کرنے کے لیے اور لطف اندوز ہونے کے لیے کھانا کھانا جائز ہے۔

صوفی قسم کے لوگوں نے یہ بات بھی کی ہے کہ ایک وقت میں دو قسم کے کھانوں اور ایک دستر خوان پر دو قسم کے سالن کا استعمال درست نہیں ہے۔

لیکن اس باب کی حدیث سے ان لوگوں کے اس خیال کا بھی ردّ ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ دو قسم کے کھانوں اور دو قسم کے سالن کا استعمال درست ہے۔ (صحیحہ: ۵۸)

(۷۳۶۲)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ، مَا أَقْفَرَ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ۔)) (مسند احمد: ۱۴۸۶۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے، وہ گھر (سالن سے) خالی نہیں ہے، جس میں سرکہ ہو۔''

(۷۳۶۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَبَ أَوْ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدْمَ، قَالُوْا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، قَالَ: فَدَعَا بِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُوْلُ: ((نِعْمَ الْأُدْمُ الْخَلُّ۔)) (مسند احمد: ۱۴۹۸۷)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن طلب کیا، انہوں نے کہا: سالن تو نہیں، البتہ سرکہ ہے، آپ ﷺ نے سرکہ منگوایا اور اس کے ساتھ کھانا کھانا شروع کر دیا اور فرمایا: ''سرکہ تو بہترین سالن ہے۔''

(۷۳۶۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَلَمَّا انْتَهٰى قَالَ: ((مَا مِنْ غَدَاءٍ أَوْ عَشَاءٍ۔)) شَكَّ طَلْحَةُ قَالَ فَأَخْرَجُوا فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ قَالَ: ((مَا مِنْ أُدْمٍ۔)) قَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ، قَالَ: ((أَدْنِيهِ فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدْمُ هُوَ۔)) قَالَ جَابِرٌ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر اپنے گھر کی جانب چل دیئے، جب گھر پہنچے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کوئی دوپہر کا یا شام کا کھانا ہے؟'' انہوں نے روٹی کے چند ٹکڑے دیئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سالن نہیں ہے؟'' انہوں نے کہا: جی نہیں، البتہ سرکہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ، سرکہ تو بہترین سالن ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ

(۷۳۶۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۸/ ۳۳۶، والنسائی فی "الکبری": ۶۶۸۹ (انظر: ۱۴۸۰۷)

(۷۳۶۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۵۲ (انظر: ۱۴۹۲۵)

(۷۳۶۴) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مختصرا مسلم: ۲۰۵۲ (انظر: ۱۵۲۹۳)

وَقَالَ طَلْحَةُ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦٧)

''سرکہ بہترین سالن ہے'' اس وقت سے لے کر میں نے سرکہ پسند کرنا شروع کر دیا اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سرکہ کے بارے میں یہ بات سنی، اس وقت سے میں نے بھی سرکہ پسند کرنا شروع کر دیا۔

فوائد:...... سالن سے مراد وہ چیز ہے، جس کے ذریعے روٹی کو چبانا اور اس کو گلے سے اتارنا آسان ہو جاتا ہے، وہ سرکہ ہو یا اچار وغیرہ۔

دراصل شریعت کا یہ مزاج نہیں کہ آدمی قسما قسم کے کھانوں کی تلاش میں سرگرداں رہے، شریعت کا اصل مطلوب یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے کی اتنی مقدار استعمال کرتا رہے، جس سے اس کی زندگی کی بقا رہے۔ جیسا کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((مَا مَلَا آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ۔)) (صحیحه: ٢٢٦٥)...... ''پیٹ سب سے برا برتن ہے، جو آدمی بھرتا ہے۔ بس چند لقمے آدمی کو کافی ہیں جو اس کی کمر کو سہارا دے سکیں، اگر کسی نے لامحالہ طور پر (زیادہ کھانا ہی) ہے تو وہ (پیٹ یعنی معدہ کا) تیسرا حصہ کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پینے کے لیے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے رکھ لے۔''

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکے جیسا بہترین سالن پایا جاتا ہے، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہاں تو کوئی سالن نہیں ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے پر وسعت کرے تو وہ کھانے پینے میں بھی وسعت اختیار کر سکتا ہے۔

ان احادیث کو سمجھنے کے لیے یہ مثال بیان کرنا درست ہوگی کہ پاکستان کے بعض علاقوں میں موسم کے مطابق مختلف چیزوں کا اچار بنا کر اس کو کافی عرصہ تک بطورِ سالن استعمال کیا جاتا ہے، یہ لوگ دوپہر کو مستقل طور پر روٹی اچار کے ساتھ کھاتے ہیں اور دوسرے اوقات میں سالن نہ ہونے کی صورت میں اچار کی ڈلی یا مرچ وغیرہ پر گزارا کر لیتے ہیں۔ اس طرح یہ ایسی بابرکت چیز ثابت ہوتا ہے کہ کھانا کھانے والا بھی سیر ہو جاتا ہے، خرچہ بھی بچ جاتا ہے، وقت بھی بچ جاتا ہے اور کسی کو دوسرا سالن تیار کرنے کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ ہماری مراد وہ اچار نہیں، جس میں مہنگے مہنگے ایٹم ڈال کر اسے لذیذ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(٧٣٦٥)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ يَعْنِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَتَمَجَّعُ لَبَنًا بِتَمْرٍ فَقَالَ ادْنُ فَإِنَّ رَسُولَ

اسماعیل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: میں ایک آدمی کے پاس داخل ہوا، وہ کھجور اور دودھ ملا کر کھا رہا تھا، اس نے مجھے کہا: قریب ہو جا اور کھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

(٧٣٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، ابو خالد والد اسماعيل، لم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان (انظر: ١٥٨٩٣)

اللّٰهِ ﷺ سَمَّاهُمَا الْأَطْيَبَيْنِ (مسند احمد: ۱۵۹۸۸) دونوں چیزوں کو افضل اور عمدہ قرار دیا ہے۔

فوائد:...... بہر حال دودھ اور کھجور میں بے شمار خاصیات پائی جاتی ہیں۔

(۷۳۶۶)۔ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۵۱)

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور بدن پر بھی لگاؤ، کیونکہ یہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔''

فوائد:...... حافظ ابن قیم نے کہا: حجاز جیسے گرم علاقوں میں بسنے والے کے لیے صحت کی حفاظت اور بدن کی اصلاح کے لیے یوں سمجھیں کہ زیتون کے تیل کا استعمال ضروری ہے، لیکن ٹھنڈے علاقوں میں اس کا استعمال نقصان دہ ہوتا ہے، بلکہ سر میں اس کا کثرتِ استعمال سے آنکھوں کے لیے کسی خطرہ سے کم نہیں ہے۔

(۷۳۶۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۲۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر عورتوں پر اتنی فضیلت ہے، جس طرح تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''

فوائد:...... ثرید عربوں کی عمدہ اور افضل ڈش تھی، یہ روٹی، گوشت اور شوربے سے مرکب ہوتا ہے، یہ کھانا انتہائی مبارک، زود ہضم اور لذیذ ہوتا ہے، یہ آسانی سے کھایا جا سکتا ہے، اس پر زیادہ خرچ بھی نہیں ہوتا اور اس کی تھوڑی مقدار سے کھانے والا سیر ہو جاتا ہے۔

(۷۳۶۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالیٰ کھانا نصیب کرے، وہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ۔ (اے میرے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت کر دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا) اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینا نصیب کرے، وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْه۔ (اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کر دے اور اس میں اضافہ فرما۔)، دودھ ہی ہے جو کھانے اور پینے دونوں کی جگہ پر کفایت کرتا ہے۔''

(۷۳۶۶) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ۱۸۵۲ (انظر: ۱۶۰۵۵)

(۷۳۶۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۴۶ (انظر: ۱۳۷۸۵)

(۷۳۶۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۳۷۳۰، والترمذی: ۳۴۵۵ (انظر: ۱۹۷۸)

فوائد: …… دودھ ایسی غذا ہے جو کھانے کا کھانا اور مشروب کا مشروب ہے۔

بَابُ بَرْكَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ

اجتماعی کھانے میں برکت ہے

(٧٣٦٩)۔ عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّا نَاْكُلُ وَمَا نَشْبَعُ، قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَاْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، اِجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٦١٧٦)

وحشی بن حرب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ہم کھانا کھاتے ہیں، لیکن سیر نہیں ہوتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تم جدا جدا ہو کر کھاتے ہو، اکٹھا ہو کر کھانا کھایا کرو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو، تمہارے لیے برکت ہو گی۔''

(٧٣٧٠)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِيْ لِاَرْبَعَةٍ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)) (مسند احمد: ١٤٢٧١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہے، دو افراد کا کھانا چار کے لیے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہے۔''

(٧٣٧١)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٧٣١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح بیان کرتے ہیں۔

فوائد: …… برکت کا معاملہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے، ہمیں چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بہر صورت یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر حدیث برحق اور حقیقت کے عین مطابق ہے، زندگی میں جس کا واسطہ احادیث سے پڑا اسے عملی طور پر ان کی حقانیت کا تجربہ بھی ہو گیا۔ مذکورہ بالا حدیث پر سب سے زیادہ اعتقاد اس کو ہو گا جو حدیث پر عمل کرنے کو سعادت سمجھتا ہو، حدیث کو عقلی فیصلے پر ترجیح دیتا ہو، خورد و نوش کو مقصدِ زندگی نہ سمجھتا ہو اور برکتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہو، نہ کہ نوع بنوع کھانوں کی طرف۔

قارئین کرام! ایک دن سابقہ روٹین کے مطابق ہم پانچ افراد کے لیے کھانا تیار کیا گیا، لیکن آٹھ نو افراد جمع ہو گئے، ترکیب یہ بنائی گئی کہ سالن کو پلیٹوں میں تقسیم نہ کیا جائے، روٹیوں سے ایک ایک لقمہ توڑا جائے اور بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے، جب کھانا ختم ہوا تو سیر و سیرابی کی وہی کیفیت معلوم ہو رہی تھی، جب یہی کھانا پانچ افراد کھاتے تھے۔

(٧٣٦٩) تخريج: حسن بشواهده، أخرجه ابو داود: ٣٧٦٤، وابن ماجه: ٣٢٨٦ (انظر: ١٦٠٧٨)

(٧٣٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٥٩ (انظر: ١٤٢٢٢)

(٧٣٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٩٢، ومسلم: ٢٠٥٨ (انظر: ٧٣٢٠)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بڑا افسوس ہے کہ اکثر اور بالخصوص مغربی عادات واطوار اور یورپی تہذیب وثقافت سے متاثر ہونے والے مسلمانوں نے خورد ونوش کے اسلامی آداب سے بے رخی اختیار کی ہے۔ ہر کوئی کھانا علیحدہ برتن میں ڈال کر کھاتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے تو فرمایا: ((اِجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ یُبَارَكْ لَكُمْ فِیْهِ۔)) (ابو داود، ابن ماجه) ......''اپنے کھانے پر جمع ہو جایا کرو (یعنی اکٹھا کھایا کرو) اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھایا کرو، تمہارے لیے برکت کی جائے گی۔'' (صحیحه: ١٤٠٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذَمِّ كَثْرَةِ الْاَكْلِ
زیادہ کھانے کی مذمت

(٧٣٧٢)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیكَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، حَسْبُ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثُ طَعَامٍ وَثُلُثُ شَرَابٍ وَثُلُثُ لِنَفَسِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٣١٨)

سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے نے کوئی ایسا برتن نہیں بھرا، جو اس کے پیٹ کی بہ نسبت برا ہو، حالانکہ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں، اگر اس نے زیادہ کھانا ہی ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پینے کے لیے اور تیسرا حصہ سانس کے لیے رکھا جائے۔''

(٧٣٧٣)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَاٰی ابْنُ عُمَرَ مِسْكِیْنًا فَجَعَلَ یُدْنِیْهِ وَیَضَعُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یَاْكُلُ اَكْلًا كَثِیْرًا، فَقَالَ لِیْ: لَا تُدْخِلَنَّ هٰذَا عَلَیَّ، فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ الْكَافِرَ یَاْكُلُ فِیْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔)) (مسند احمد: ٥٠٢٠)

نافع سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسکین دیکھا، اس کو قریب کیا اور اس کے سامنے کھانے والی چیزیں رکھیں، اس نے بہت زیادہ کھایا، سو انہوں نے نافع سے کہا: آئندہ اس کو میرے پاس نہ لانا، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔''

(٧٣٧٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ یَاْكُلُ فِیْ مِعًی وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ یَاْكُلُ فِیْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔)) (مسند احمد: ٤٧١٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک انتڑی میں اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔''

(٧٣٧٢) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ٢٣٨٠، وابن ماجه: ٣٣٤٩ (انظر: ١٧١٨٦)

(٧٣٧٣) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٣٩٣، ومسلم: ٢٠٦٠ (انظر: ٥٠٢٠)

(٧٣٧٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٧٣٧٥)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ كَافِرٌ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا ثُمَّ أَنَّهُ أَسْلَمَ، فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَإِنَّ الْمُسْلِمَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ۔)) (مسند احمد: ٩٨٧٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس وقت وہ کافر تھا اور بسیار خور تھا، پھر جب وہ مسلمان ہوا تو کم کھانا کھانے لگا، جب اس نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔''

(٧٣٧٦)۔عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَاجَرْتُ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ أُسْلِمَ فَحَلَبَ لِي شُوَيْهَةً كَانَ يَحْتَلِبُهَا لِأَهْلِهِ فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَسْلَمْتُ وَقَالَ عِيَالُ النَّبِيِّ ﷺ: نَبِيتُ اللَّيْلَةَ كَمَا بِتْنَا الْبَارِحَةَ جِيَاعًا فَحَلَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَاةً فَشَرِبْتُهَا وَرَوِيتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَوِيتَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ رَوِيتُ مَا شَبِعْتُ وَلَا رَوِيتُ قَبْلَ الْيَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٦٨)

سیدنا ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اسلام لانے سے پہلے جب میں نے ہجرت کی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ نے میرے لیے بکری کا دودھ دوہا جو کہ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے لیے دوہا کرتے تھے، میں نے وہ سارا پی لیا، جب صبح ہوئی تو میں مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ کے گھر والوں نے کہا: آج بھی ہماری رات اسی طرح بھوک میں ہی گزرے گی، جس طرح گزشتہ رات گزری تھی، نبی کریم ﷺ نے میرے لیے بکری کا دودھ دوہا، میں نے پیا اور سیراب ہو گیا، مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا سیراب ہو گیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں خوب سیر ہو گیا ہوں، اتنا تو میں آج تک کبھی بھی سیراب نہیں ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی میں۔''

(٧٣٧٧)۔عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحٰرِثِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٣٨٢)

سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔''

(٧٣٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٩٧ (انظر: ٩٨٧٤)

(٧٣٧٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٩٣٤٤ (انظر: ٢٧٢٢٦)

(٧٣٧٧) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ٥/ ٤٣٠، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٠٠٨ (انظر: ٢٦٨٤٥)

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ میں بسیار خوری اور زیادہ شکم پروری سے روکا گیا ہے۔ کم خوری سے جہاں اس حدیث کے ساتھ موافقت ہوتی ہے، وہاں صحت وتوانائی بھی برقرار رہتی ہے۔ اگر تمام لوگ اس حدیث پر عمل کرنے پر متفق ہو جائیں تو حکماء واطباء کا اتفاق ہے کہ بیماریاں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔

قارئین کرام! اگر آپ اس حدیثِ مبارکہ پر عمل کریں تو جسمانی تسکین تو کیا، آپ روحانی راحت وسکون محسوس کریں، دماغ تر وتازہ رہے گا، کھٹے ڈکار اور سینے میں ہونے والی جلن ختم ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ

ان احادیث میں ضرورت کے مطابق کھانے کی ترغیب ہے، پیٹ کو برتن کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خاص حکمت ہے، کیونکہ گھروں میں برتن ہوں تو انہیں بھرا ہوا رکھنے کی خواہش ہوتی ہے اور یہ خواہش اچھی نہیں، یہی حال پیٹ کا ہے، انسان اسے بھرا ہوا رکھنے کا متمنی ہوتا ہے جو کہ قابل مذمت ہے، یہ تو بتایا گیا ہے کہ اتنا کھایا جائے کہ قوت اور کمر درست رہے اسے زیادہ بھرنے کے بہت سارے نقصانات ہیں اس سے بیماریوں میں اضافہ ہوتا ہے سستی پیدا ہوتی ہے جو عبادت میں رکاوٹ بنتی ہے اور فضول مواد کی کثرت ہوتی ہے جو غضب اور شہوت میں اضافہ کرتے ہیں اور پھر بے جا حرص اور لالچ پیدا ہو جاتا ہے اس طرح دین اور دنیا کی بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس لیے پیٹ کو بدترین برتن قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس انسان کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ صحت بحال رکھنے اور کمر سیدھی رکھنے کے لیے کھائے اور زیادہ سے زیادہ کھانے کی حد بندی کر دی ہے کہ پیٹ کا ایک حصہ کھانے کے ساتھ ایک حصہ پانی کے ساتھ بھرا جائے اور ایک حصہ سانس کے لیے رکھا جائے تو اس سے دلی صفائی اور رقت پیدا ہوتی ہے۔

یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے'' اس سے ظاہری معنی بھی مراد ہیں کہ مومن کے کھانے میں برکت ہو جاتی ہے اور کافر کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر ہی کھاتا ہے جیسا کہ حدیث میں اعرابی کے واقعہ کی جانب اشارہ ہوا ہے وہ مسلمان ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی کھا گیا تھا لیکن جس مسلمان ہوا تو تھوڑا سا کھایا تھا یہاں حقیقی معنی کی بجائے اسے ضرب المثل کے مفہوم میں بھی لیا گیا ہے کہ مومن دنیا میں زہد کی وجہ سے دنیا کا مال و دولت زیادہ نہیں سمیٹتا تو مال زیادہ نہ سمیٹنا اسے زیادہ نہ کھانے کے ساتھ تعبیر کیا گیا اور کافر دنیا پر حریص ہوتا ہے اسے مال کی شدید رغبت ہوتی ہے کہ کثرت سے سمیٹ لے، اسے زیادہ کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الْاَكْلِ وَبَعْدَهُ وَجَوَازِ تَرْكِهِ

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے اور نہ دھونے کے جواز کا بیان

(٧٣٧٨)۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

(٧٣٧٨) تخريج: اسناده ضعيف من اجل قيس بن الربيع، أخرجه ابوداود: ٣٧٦١، والترمذي: ١٨٤٦ (انظر: ٢٣٧٣٢)

التَّوْرَاةِ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ: ((بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۱۳۳)

تورات میں پڑھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا باعث برکت ہے، میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا اور میں نے آپ کو بتایا جو میں نے تورات میں پڑھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کی برکت اس طرح ہوتی ہے کہ اس سے پہلے بھی وضوء کیا جائے اور اس کے بعد بھی۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ اس وضو سے مراد لغوی وضو ہو، یعنی ہاتھ منہ دھونا، تا کہ چکناہٹ وغیرہ کے اثرات ختم ہو جائیں۔

(۷۳۷۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۵۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ میں چکناہٹ تھی اور اس نے اس کو دھویا نہیں تھا اور پھر کسی موذی چیز نے اسے کوئی نقصان پہنچایا تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

فوائد:...... اسلام ہمدردی وخیر خواہی پر مشتمل ہدایات کا مجموعہ ہے، اسلام کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی ہے کہ مسلمان اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر بیٹھے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اس قابل صد افتخار مذہب کو اپنے لیے باعثِ فخر اور عزت وعظمت کا نشان سمجھ کر اس کے اشاروں کے مطابق زندگی گزاریں۔

دراصل اس حدیثِ مبارکہ کا تعلق سونے کے آداب سے ہے کہ سوتے وقت آدمی کے ہاتھوں پر کوئی ایسی چیز لگی ہوئی نہ ہو، جس کی وجہ سے کوئی موذی چیز اس کے قریب آ کر اس کو نقصان پہنچا سکے۔

(۷۳۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پی کر کلی کی اور فرمایا کہ ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

فوائد:...... ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمِضُوْا فَإِنَّ لَهُ دَسَماً)) ......''جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو، کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔'' (ابن ماجہ: ۱/۱۸۱، صحیحہ: ۱۳۶۱)

دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات واضح ہیں، اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ شریعتِ

(۷۳۷۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۸۵۲، وابن ماجه: ۳۲۹۷، والترمذی: ۱۸۶۰ (انظر: ۱۰۹۴۰)

(۷۳۸۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۰۹، ومسلم: ۳۵۸ (انظر: ۱۹۵۱)

اسلامیہ نے ہر موڑ پر اور تمام امور میں ہماری رہنمائی کی ہے، اگرچہ ان امور کا تعلق دنیوی زندگی اور جسمانی فوائد سے ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا، پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔'' (بخاری، مسلم) بہرحال آپ ﷺ کا یہ حکم مستحب ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيُصِيبُ مِنْهُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا تَوَضَّأَ وَلَا تَمَضْمَضَ۔ (صحيحه: ٣٠٢٨) ...... جب رسول اللہ ﷺ ہانڈی کے پاس سے گزرتے تو گوشت والی ہڈی نکال لیتے اور اس سے گوشت نوچتے، پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے، بلکہ پانی تک کو نہ چھوتے اور ایک روایت میں ہے: نہ وضو کیا اور نہ کلی کی۔

چونکہ گوشت میں بھی چکناہٹ ہوتی ہے، لیکن آپ ﷺ نے کلی نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ اس باب میں دیا گیا حکم مستحب ہے۔

(٧٣٨١)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَائِطِ، فَدَعَوْنَاهُ إِلَى عَجْوَةٍ بَيْنَ أَيْدِينَا عَلَى تُرْسٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا وَلَمْ يَكُنْ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ١٥٣٤٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے بعد ہمارے پاس سے گزرے، ہم نے آپ ﷺ کو عجوہ کھجوریں کھانے کی دعوت دی، جو ہم نے اپنے سامنے ایک ڈھال میں رکھی ہوئی تھیں، آپ نے ان میں سے کھائیں اور آپ ﷺ نے انہیں کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں دھوئے تھے۔

(٧٣٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْغَائِطَ ثُمَّ خَرَجَ فَدَعَا بِالطَّعَامِ، وَقَالَ مَرَّةً: فَأُتِيَ بِالطَّعَامِ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تَوَضَّأُ؟ قَالَ: ((لَمْ أُصَلِّ فَأَتَوَضَّأَ۔)) وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ: ((إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ قضائے حاجت والی جگہ میں گئے اور قضائے حاجت کر کے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ کے لیے کھانا لایا گیا، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے نماز تو نہیں پڑھنی کہ وضو کروں، مجھے وضو کا حکم صرف اس وقت دیا گیا ہے، جب میں نے نماز پڑھنی ہو۔''

فوائد: ...... احادیثِ صحیحہ کا معنی و مفہوم واضح ہے، اگر ظاہری طور پر پاک ہوں اور ان پر کوئی گندگی لگی ہوئی نہ ہو تو کھانے پینے کے لیے ان کو دھو لینا مسلمان کا طبعی مسئلہ ہے، شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے، البتہ جب آدمی جنابت کی حالت میں ہو تو درج ذیل حدیث پر عمل کرے:

(٧٣٨١) تخريج: اسناده ضعيف، ابو الزبير لم يصرح بسماعه من جابر، أخرجه ابوداود: ٣٧٦٢ (انظر: ١٥٢٧٢)

(٧٣٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٧٤ (انظر: ١٩٣٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ إِنْ شَاءَ۔ جب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کر لیتے تھے، اسی طرح جب آپ ﷺ اسی حالت میں کھانے پینے کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو دھو لیتے، پھر اگر چاہتے تو کھا پی لیتے تھے۔ (ابوداود: ۲۲۳، والنسائی: ۱/ ۱۳۹، وابن ماجہ: ۵۹۳، واللفظ لاحمد)

بَابُ تَقْدِيمِ الْعَشَاءِ إِذَا وُضِعَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ

جب کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت ہو تو کھانا پہلے کھانا

(۷۳۸۳)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَاءِ))، وَفِيْ لَفْظٍ: ((وَأُقِيمَتْ)) بَدَلَ ((وَحَضَرَتْ)) (مسند احمد: ۱۳۶۳۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کا وقت بھی ہو جائے (ایک روایت کے مطابق اور اقامت کہہ دی جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو۔''

(۷۳۸٤)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتّٰى يَفْرُغَ۔)) (مسند احمد: ٤٧٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کے سامنے شام کا کھانا رکھ دیا گیا ہو اور نماز کی اقامت ہو جائے تو وہ کھانے سے فارغ ہو کر ہی اٹھے۔''

فوائد:...... ان احادیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ نماز میں کس قدر دل جمعی اور توجہ کی ضرورت ہے، بشری کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے اور نماز کے اصل مقصود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ ایسی صورت میں پہلے کھانا کھا لینا چاہیے تا کہ اس سے فارغ ہو کر دل جمعی کے ساتھ نماز کو ادا کیا جا سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْأَكْلِ وَالدُّعَاءِ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَإِنَّ أَشْرَفَ الْقَوْمِ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالْأَكْلِ

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے اور اس کے شروع اور آخر میں دعائیں پڑھنے کا بیان اور اس چیز کی وضاحت کہ قوم کا معزز آدمی کھانا کھانے کا آغاز کرے

(۷۳۸۵)۔عَنِ ابْنِ أَعْبُدَ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ

ابن اعبد کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے

(۷۳۸۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٦٣ (انظر: ١٣٦٠٠)

(۷۳۸٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٣، ومسلم: ٥٥٩ (انظر: ٤٧٠٩)

(۷۳۸٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة علي بن اعبد، وابو الورد ليس بالمعروف، أخرجه الطبراني في "الدعاء": ٢٣٥، وابن ابي شيبة: ٨/ ٣١٠ (انظر: ١٣١٣)

بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ: يَا ابْنَ أَعْبُدَ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الطَّعَامِ؟ قَالَ قُلْتُ: وَمَا حَقُّهُ؟ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! قَالَ تَقُولُ بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا۔ قَالَ وَتَدْرِي مَا شُكْرُهُ إِذَا فَرَغْتَ؟ قَالَ قُلْتُ: وَمَا شُكْرُهُ قَالَ تَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا۔ (مسند احمد: ۱۳۱۳)

کہا: اے ابن اعبد تجھے معلوم ہے کہ کھانے کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اے ابن ابی طالب! آپ ہی بیان کر دیں کہ اس کا کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا: جب تو کھانا کھائے تو کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا (بسم اللہ! اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت کر دے جو تو نے ہمیں دیا ہے) پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا تجھے یہ پتہ ہے جب کھانے سے فراغت پائیں تو کیا کہنا ہے کہ اس کا شکر ادا ہو جائے، میں نے کہا: اس کے شکر کے لیے کیا کہنا چاہیے؟ انھوں نے کہا: تو یہ کہا کر: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا۔ (تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا۔)

(۷۳۸٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ رَجُلٌ خَدَمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ سِنِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَوْ تِسْعَ سِنِينَ) أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامُهُ يَقُولُ: ((بِسْمِ اللّٰهِ۔)) وَإِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱٦۷۱۲)

عبدالرحمٰن بن جبیر بیان کرتے ہیں مجھ سے اس آدمی نے بیان کیا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ یا نو برس خدمت کی، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ پڑھتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ'' (اے اللہ! تو نے کھلایا، تو نے پلایا، تو نے غنی کیا، تو نے راضی کیا، تو نے ہدایت دی اور تو نے زندہ کیا، پس جو کچھ تو نے دیا اس پر تعریف صرف تیرے لیے ہے۔)

(۷۳۸۷)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَعَامٍ لَمْ نَضَعْ أَيْدِينَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ وَإِنَّا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھانے پر حاضر تھے، ہماری عادت تھی ہم کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ نہ بڑھاتے تھے جب تک پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع نہیں کرتے تھے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۷۳۸٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٦٨٩٨ (انظر: ١٦٥٩٥)

(۷۳۸۷) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠١٧ (انظر: ٢٣٢٤٩)

حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا فَجَائَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ تَضَعُ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَذَهَبَ يَضَعُ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ إِذَا لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا وَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهِمَا۔)) يَعْنِي الشَّيْطَانَ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٣٨)

ساتھ ایک کھانے میں شریک تھے کہ ایک لڑکی بہت تیز رفتاری سے آئی اور وہ اپنا ہاتھ کھانے میں رکھنے ہی والی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک دیہاتی آیا وہ بھی بہت جلد بازی سے ہاتھ کھانے میں ڈالنے ہی والا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ کھانا شیطان بھی کھاتا ہے، یہ لڑکی آئی تھی کہ شیطان کے لیے کھانا کھانے کی گنجائش پیدا کرے، لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور یہ دیہاتی بھی آیا تھا تاکہ شیطان کے لیے کھانے کا باعث بنے، لیکن میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے۔''

(٧٣٨٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَضَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الطَّعَامِ حَتّٰى يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ يَبْدَأُ۔ (مسند احمد: ١٤٩٨٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک کھانا کھانا شروع نہ کرتے، جب تک نبی کریم ﷺ کھانے کا آغاز نہ فرماتے۔

فوائد:...... یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اذہان وقلوب میں نبی کریم ﷺ کا مقام ومرتبہ تھا کہ آپ ﷺ سے پہلے کھانا کھانا شروع نہیں کرتے تھے۔

(٧٣٨٩)۔ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِيُّ وَصَحِبْتُهُ إِلَى وَاسِطٍ وَكَانَ يُسَمِّي فِي أَوَّلِ طَعَامِهِ وَفِي آخِرِ لُقْمَةٍ يَقُولُ "بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ" فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ تُسَمِّي فِي أَوَّلِ مَا تَأْكُلُ أَرَأَيْتَ قَوْلَكَ فِي آخِرِ مَا تَأْكُلُ

جابر بن صبح کہتے ہیں: مثنی بن عبد الرحمن خزاعی نے مجھے بیان کیا، میں اس کے ساتھ واسط تک ہم نشین رہا، وہ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے اور آخری لقمہ پر کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ۔ میں نے ان سے کہا: آپ کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہتے ہیں اور آخر میں بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ کہتے ہیں، انہوں نے کہا: اس کے بارے میں تمہیں

(٧٣٨٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٤٩٢٦)

(٧٣٨٩) اسناده ضعيف لجهالة المثنى بن عبد الرحمن الخزاعي، أخرجه ابوداود: ٣٧٦٨ (انظر: ١٨٩٦٣)

"بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ" قَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّ جَدِّي أُمَيَّةَ بْنَ مَخْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى كَانَ فِي آخِرِ طَعَامِهِ لُقْمَةٌ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ حَتّٰى سَمّٰى فَلَمْ يَبْقَ فِي بَطْنِهِ شَيْءٌ إِلَّا قَائَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۱۷۱)

بتاتا ہوں میرے دادا سیدنا امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ ، جو صحابہ میں سے تھے، میں نے ان سے سنا، انھوں نے کہا: ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ اسے دیکھ رہے تھے، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، جب کھانے کا آخری لقمہ تھا تو اس نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا، یہاں تک کہ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان کے پیٹ میں جو کچھ تھا اس نے قے کر دی۔''

(۷۳۹۰)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَرَّبَ طَعَامًا فَلَمْ أَرَ طَعَامًا كَانَ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهُ أَوَّلَ مَا أَكَلْنَا وَلَا أَقَلَّ بَرَكَةً فِي آخِرِهِ قُلْنَا كَيْفَ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ لِأَنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ أَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ مَنْ أَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ فَأَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۱۹)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، میں نے ایسا کوئی کھانا نہیں دیکھا کہ کوئی کھانا شروع میں اس سے زیادہ برکت والا ہو، لیکن اس کے آخر میں اس سے کم برکت والا کھانا نہیں دیکھا، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ''وجہ یہ ہے کہ جب ہم نے اسے کھانا شروع کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا، لیکن بعد میں جو لوگ کھانے کے لیے بیٹھے، انہوں نے بسم اللہ نہیں کہی، سو ان کے ساتھ شیطان بیٹھ گیا۔''

(۷۳۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ لَكَفَاكُمْ فَإِذَا أَكَلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام میں سے چھ افراد کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہے تھے، ایک دیہاتی آیا، اس نے دو لقموں میں کھانا ختم کر دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو تمہیں یہ کھانا کفایت کر جاتا، جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے

(۷۳۹۰) تخریج: اسناده ضعیف، راشد الیافعی و حبیب بن اوس کلاهما لیس له الا راو واحد، وابن لهیعة سیء الحفظ، أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۱۸۹ (انظر: ۲۳۵۲۲)

(۷۳۹۱) تخریج: حدیث حسن بشواهده، أخرجه ابن ماجه: ۳۲٦٤ (انظر: ۲۵۱۰٦)

أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٦١٩) ‏ بسم اللہ پڑھنی چاہیے اور اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھ لیا کرے۔‘‘

فوائد:...... یہ احادیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے، وگرنہ شیطان شریک ہو جاتا ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے، اگر بتقاضۂ بشریت بسم اللہ پڑھنا یاد نہ رہے تو یاد آنے کی صورت میں بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھا جائے، کھانے کے بعد مزید دعاؤں کا بیان حدیث نمبر (٧٤٢٥) میں دیکھیں۔

کھانے کے شروع میں صرف بسم اللہ پڑھنی چاہیے، جیسا کہ درج ذیل بحث سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كُنْتُ غُلَاماً فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِذَا أَكَلْتَ: فَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔)) ...... میں رسول اللہ ﷺ کی زیر کفالت ایک لڑکا تھا، کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں چکر لگانے لگا (یعنی مختلف جگہوں سے کھانے لگا)۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ’’اولڑکے! جب تو کھانے لگے تو ’’بسم اللہ‘‘ پڑھا کر اور دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر۔‘‘ (معجم کبیر: ٣/٢/٢، ابن ابی شیبہ: ٨/ ٢٩٢، صحیحہ: ٣٤٤)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے سے پہلے صرف ’’بسم اللہ‘‘ پڑھنا چاہیے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث کا بھی یہی تقاضا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَاِنْ نَسِيَ فِيْ اَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَآخِرِهِ۔)) (ترمذی، و له شاهد عن ابن مسعود تقدم في الصحيحة برقم: ١٩٦) ......’’جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو ’’بسم اللہ‘‘ پڑھے، اگر ایسا کرنا بھول جائے تو ’’بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ‘‘ پڑھے۔

حافظ ابن قیم نے (زاد المعاد) میں اس حدیث کو صحیح اور حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٩/ ٤٥٥) میں اس کو قوی قرار دیا اور کہا: تسمیہ کے الفاظ کے تعین کے بارے میں یہ حدیث واضح ترین ہے۔ لیکن امام نووی نے (الاذکار) میں کہا: تسمیہ کے الفاظ کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، افضل تو یہ ہے کہ ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ پڑھا جائے، لیکن اگر کوئی صرف ’’بسم اللہ‘‘ پڑھ لے تو کفایت کرے گا اور سنت پر عمل ہو جائے گا۔ لیکن مجھے (ابن حجر) کوئی ایسی خاص دلیل نہیں ملی، جو ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ کے افضل ہونے پر دلالت کرے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ہٹ کر کوئی چیز افضل نہیں ہے، آپ ﷺ کی سیرت بہترین سیرت ہے، اگر آپ ﷺ سے کھانے پینے کے موقع پر صرف ’’بسم اللہ‘‘ پڑھنا ثابت ہے تو سرے سے اس لفظ پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہوگا، چہ جائے کہ زیادتی کو افضل قرار دیا جائے۔ ’’بسم اللہ‘‘ پر زیادتی درج ذیل حدیث کی مخالف

قرار پائے گی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ۔)) ...... ''اور بہترین سیرت، محمد ﷺ کی سیرت ہے۔'' (صحیحہ: ۳۴۴)

بَابُ كَرَاهَةِ الْأَكْلِ قَائِمًا وَمُتَّكِئًا

کھڑے ہو کر اور ٹیک لگا کر کھانا کھانے کے مکروہ ہونے کا حکم

(۷۳۹۲)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا، قُلْتُ: فَالْأَكْلُ؟ قَالَ: ذَاكَ أَشَدُّ۔ (مسند احمد: ۱۲۹۰۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: اور کھانا؟ انھوں نے کہا: اس کا معاملہ تو اور سخت ہوگا۔

فوائد:...... کھانے کو پینے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کھڑے ہو کر کھانے کو جواز کی حد تک درست قرار دیا جا سکتا ہے، البتہ پینے کے بارے میں درج ذیل بحث ملاحظہ فرمائیں:

ہم ترتیب کے ساتھ کھڑے ہو کر پانی پینے سے نہی والی احادیث قلمبند کرتے ہیں، تاکہ قارئین خود فیصلہ کر کے مسئلہ سمجھ سکیں:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔)) (مسلم: ۲۰۲۶) ...... ''کوئی بھی کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے، اگر وہ بھول کر (پی لے) تو قے کر دے۔''

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو کھڑے ہو کر پانی پیتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: ''قے کر دے۔'' اس نے کہا: کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پانی پیئے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(کھڑا ہونے کی وجہ سے) تیرے ساتھ تو اس نے پیا ہے جو بلی سے بھی برا ہے اور وہ شیطان ہے۔'' (مسند احمد، صحیحہ: ۱۷۵ کے تحت)

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔ (مسلم: ۲۰۲۴) ...... نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے ڈانٹا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ کے ساتھ اپنی روایت بیان کی ہے۔ (مسلم: ۲۰۲۵)

(۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْ يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَا فِيْ بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَ۔)) (مسند احمد، صحیحہ: ۱۷۶) ...... ''اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو وہ قے کر دے۔''

(۷۳۹۲) تخريج: أخرجه بذكر النهي عن الشرب قائما فقط مسلم: ۲۰۲٤ (انظر: ۱۲۸۷۱)

نیز حدیث نمبر (۷۴۵۳) والے باب اور اس کے بعد والے باب کی احادیث کا مطالعہ بھی کریں، پھر درج ذیل بحث پڑھیں۔

بہر حال ان احادیثِ مبارکہ کے مقابلے میں کھڑے ہو کر پانی پینے کے دلائل بھی موجود ہیں۔اس ظاہری تضاد اور تناقض کو کیسے ختم کیا جائے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا: جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا، ان کی نہی کا تقاضا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔علمائے کرام نے ان مختلف احادیث میں جمع و تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، جمہور کا خیال ہے کہ نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے اور بیٹھ کر پانی پینے کو مستحب سمجھا جائے، یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے اور جن احادیث میں قے کرنے کا حکم دیا گیا، ان کو بیٹھ کر پانی پینے کے استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ جبکہ امام ابن حزم نے کہا: کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مسلک راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث میں قے کرنے کا حکم دیا گیا اور منع کرنے کے لیے ''زَجَـرَ'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، وہ کراہت کے ساتھ موافقت نہیں کرتیں اور ان سے کراہت کا معنی مقصود نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ قے کرنے میں شدید مشقت ہوتی ہے اور شریعت میں مستحب کام کی مخالفت کرنے والے کو اس قسم کی وعید نہیں سنائی جاتی اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''تیرے ساتھ تو شیطان نے پیا ہے۔'' بھی کھڑے ہو کر پانی پینے سے شدید نفرت دلانے کا تقاضا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے سخت حدیثی جملے مستحب کو ترک کرنے کی بنا پر نہیں کہے جاتے۔

جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کا ذکر ہے، ان کو عذر پر محمول کیا جائے، جیسے جگہ کا تنگ ہونا یا مشکیزہ کا لٹکا ہوا ہونا، جبکہ بعض احادیث میں اس قسم کے اشارے بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر میں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بحث پڑھی، وہ بھی میرے مسلک سے ملتی جلتی ہے، آپ خود (المجموع: ۳۲/ ۲۰۹، ۲۱۰) کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ (صحیحہ: ۱۷۷)

قارئین کرام! اگر آپ مختلف احادیث کی بنا پر حتمی فیصلہ نہ کر سکیں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہوگا کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے تاکہ مذکورہ بالا احادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کے لاحق ہونے کا خطرہ ٹل جائے۔ واللہ اعلم

مختلف احادیث میں تضاد کو دور کرنے کے لیے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات بھی پیش کی ہیں:

(۱) زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نہی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

(۲) جب ''حـظـر'' اور ''اباحت'' میں تعارض آ جائے تو ''حـظـر'' کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔

(۳) جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق ''البراءۃ الاصلیۃ'' سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف

کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔

(۴) بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے، لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مدنظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قارئین کرام! ہم نے بیٹھ کر پانی پینے کو ترجیح دی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مومن کو بہر صورت نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی وعیدوں اور دھمکیوں کا مصداق بننے سے بچنا چاہیے۔

(۷۳۹۳)۔ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا آکُلُ مُتَّکِئًا۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۷۱)

سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

فوائد:...... ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا تَأْکُلْ مُتَّکِئاً۔)) ''تو ٹیک لگا کر نہ کھا۔''

(ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ: ۳۱۲۲)

(۷۳۹۴)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اُھْدِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَمْرٌ فَجَعَلَ یُقْسِمُہُ بِمِکْتَلٍ وَاحِدٍ وَاَنَا رَسُوْلُہُ بِہِ حَتّٰی فَرَغَ مِنْہُ، فَجَعَلَ یَأْکُلُ وَھُوَ مُقْعٍ اَکْلًا ذَرِیْعًا، فَعَرَفْتُ فِیْ اَکْلِہِ الْجُوْعَ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۳۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کھجوروں کا ہدیہ دیا گیا، آپ ﷺ نے ایک ٹوکرے کی مدد سے ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا اور میں درمیان میں نمائندہ تھا جب آپ ﷺ تقسیم کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کھجوریں کھائیں، جبکہ آپ ﷺ پنڈلیاں اٹھائے اور پشت زمین پر جمائے ہوئے بیٹھے تھے اور تیزی سے کھجوریں کھا رہے تھے میں نے محسوس کیا کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔

(۷۳۹۵)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: بَعَثَنِی النَّبِیُّ ﷺ فِیْ حَاجَۃٍ، فَجِئْتُ وَھُوَ یَأْکُلُ تَمْرًا وَھُوَ مُقْعٍ۔)) (مسند احمد: ۱۲۸۹۱)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے نبی کریم ﷺ نے ایک کام کے لیے بھیجا، جب میں واپس آیا تو آپ پنڈلیاں کھڑے کئے ہوئے پشت زمین پر رکھے کھجوریں کھا رہے تھے۔

(۷۳۹۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۹۸ (انظر: ۱۸۷۶۴)

(۷۳۹۴) تخریج: اسناده قوی، أخرجه مختصرا مسلم: ۲۰۴۴، وابوداود: ۳۷۷۱ (انظر: ۱۳۱۰۱)

(۷۳۹۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ بِالْيَمِيْنِ وَكَرَاهَتِهِ بِالشِّمَالِ

دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا مستحب اور بائیں ہاتھ کے ساتھ مکروہ ہے

(۷۳۹۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْكُلْ بِشِمَالِهِ، وَاِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ، وَاِذَا اَخَذَ فَلَا يَاْخُذْ بِشِمَالِهِ، وَاِذَا اَعْطٰى فَلَا يُعْطِيْ بِشِمَالِهِ)) (مسند احمد: ۲۳۰۳۳)

سیدنا عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب بھی کوئی کھائے تو بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور جب بھی پانی پئے تو بائیں ہاتھ سے نہ پئے اور کوئی چیز پکڑے تو بائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور جب کوئی چیز کسی کو دے تو بائیں ہاتھ سے نہ دے۔''

(۷۳۹۷)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِهَا وَيَشْرَبُ بِهَا۔))، قَالَ: وَزَادَ نَافِعٌ: ((وَلَا يَاْخُذَنَّ بِهَا وَلَا يُعْطِيَنَّ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۶۱۱۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پئے، کیونکہ بائیں ہاتھ کے ساتھ شیطان کھاتا پیتا ہے اور ہرگز نہ بائیں ہاتھ کے ساتھ کوئی چیز لے اور نہ دے۔''

(۷۳۹۸)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ اَوْ يَشْرَبَ بِشِمَالِهِ، قَالَ رُوْحٌ فِیْ حَدِيْثِهِ: وَيَشْرَبَ بِشِمَالِهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۲۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے پئے۔

(۷۳۹۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْهُمْ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا آكُلُ بِشِمَالِیْ، وَكُنْتُ اِمْرَاَةً عَسْرَاءَ، فَضَرَبَ يَدِیْ فَسَقَطَتِ اللُّقْمَةُ، فَقَالَ: ((لَا تَاْكُلِیْ بِشِمَالِكِ وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ

سیدنا عبد اللہ بن محمد اپنے قبیلہ کی ایک عورت سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی، جبکہ میں بائیں ہاتھ سے کام کرنے والی خاتون تھی، آپ ﷺ نے میرے ہاتھ پر مارا اور میرا لقمہ گر گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بائیں ہاتھ

(۷۳۹۶) تخریج: رجاله رجال الصحيح، قاله الهيثمی (انظر: ۲۲۶۵۶)

(۷۳۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۲۰ (انظر: ۶۱۱۷)

(۷۳۹۸) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۴۲۷۳، وابن ابی شيبة: ۸/ ۲۹۲ (انظر: ۱۳۰۹۷)

(۷۳۹۹) تخریج: عبد الله بن محمد، هكذا وقع غير منسوب، ولم نعرفه (انظر: ۲۳۲۲۴)

تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَكِ يَمِيْنًا، (اَوْ قَالَ) قَدْ اَطْلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَمِيْنَكِ۔)) قَالَ: فَتَحَوَّلَتْ شِمَالِيْ يَمِيْنًا فَمَا اَكَلْتُ بِهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۲۳٦۱۲)

سے مت کھاؤ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دایاں ہاتھ دیا ہے یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا دایاں ہاتھ درست بنایا ہے۔'' پس میرا بائیاں ہاتھ دائیں ہاتھ میں بدل گیا (یعنی میں نے آسانی کے ساتھ دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا شروع کر دیا، وہ کہتی ہیں: پس میں نے اس کے بعد کبھی بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔

(۷٤۰۰)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهِ، وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٥۳۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے (اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیئے) کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔''

(۷٤۰۱)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ)) (مسند احمد: ١٤٦٤١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کھاؤ، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا ہے۔''

(۷٤۰۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ بِشِمَالِهِ اَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ، وَمَنْ شَرِبَ بِشِمَالِهِ شَرِبَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ۲٤۹۸٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا ہے، اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور جو بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا ہے، شیطان اس کے ساتھ پیتا ہے۔''

(۷٤۰۳)۔ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: بُسْرُ بْنُ رَاعِي الْعَيْرِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: ابْنُ رَاعِي الْعَيْرِ) مِنْ اَشْجَعَ،

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اشجع قبیلہ کے بسر بن راعی العیر نامی ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ۔'' اس نے کہا: مجھ سے دائیں ہاتھ

(۷٤۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۲۰ (انظر: ٤٥۳۷)

(۷٤۰۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۹ (انظر: ١٤٥۸۷)

(۷٤۰۲) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة حال موسى بن سرجس، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۲۹٤ (انظر: ۲٤٤۷۹)

(۷٤۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۲۱ (انظر: ١٦٤۹۹)

اَبْصَرَهُ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ۔)) فَقَالَ: لا اَسْتَطِيْعُ، فَقَالَ: ((لا اسْتَطَعْتَ۔)) قَالَ: فَمَا وَصَلَتْ يَمِيْنُهُ اِلٰى فِيهِ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١٦٦١٣)

سے کھانے کی استطاعت نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے استطاعت ہی نہ ہو۔'' اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ اس کے منہ تک اٹھنے کے قابل نہ رہا تھا۔

(٧٤٠٤)۔عَنْ حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِى عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔)) ثَلاثَ مِرَارٍ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُمْنٰى لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِسَائِرِ حَاجَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٩٧)

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (اے اللہ مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔) یہ کلمات تین مرتبہ آپ کہتے تھے اور آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے تھا اور بایاں ہاتھ دیگر (کچھ) ضروریات کے لیے تھا۔

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ میں کھانے پینے کے آداب بیان کیے گئے ہیں، تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ساتھ ساتھ تبلیغ کا پہلو بھی اجاگر ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ اصلاح کے ہر پہلو کو سامنے رکھتے تھے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ وَالنُّهْبَةِ وَالنَّفْخِ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

ایک سے زائد اکٹھی کھجوریں کھانے، لوٹنے اور کھانے اور مشروب میں پھونک مارنے سے ممانعت کا بیان

(٧٤٠٥)۔عَنْ سَعْدٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: قَدَّمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَمْرًا فَجَعَلُوْا يَقْرُنُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا تَقْرُنُوْا۔)) (مسند احمد: ١٧١٦)

مولائے ابو بکر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے کھجوریں پیش کیں، لوگوں نے دو تین تین کھجوریں اکٹھی منہ میں ڈالنا شروع کر دیں، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح ملا کر نہ کھاؤ (یعنی ایک ایک کھجور منہ میں ڈال کر کھاؤ، نہ کہ دو تین تین)۔''

(٧٤٠٦)۔حَدَّثَنَا جَبَلَةُ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِي بَعْثِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَجَعَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ

جبلہ بن سحیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے، یہ اہل عراق کی جانب ایک لشکر بھیجنے کے دور کی بات ہے، ہم قحط سالی سے دو چار ہو گئے۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہمیں

(٧٤٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال سواء الخزاعى، أخرجه ابوداود: ٥٠٤٥ (انظر: ٢٦٤٦٥)
(٧٤٠٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٣٣٢ (انظر: ١٧١٦)
(٧٤٠٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٤٥ (انظر: ٥٤٣٥)

بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ: لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْمِرَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ (وَفِي لَفْظٍ: إِلَّا اَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ، قَالَ شُعْبَةُ: لَا اَرٰى فِي الْاِسْتِئْذَانِ اِلَّا اَنَّ الْكَلِمَةَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عُمَرَ۔ (مسند احمد: ٥٤٣٥)

کھجوریں دیں، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے قریب سے گزرے اور کہا: دو تین تین ملا کر نہ کھانا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے الا کہ آدمی اپنے بھائی سے اجازت لے لے۔ امام شعبہ کہتے ہیں: یہ اجازت دینے والا جملہ میرے خیال میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہے، (حدیث کا حصہ نہیں ہے)۔

فوائد:...... امام نووی نے کہا: یہ امام شعبہ کا اپنا گمان ہے، اس سے حدیث کا مرفوع ہونا متاثر نہیں ہوگا، کیونکہ امام سفیان نے دوسری روایت کے مطابق یہ حدیث اس طرح بیان کی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ اَصْحَابَهُ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے کہ آدمی دو دو کھجوریں ملا کر کھائے، الا یہ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔

ان احادیث میں اجتماعی کھانے کا ایک ادب بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ اکٹھے ہو کر کھجوریں کھا رہے ہوں تو ہر ایک کو چاہیے کہ وہ ایک ایک کر کے کھجوریں کھائے، اس ادب سے برکت بھی ہوگی اور کھانا بھی تقریباً سب میں برابر برابر تقسیم ہو جائے گا، ممکنہ حد تک کھانے کی ہر قسم کو یہی حکم دیا جائے گا، اجتماعی شکل میں روٹی سالن کھاتے وقت یہ طریقہ درست نہیں ہوگا کہ آدمی پوری یا آدھی روٹی توڑ کر اپنے ہاتھ میں اٹھا لے، یا مشترکہ سالن یا کسی ڈش سے اپنی پلیٹ میں معمول اور عرف سے ہٹ کر بہت زیادہ کھانا ڈال لے، مزید خود غور کر لینا چاہیے، ہر مشترکہ ماکول و مشروب میں اس ادب کا خیال رکھنا چاہیے۔

لیکن یاد رہے کہ یہ اجتماعی کھانے کا ادب ہے، اگر ہر کوئی اپنا علیحدہ علیحدہ کھانا کھا رہا ہو تو وہ اس ادب کا پابند نہیں ہوگا۔

(٧٤٠٧)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّهْبَةِ: ((وَمَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ١٢٦٢٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوٹ مار سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فوائد: اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ کھانے کی چیز بکھیر دینا اور پھر اس پر جھپٹ پڑنا، جیسا کہ بعض علاقوں میں شادیوں کے موقع پر ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ دیکھیں حدیث نمبر (٧٠٥٢)

(٧٤٠٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٧٤٠٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٧/ ٥٧، والبزار: ١٧٣٣، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ١٣١٦ (انظر: ١٢٥٩٨)

(٧٤٠٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه ابوداود: ٣٧٢٨، وابن ماجه: ٣٤٢٩، والترمذى: ١٨٨٨ (انظر: ٢٨١٧)

اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّفخِ فِی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ۔ نے کھانے اور پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔
(مسند احمد: ۲۸۱۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نَهٰی ﷺ عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّی لَا أَرْوٰی مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ! فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِیْكَ، ثُمَّ تَنَفَّسْ۔)) قَالَ: فَإِنِّی أَرٰی الْقَذَاةَ فِیْهِ، قَالَ: ((فَأَهْرِقْهَا۔)) ......رسول اللہ ﷺ نے پینے (کے برتن) میں (یا پینے کے دوران) سانس لینے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو ایک سانس کے دوران پیے جانے والے پانی سے سیراب نہیں ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو پھر پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لے لیا کرو (اور پھر پی لیا کرو)۔'' اس نے کہا: اگر مجھے اس میں کوئی تنکا نظر آ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے بہا دیا کرو۔'' (ترمذی: ۱/ ۳٤٥، صحیحہ: ۳۸۵)

مشروب کے اندر پھونک مارنا منع ہے، حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/ ۸۰) میں کہا: کئی احادیثِ مبارکہ میں برتن میں پھونک مارنے سے منع کیا گیا ہے، اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلا: کھانا کھانے کی وجہ سے یا مسواک اور کلی نہ کر سکنے کی وجہ سے یا معدہ کے بخارات کی وجہ سے سانس کا بدبودار ہونا۔

یا تھوک وغیرہ کا کھانے میں گر جانے کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے، بہر حال سلیم فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر لوگ چائے ٹھنڈی کرنے کے لیے یا مشروب میں پڑے ہوئے تنکے وغیرہ کو دور کرنے کے لیے برتنوں میں پھونک مارتے ہیں، جو کہ احادیثِ نبویہ کی مخالفت ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ کھانے پینے کا ادب ہے، اگر دم کر کے پھونکا جائے تو اس کا حکم اور ہو گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْأَكْلِ مِنْ جَوَانِبِ الْقَصْعَةِ مِمَّا یَلِی الْآكِلَ
کھانے والے کا پلیٹ کے اس حصے سے کھانا، جو اس کے سامنے ہو

(۷٤۰۹)۔ عَنْ أَبِی وَجْزَةَ السَّعْدِیِّ قَالَ: أَخْبَرَنِی عُمَرُ بْنُ أَبِی سَلَمَةَ (زَادَ فِی رِوَایَةٍ: رَبِیْبُ النَّبِیِّ ﷺ) قَالَ: دَعَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ یَأْكُلُهُ، فَقَالَ: ((اُدْنُ! فَسَمِّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَكُلْ بِیَمِیْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا یَلِیْكَ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٤۹)

نبی کریم ﷺ کے پروردہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کھانے کے لیے بلایا، جو آپ ﷺ کھا رہے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

(۷٤۰۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۷۸، ومسلم: ۲۰۲۲ (انظر: ۱٦۳۳۹)

(۷٤۱۰)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِـقَـصْعَةٍ مِنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ: ((كُلُوْا مِنْ حَوْلِهَا (وَفِی لَفْظٍ: مِنْ جَوَانِبِهَا) وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَسْطِهَا، فَاِنَّ الْبَرْكَةَ تَنْزِلُ فِیْ وَسْطِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۷۳۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا، آپ نے فرمایا: ''اس کے اردگرد یا کناروں سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ، کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔''

(۷٤۱۱)۔عَنْ وَاثِلَةَ یَعْنِی ابْنَ الْأَسْقَعِ قَالَ کُنْتُ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بِقُرْصٍ فَكَسَرَهُ فِی الْقَصْعَةِ وَصَنَعَ فِیهَا مَاءً سُخْنًا ثُمَّ صَنَعَ فِیهَا وَدَكًا ثُمَّ سَفْسَفَهَا ثُمَّ لَبَّقَهَا ثُمَّ صَعْنَبَهَا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِی بِعَشَرَةٍ أَنْتَ عَاشِرُهُم، فَجِئْتُ بِهِمْ فَقَالَ: ((كُلُوا وَكُلُوا مِنْ أَسْفَلِهَا وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ أَعْلَاهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا فَأَكَلُوا مِنْهَا حَتّٰی شَبِعُوا۔)) (مسند احمد: ۱٦۱۰۲)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں صفہ والوں میں سے تھا، نبی کریم ﷺ نے ایک دن روٹی منگوائی، اس کے ٹکڑے کئے، ان کو ایک پیالہ میں ڈالا، پھر اس میں پانی، چربی اور چھنا ہوا آٹا ڈالا، پھر اسے خوب مکس کیا، پھر آپ نے اس کو کناروں سے ملا کر اونچا ڈھیر سا بنا دیا اور پھر مجھ سے فرمایا: ''جاؤ اور اپنے سمیت دس آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔'' میں انہیں لے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور اس پیالہ کی نچلی جانب سے کھاؤ، اس کی اوپر والی جانب سے نہیں کھانا، کیونکہ اوپر والی جانب سے برکت نازل ہوتی ہے، پھر انہوں نے کھایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ میں کھانے کے مختلف آداب کا بیان ہے، پلیٹ کی اس طرف سے کھانا کھانا شروع کیا جائے، جو آدمی کے سامنے ہو اور درمیان سے بھی کھانا شروع نہ کیا جائے، ورنہ بے برکتی ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا یُسْتَحَبُّ فِیْ طَبْخِ اللَّحْمِ وَنَهْسِهٖ وَتَكْثِیْرِ الْمَرَقِ وَعَدْمِ تَعَاطِیْهٖ حَارًّا

گوشت کو پکانے، اس کو نوچ کر کھانے، اس میں زیادہ شوربا بنانے اور اس کو گرم گرم نہ کھانے کا بیان

(۷٤۱۲)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا طَبَخْتُمُ اللَّحْمَ فَأَكْثِرُوا الْمَرَقَ أَوْ الْمَاءَ، فَإِنَّهُ أَوْسَعُ أَوْ أَبْلَغُ لِلْجِیرَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۰۹۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال کر شوربا وافر بنایا کرو، اس سے پڑوسیوں کو دینے کے لیے بھی کافی گنجائش نکل آتی ہے۔''

(۷٤۱۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۳۷۷۲ وأخرجه بنحوه ابن ماجه: ۳۲۷۷ (انظر: ۲۷۳۰)
(۷٤۱۱) تخریج: اسناده حسن، أخرجه مختصرا ابن ماجه: ۳۲۷٦ (انظر: ۱٦۰۰٦)
(۷٤۱۲) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه ابن ابی شیبة، والبزار: ۱۹۰۱، والطبرانی فی "الاوسط": ۳٦۱۵ (انظر: ۱۵۰۳۰)

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر پڑوسیوں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے، اس کی حکم بجا آوری کا طریقہ نبی کریم ‌ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے کہ گوشت وغیرہ یا جو ہنڈیا بھی شوربا والی ہو اس میں پانی ڈال کر زیادہ شوربا بنا لیا جائے اور اگر ہمسایہ مانگنے آئے یا نہ بھی مانگنے آئے تو اسے دیا جائے یہ حسن سلوک معاشرتی زندگی میں ایک سنہری اصول ہے۔

عصر حاضر میں سالن کی اکثر قسموں سے شوربا کو ختم کر کے اس کو مزید سے مزید لذیذ بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں، لیکن اس لذت نے ہمسائیوں کا حق ادا کرنے سے محروم کر دیا ہے، اب شوربا بنانا ہم نے چھوڑ دیا اور روسٹ کیے ہوئے پیس ہم صدقہ نہیں کر سکتے، سو بے برکتی کے اسباب بڑھ گئے۔

(۷۴۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ زَوَّجَنِي أَبِي فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ فَدَعَا نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ أَوْ أَشْهٰى وَأَمْرَأُ۔)) قَالَ سُفْيَانُ الشَّكُّ مِنِّي أَوْ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۷٤)

عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں: سیدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے دور خلافت میں میرے باپ نے میری شادی کی اور انہوں نے نبی کریم ‌ﷺ کے صحابہ کرام ‌رضی ‌اللہ ‌عنہم میں سے کچھ افراد کو بھی مدعو کیا، سیدنا صفوان بن امیہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بھی تشریف لائے، جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ‌ﷺ نے فرمایا: ''گوشت دانتوں سے نوچ کر کھاؤ اس طرح کھانا زیادہ لذیز اور زود ہضم اور طبیعت و تمنا کے زیادہ موافق ہے۔''

(۷۴۱٤)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌ﷺ وَاَنَا آخِذُ اللَّحْمِ عَنِ الْعَظْمِ بِيَدِيْ، فَقَالَ: ((يَا صَفْوَانُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ، قَالَ: ((قَرِّبِ اللَّحْمَ مِنْ فِيْكَ فَإِنَّهُ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۹۵)

سیدنا صفوان بن امیہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ‌ﷺ نے دیکھا کہ میں ہڈی سے گوشت ہاتھ کے ساتھ اتار رہا تھا، آپ ‌ﷺ نے فرمایا: ''اے صفوان!'' میں نے کہا: جی میں حاضر ہوں، آپ ‌ﷺ نے فرمایا: ''گوشت اپنے منہ کے قریب کر لو اور اسے دانتوں سے نوچ کر کھاؤ، یہ زیادہ لذیز بھی ہے اور زود ہضم بھی ہے۔''

فوائد:...... گوشت کی حقیقی لذت اسی میں ہے کہ اس کو نوچ کر کھایا جائے، اس طریقے سے کھانا زود ہضم بھی ہو جاتا ہے۔

(۷۴۱۳) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۱۸۳۵ (انظر: ۱۵۳۰۰)

(۷۴۱٤) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۳۷۷۹ (انظر: ۲۷٦٤۳)

(٧٤١٥)۔عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا ثَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَذْهَبَ فَوْرُهُ ثُمَّ تَقُولُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٩٨)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ ثرید بناتیں تو اسے کچھ دیر کے لیے ڈھانپ دیتیں تاکہ اس کی گرمی کا جوش کم ہو جائے اور فرماتیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اس طرح سے کھانے میں بہت زیادہ برکت آجاتی ہے۔''

فوائد:...... اس قسم کا کھانا گرم ہی کھایا جاتا ہے، لیکن زیادہ گرم کھانا باعثِ برکت نہیں ہوتا، کھانا اتنا زیادہ گرم نہ ہو کہ اس کو چبائے بغیر منہ سے گزارنا پڑے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِاَخْذِ مَا تُسَاقِطُ مِنَ اللُّقَيْمَاتِ وَلَعْقِ الْاَصَابِعِ بَعْدَ اِنْتِهَاءِ الْاَكْلِ وَمَا جَاءَ فِيْ لَحْسِ الْقَصْعَةِ وَاِسْتِغْفَارِهَا لِلْاٰكِلِ

زمین پر گرے ہوئے لقمے کو اٹھانے، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنے، پلیٹ کو صاف کرنے اور برتن کا کھانے والے کے لیے بخشش طلب کرنے کا بیان

(٧٤١٦)۔عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا وَلْيَمْسَحْ مَابِهَا مِنَ الْاَذٰى وَلَايَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ١١٩٨٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو وہ اسے اٹھائے اور اس کے ساتھ لگی ہوئی چیز صاف کر کے اسے کھا لے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔''

(٧٤١٧)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ فِي الْمِنْدِيلِ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔)) (وَفِيْ لَفْظٍ: ((فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَمُصَّهَا فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامٍ يُبَارَكُ لَهُ فِيهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٧٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے سے فارغ ہو تو رومال کے ساتھ اس وقت تک ہاتھ صاف نہ کرے، جب تک اسے چاٹ یا چٹوا نہ لے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وہ اپنے ہاتھ اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک کہ انہیں چوس نہ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصہ میں اس کے لیے برکت دی گئی ہے۔''

(٧٤١٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه الدارمي: ٢٠٤٧، والحاكم: ٤/ ١١٨، وابن حبان: ٥٢٠٧ (انظر: ٢٦٩٥٨)

(٧٤١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٣٥ (انظر: ١١٩٦٤)

(٧٤١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٣٣ (انظر: ١٤٢٢١)

(۷۴۱۸)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: بِالْمِنْدِيْلِ) حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا۔))، قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: ذٰلِكَ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَا يَرْفَعُ الصُّحَيْفَةَ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا فَاِنَّ آخِرَ الطَّعَامِ فِيْهِ الْبَرَكَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ صاف نہ کرے۔'' ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''رومال کے ساتھ صاف نہ کرے یہاں تک کہ انہیں چاٹ لے یا چٹوا لے۔'' ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''پیالہ اٹھانے سے پہلے ہاتھوں کو چاٹے یا چٹوائے، کیونکہ کھانے کے آخری حصہ میں برکت ہوتی ہے۔''

(۷۴۱۹)۔عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَلْعَقُ اَصَابِعَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِكَ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ۔)) (مسند احمد: ۴۵۱۴)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی انگلیاں چاٹا کرتے اور کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔''

(۷۴۲۰)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقَنَّ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ۔)) (مسند احمد: ۹۳۵۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو ضرور ضرور اپنی انگلیوں کو چاٹے، کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ اس کی کون سی انگلی میں برکت ہے۔''

(۷۴۲۱)۔عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْعَقُ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۵۹)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی تین انگلیوں کو کھانا کھانے کی وجہ سے چاٹا کرتے تھے۔

(۷۴۲۲)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ اَبِيْهِ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلَاثٍ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور اپنے ہاتھ کو صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو

(۷۴۱۸) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن حبان: ۳۲۵۳، والنسائی فی "الکبری": ۶۷۶۷(انظر: ۲۶۷۲)

(۷۴۱۹) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ۲۸۸۵(انظر: ۴۵۱۴)

(۷۴۲۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۳۵(انظر: ۹۳۶۹)

(۷۴۲۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۳۲(انظر: ۱۵۷۶۷)

(۷۴۲۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

اَصَابِعَ، فَلا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٧٠٩)

چاٹ لیا کرتے تھے۔

(٧٤٢٣)۔حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا الْمُعَلّٰى بْنُ رَاشِدٍ الْهُذَلِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُ نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ فَقَالَ لَنَا حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّهُ مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحَسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٠١)

سیدنا نبیشہ الخیر ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب ام عاصم نے کہا کہ ہم ایک پیالہ میں کھا رہے تھے کہ یہ نبیشہ ہذلی ہمارے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ ”جو آدمی پیالہ میں کھائے اور پھر اسے (انگلی سے یا چاٹ کر) صاف کرتا ہے تو وہ پیالہ اس کے لیے بخشش طلب کرتا ہے۔“

(٧٤٢٤)۔عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُونَ۔)) قِيلَ: وَمَا الْمُتَخَلِّلُونَ؟ قَالَ: ((فِي الْوُضُوءِ وَالطَّعَامِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٢٤)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور عطاء سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خلال والے کتنے ہی اچھے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا وہ خلال والے کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو وضو اور کھانے میں خلال کرتے ہیں۔“

فوائد:...... اس حدیث کا پہلا جملہ ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِي۔)) ”بہت خوب ہیں میری امت کے وہ لوگ، جو خلال کرتے ہیں۔“ (معجم اوسط: ١/ ٣٩، صحیحہ: ٢٥٦٧)

دو چیزوں سے خلال کرنے کا تعلق ہو سکتا ہے، وضو میں بالوں اور انگلیوں کا خلال اور کھانا کھانے کے بعد دانتوں کی صفائی۔

ان احادیث میں کھانے کے اس ادب کا ذکر ہے کہ آدمی جس برتن میں کھائے، اس کو صاف کرے اور اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ لے، تاکہ کھانے کا کوئی جزو ضائع نہ ہو جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ اسی میں سارے کھانے کی برکت ہو۔

(٧٤٢٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال ام عاصم جدة ابى اليمان المعلى، أخرجه ابن ماجه: ٣٢٧١، ٣٢٧٢، والترمذى: ١٨٠٤ (انظر: ٢٠٧٢٤)

(٧٤٢٤) تخريج: اسناده ضعيف جدا، واصل الرقاشى و ابو سورة مجمع على تضعيفهما، وابو سورة لا يعرف له سماع من ابى ايوب. أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ١٢، وعبد بن حميد: ١٢٧١، والطبرانى فى "الكبير": ٤٠٦١ (انظر: ٢٣٥٢٧)

کھانے کے مختلف اور ایسے آداب بیان کئے گئے ہیں کہ عصرِ حاضر میں جن پر عمل کرنے سے لوگوں کو جھجک اور بزدلی محسوس ہوتی ہے، یہ محض ان کی پراگندہ ذہنیت ہے۔ ایسے نہ ہو کہ رزق کی فراوانی کی وجہ سے ہماری گردن اتنی اکڑ جائے کہ ہم اپنے ماحول اور معاشرے کا لحاظ کر کے سنتوں کو ترک کر دیں، (اللہ تعالیٰ کی پناہ)۔ اس بات پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے کہ گری ہوئی چیز کو اٹھا کر اس کی صفائی کر کے کھانا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا اور پلیٹ کو چاٹنا اور صاف کرنا جیسی مبارک سنتیں ہم سے اس بنا پر رہ گئی ہیں کہ ہم لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو وقعت دینا چاہتے ہیں یا ایسا کرنے میں حقارت اور جھجک محسوس کرتے ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بڑا افسوس ہے کہ اکثر اور بالخصوص مغربی عادات واطوار اور یورپی تہذیب وثقافت سے متاثر ہونے والے مسلمانوں نے خورد ونوش کے اسلامی آداب سے بے رخی اختیار کی ہے۔ ہر کوئی کھانا علیحدہ برتن میں ڈال کر کھاتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے تو فرمایا: ((اِجْتَمِعُوْا عَلٰی طَعَامِکُمْ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یُبَارَکْ لَکُمْ فِیْہِ۔)) (ابو داود، ابن ماجہ) ......''اپنے کھانے پر جمع ہو جایا کرو (یعنی اکٹھا کھایا کرو) اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھایا کرو، تمہارے لیے برکت کی جائے گی۔''

پھر پلیٹ میں کھانے کی کافی مقدار چھوڑ دی جاتی ہے، جس سے شیطان خوب استفادہ کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے دوران اگر کوئی لقمہ گر جاتا ہے تو اکثر مسلمان اپنے آپ کو اس سے بلند تر سمجھتے ہیں کہ وہ حدیثِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے لقمہ اٹھا لیں اور اسے صاف کر کے کھا لیں، بلکہ بعض متکبر اور فلسفی قسم کے لوگ تو بزعم خود یہ کہہ دینے کی جرأت بھی کر دیتے ہیں کہ اب اس لقمے کے ساتھ جراثیم اور بیکٹیریا لگ گئے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا: ((فَلْیُمِطْ مَا رَابَہُ مِنْھَا، وَلْیَطْعَمْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ۔)) ......''وہ (لقمہ اٹھا لے)، اس کے ساتھ لگ جانے والی چیز کو صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔''

پھر یہ لوگ کھانے کے دوران اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انگلیاں نہیں چاٹتے، بلکہ کئی تو اس سنت کو قلتِ ذوق اور آدابِ خورد ونوش سے جہالت کا نتیجہ سمجھتے ہیں، (اللہ تعالیٰ کی پناہ)۔ پس انھوں نے اِن نظریات کی وجہ سے ٹشو پیپرز کا اہتمام کیا اور جب کوئی اپنی انگلیوں یا ہونٹوں پر چکنائی یا کھانے کا کوئی جزو لگا ہوا محسوس کرتا ہے تو فوراً ٹشو پیپر یا تولیے سے اسے صاف کر کے حدیثِ رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں کو پہلے چاٹنے کا حکم دیا ہے۔

رہا مسئلہ پلیٹ پر لگے ہوئے کھانے کے اجزا کو انگلیوں کے ساتھ صاف کرنے کا، تو یہ لوگ اس اسلامی ادب کو اپنانے کو معیوب اور ناشائستہ سمجھتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو ہوس وحرص، بخل وکنجوسی اور ندیدہ پن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ یہ بیچارے جاہل اور حدیثِ رسول کے معاملے میں کورے ہیں، تعجب تو ان پر ہوتا ہے جو اِن آداب کا علم رکھنے کے باوجود ایسے جاہلوں سے ہم آہنگی اور موافقت اختیار کرتے ہیں، بلکہ

ان کی چاپلوسی کرتے ہیں۔

پھر یہی لوگ اپنی تنخواہوں اور روزیوں کے بے برکت ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اگرچہ ان کی تنخواہیں بہت زیادہ اور روزیاں بہت وسیع ہوں۔ بے برکتی کا اصل سبب احادیثِ نبویہ سے اعراض اور دشمنانِ اسلام کے اطوار و عادات کی اندھی تقلید ہے۔

اے مسلمانو! سنت کو لازم پکڑو، سنت کو لازم پکڑو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ (سورۂ انفال: ٢٤) ...... ''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بلا شبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔'' (صحیحہ: ١٤٠٤)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کے اوامر و نواہی کی تعمیل میں ہی زندگی ہے، وگرنہ تباہی ہی تباہی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے مزید کہا: انگلیاں چاٹنا اور پلیٹ صاف کرنا کھانے کا واجب ادب ہے، اس حدیثِ مبارکہ میں اسی ادب کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اکثر مسلمان یورپی کلچر سے متاثر ہو کر ان آدابِ اسلامیہ سے غفلت برتنے لگ گئے ہیں۔ مسلمانوں کو متنبہ رہنا چاہیے، یورپ کے لوگ نہ اپنے خالق حقیقی کا اعتراف کرتے ہیں اور نہ اس کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرنے کے قائل ہیں۔ ایسے میں ہمیں ان کی نقالی کرنے سے باز رہنا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم آپ ﷺ کے اس فرمان کا مصداق بن جائیں: ((...... وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ .)) ...... ''جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا، وہ اسی میں سے ہو جائے گا۔''

اسلامی آداب کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران منہ اور انگلیوں کو صاف کرنے کے لیے ٹشو پیپر استعمال نہ کیا جائے۔ میں نے اس حدیث کی روشنی میں ان آداب کو واجب اور فرض کہا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اور اس سلسلے میں سستی برتنے سے منع فرمایا۔ لہٰذا آپ لوگوں کو ایسا مومن بن جانا چاہیے جو آپ ﷺ کے اوامر کی اقتدار کرنے والا اور نواہی سے باز آجانے والا ہو۔ اس معاملے میں کسی کو مذاق کرنے والوں کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ ایسے لوگ شعوری و لاشعوری میں اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے والے ہیں۔ (صحیحہ: ٣٩١)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلیاں چاٹنے کے بعد ٹشو پیپر یا تولیہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْاَكْلِ
کھانے کے بعد کی دعاؤں کا بیان

(٧٤٢٥)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِيءُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالیٰ کھانا نصیب کرے، وہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ۔ (اے میرے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت کر دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا) اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینا نصیب کرے، وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْه۔ (اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کر دے اور اس میں اضافہ فرما۔)، دودھ ہی ہے جو کھانے اور پینے دونوں کی جگہ پر کفایت کرتا ہے۔''

(٧٤٢٦)۔عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١١٩٥٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ۔ '' (تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔)

فوائد:...... عام لوگوں میں یہی دعا مشہور ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

(٧٤٢٧)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَاْكُلَ الْاُكْلَةَ اَوْ يَشْرَبَ الشُّرْبَةَ فَيَحْمَدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمَا۔)) (مسند احمد: ١٢١٩٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ بندے پر اس بات سے راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی چیز کھائے یا کوئی مشروب پیے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کر دے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ ہر ماکول اور مشروب کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، تقریباً کھانے کے بعد والی تمام دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر ہے۔

(٧٤٢٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٣٧٣٠ (انظر: ١٩٧٨)

(٧٤٢٦) تخريج: اسناده ضعيف لابهام راويه عن ابی سعيد، ولاضطرابه، أخرجه ابوداود: ٣٨٥٠، والترمذی: ٣٤٥٧، وابن ماجه: ٣٢٨٣ (انظر: ١١٩٣٤)

(٧٤٢٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٣٤ (انظر: ١٢١٦٨)

(٧٤٢٨)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٧١٧)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھانا کھایا اور پھر کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ'' (ساری تعریف اس اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے میری طاقت اور قوت کے بغیر یہ رزق دیا) تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(٧٤٢٩)۔عَنْ نُعَيْمِ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ۔)) (مسند احمد: ١٨٢٣٩)

نعیم بن سلامہ، بنی سلیم کے اس آدمی سے روایت بیان کرتے ہیں، جنہیں شرفِ صحابیت حاصل تھا کہ نبی کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ۔'' (اے اللہ! تیرے لیے تعریف ہے، تو نے کھلایا، تو نے پلایا، تو نے سیر کیا، تو نے سیراب کیا، تیرے لیے تعریف ہے، جس کا انکار نہیں اور نہ ہی جس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی تجھ سے لاپرواہی اختیار کی جا سکتی ہے۔''

(٧٤٣٠)۔عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ حَضَرْنَا صَنِيعًا لِعَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ هِلَالٍ فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ الطَّعَامِ قَامَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ: لَقَدْ قُمْتُ مَقَامِي هٰذَا وَمَا أَنَا بِخَطِيبٍ وَمَا أُرِيدُ الْخُطْبَةَ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ انْقِضَاءِ الطَّعَامِ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ أَوْ رُفِعَتْ

خالد بن معدان بیان کرتے ہیں کہ عبد الاعلیٰ بن ہلال نے ایک کھانا تیار کیا، ہم اس میں حاضر تھے، جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں اس مقام پر کھڑا ہوا ہوں، میں نہ خطیب ہوں اور نہ میں خطاب کرنا چاہتا ہوں، البتہ ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ کھانا ختم ہونے یا اس سے فارغ ہونے یا دستر خوان اٹھائے جانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا

(٧٤٢٨) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الترمذی: ٣٤٥٨ (انظر: ١٥٦٣٢)

(٧٤٢٩) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن عامر الاسلمی، أخرجه البیهقی فی "الشعب": ٦٠٣٩ (انظر: ١٨٠٧١)

(٧٤٣٠) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٤٥٨ (انظر: ٢٢٢٥٦)

مَائِدَتُهُ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ) قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُنَّ عَلَيْنَا حَتّٰى حَفِظْنَاهُنَّ۔ (مسند احمد: ٢٢٦١١)

پڑھی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ'' (ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور مبارک تعریف، اس کے بغیر کفایت نہیں اور نہ اسے چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے مستغنی ہوا جا سکتا ہے)۔ سیدنا ابوامامہ اس دعا کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے حفظ کر لی۔

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ میں کھانے کے بعد کی دعاؤں کا ذکر ہے، تمام دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی گئی ہے، ان مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلٰى طَعَامٍ فَدَعَا لِأَصْحَابِهِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهُ

اس شخص کا بیان، جس کو کھانے کی دعوت دی گئی اور اس نے کھانے سے فراغت کے بعد اپنے ساتھیوں کے لیے دعا کی

(٧٤٣١)۔ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُوهُ إِلَى الطَّعَامِ فَجَاءَ مَعِي فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَنْزِلِ أَسْرَعْتُ فَأَعْلَمْتُ أَبَوَيَّ فَخَرَجَا فَتَلَقَّيَا رَسُولَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَحَّبَا بِهِ وَوَضَعْنَا لَهُ قَطِيفَةً كَانَتْ عِنْدَنَا زِئْبِرِيَّةً فَقَعَدَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ أَبِي لِأُمِّي: هَاتِ طَعَامَكِ، فَجَاءَتْ بِقَصْعَةٍ فِيهَا دَقِيقٌ قَدْ عَصَدَتْهُ بِمَاءٍ وَمِلْحٍ فَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((خُذُوا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَيْهَا وَذَرُوا ذُرْوَتَهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ فِيهَا۔)) فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْنَا مَعَهُ وَفَضَلَ مِنْهَا فَضْلَةٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدنا عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے میرے ماں باپ نے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں، میں گیا تو آپ میرے ساتھ تشریف لے آئے، جب میں گھر کے قریب ہوا تو میں نے جلدی سے اپنے والدین کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع دی، وہ دونوں باہر آئے، آپ ﷺ کا استقبال کیا اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا، ہم نے آپ ﷺ کے لیے ایک رواں دار چادر بچھا دی، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے، پھر میرے باپ نے میری ماں سے کہا: کھانا لاؤ، وہ ایک پیالہ لائیں، اس میں آٹا تھا، جسے انہوں نے پانی اور نمک میں گوندر کھا تھا، میری والدہ نے وہ آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اس کے ارگرد سے کھاؤ، اوپر کی جانب سے نہیں کھانا، کیونکہ اوپر سے برکت نازل ہوتی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی کھایا،

(٧٤٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٤٢ (انظر: ١٧٦٧٨)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِمْ فِيْ اَرْزَاقِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۳۰)

اس سے کچھ کھانا بچ گیا، کھانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِمْ فِيْ اَرْزَاقِهِمْ۔'' (اے اللہ! انہیں معاف کردے، ان پر رحم فرما، ان کے لیے برکت کر اور ان کے رزق میں وسعت پیدا کر)۔

(۷٤۳۲)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ أَوْ قَالَ لَهُ أَبِي: انْزِلْ عَلَيَّ قَالَ فَأَتَاهُ بِطَعَامٍ وَحَيْسَةٍ وَسَوِيقٍ فَأَكَلَهُ وَكَانَ يَأْكُلُ التَّمْرَ وَيُلْقِي النَّوٰى وَصَفَ بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى بِظَهْرِهِمَا مِنْ فِيهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَكَانَ يَأْكُلُ التَّمْرَ وَ يَضَعُ النَّوٰى عَلٰى ظَهْرِ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ يَرْمِيْ بِهٖ) ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ فَقَامَ فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَرَكِبَ بَغْلَةً لَهُ بَيْضَاءَ) فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِي فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۳۵)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے یا میرے باپ نے آپ ﷺ سے آنے کا مطالبہ کیا تھا، یعنی آپ ﷺ بطور مہمان اترے، آپ ﷺ کے سامنے میرے باپ نے کھانا پیش کیا اور ساتھ کھجوروں سے بنا ہوا کھانا یا ستو بھی تھا، آپ ﷺ نے کھایا اور آپ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں پھینک دیتے تھے، آپ ﷺ انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کو ملاتے تھے اور کھجور کھا کر ان انگلیوں کی پشت پر گٹھلی رکھ کر پھینک دیتے، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے پیا، پھر جو دائیں جانب تھا، اسے پکڑا دیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور سفید خچر پر سوار ہو کر اپنی سواری کی لگام تھام لی، میرے باپ نے کہا: میرے لیے اللہ تعالی سے دعا فرما دیں، آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔'' (اے اللہ! جو تو نے انہیں دیا ہے، اس میں برکت فرما اور انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔''

(۷٤۳۳)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اَفْطَرَ عِنْدَ اَهْلِ بَيْتٍ قَالَ: ((اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَاَكَلَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی کے گھر روزہ افطار کرتے تو یہ دعا دیتے: ''اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ،

(۷٤۳۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷٤۳۳) تخريج: أخرجه ابوداود: ۳۸٥٤، والترمذي: ۲٦۹٦ (انظر: ۱۲۱۷۷)

طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ (وَفِيْ لَفْظٍ) وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۰۱)

وتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ یا وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ ''(تمہارے پاس روزے دار افطار کریں، نیکوکار لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور تم پر فرشتے نازل ہوں یا فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دعا کریں۔)

فوائد:...... اس باب میں ان دعاؤں کا بیان ہے، جو مہمان، میزبان کے لیے کرے گا، ہمیں بھی ان دعاؤں کا ہتمام کرنا چاہیے۔

۴۸: كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

مشروبات کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ وَالنَّهْيِ عَنْ مَنْعِ مَا فَضَلَ مِنْهُ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْ ذٰلِكَ

پانی پلانے کی فضیلت اور زائد پانی کو روک لینے سے ممانعت اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(۷۴۳۴)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ فَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((سَقْيُ الْمَاءِ۔)) قَالَ فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۴۶)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری ماں وفات پا گئیں اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں وفات پا چکی ہے، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جی بالکل۔'' میں نے کہا: کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پانی سے سیراب کرنا افضل صدقہ ہے۔'' پس انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا، جو مدینہ میں آل سعد کے نام سے مشہور تھا۔

(۷۴۳۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَنْزِعُ فِي حَوْضِي حَتّٰى إِذَا مَلَأْتُهُ لِأَهْلِي وَرَدَ عَلَيَّ الْبَعِيرُ لِغَيْرِي فَسَقَيْتُهُ فَهَلْ لِي فِي ذٰلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرّٰى أَجْرٌ)) (مسند احمد: ۷۰۷۵)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں پانی کھینچ کر اپنے حوض میں ڈالتا ہوں اور اپنے گھر والوں کے لیے اس کو بھرتا ہوں، لیکن کسی دوسرے کے اونٹ آتے ہیں اور میں انہیں پلا دیتا ہوں، کیا مجھے اس کا اجر و ثواب ملے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر ایک جگر والے یعنی ہر جاندار کو پانی پلانے کا اجر ملتا ہے۔''

(۷۴۳۴) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه سعد بن عبادة، أخرجه النسائي: ٦/ ٢٥٥، وابن ماجه: ٣٦٨٤، وأخرجه دون قصة ام سعد ابوداود: ١٦٨٠ (انظر: ٢٣٨٤٥)

(۷۴۳۵) تخريج: صحيح (انظر: ٧٠٧٥)

(٧٤٣٦)۔أَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ قَالَ فَطَفِقْتُ أَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَا أَذْكُرُ مَا أَسْأَلُهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اذْكُرْهُ قَالَ: وَكَانَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ أَنْ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الضَّالَّةُ تَغْشٰى حِيَاضِي وَقَدْ مَلَأْتُهَا مَاءً لِإِبِلِي، هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ أَنْ أَسْقِيَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ فِي سَقْيِ كُلِّ كَبِدٍ (وَفِي لَفْظٍ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ) حَرَّاءَ أَجْرٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٣٠)

سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس اس بیماری میں گیا، جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی، میں نے آپ ﷺ سے سوالات پوچھنے شروع کئے، یہاں تک کہ مجھے اب یاد نہیں کہ میں آپ ﷺ سے کیا کیا پوچھتا رہا، ایک نے کہا: کوئی سوال تو یاد کرو اور ہمیں بتاؤ، انھوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! ایک گم شدہ جانور میرے اُس حوض پر آتا ہے، جس کو میں نے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہوتا ہے، اگر میں اسے پانی سیراب کرتا ہوں تو کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں! ہر پیاس سے جلنے والے جگر کی پیاس بجھانے سے اجر ملتا ہے۔''

فوائد:...... انسان تو بہت اعلیٰ ہے، اسے سیراب کرنا تو مغفرت اور اجر کا باعث ہے ہی، لیکن یہ مغفرت اور اجر اور ثواب حیوانوں سے حسن سلوک کرتے ہوئے انہیں پانی پلائیں تو تب بھی حاصل ہوتا ہے۔

(٧٤٣٧)۔عَنْ بُهَيْسَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلَ يَدْنُو مِنْهُ وَيَلْتَزِمُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: ((اَلْمَاءُ۔)) ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: ((اَلْمِلْحُ۔)) ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ تَفْعَلِ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ۔)) قَالَ فَانْتَهٰى قَوْلُهُ إِلَى الْمَاءِ وَالْمِلْحِ قَالَ

بہیسہ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرے باپ نے نبی کریم ﷺ سے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اجازت دی، وہ آپ ﷺ کے قریب ہو گئے اور ساتھ چمٹ گئے، پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ کون سی چیز ہے، جسے روکنا جائز نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی۔'' پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ کون سی چیز ہے، جسے روکنا حلال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمک ہے۔'' پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جسے روکنا حلال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے

(٧٤٣٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٨٦ (انظر: ١٧٥٨٧)

(٧٤٣٧) تخريج: اسناده ضعيف، مسلسل بالمجاهيل، سيار بن منظور مجهول، وابوه لايعرف، وبهيسة الفزارية لا تعرف، وقد وقع الاضطراب فى اسناد هذا الحديث، أخرجه ابوداود: ١٦٦٩، ٣٤٧٦ (انظر: ١٥٩٤٧)

وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا وَإِنْ قَلَّ۔ (مسند احمد: ١٦٠٤٣)

لیے یہی بہتر ہے کہ تو بھلائی والا کام کرے۔'' اس طرح آپ ﷺ کی بات تو پانی اور نمک تک محدود رہی، لیکن اس کے بعد وہ آدمی کبھی کسی چیز کو دینے سے انکار نہ کرتا تھا، اگرچہ وہ معمولی سی بھی ہوتی۔

فوائد:...... یہ پانی وغیرہ اشیاء اگر ضرورت کے مطابق ہوں، تو روکنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگر ضرورت سے زائد ہوں تو ان کو روکنا منع ہے، ضرورت مند کو دینی چاہئیں، اس سے بہت بڑا اجر حاصل ہوتا ہے، باقی کسی بھی ضرورت مند کی مقدور بھر ضرورت پوری کرنا خیر ہے اور خیر میں زیادہ سے زیادہ محنت کرنی چاہیے۔

(٧٤٣٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهِ أَوْ فَضْلَ كَلَئِهِ مَنَعَهُ اللّٰهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٧٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو زائد پانی اور زائد گھاس روکے گا، اللہ تعالی روز قیامت اس سے اپنا فضل روک لے گا۔''

فوائد:...... شریعتِ مطہرہ میں اجتماعی فائدے کو سامنے رکھا جاتا ہے، نہ کہ فردِ واحد کے فائدے کو۔ اس حدیث میں یہی قانون بیان کیا گیا ہے۔ پانی اور گھاس اللہ تعالی کے ایسے عطیے ہیں، کہ جن کے حصول میں کسی کی قابلیت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا سب لوگوں کو ان کے استعمال کا حق حاصل ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ۔ (مسلم)...... رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی بیع سے منع فرمایا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَأَ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''تم زائد پانی کو اس لیے نہ روکو کہ اس کے ذریعے تم گھاس کو روک لو۔''

اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے پانی کے قریب گھاس اگ آئی ہو اور پانی قریب ہونے کی وجہ سے لوگ مویشیوں کو چرانے کے لیے وہاں لے آتے ہوں، لیکن یہ بات مالک کو ناگوار گزرتی ہو، پس وہ گھاس بچانے کے لیے پانی روک دے، کیونکہ پانی نہ ملنے کی صورت میں لوگ وہاں نہیں آئیں گے۔

امام صنعانی کہتے ہیں: معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی کی بیع جائز نہیں ہے، علماء کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ غیر مملوکہ زمین میں ایک چشمہ پھوٹ پڑتا ہے، اس سے قریب والی زمین کا مالک اس پانی کا زیادہ حقدار ہے، لیکن جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی تو اس کو باقی ماندہ پانی روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی ذاتی زمین میں گڑھا کھود کر اس میں پانی جمع کرتا ہے یا کنواں کھودتا ہے، تو وہ زمین کی سیرابی اور دوسری ذاتی

(٧٤٣٨) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٦٦٧٣)

ضروریات سے زائد پانی سے دوسرے لوگوں کو نہیں روک سکتا۔ حدیث کا ظاہری معنی تو یہی ہے کہ ضرورت سے زائد پانی ضرورتمندوں کو دے دینا فرض ہے، وہ پینے کے لیے استعمال کریں یا طہارت کے لیے یا زمین کو سیراب کرنے کے لیے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ پانی کسی کی مملوکہ یا غیر مملوکہ زمین میں ہو۔ امام ابن قیم نے زاد المعاد میں اس عموم کو اختیار کیا اور کہا: پانی اور گھاس تک رسائی حاصل کرنے کے لیے مملوکہ زمینوں میں داخل ہونا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ اس کا حق ہے، جو کسی کی ملکیت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ (سبل السلام: ۳/ ۲۵)

بَابُ اَحَبِّ الشَّرَابِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا جَاءَ فِيْ تَخْمِيْرِ الْاِنَاءِ

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ مشروب اور برتن کو ڈھانپنے کا بیان

(۷۴۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحَلُوَّ الْبَارِدَ۔ (مسند احمد: ۲۴۶۰۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سب سے پسندیدہ مشروب وہ تھا جو میٹھا اور ٹھنڈا ہو۔

(۷۴۴۰)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسْتَقٰى لَهُ الْمَاءُ الْعَذْبُ مِنْ بُيُوْتِ السُّقْيَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۰۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے آپ ﷺ کے لیے بیوت سقیاء سے پینے کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔

فوائد:...... بیوت سقیاء مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے، یہ ایک میٹھا چشمہ تھا، مدینہ کے اکثر کنوؤں کا پانی کڑوا تھا، جبکہ آپ ﷺ میٹھا پانی پسند فرماتے تھے، اس لیے وہاں سے آپ ﷺ کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔

(۷۴۴۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ اَيُّ الشَّرَابِ اَطْيَبُ؟ قَالَ: ((اَلْحَلُوُّ الْبَارِدُ۔)) (مسند احمد: ۳۱۲۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا مشروب زیادہ پسندیدہ اور لذیذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو میٹھا اور ٹھنڈا ہو۔''

فوائد:...... ہر انسان طبعی طور پر میٹھی اور ٹھنڈی چیز کو پسند کرتا ہے۔

(۷۴۴۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((غَطُّوا الْاِنَاءَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانپ کر اور مشکوں کے منہ باندھ کر رکھا کرو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں ایک وبا

(۷۴۳۹) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۱۸۹۵ (انظر: ۲۴۱۰۰)

(۷۴۴۰) تخریج: اسنادہ جیّد، أخرجه ابوداود: ۳۷۳۵ (انظر: ۲۴۶۹۳)

(۷۴۴۱) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۳۱۲۹)

(۷۴۴۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۴ (انظر: ۱۴۸۲۹)

وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ، لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَمْ يُغَطَّ وَلَا سِقَاءٍ لَمْ يُوكَ إِلَّا وَقَعَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۸۸۹)

اترتی ہے اور وہ ہر اس برتن میں داخل ہو جاتی ہے، جو ڈھانپا ہوا نہ ہو اور ہر اس مشک میں اتر جاتی ہے جس کا منہ نہ باندھا ہو۔''

فوائد:...... اس حدیث میں حکم کی ایک وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے، برتن اور مشکیزے کو نہ ڈھانپنے کے مزید نقصانات بھی ہو سکتے ہیں، مثلاً کسی زہریلے جانور سے متاثر ہو جانا، کوئی چیز گرنے سے پانی اور مشروب کا خراب ہو جانا، وغیرہ وغیرہ۔

(۷۴۴۳)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدِ نِ الْاَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ نَهَارًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا۔)) (مسند احمد: ۱۴۱۸۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے ایک دن سیدنا ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ دودھ کا ایک برتن لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ بقیع میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں، اسے ڈھانپ لینا تھا، اگرچہ اس پر کوئی لکڑی رکھ کر ہی ڈھانپ لیتا۔''

(۷۴۴۴)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ لَيْسَ بِمُخَمَّرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرُضُهُ۔)) قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: إِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَسْقِيَةِ أَنْ تُوكَأَ، وَبِالْأَبْوَابِ أَنْ تُغْلَقَ لَيْلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ زَكَرِيَّا قَوْلَ أَبِي حُمَيْدٍ بِاللَّيْلِ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۰۷)

(دوسری سند) سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ نقیع مقام سے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دودھ کا پیالہ لائے، جو ڈھانپا ہوا نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں، اگرچہ اس پر ایک لکڑی رکھ لاتا۔'' ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مشکوں کے منہ پر تسمہ باندھا جائے اور رات کے وقت دروازے بند رکھے جائیں، زکریا راوی نے رات کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

(۷۴۴۵)۔وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَسْقَى مَاءً، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے پانی طلب کیا، ایک آدمی نے کہا: جی میں

(۷۴۴۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۶۰۵، ومسلم: ۲۰۱۱(انظر: ۱۴۱۳۷)
(۷۴۴۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۰ (انظر: ۲۳۶۰۸)
(۷۴۴۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۶۰۵، ومسلم: ۲۰۱۱(انظر: ۱۴۳۶۷)

اَسْقِيكَ نَبِيْذًا؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعٰى، قَالَ: فَجَاءَ بِإِنَاءٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا۔)) ثُمَّ شَرِبَ۔ (مسند احمد: ١٤٤٢٠)

آپ کو نبیذ پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی کیوں نہیں۔'' وہ دوڑتا ہوا گیا اور ایک برتن لے آیا، اس میں نبیذ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں، اگر چہ اس پر ایک لکڑی رکھ لیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے وہ پی لیا۔

(٧٤٤٦)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَشْرَبُوْا إِلَّا فِيْمَا أُوْكِيَ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٣٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم صرف ان مشکوں سے پیو، جن کے منہ باندھے گئے ہوں۔''

فوائد:...... ان احادیث میں برتن ڈھانپنے کی خصوصی تربیت کی گئی ہے اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ شیطان سے حفاظت رہتی ہے، کیونکہ شیطان ڈھانکا ہوا برتن نہیں کھولتا، دوسرا یہ ہے کہ اس طرح وباء سے حفاظت رہتی ہے، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ نجاست اور گندگی سے حفاظت رہتی ہے، چوتھا فائدہ ہے کہ کیڑے مکوڑوں سے حفاظت رہتی ہے، بعض اوقات کوئی زہریلی چیز پانی میں گر جاتی ہے، جس سے پانی متاثر ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْمُؤْمِنِ يَشْرَبُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ.....
مومن کم پیتا ہے

(٧٤٤٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ الْكَافِرُ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)) (مسند احمد: ٨٨٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کافر مہمان کی میزبانی کی، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ایک بکری کا دودھ دوہا جائے، پس اس کا دودھ دوہا گیا، اس کافر نے اس کا دوہا ہوا سارا دودھ پی لیا پھر دوسری کا بھی پی گیا، پھر تیسری کا بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا آپ ﷺ نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، تو اس نے ایک بکری کا دوہا ہوا دودھ پی لیا، پھر آپ نے دوسری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، پس وہ دوسری بکری کا دودھ پورا نہ پی سکا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں۔''

(٧٤٤٦) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٤٤٣٣)

(٧٤٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٦٣ (انظر: ٨٨٧٩)

فوائد:...... مراد یہ ہے کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مومن کم، اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن عبادت کے اسباب میں مصروف بھی رہتا ہے اور اس کے وجود کو عبادت کی وجہ سے بھی غذا ملتی ہے، نیز وہ یہ بھی جانتا ہے کہ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملے میں گزارہ کیا جائے اور شہوات اور چسقوں کے پیچھے نہ پڑھا جائے، ان امور کی وجہ سے اس کا تھوڑی مقدار والا کھانا بابرکت ثابت ہوتا ہے، جبکہ کافران تمام امور سے عاری اور غافل ہوتا ہے، اس کا سب کچھ دنیا ہے، سووہ اس کی لذتوں میں کھویا ہوا ہوتا ہے۔

بَابُ تَرْتِيْبِ الشَّارِبِيْنَ وَالْبَدَائَةِ بِاَفْضَلِ الْقَوْمِ ثُمَّ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَاِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا

پینے والوں کی ترتیب کا، قوم کے شرف والے آدمی سے پینے کا آغاز کا اور اس کے بعد دائیں طرف والے کو مقدم کرنے کا اور اس چیز کا بیان کہ پلانے والا آخر میں پانی پیئے گا

(٧٤٤٨)۔عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ وَكُنَّ أُمَّهَاتِي تَحُثُّنِي عَلٰى خِدْمَتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ وَشِيبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهِ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ نَاحِيَةً فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ فَنَاوَلَ الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: ((اَلْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ۔)) (مسند احمد: ١٢١٠١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو میری عمر دس برس تھی اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں بیس برس کا تھا، میری ماں اور خالائیں مجھے آپ کی خدمت پر ترغیب دلاتی رہتی تھیں، ایک دن آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، جب آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کے لیے اپنی پالتو بکری کا دودھ دوہا اور گھر والے کنوئیں سے اس میں پانی ملایا، ایک دیہاتی آپ کی دائیں جانب تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے اور سیدنا عمر ایک کونے میں تھے، نبی کریم ﷺ نے وہ دودھ پیا، سیدنا عمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! بقیہ دودھ سیدنا ابوبکر کو دے دو، لیکن آپ ﷺ نے دیہاتی کو پکڑا دیا اور فرمایا: ''دائیں جانب والے مقدم ہوتے ہیں۔''

فوائد:...... دوسروں کو کوئی چیز دیتے وقت دائیں طرف والوں کو مقدم کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی آدمی بائیں طرف والوں کو پہلے پلانا چاہے تو دائیں طرف والوں سے اجازت طلب کرے۔ جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پیا، آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے بچے سے کہا: کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان بزرگوں کو

(٧٤٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٥٢، ومسلم: ٢٠٢٩ (انظر: ١٢٠٧٧)

پہلے دے دوں؟ لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! آپ کے جوٹھے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

(بخاری، مسلم)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: نبی کریم ﷺ سے ابتدا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مشروب طلب کیا تھا، اس لیے اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ کوئی چیز تقسیم کرتے وقت قوم کے بڑے آدمی کو مقدم کیا جائے، جیسا کہ آج کل یہ رواج عام ہے۔ اگر یہ استدلال اور ادب درست ہوتا تو آپ ﷺ خود بھی اس کا التزام کرتے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب بیٹھنے والے بدو کو ابوبکر صدیق پر مقدم کیا، کیونکہ وہ بائیں جانب بیٹھے تھے، حالانکہ صدیق کا مقام و مرتبہ زیادہ تھا۔ پھر آپ ﷺ نے وضاحت بھی فرما دی کہ دائیں طرف والوں کو مقدم کرنا چاہیے۔

(صحیحہ: ۱۷۷۱)

(۷۴۴۹)۔ عَنْ حَرْمَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ، وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ يَمِينِهِ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلشَّرْبَةُ لَكَ وَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهِ خَالِدًا؟)) قَالَ: مَا أُوثِرُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا۔ (مسند احمد: ۱۹۰۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب تھا اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں جانب تھے، نبی کریم ﷺ نے پانی پیا اور مجھ سے فرمایا: ''پانی پینے کی باری تو تمہاری ہے، لیکن اگر تمہاری مرضی ہو تو میں پہلے خالد کو دے دوں؟'' میں کہا: میں نبی کریم ﷺ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پس آپ نے برتن مجھے تھما دیا۔

فوائد:...... غور فرمایئے کہ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بائیں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، آپ ﷺ کا طبعی فیصلہ یہ تھا کہ پہلے خالد بن ولید کو مشروب پلایا جائے، لیکن وہ بائیں جانب بیٹھے تھے، اس لیے ابن عباس سے اجازت طلب کی، جب انھوں نے اجازت نہ دی تو آپ ﷺ نے شرعی فیصلے کو ترجیح دی اور مشروب عبداللہ بن عباس کو تھما دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ صرف تقسیم کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دائیں جانب کو مقدم کرے، بلکہ یہ دائیں طرف بیٹھنے والوں کا حق ہے۔

حلال و حرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، شریعت نے حلال و حرام کا تعین کر دیا ہے یا ان کے بارے میں بنیادی قواعد پیش کر دیے ہیں۔ اب حلت و حرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ ابو داود کی اس حدیث اور کئی دوسری احادیث سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈے حلال ہیں۔ اس کا مفصل بیان گزر چکا ہے۔

(۷۴۴۹) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۳۷۳۰، والترمذی: ۳۴۵۵، وأخرج بنحوه ابن ماجه: ۳۴۲۶(انظر: ۱۹۰۴)۔

(۷٤٥٠)۔عَنْ سَعْدِ بْنِ سَهْلٍ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۱۲)

سیدنا سعد بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے پیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب بزرگ تھے اور دائیں جانب ایک بچہ تھا، آپ ﷺ نے بچے سے فرمایا: ”کیا تو مجھے اجازت دے گا کہ میں ان بزرگوں کو یہ پانی دے دوں؟“ لیکن اس بچے نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے نصیب پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، پس نبی کریم ﷺ نے وہ پانی والا برتن اس بچے کے ہاتھ میں دے دیا۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کھانے پینے کی یا اس کے علاوہ بھی کوئی چیز ہو تو دائیں جانب سے دینے کا آغاز کیا جائے یا پھر دائیں جانب والے سے اجازت لے لی جائے اگر وہ اجازت دے تو پھر دوسری جانب والے میں سے اجازت شدہ کو دینی جائز ہے، اگر اجازت نہ دے تو پھر جائز نہیں اگر چہ دائیں جانب والا کم درجہ یا چھوٹا ہو۔

(۷٤٥۱)۔عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ قَالَ ثُمَّ هَجَمْنَا عَلَى الْمَاءِ بَعْدُ قَالَ فَجَعَلُوا يَسْقُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا أَتَوْهُ بِالشَّرَابِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى شَرِبُوا كُلُّهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۳۲)

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے، پانی موجود نہ تھا، پھر اچانک ہمیں پانی مل گیا، لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو پانی پلانا شروع کر دیا، جب بھی وہ آپ کے پاس پانی لاتے تو آپ ﷺ فرماتے: ”قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔“ آپ نے یہ بات تین بار دہرائی، یہاں تک کہ سب لوگوں نے پانی پیا تو تب آخر میں آپ ﷺ نے پیا تھا۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ پانی پلانے والا پہلے سب کو پلائے گا، پھر آخر میں خود پئے گا۔

(۷٤٥۲)۔عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ جَدَّتِي تَمْرًا يُقَلِّلُهُ

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور میری دادی نے تھوڑی سی کھجوریں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں اور کھانا تیار

(۷٤٥۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤٥۱، ۲٦۰۲، ومسلم: ۲۰۳۰ (انظر: ۲۲۸۲٤)

(۷٤٥۱) تخریج: اسناده ضعیف، ابو المختار الاسدی مجهول الحال، أخرجه ابوداود: ۳۷۲٥ (انظر: ۱۹۱۲۱)

(۷٤٥۲) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابن عبد الله بن بسر (انظر: ۱۷٦۷٦)

وَطَبَخَتْ لَهُ وَسَقَيْنَاهُمْ فَنَفِدَ الْقَدَحُ فَجِئْتُ بِقَدَحٍ آخَرَ وَكُنْتُ أَنَا الْخَادِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِ الْقَدَحَ الَّذِي انْتَهٰى إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٧٨٢٨)

کیا، ہم نے ان کو پانی پلایا، یہاں تک کہ پانی ختم ہو گیا، میں ایک اور پیالہ لے آیا، میں پانی پلانے کی خدمت پر مامور تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیالہ اس تک لے جاؤ جو آخری ہے،(پھر خود پینا)۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا
کھڑے ہو کر پانی پینا منع ہے

(٧٤٥٣)۔عَنْ أَبِي زِيَادٍ الطَّحَّانِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا يَشْرَبُ قَائِمًا فَقَالَ لَهُ: ((قِهْ۔)) قَالَ: لِمَهْ؟ قَالَ: ((أَيَسُرُّكَ أَنْ يَشْرَبَ مَعَكَ الْهِرُّ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَإِنَّهُ قَدْ شَرِبَ مَعَكَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٩٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہو کر پانی پی رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو قے کر دے۔'' اس نے کہا: کیوں؟ آپ نے اس سے فرمایا: ''کیا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ تیرے ساتھ بلا پانی پیئے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تیرے ساتھ اس نے پانی پیا ہے، جو اس بلے سے بھی بدتر ہے، اور وہ ہے شیطان۔''

(٧٤٥٤)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَا فِي بَطْنِهِ لَاسْتَقَائَهُ۔)) (مسند احمد: ٧٧٩٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھڑا ہو کر پانی پیتا ہے، اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہوا ہے تو وہ قے کر دے۔''

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔)) ''تم میں سے کوئی آدمی کھڑے ہو کر نہ پیئے، اگر کوئی بھول جائے تو وہ قے کر دے۔'' (صحیح مسلم: ۲۰۲۶)

(٧٤٥٥)۔عَنْ قتادہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پیئے۔ لوگ کہتے ہیں:

(٧٤٥٣) تخريج: صحيح، قاله الالباني في سلسلته الصحيحة، أخرجه الدارمي: ٢١٢٨، والبزار: ٢٨٩٦ (انظر: ٨٠٠٣)

(٧٤٥٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٣٢٤، وعبد الرزاق: ١٩٥٨٨، والبيهقي: ٧/ ٢٨٢ (انظر: ٧٨٠٨)

(٧٤٥٥) تخريج. أخرجه مسلم: ٢٠٢٤ (انظر: ١٢٣٣٨)

قَــائِــمًـــا ، قَالَ: فَقُلْنَا لِاَنَسٍ: فَالطَّعَامُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ اَشَدُّ وَ اَنْتَنُ ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: اَوْ اَخْبَثُ۔ (مسند احمد: ١٢٣٦٣)

ہم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کھانا کھا سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کھانا کھڑے ہوکر کھانا تو اس سے بھی سخت برا اور بدبودار ہے، ابن بکر کے بقول یہ کام زیادہ خبیث ہے۔

(٧٤٥٦)۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: زَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (مسند احمد: ١١٢٩٨)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اس سے ڈانٹا ہے کہ آدمی کھڑے ہوکر پانی پیے۔

(٧٤٥٧)۔عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَاَلْتُ جَابِرًا عَنِ الرَّجُلِ يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ ، قَالَ جَابِرٌ: كُنَّا نَكْرَهُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١١١٠٤)

سیدنا ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے دریافت کیا جو کھڑا ہوکر پانی پیتا ہے، آیا کیا یہ جائز ہے؟ انھوں نے کہا: ہم اسے ناپسند کیا کرتے تھے۔

(٧٤٥٨)۔وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ يَشْهَدُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنْ ذَاكَ ، وَزَجَرَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِبَوْلٍ۔ (مسند احمد: ١١١٠٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے ڈانٹا ہے اور اس سے بھی ڈانٹا ہے کہ ہم پیشاب کرتے وقت قبلہ رخ ہوں۔

فوائد:...... کھڑے ہوکر پانی پینا کیسا ہے؟ دیکھیں: حدیث نمبر (٧٣٩٢)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

کھڑے ہوکر پینے کی رخصت کا بیان

(٧٤٥٩)۔عَنْ زَاذَانَ اَنَّ عَلِيَّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ شَرِبَ قَائِمًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّاسُ كَاَنَّهُمْ اَنْكَرُوْهُ ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ) فَقَالَ: مَا تَنْظُرُوْنَ؟ اِنْ اَشْرَبْ قَائِمًا فَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا ، وَاِنْ اَشْرَبْ قَاعِدًا فَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَشْرَبُ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٧٩٥)

زاذان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر پانی پیا، لوگوں نے ان کی جانب تعجب انگیز انداز میں دیکھا، انھوں نے کہا: تم کیا دیکھتے ہو، اگر میں کھڑا ہوکر پیتا ہوں تو میں نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوکر پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اگر میں بیٹھ کر پیتا ہوں تو میں نے نبی کریم ﷺ کو بیٹھ کر پیتے دیکھا ہے۔

(٧٤٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٢٥ (انظر: ١١٢٧٨)

(٧٤٥٧) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١١٠٨٨)

(٧٤٥٨) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٢٠، ٣٢١ (انظر: ١١٠٨٩)

(٧٤٥٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطحاوي: ٤/ ٢٧٣، وابن ابي شيبة: ٨/ ٢٠٤ (انظر: ٧٩٥)

(۷۴۶۰)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَمَشٰى حَافِيًا وَنَاعِلًا، وَانْصَرَفَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پانی پیا، آپ ﷺ ننگے پاؤں بھی چلتے تھے اور جوتا پہن کر بھی اور نماز سے فارغ ہو کر بعض اوقات دائیں جانب مڑتے تھے اور بعض اوقات بائیں طرف۔

(۷۴۶۱)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ، (وَفِیْ لَفْظٍ: شَرِبَ مِنْ دَلْوٍ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا)۔ (مسند احمد: ۱۸۳۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا، اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک ڈول سے آبِ زمزم پیا۔

(۷۴۶۲)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔ (مسند احمد: ۲۶۰۸)

(دوسری سند) امام شعبی کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو آب زم زم پلایا، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے۔

(۷۴۶۳)۔عَنْ يزيد بن عطارد قَالَ وَكِيعٌ السَّدُوسِیُّ أَبِی الْبَزَرِیُّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا فَقَالَ قَدْ كُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَشْرَبُ قِيَامًا وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَسْعٰى۔ (مسند احمد: ۴۶۰۱)

ابو بزری وکیع سدوسی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پانی پینے کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کھڑے ہو کر پیتے تھے اور چلتے ہوئے کھا بھی لیتے تھے۔

(۷۴۶۴)۔عَنِ الصَّلْتِ بْنِ غَالِبٍ الْهُجَيْمِیِّ عَنْ مُسْلِمٍ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ

مسلم (تابعی) نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے، انہوں نے کہا: اے بھتیجے! میں

(۷۴۶۰) تخریج: صحیح لغیرہ دون قوله: "ومشى حافيا و ناعلا" وهذا اسناد ضعيف لابهام الراوی عن مكحول، ولانقطاعه، فقد انكر ابو زرعة الدمشقی ان يكون مكحول الشامی قد سمع من مسروق الاجدع، أخرجه النسائی: ۳/ ۸۱ (انظر:)

(۷۴۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۳۷، ومسلم: ۲۰۲۷ (انظر: ۱۸۳۸)

(۷۴۶۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۴۶۳) تخریج: اسناده ضعيف، ابو البزَرَی مجهول، أخرجه الطيالسی: ۱۹۰۴، والدارمی: ۲/ ۱۲۰، وابن حبان: ۵۲۴۳، والبيهقی: ۷/ ۲۸۳ (انظر: ۴۶۰۱)

(۷۴۶۴) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة الصلب بن غالب الهجيمی ومسلم (انظر: ۷۵۳۳)

الشُّرْبِ قَائِمًا قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلَ رَاحِلَتَهُ وَهِيَ مُنَاخَةٌ وَأَنَا آخِذٌ بِخِطَامِهَا أَوْ زِمَامِهَا وَاضِعًا رِجْلِي عَلٰى يَدِهَا فَجَاءَ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَامُوا حَوْلَهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَاوَلَ الَّذِي يَلِيهِ عَنْ يَمِينِهِ فَشَرِبَ قَائِمًا حَتّٰى شَرِبَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قِيَامًا۔ (مسند احمد: ۷۵۲۴)

نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے سواری کا گھٹنا باندھا اور اسے بٹھا دیا اور میں اس سواری کی لگام تھامے تھا اور میں نے سواری کی اگلی ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا، قریش کے کچھ افراد آئے اور آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے، نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ کا ایک برتن لایا گیا، آپ ﷺ نے وہ پیا، جبکہ آپ ﷺ سواری پر ہی تھے، پھر آپ ﷺ نے وہ اسے پکڑا دیا جو دائیں جانب آپ ﷺ کے نزدیک تھا، آپ ﷺ نے بھی کھڑے ہو کر پیا تھا اور ساری قوم نے بھی کھڑے ہو کر پیا تھا۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۹۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ وَاخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ
مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کا بیان

(۷۴٦۵)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ۔ (مسند احمد: ۲٦۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا ہے اور اس جانور کا گوشت کھانے سے بھی منع کیا ہے، جسے نشانہ بنا کر مار دیا گیا ہو اور جلالہ کے دودھ سے بھی منع کیا۔

فوائد:...... جلالہ کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳۵)

(۷۴٦٦)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ، قَالَ أَيُّوْبُ (اَحَدُ الرُّوَاةِ): فَأُنْبِئْتُ اَنَّ رَجُلًا شَرِبَ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا ہے۔ ایوب راوی کہتے ہیں: مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ایک آدمی نے مشک کے منہ سے پانی پیا تھا تو اس سے سانپ نکل آیا تھا۔

(۷۴٦۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه ابوداود: ۳۷۸٦، والنسائى: ۷/ ۲۴۰، والترمذى: ۱۸۲۵ (انظر: ۲٦۷۱)

(۷۴٦٦) تخريج:أخرجه البخارى: ۵٦۲۸ ولم يذكر قول ايوب، واسناد هذا القول صحيح (انظر: ۱۰۳۲۰)

(٧٤٦٧)۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَةِ۔ (مسند احمد: ١١٠٤٠)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشک کے منہ کو اوپر کی طرف سے موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نَھٰی ﷺ أَنْ یُشْرَبَ مِنْ فِی السِّقَاءِ، لِأَنَّ ذٰلِكَ یُنْتِنُهُ، رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔ (حاکم: ٤/ ١٤٠، صحیحہ: ٤٠٠)

آپ ﷺ نے مشکیزے سے مذکورہ بالا طریقے کے ساتھ پانی پینے سے کیوں منع کیا، اس کی دو وجوہات بھی بیان کر دی گئی ہیں، امام مبارکپوری نے تیسری وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے کہ نہی کی وجہ یہ ہو کہ پانی پینے والے پر نہ بہہ پڑے، کیونکہ عام طور پر مشکیزے کا منہ کھلا ہوتا ہے۔

لیکن سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ میں کھڑی ہوئی اور مشکیزے کا وہ منہ (مبارک سمجھ کر اسے) کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) اگلے باب میں جواز کی مزید روایات موجود ہیں۔

اعتراض:......اس باب کی احادیث کی روشنی میں مشکیزے سے بلا واسطہ پانی پینے سے منع کیا گیا، لیکن سیدہ کبشہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے خود اسی انداز میں پانی پیا؟

جواب:......امام مبارکپوری نے کہا:

(۱) ممکن ہے کہ نہی والی احادیث کا تعلق بڑے مشکیزے اور جواز والی حدیث کا تعلق چھوٹے مشکیزے سے ہو۔

(۲) نہی والی احادیث کا تعلق عام حالات سے ہو اور جواز والی حدیث کا ضرورت اور مجبوری سے۔

(۳) نہی والی احادیث کا تعلق عادت بنا لینے سے ہو اور جواز والی حدیث کا تعلق بعض اوقات کے ساتھ۔

(۴) اجازت والی حدیث، نہی والی احادیث کی ناسخ ہو۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/۱۱۴)

تیسری وجہ زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ نہی کو مستحب عمل پر اور اجازت کو مکروہ عمل پر محمول کیا جائے، کیونکہ اس جمع و تطبیق سے دونوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

عصر حاضر میں مشکیزوں کا وجود تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ سوال یہ ہے کیا گھر میں رکھی گئی یا بنائی گئی ٹینکیوں کا بھی یہی حکم ہے کہ ان سے نکلنے والی ٹونٹی سے براہِ راست پانی نہ پیا جائے؟ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مشکیزے اور ٹینکی دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٧٤٦٧) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٠٢٣ (انظر: ١١٠٢٦)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ
مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی اجازت کی دلیل

(٧٤٦٨)۔عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی اِمْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَفِی الْبَیْتِ قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَاخْتَنَثَهَا وَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٩٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ انصار کی ایک خاتون کے گھر داخل ہوئے، اس کے گھر میں لٹکی ہوئی ایک مشک تھی، آپ ﷺ نے اس کا منہ الٹایا اور کھڑے کھڑے اس سے پانی پی لیا۔

(٧٤٦٩)۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ (اُمُّ سُلَیْمٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَیْهَا وَفِیْ بَیْتِهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، قَالَتْ: فَشَرِبَ مِنَ الْقِرْبَةِ قَائِمًا، قَالَتْ: فَعَمِدْتُ اِلٰی فَمِ الْقِرْبَةِ فَقَطَعْتُهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٦٥٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری ماں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے، گھر میں ایک مشک لٹک رہی تھی، آپ نے اس سے کھڑے کھڑے پانی پی لیا، میں نے اس مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

فوائد:...... پچھلے باب کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

بَابُ النَّهْیِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِی الْاِنَاءِ وَالنَّفْخِ فِیْهِ
برتن میں سانس لینا اور پھونک مارنا منع ہے

(٧٤٧٠)۔عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ اَنْ یُتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْ یُنْفَخَ فِیْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(٧٤٧١)۔عَنِ ابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ فَدَخَلَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقَالَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَجُلٌ: اِنِّیْ لَا

ابن مثنی کہتے ہیں: میں مروان کے پاس تھا، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے، مروان نے ان سے کہا: کیا تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے (کے برتن) میں سانس لینے سے منع فرمایا ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اور ایک آدمی نے

(٧٤٦٨) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ٢٥٢٧٩)

(٧٤٦٩) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة البراء بن زید، ثم ان عبد الکریم لم یسمع منه فیما قال علی بن المدینی، أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ٤/ ٢٧٤ (انظر: ٢٧١١٥)

(٧٤٧٠) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری، أخرجه ابوداود: ٣٧٢٨، وابن ماجه: ٣٤٢٩، والترمذی: ١٨٨٨ (انظر: ١٩٠٧)

(٧٤٧١) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الترمذی: ١٨٨٧(انظر: ١١٢٠٣)

أُرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ: ((أَبِنْهُ عَنْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ۔)) قَالَ أَرٰى فِيهِ الْقَذَاةَ قَالَ ((فَأَهْرِقْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۲۱)

کہا تھا: اے اللہ کے رسول! میں تو ایک سانس کے دوران پیے جانے والے پانی سے سیراب نہیں ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو پھر پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لے لیا کرو (اور پھر پی لیا کرو)۔'' اس نے کہا: اگر مجھے اس میں کوئی تنکا نظر آ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے بہا دیا کرو۔''

(۷۴۷۲)۔عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا بَالَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۰۳۲)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے، جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور جب پیشاب کرے تو آلۂ تناسل کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔''

فوائد:...... کھانے پینے کے برتن میں یا کھانے پینے والی چیز پر پھونک مارنا منع ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۷۴۰۸)

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا فِي الشُّرْبِ خَارِجَ الْإِنَاءِ
پانی پینے کے دوران برتن سے باہر تین سانس لینا مستحب ہے

(۷۴۷۳)۔عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي اِنَائِهِ ثَلَاثًا، وَكَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۱۲۱۵۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پانی والے برتن میں تین سانس لے کر پانی پیتے تھے اور سیدنا انس بھی تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔

(۷۴۷۴)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِي عِصَامٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا وَيَقُوْلُ: ((هٰذَا اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ وَاَبْرَأُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۹۵۳)

(دوسری سند) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ پانی پیتے تو (پانی کے دوران) تین سانس لیتے اور فرماتے تھے: ''یہ انداز زیادہ مزیدار، خوشگوار اور صحت یاب ہے۔''

(۷۴۷۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۷ (انظر: ۲۲٦۵۵)

(۷۴۷۳) خريج: أخرجه البخاري: ۵٦۳۱ (انظر: ۱۲۱۳۳)

(۷۴۷۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول، وأخرجه البخاري دون المرفوع القولي، وهو حديث صحيح

(٧٤٧٥)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ فِي الشَّرَابِ۔ (مسند احمد: ٢٥٧١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پانی پیتے تو دو سانس لیتے تھے۔

فوائد:...... افضل اور مستحب یہی ہے کہ پانی پینے کے دوران تین سانس لیے جائیں، البتہ حدیث نمبر (۷۴۷۱) سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہے کہ ایک سانس میں پانی پینا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّرْبِ كَرْعًا
منہ لگا کر پانی پینے کا حکم

(٧٤٧٦)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا الْكَرْعَ وَلٰكِنْ لِيَشْرَبَ أَحَدُكُمْ فِيْ كَفَّيْهِ۔)) (مسند احمد: ٦٢١٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''منہ لگا کر پانی نہ پیو، بلکہ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے پانی پیا کرو۔''

فوائد:...... یہ حدیث ضعیف ہے اور درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ منہ لگا کر پانی پی لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(٧٤٧٧)۔عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا۔)) قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ مَاءً فِي قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انصار کے ایک آدمی کے پاس داخل ہوئے، آپ کے ساتھ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی تھے، اس نے آپ ﷺ کو سلام کہا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس وہ پانی ہے، جو مشک میں رات رہا ہو، تو وہ لے آؤ، وگرنہ ہم منہ لگا کر ہی پی لیں گے۔'' وہ آدمی اپنے باغ کو پانی لگا رہا تھا، اس نے کہا: جی میرے پاس وہ پانی ہے، جو رات مشک میں پڑا رہا ہے، وہ دونوں کو یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی کو ایک چھپر کے نیچے لے گیا اور ایک پیالہ میں پانی ڈالا اور اس میں پالتو بکری

(٧٤٧٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف سعيد بن محمد الوراق ورشدين بن كريم، وعندهما مناكير، أخرجه ابن ماجه: ٣٤١٧، والترمذى: ١٨٨٦ (انظر: ٢٥٧١)

(٧٤٧٦) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوى عن ابن عمر، أخرجه عبد الرزاق: ١٩٥٩٦، والبيهقى فى "الشعب": ٦٠٢٩ (انظر:)

(٧٤٧٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٦١٣، ٥٦٢١ (انظر: ١٤٥١٩)

شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِی جَاءَ مَعَهُ۔ (مسند احمد: ١٤٥٧٣)

سے دودھ دوہ کر ملایا اور پیش کر دیا، نبی کریم ﷺ نے پیا بعد میں اس آدمی نے پیا جو آپ کے ساتھ تھا۔

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منہ لگا کر پانی پی لینا درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی اللَّبَنِ وَشُرْبِهٖ وَحَلْبِهٖ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

دودھ، اس کو پینے اور اس کو دوہنے وغیرہ کا بیان

(٧٤٧٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِاللَّبَنِ قَالَ: ((كَمْ فِي الْبَيْتِ بَرَكَةً أَوْ بَرَكَتَيْنِ)) (مسند احمد: ٢٥٦٣٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ لایا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''(دودھ کی وجہ سے) گھر میں کتنی برکت ہے یا دو برکتیں ہیں۔''

فوائد:...... دودھ اس وجہ سے برکت والا قرار دیا گیا ہے کہ یہ کھانے اور پانی دونوں کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔

(٧٤٧٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي۔ (مسند احمد: ٢٣٣٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے باپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں بچھونوں پر بٹھایا اور کھانا کھلایا، پھر ہمارے پاس ایک پینے کی چیز لائی گئی، سیدنا معاویہ نے وہ پی اور میرے ابا جان کو پکڑا دی، میرے ابا جان نے کہا: اسے جب سے نبی کریم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے میں نے اس وقت سے اسے نہیں پیا، سیدنا معاویہ نے کہا: میں قریش میں سے سب سے زیادہ صاحب جمال ہوں اور سب سے عمدہ دانتوں والا ہوں، میں نے تو اپنی جوانی میں اس جیسی لذت کسی اور چیز میں نہیں پائی، البتہ دودھ میں اس سے زیادہ لذت ہے یا وہ انسان بھی بڑا لذت انگیز لگتا ہے، جو مجھ سے اچھی بات کرتا ہے۔

فوائد:...... اس سے ثابت ہوا کہ دودھ ایک لذت انگیز اور برکت آمیز غذا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو چیز پی اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کو پیش کی، یہ نبیذ تھی، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا نہ پینا از راہِ احتیاط تھا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں نشہ پیدا ہو چکا ہو، وگرنہ نبیذ کوئی حرام چیز نہیں ہے، ہاں جب اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو پینا ممنوع قرار پاتا ہے۔

(٧٤٧٨) تخريج: اسناده ضعيف، ام سالم الراسبية مجهولة، أخرجه ابن ماجه: ٣٣٢١ (انظر: ٢٥١٢٤)

(٧٤٧٩) تخريج: اسناده قوی، أخرجه ابن ابی شيبة: ١١/ ٩٤ (انظر: ٢٢٩٤١)

(٧٤٨٠)۔عَنْ ضِرَارِ بْنِ الْأَزْوَرِ قَالَ بَعَثَنِي أَهْلِي بِلَقُوحٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلِبَهَا فَحَلَبْتُهَا فَقَالَ: ((دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٢٤)

سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے بعض اہل خانہ نے مجھے دودھ والی اونٹنی دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا، میں وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو دوہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مزید دودھ) کا سبب بننے والا دودھ (تھنوں میں) چھوڑ دیا کر۔''

فوائد:...... اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دوہنے والے کو چاہیے کہ وہ دودھ کی کچھ مقدار تھنوں میں باقی رہنے دے اور ان کو مکمل نہ نچوڑ لے، کیونکہ دوہنے کے بعد تھنوں میں باقی رہنے والا دودھ مزید دودھ کے اترنے کا سبب بنے گا اور تھنوں کو مکمل نچوڑ لینے کی صورت میں پچھلا دودھ کافی دیر کے بعد اترے گا۔

(٧٤٨١)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَبَنِ شَاةِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔ (مسند احمد: ١٩٨٩)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ بکری کا دودھ پینے سے اور باندھ کر نشانہ بنائے گئے جانور کا گوشت کھانے سے اور مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... پہلے اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

اَلْأَنْبِذَةُ الْجَائِزَةُ وَالْمُحَرَّمَةُ

نبیذ کی جائز اور حرام اقسام کا بیان

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذٰلِكَ وَكَيْفَ كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيْذُهُ

نبیذ کی جائز اقسام کا بیان، نیز نبی کریم ﷺ کے لیے نبیذ کیسے اور کس چیز سے نبیذ بنائی جاتی تھی

(٧٤٨٢)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي سِقَاءٍ فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ أَوْ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ فَنَطْرَحُهَا فِي السِّقَاءِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ لَيْلًا فَيَشْرَبُهُ نَهَارًا أَوْ نَهَارًا فَيَشْرَبُهُ لَيْلًا۔ (مسند احمد: ٢٤٧٠٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لیے مشک میں نبیذ بنایا کرتے تھے، ہم ایک مٹھی بھر منقی یا کھجور مشک میں ڈال کر اس میں پانی ڈالتے، رات کو بناتے تو آپ ﷺ صبح کو پی لیتے اور دن کو بناتے تو آپ ﷺ رات کو پی لیتے تھے۔

(٧٤٨٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال يعقوب بن بحير، أخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير": ٤/ ٣٣٩، والطبرانى فى "الكبير": ٨١٢٩ (انظر: ١٦٧٠٤)

(٧٤٨١) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه ابوداود: ٣٧٨٦، والنسائى: ٧/ ٢٤٠، والترمذى: ١٨٢٥ (انظر: ١٩٨٩)

(٧٤٨٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٣٩٨، وأخرجه بنحوه مسلم: ٢٠٠٥ (انظر: ٢٤١٩٨)

فوائد:...... پانی میں کھجور بھگو کر رکھنا اور اس سے تیار ہونے والا مشروب پینا جائز ہے، اس کو نبیذ کہتے ہیں، لیکن جب ایسا مشروب جوش مارنے لگے یا اس سے خمیر اٹھنے لگے تو اس کا استعمال ناجائز ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

(۷۴۸۳)۔ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فِي سِقَاءٍ وَلَا نُخَمِّرُهُ وَلَا نَجْعَلُ لَهُ عَكَرًا فَإِذَا أَمْسٰى تَعَشّٰى فَشَرِبَ عَلٰى عَشَائِهِ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ فَرَّغْتُهُ أَوْ صَبَبْتُهُ ثُمَّ نَغْسِلُ السِّقَاءَ فَنَنْبِذُ فِيهِ مِنَ الْعِشَاءِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغَدّٰى فَشَرِبَ عَلٰى غَدَائِهِ فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ أَوْ فَرَّغْتُهُ ثُمَّ غَسَلَ السِّقَاءَ فَقِيلَ لَهُ أَفِيهِ غَسْلَ السِّقَاءَ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۴۴۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشک میں صبح نبیذ بناتے تھے، ہم اسے ڈھانپتے نہ تھے اور نہ ہی ہم اس میں تلچھٹ باقی رہنے دیتے تھے، جب شام ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کا کھانا کھا لیتے تو پھر نبیذ پیتے تھے، اگر نبیذ بچ جاتی میں اسے بہا دیتی اور مشک کو دھو دیتی، پھر ہم عشاء کے وقت نبیذ بناتے تھے، جب صبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا کھا کر نبیذ پیتے تھے، اگر نبیذ میں سے کچھ بچ جاتا تو میں اسے بہا دیتی پھر برتن دھویا جاتا۔ مقاتل سے پوچھا گیا: کیا اس حدیث میں مشک دو مرتبہ دھونے کا ذکر ہے، انھوں نے کہا: جی ہاں، دو مرتبہ دھونے کا ذکر ہے۔

(۷۴۸۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُنْقَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ الزَّبِيبُ، قَالَ: فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلٰى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ فَيُسْقٰى أَوْ يُهْرَاقُ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقی ملا کر پانی بنایا جاتا تھا، آپ اسے اس دن، دوسرے دن اور تیسرے دن کی شام تک پیتے، اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جاتا کہ وہ کسی کو پلا دیا جائے یا پھر بہا دیا جائے۔

فوائد:...... اس روایت میں تین دن تک نبیذ کو استعمال کرنے کا ذکر ہے، جبکہ سابق روایات میں ایک دن بھی مکمل نہیں ہونے دیا گیا، اس کے تین جوابات ہیں:

ممکن ہے کہ تین دنوں کا تعلق سردی کے موسم سے ہو، یا زیادہ سے زیادہ پینے کی مقدار کا جواز پیش کیا جا رہا ہو، بہرحال اصل قانون یہ ہے کہ نبیذ میں نشہ کا شائبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے، بصورتِ دیگر اس کو ضائع کر دیا جائے گا۔

(۷۴۸۵)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ نَبِيذِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیذ کے متعلق بتائیں،

(۷۴۸۳) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۷۱۲ (انظر: ۲۴۹۳۰)

(۷۴۸۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۰۴ (انظر: ۱۹۶۳)

(۷۴۸۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حسين بن عبد الله (انظر: ۲۶۰۶)

يَشْرَبُ بِالنَّهَارِ مَا صُنِعَ بِاللَّيْلِ وَيَشْرَبُ بِاللَّيْلِ مَا صُنِعَ بِالنَّهَارِ۔ (مسند احمد: ٢٦٠٦)

انہوں نے کہا: جو نبیذ رات کو بنایا جاتا، آپ ﷺ اسے دن میں پی لیتے اور جو دن کو بنایا جاتا، آپ ﷺ وہ رات کو پی لیتے تھے۔

(٧٤٨٦)۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: اَشْهَدُ عَلٰى سُفْيَانَ اَنِّیْ سَاَلْتُهُ اَوْ سُئِلَ عَنِ النَّبِيْذِ فَقَالَ: كُلْ تَمْرًا وَاشْرَبْ مَاءً يَصِيرُ فِيْ بَطْنِكَ نَبِيْذًا۔ (مسند احمد: ١٠٧٥٦)

ابراہیم بن سعد کہتے ہیں: میں سفیان کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ان سے سوال کیا یا ان سے نبیذ کے متعلق پوچھا گیا، انہوں نے کہا: کھجور کھا لو اور بعد میں پانی پی لو، تمہارے پیٹ میں نبیذ بن جائے گا۔

(٧٤٨٧)۔ عَنْ صُهَيْرَةَ بِنْتِ جَيْفَرٍ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَتْ: حَجَجْنَا ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَدَخَلْنَا عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَوَافَقْنَا عِنْدَهَا نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَقُلْنَ لَهَا: إِنْ شِئْتُنَّ سَأَلْتُنَّ وَسَمِعْنَا وَإِنْ شِئْتُنَّ سَأَلْنَا وَسَمِعْتُنَّ، فَقُلْنَا: سَلْنَ، فَسَأَلْنَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا وَمِنْ أَمْرِ الْمَحِيضِ ثُمَّ سَأَلْنَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَتْ: أَكْثَرْتُمْ عَلَيْنَا يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ وَمَا عَلٰى إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَطْبُخَ تَمْرَهَا ثُمَّ تَدْلُكَهُ ثُمَّ تُصَفِّيَهُ فَتَجْعَلَهُ فِي سِقَائِهَا وَتُوكِئَ عَلَيْهِ فَإِذَا طَابَ شَرِبَتْ وَسَقَتْ زَوْجَهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٤٠٢)

صہیرہ بنت جیفر کہتی ہیں: ہم نے حج کیا، پھر ہم مدینہ واپس لوٹیں اور ہم ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، ہم نے ان کے پاس کوفہ کی رہنے والی عورتوں موجود پائیں، انہوں نے ہم سے کہا: اگر چاہو تو تم سوال کرو، ہم سنتی ہیں اور اگر چاہو تو ہم سوال کرتی ہیں اور تم سنو، ہم نے کہا: تم سوال کرو، انہوں نے میاں بیوی اور حیض کے متعلقہ کچھ امور دریافت کئے اور پھر انہوں نے مٹکے (اور گھڑے وغیرہ) میں بنائے جانے والے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: عراق والیو! تم نے مٹکے کے نبیذ کے بارے میں بہت زیادہ تکرار کیا ہے، اس میں تم پر کوئی حرج نہیں کہ کھجور پکا لو، پھر اسے ہاتھ سے مل دو اور صاف کر کے اسے مشک میں رکھ لو اور پھر اس کا تسمہ بند کر دو اور جب وہ خوشگوار ہو جائے تو اسے پی لو اور اپنے خاوند کو بھی پلاؤ۔

فوائد: ...... "اَلْجَرّ" سے مراد وہ برتن ہے، جس کو مٹی اور پانی سے بنایا جائے۔

(٧٤٨٦) تخريج: (انظر: ١٠٧٤٥)

(٧٤٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة صهيرة بنت جَيْفَر، دون قوله: "حرم رسول الله ﷺ نبيذ الجر" فصحيح لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ٨/ ١٢٧ (انظر: ٢٦٨٦٥)

(۷٤۸۸)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ فَيْرُوزَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا أَصْحَابُ أَعْنَابٍ وَكَرْمٍ وَقَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَمَا نَصْنَعُ بِهَا قَالَ: ((تَتَّخِذُونَهُ زَبِيبًا۔)) قَالَ فَنَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ مَاذَا؟ قَالَ: ((تَنْقَعُونَهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَنْقَعُونَهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَشْرَبُونَهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَحْنُ مَنْ قَدْ عَلِمْتَ وَنَحْنُ نُزُولٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ مَنْ قَدْ عَلِمْتَ، فَمَنْ وَلِيُّنَا قَالَ: ((اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ قُلْتُ: حَسْبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ!۔ (مسند احمد: ۱۸۲۰٦)

سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم انگوروں کے مالک ہیں، اب شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے، اب ہم انگوروں کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا منقّی تیار کر لیا کرو۔'' اس نے کہا: پھر ہم منقی کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صبح پانی میں ڈالو اور شام کے کھانے کے ساتھ پیو اور شام کو پانی میں ڈالو اور صبح کو پی لو۔'' میں نے کہا: آپ کو معلوم ہے ہم جس قوم سے ہیں، ان میں سے ہم ہی ایمان لائے ہیں، ہماری قوم ایمان نہیں لائی، نیز آپ جانتے ہیں کہ ہم کافر قوم کے درمیان رہتے ہیں، اب ہمارا ولی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہی کافی ہے۔

فوائد:...... نبیذ جائز ہے، لیکن یہ توجہ کرنا ضروری ہے کہ اس کو اتنی دیر نہ رکھا جائے کہ اس میں نشہ پیدا ہو جائے، نبی کریم ﷺ اس شبہے سے بچنے کے لیے نبیذ کو ضائع کروا دیا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَبِيذِ السِّقَايَةِ وَشُرْبِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُ وَاسْتِحْسَانِهِ

مشکیزے کی نبیذ اور اس سے نبی کریم ﷺ کے پینے اور آپ ﷺ کا اس کو اچھا سمجھنے کا بیان

(۷٤۸۹)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةُ، فَسَقَيْنَاهُ مِنْ هٰذَا النَّبِيذِ يَعْنِي نَبِيذَ السِّقَايَةِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ، هٰكَذَا فَاصْنَعُوا۔)) (مسند احمد: ۲٦۵۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، ہم نے آپ کو مشک میں بنا ہوا نبیذ پلایا، آپ ﷺ نے پیا اور فرمایا: ''بہت اچھا ہے، نبیذ اس طرح بنایا کرو۔''

(۷٤۸۸) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۷۱۰، والنسائی: ۸/ ۳۳۲ (انظر: ۱۸۰٤۲)

(۷٤۸۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابویعلی: ۲۵٤۳، والطبرانی: ۱۲۹۳٤ (انظر: ۲٦۵۵)

(٧٤٩٠)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سِقَاءٌ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ بِرَامٍ قَالَ وَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ۔ (مسند احمد: ١٤٣١٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا، جب مشک میسر نہ ہوتی تو پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو سے بنائے ہوئے برتن، تنا کرید کر بنائے ہوئے برتن، مٹکوں میں اور تارکول والے برتن میں نبیذ بنانے سے منع کیا ہے۔

فوائد:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار قسم کے برتنوں سے عارضی طور پر منع کیا تھا، پھر ان کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

(٧٤٩١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَدَاوُدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ أَنَّ رَجُلًا نَادَى ابْنَ عَبَّاسٍ وَالنَّاسُ حَوْلَهُ فَقَالَ أَسُنَّةً تَبْتَغُونَ بِهٰذَا النَّبِيذِ أَمْ هُوَ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّبَنِ وَالْعَسَلِ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبَّاسًا فَقَالَ: ((اِسْقُونَا۔)) فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا النَّبِيذَ شَرَابٌ قَدْ مُغِثَ وَمُرِثَ أَفَلَا نَسْقِيكَ لَبَنًا أَوْ عَسَلًا؟ قَالَ: ((اِسْقُونَا مِمَّا تَسْقُونَ مِنْهُ النَّاسَ۔)) فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ بِسِقَاءَيْنِ فِيهِمَا النَّبِيذُ فَلَمَّا شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلَ قَبْلَ أَنْ يَرْوٰى فَرَفَعَ

حسین بن عبد اللہ اور داود بن علی بن عبد اللہ بن عباس دونوں کی بیشی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور ان کے ارد گرد لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، اس نے کہا: یہ نبیذ استعمال کرکے تم سنت پر عمل کے آرزو مند ہو یا یہ دودھ اور شہد کی بہ نسبت اسے استعمال کرنے میں آسانی سمجھتے ہو؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عباس کے ہاں آئے اور فرمایا: ''مجھے کچھ پلاؤ۔'' انہوں نے کہا: نبیذ تو بنایا گیا ہے، لیکن اسے انگلیوں سے ملا گیا ہے اور میل کچیل والا سا ہے، کیا ہم آپ کو دودھ یا شہد نہ پلا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہی کچھ پلا دو، جو تم لوگوں کو پلا رہے ہو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین وانصار میں سے بعض لوگ بھی موجود تھے، دو مشکیں نبیذ کی لائی گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کے دوران جلدی سے اپنا سر اقدس اوپر اٹھایا اور فرمایا: ''تم نے بہت اچھا کیا، اس طرح بنایا کرو۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر

(٧٤٩٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائى: ٨/ ٣١٠، وأخرج الشطر الاول منه مسلم: ١٩٩٩ (انظر: ١٤٢٦٧)

(٧٤٩١) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٩٤٤)

رَأْسَهُ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ هٰكَذَا فَاصْنَعُوا۔)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرِضَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَسِيلَ شِعَابُهَا لَبَنًا وَعَسَلًا۔ (مسند احمد: ٢٩٤٤)

نبی کریم ﷺ کی رضا مندی کا اظہار مجھے اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ دودھ اور شہد سے یہ گھاٹیاں بہنے لگیں۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبیذ جائز اور حلال ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ نبیذ سے متعلقہ تمام احادیث کا مطالعہ کر لیں، ابھی تک یہ احادیث بیان کی جا رہی ہیں، اس سے متعلقہ ابواب کے آخر میں اس مشروب کے بارے میں خلاصہ ذکر کیا جائے گا۔

بَابُ مَا لَايَجُوزُ مِنَ الْاَنْبِذَةِ وَمَا جَاءَ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ

نبیذ کی ناجائز صورتوں اور مٹکے کی نبیذ کا بیان

(٧٤٩٢)۔عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قُلْتُ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ، فَلَمْ يَدْرِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ، فَقَالَ: ((مَا الْبِتْعُ وَمَا الْمِزْرُ؟)) قَالَ: أَمَّا الْبِتْعُ فَنَبِيذُ الذُّرَةِ يُطْبَخُ حَتّٰى يَعُودَ بِتْعًا وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيذُ الْعَسَلِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَشْرَبَنَّ مُسْكِرًا۔)) (مسند احمد: ١٩٨٢٧)

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص) مشروبات پائے جاتے ہیں، میں ان میں سے کون سے پی سکتا ہوں اور کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کونسے (مشروبات) ہیں؟'' میں نے کہا: وہ ''بتع'' اور ''مزر'' ہیں۔ آپ ﷺ انہیں پہچان نہ سکے کہ وہ کون کون سے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''بتع'' اور ''مزر'' کسے کہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''بتع'' مکئی کی نبیذ ہے، اس کو پکایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ''بتع'' بن جاتی ہے اور شہد کی نبیذ کو ''مزر'' کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس، نشہ آور مشروب نہیں پینا۔''

(٧٤٩٣)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا

(دوسری سند) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب نمائندے بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا

(٧٤٩٢) تخريج: قوله "لاتشربن مسكرا" صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف مصعب بن سلام، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٩٩ (انظر: ١٩٥٩٨)

(٧٤٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٢٤، ومسلم: ١٧٣٣ (انظر: ١٩٧٤٢)

مُوسٰی وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ لَهُمَا: ((یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا۔)) قَالَ أَبُو مُوسَی: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ یُصْنَعُ فِیهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ یُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِیرِ یُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۸۰)

کہ ''آسانی کرنا، تنگی نہ کرنا، خوش خبری دینا، نفرت نہ دلانا اور آپس میں اتفاق سے چلنا اختلاف نہ کرنا۔'' سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایسی سرزمین میں ہیں جس میں شہد سے شراب تیار کی جاتی ہے، جسے ''بتع'' کہتے ہیں اور ایک جو سے شراب تیار کی جاتی ہے، جسے ''مزر'' کہا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث میں نبیذ اور شراب کے بارے میں ایک جامع ضابطہ کی تعلیم دی گئی ہے کہ نبیذ اس وقت تک جائز ہے، جب تک وہ نشہ آور نہ بن جائے، جب اس میں نشہ پیدا ہو جائے گا تو وہ حرام ہو جائے گی۔

(۷۴۹۴)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَیَسْتَحِلَّنَّ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِی الْخَمْرَ بِاِسْمٍ یُسَمُّوْنَهَا اِیَّاهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۰۸۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک گروہ شراب کو اس طرح حلال تصور کرے گا کہ وہ اس کا نام تبدیل کر لے گا۔''

(۷۴۹۵)۔ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ یُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِی یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اِسْمِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۸۲۴۱)

ابن محیریز، ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے کچھ لوگ اس طرح شراب پئیں گے کہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔''

فوائد:...... اسلام نے جن چیزوں کو جن صفات کی وجہ سے حرام قرار دیا، وہ ایسے مسلّم قوانین ہیں کہ مرورِ زمانہ یا حوادثاتِ زمانہ ان کو متاثر نہیں کر سکتا۔ پہلے ''خمر'' (شراب) کی تعریف گزر چکی ہے کہ جس چیز سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے، اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے، وہ حرام اور ممنوع ہوگی۔

ذہن نشین کر لیں کہ شراب اپنے نام کی وجہ سے نہیں، بلکہ اپنی صفات کی وجہ سے حرام ہے، وہ صفات جس چیز میں پائی جائیں گی، اس کو شراب کا ہی حکم دیا جائے گا، اس کا نام جو مرضی رکھ لیں۔

(۷۴۹۴) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۳۳۸۵ (انظر: ۲۲۷۰۹)

(۷۴۹۵) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه النسائی: ۸/ ۳۱۲ (انظر: ۱۸۰۷۳)

(۷٤۹٦)۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِيُّ قَالَ سَأَلْتُ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الشَّرَابِ فَقَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ كَثِيرَةَ التَّمْرِ فَحَرَّمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضِيخَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ أُمٍّ لَهُ عَجُوزٍ كَبِيرَةٍ أَنْسْقِيهَا النَّبِيذَ فَإِنَّهَا لَا تَأْكُلُ الطَّعَامَ فَنَهَاهُ مَعْقِلٌ۔ (مسند احمد: ۲۰۵٦٥)

ابوعبد اللہ جسری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مشروب کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: اس وقت کی بات ہے جب ہم مدینہ میں تھے، وہاں کھجوریں بہت زیادہ ہوتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے وہ مشروب حرام قرار دیا تھا، جو کھجوروں سے تیار ہوتا تھا جسے ''فضیخ'' کہتے تھے، معقل کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ان سے سوال کیا کہ میری بوڑھی ماں ہے، وہ بہت عمر رسیدہ ہے، وہ کھانا نہیں کھا سکتی، کیا ہم اسے نبیذ پلا سکتے ہیں؟ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے اسے منع کر دیا۔

فوائد:...... پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ نبیذ جائز ہے، ممکن ہے کہ یہ آدمی جس مشروب کو نبیذ کہہ رہا ہو، اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہو۔

(۷٤۹۷)۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ أَنُهِيَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ فَقَالَ قَدْ زَعَمُوا ذَاكَ فَقُلْتُ مَنْ زَعَمَ ذَاكَ؟ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: زَعَمُوا ذَاكَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قَدْ زَعَمُوا ذَاكَ، قَالَ فَصَرَفَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَنِّي يَوْمَئِذٍ وَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا سُئِلَ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ ثُمَّ هَمَّ بِصَاحِبِهِ۔ (مسند احمد: ۵۰۷٤)

ثابت بنانی کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا مٹکے میں بنایا گیا نبیذ پینے سے منع کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: لوگوں کا خیال تو یہی ہے، میں نے کہا: یہ کس کا خیال ہے؟ کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: لوگوں کا خیال یہی ہے کہ اس سے منع کیا گیا ہے، میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! کیا آپ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: لوگوں کا خیال یہی ہے، اس دن اللہ تعالی نے ان کو مجھ سے درگزر کروا دیا، وگرنہ جب کوئی ان سے یہ کہتا کہ آیا تم نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو وہ غضبناک ہو جاتے تھے اور کہنے والے کو سخت جھنجھوڑا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں تردّد ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا نہیں، لیکن صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ: أَنَهٰى

(۷٤۹٦) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ۱۸۳، والطبرانی: ۲۰/ ٥۰٤، والطيالسی: ۹۳٤ (انظر: ۲۰۲۹۹)

(۷٤۹۷) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ۱۲٦ (انظر: ۵۰۷٤)

نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ اَیْضًا عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ ......ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا اللہ کے نبی نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مٹکے میں نبیذ میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ شراب کا حکم اختیار کر لیتی ہے۔

ہم نے لفظ "اَلْـجَـرّ" کا معنی "مٹکا" بیان کیا ہے، حقیقت میں اس سے مراد ہر وہ برتن ہے، جس کو مٹی اور پانی سے بنایا جائے، جیسے گھڑا، مٹکا وغیرہ۔

(۷۴۹۸)۔ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِنَبِیْذٍ فِیْ جَرَّۃٍ فَسَاَلْتُہُ فَنَہَانِیْ عَنْہَا فَکَسَرْتُہَا۔ (مسند احمد: ۲۴۱۴۴)

سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مٹکے میں بنایا ہوا نبیذ لے کر آیا اور میں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے مجھے منع فرما دیا تو میں نے سرے سے وہ مٹکا ہی توڑ دیا۔

(۷۴۹۹)۔ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَہٰی عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ۔ (مسند احمد: ۲۶۵۰۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مٹکے میں بنائے گئے نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

(۷۵۰۰)۔ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ: نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قَالَ: قُلْتُ: فَالْاَبْیَضُ؟ قَالَ: لَا اَدْرِیْ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سبز مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، ثابت کہتے ہیں: میں نے کہا: سفید مٹکے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے اس بارے معلوم نہیں ہے۔

(۷۵۰۱)۔ عَنْ صَفِیَّۃَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِہٖ۔ (مسند احمد: ۲۷۴۰۲)

ام المومنین سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کرتی ہیں۔

فوائد:...... سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔

ابتدائے اسلام میں چند مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کر دیا گیا تھا، پھر ہر برتن کو استعمال کر لینے کی عام

(۷۴۹۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، ان صح ان ھلالا المازنی ھو ھلال بن یزید، فالاسناد ضعیف لجھالۃ حال ابی حمزۃ الراوی عنہ، أخرجہ الطیالسی: ۱۲۶۴، والبیھقی: ۸/ ۳۰۲، وابن ابی شیبۃ: ۸/ ۱۲۳ (انظر: ۲۳۷۴۳)

(۷۴۹۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجہ اسحاق بن راھویہ فی "مسندہ": ۸۵۶ (انظر: ۲۵۹۷۸)

(۷۵۰۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ البخاری: ۵۵۹۶، وفیہ: قلت: أنشرب فی الأبیض؟ قال: لا (انظر: ۱۹۱۰۳)

(۷۵۰۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجہ ابویعلی: ۷۱۱۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۴/ ۱۹۹ (انظر: ۲۶۸۶۲)

اجازت دی گئی تھی، البتہ ساتھ ساتھ متنبہ کر دیا گیا کہ نشہ آور مشروب نہ پیا جائے، جیسا کہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأُدُمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا۔)) ......''میں نے تم کو مشروب کے برتنوں سے منع کر دیا تھا، ماسوائے چمڑے کے برتنوں کے، اب تم ہر برتن میں پی سکتے ہو، بس نشہ دینے والی چیز نہ پیو۔'' (صحیح مسلم: ۳/ ۱۵۸۵)

(۷۵۰۲)۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ شَيْئًا، قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ يَكْرَهُهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۹۷۹)

امام قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مٹکے میں بنائے گئے نبیذ کے بارے دریافت کیا، انہوں نے کہا: اس بارے میں میں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ سیدنا انس اسے ناپسند کرتے تھے۔

فوائد:...... بہرحال یہ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مٹکے والی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔
نبیذ جائز اور حلال مشروب ہے، البتہ اس کے بارے میں احتیاط برتنا ضروری ہے، یعنی یہ خیال رکھا جائے کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہو جائے، اسی نشہ کے خطرے سے بعض روایات میں اس کے بارے میں سختی سے کام لیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِيطَيْنِ
دو چیزوں کو ملا کر ان سے بنائے گئے نبیذ کا بیان

(۷۵۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنْبِذُوا التَّمْرَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْبِذُوا الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ عَلٰى حِدَةٍ)) (مسند احمد: ۱۰۸۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شراب ان دو درختوں کھجور اور انگور سے بنائی جاتی ہے۔'' مزید نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھجور اور منقی دونوں کو اکٹھے ملا کر نبیذ نہ بناؤ، کچی کھجور اور پختہ کھجور کو ملا کر نبیذ بناؤ، البتہ ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نبیذ بنا لیا کرو۔''

(۷۵۰۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کچی کھجور اور پختہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے اور منقی اور کھجور کو

(۷۵۰۲) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ۳۲٤۱ (انظر: ۱۳۹۳۷)
(۷۵۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۸۹ (انظر: ۱۰۸۰۷)
(۷۵۰٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۹۰ (انظر: ۳۱۱۰)

جَمِيعًا وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا جَمِيعًا قَالَ وَكَتَبَ إِلٰى أَهْلِ جُرَشٍ أَنْ لَا يَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ۔ (مسند احمد: ۳۱۱۰)

ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور یمن والوں کو لکھا کہ وہ منقی اور کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنایا کریں۔

فوائد:...... یمن میں ایک شہر کا نام جرش ہے۔

(۷۵۰۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَرِّ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ۱۱۰۸۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مٹکا میں نبیذ بنانے اور کھجور اور انگور کو ملا کر نبیذ بنانے اور کچی اور پختہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(۷۵۰۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نَقِيعِ الْبُسْرِ وَهُوَ الزَّهْوُ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۴۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بسر کھجور کی نبیذ سے منع فرمایا، یہ وہ کھجور ہے، جو پکنے کے بعد سرخ یا زرد ہوا جاتی ہے۔

(۷۵۰۷)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّهْوَ وَالتَّمْرَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَتِهِ۔)) قَالَ يَحْيٰى فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ بِذٰلِكَ (مسند احمد: ۲۳۰۰۵)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تر کھجور اور کچی کھجور اور خشک کھجور اور منقی کو ملا کر نبیذ نہ بنایا کرو، بلکہ ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنایا کرو۔'' یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں: میں نے اس بارے میں عبد اللہ بن ابی قتادہ سے سوال کیا، انہوں نے اس کے متعلق مجھے اپنے باپ سے بیان کیا۔

(۷۵۰۸)۔ عَنْ كَبْشَةَ ابْنَةِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَتْ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: أَخْبِرِينِي مَا نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ قَالَتْ: نَهَانَا أَنْ نَعْجُمَ النَّوٰى طَبْخًا وَأَنْ نَخْلِطَ

سیدہ کبشہ بنت مریم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ مجھے وہ بات بتاؤ جس سے نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں کو منع کیا تھا، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں گٹھلیاں پکا کر کھانے سے

(۷۵۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذى: ۱۸۷۷، والنهى عن الانتباذ بالجر وعن الخلط بين التمر والزبيب والبسر والتمر أخرجه مسلم: ۱۹۹۶، ۱۹۸۷ (انظر: ۱۱۰۶۵)

(۷۵۰۶) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ۶/ ۲۵۷، وابن حبان: ۴۹۵۵ (انظر: ۲۴۷۴۱)

(۷۵۰۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۸۸ (انظر: ۲۲۶۲۷)

(۷۵۰۸) تخريج: قولها ''ان نخلط الزبيب والتمر'' صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ريطة بنت حُريث، ولجهالة كبشة بنت ابى مريم، أخرجه ابوداود: ۳۷۰۶ (انظر: ۲۶۵۰۵)

الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٣٨)

اور منقی اور کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(٧٥٠٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ وَالزَّهْوُ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٩)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کدو سے بنے ہوئے برتن، مٹکا، تارکول والے برتن اور تنا کرید کر بنائے ہوئے برتن سے منع فرمایا، نیز آپ ﷺ نے کچی اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

(٧٥١٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ نَشْوَانَ (وَفِي لَفْظٍ: سَكْرَانَ) فَقَالَ: قَدْ شَرِبْتُ زَبِيبًا وَتَمْرًا، قَالَ: فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَنَهَى اَنْ يُخْلَطَا۔ (مسند احمد: ٥١٢٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے آدمی کو لایا گیا، جو نشے میں تھا، اس نے کہا: میں نے تو منقی اور کھجور ملا کر نبیذ بنا کر پیا ہے، آپ ﷺ نے اسے حد لگائی اور ان دونوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرما دیا۔

(٧٥١١)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اِنَّ الْمُزَّاتِ حَرَامٌ۔)) وَالْمُزَّاتُ خَلْطُ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ۔ (مسند احمد: ١٢٦٠٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار مزات حرام ہے۔'' اور مزات یہ ہے کہ خشک کھجور اور پکی ہوئی تازہ کھجور ملا کر نبیذ بنایا جائے۔

(٧٥١٢)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَرِهَ نَبِيذَ الْبُسْرِ وَحْدَهُ، وَقَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَّاتِ، فَاَكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ الْبُسْرَ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ٣٠٩٥)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے تنہا بسر کھجور سے نبیذ بنانے کو بھی مکروہ سمجھا ہے اور انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مزات سے منع فرمایا ہے، پس میں صرف بسر کی نبیذ کو بھی ناپسند کرتا ہوں۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث میں ایک سے زائد چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے، عبارات بالکل واضح ہیں۔

امام نووی نے کہا: ہمارے اصحاب اور دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایک سے زائد چیزوں کو ملانے سے نبیذ میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے، جبکہ ابھی تک جوش پیدا نہیں ہوتا، اس لیے پینے والا یہ سمجھتا ہے کہ ابھی تک نشہ پیدا نہیں ہوا، جبکہ وہ نشہ آور مشروب بن چکا ہوتا ہے۔

(٧٥٠٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٩٥ (انظر: ٢٤٩٩)

(٧٥١٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة النجراني، أخرجه ابويعلى: ٥٧٨٣ (انظر: ٥١٢٩)

(٧٥١١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة خالد بن الفزر، أخرجه ابويعلى: ٤٠٤٧، والبيهقي: ٨/ ٣٠٧ (انظر: ١٢٥٧٥)

(٧٥١٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه ابوداود: ٣٧٠٩ (انظر: ٣٠٩٥)

جبکہ جمہور اہل علم اس رائے کے قائل ہیں کہ ان احادیث میں نہی کراہت کے لیے ہے، حرمت کے لیے نہیں، اس لیے مختلف قسم کی کھجوروں کو اور منقی اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنائی جا سکتی ہے، لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے اس میں نشہ پیدا نہ ہو جائے۔

بَابُ الْاَوْعِيَةِ الْمُنْهٰى عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِيْهَا وَنَسْخِ تَحْرِيْمِ ذٰلِكَ

ان برتنوں کا بیان، جن میں نبیذ بنانے سے منع کیا گیا، لیکن پھر ان کی حرمت منسوخ ہو گئی

(۷۵۱۳)۔ عَنْ زَاذَانَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَخْبِرْنِي مَا نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوْعِيَةِ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا فَإِنَّ لَنَا لُغَةً سِوَى لُغَتِكُمْ؟ قَالَ: نَهٰى عَنِ الْحَنْتَمِ وَهُوَ الْجَرُّ وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهُوَ الْقَرْعُ وَنَهٰى عَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ تُنْقَرُ نَقْرًا وَتُنْسَجُ نَسْجًا۔ قَالَ: فَفِيمَ تَأْمُرُنَا أَنْ نَشْرَبَ فِيهِ؟ قَالَ الْأَسْقِيَةُ، قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَمَرَ أَنْ نَنْبِذَ فِي الْأَسْقِيَةِ۔ (مسند احمد: ۵۱۹۱)

زاذان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں وہ برتن بتاؤ، جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، چونکہ ہماری اور تمہاری زبان میں فرق ہے، اس لیے ہماری لغت میں وضاحت کرنا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے "حَنْتَم" سے منع فرمایا، جسے مٹکا کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مُزَفَّت" سے منع فرمایا، یہ برتن تارکول لگایا ہوا ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "دُبَّاء" سے منع فرمایا، یہ کدو سے بنایا جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نَقِير" سے منع فرمایا ہے، یہ برتن کھجور کا تنا کرید کر بنایا جاتا ہے، میں نے کہا: پھر ہم کس چیز میں مشروب پئیں؟ انھوں نے کہا: مشکوں میں سے، محمد بن جعفر راوی کے الفاظ یہ ہیں: اور ہمیں حکم دیا کہ ہم مشکوں میں نبیذ بنایا کریں۔

(۷۵۱۴)۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَبْتَرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْجَرِّ الْأَبْيَضِ وَالْجَرِّ الْأَخْضَرِ وَالْجَرِّ الْأَحْمَرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوا: إِنَّا نُصِيبُ مِنَ الثُّفْلِ فَأَيُّ الْأَسْقِيَةِ؟ فَقَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا فِي

قیس بن حبتر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سفید، سبز اور سرخ مٹکے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کہا: اس کے متعلق سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد القیس کے وفد نے سوال کیا تھا، انہوں نے کہا: ہم آٹا یا ستو وغیرہ حاصل کرتے ہیں، اب ہم کون سی مشکوں میں نبیذ بنایا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ کدو کرید کر بنایا ہوا برتن، تارکول لگایا ہوا برتن، تنا کرید کر بنایا ہوا برتن اور مٹکا کو

(۷۵۱۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۹۷ (انظر: ۵۱۹۱)

(۷۵۱۴) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۶۹۶ (انظر: ۲۴۷۶)

الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ أَوْ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ: مَا الْكُوبَةُ؟ قَالَ: اَلطَّبَلُ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٦)

مشروب کے لیے استعمال نہ کرو، البتہ مشکوں میں بنایا ہوا نبیذ پیا کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا اورطبل بجانا حرام کیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے پوچھا کہ طبل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ڈھولک بجانا۔

(٧٥١٥)۔عَنْ فُضَيْلِ بْنِ زَيْدٍ الرَّقَاشِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ فَتَذَاكَرْنَا الشَّرَابَ فَقَالَ: الْخَمْرُ حَرَامٌ، قُلْتُ لَهُ الْخَمْرُ حَرَامٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: إِيشْ تُرِيدُ، تُرِيدُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ قُلْتُ: مَا الْحَنْتَمُ، قَالَ كُلُّ خَضْرَاءَ وَبَيْضَاءَ، قَالَ قُلْتُ: مَا الْمُزَفَّتُ قَالَ كُلُّ مُقَيَّرٍ مِنْ زِقٍّ أَوْ غَيْرِهِ۔ (مسند احمد: ١٦٩١٨)

فضیل بن زید رقاشی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ہم نے شراب کا ذکر کیا، انہوں نے کہا: شراب حرام ہے، میں نے کہا: شراب حرام ہونے کا تو کتاب اللہ تعالیٰ میں بھی آتا ہے، انہوں نے کہا: پھر تم کیا پوچھنا چاہتے ہو، تم وہ سننا چاہتے ہو جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، تو پھر سنو، نبی کریم ﷺ نے کدو سے بنائے ہوئے برتن، مٹکے اور تارکول لگائے ہوئے برتن کے استعمال سے منع کیا ہے۔ میں نے کہا: ''حَنْتَم'' کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہر سبز اور سفید مٹکا، میں نے کہا: ''مُزَفَّت'' کیا ہے، انھوں نے کہا: ہر وہ مشک، جس پر تارکول ملا گیا ہو۔

(٧٥١٦)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوْا اَنْ تَشْرَبُوْا فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَاشْرَبُوْا فِي السِّقَاءِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مٹکے میں سے، کدو سے تیار شدہ برتن میں سے اور تارکول لگے ہوئے برتن میں سے مشروب نہ پیو، مشک سے پی لیا کرو۔''

(٧٥١٧)۔عَنْ أَبِي الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ

ابو حکم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مٹکے میں بنائے گئے نبیذ کے متعلق

(٧٥١٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه والطبراني في "الكبير" و "الاوسط" (انظر: ١٦٧٩٥)
(٧٥١٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٦٩٦ (انظر: ٢٧٦٨)
(٧٥١٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، حديث ابي سعيد أخرجه النسائي: ٨/ ٢٩٠ (انظر: ١٨٥)

اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ، وَقَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحَرِّمَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَسُولُهُ فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيذَ، قَالَ: وَسَأَلْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْجَرِّ، قَالَ: وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَحَدَّثَ عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْبُسْرِ وَالتَّمْرِ۔ (مسند احمد: ١٨٥)

کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مٹکے میں بنائے گئے اور کدو سے تیارشدہ برتن میں بنائے گئے نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے اور جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ اس چیز کو حرام قرار دے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہے تو وہ نبیذ کو بھی حرام قرار دے، یہ ابوحکم کہتے ہیں: میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے کدو سے تیارشدہ برتن اور مٹکے میں سے نبیذ پینے سے منع کیا ہے، کہتے ہیں: پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کدو سے تیار شدہ برتن اور تارکول سے تیار شدہ برتن کے استعمال سے منع کیا ہے اور کہتے ہیں: میرے بھائی نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مٹکے اور کدو سے تیار شدہ برتن کو اور تارکول لگے برتن کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، کچی کھجور اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع کیا ہے۔

(٧٥١٨)۔ عَنْ أَبِي حَاضِرٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْجَرِّ يُنْبَذُ فِيهِ، فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ لَهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَدَقَ، فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَيُّ جَرٍّ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ۔ (مسند احمد: ٣٢٥٧)

ابو حاضر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مٹکے میں نبیذ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، اب وہ آدمی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، وہ ان سے بیان کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انہوں نے درست کہا ہے، آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کون سا مٹکا ہے، جس کے استعمال کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہر وہ مٹکا جو مٹی سے بنایا جائے۔

(٧٥١٩)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

(٧٥١٨) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٣٢٥٧)

(٧٥١٩) تخريج: حديث صحيح، أخرج المرفوع منه مسلم: ١٩٩٥ (انظر: ٢٧٧١)

قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ بِالزَّهْوِ قَالَ: قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَجْعَلُ نَبِيذَهُ فِي جَرَّةٍ خَضْرَاءَ كَأَنَّهَا قَارُورَةٌ وَيَشْرَبُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَلَا تَنْتَهُوا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٧٧١)

کدو سے تیار شدہ برتن، مٹکے، تنے کو کرید کر بنائے گئے برتن اور تارکول لگائے ہوئے برتن کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے، اور کچی کھجور اور پختہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا ہے، سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا: آپ بتائیں کہ ایک آدمی سبز مٹکے میں نبیذ بناتا ہے اور وہ شیشی کی مانند صاف ہے اور اسے رات کو پیتا ہے، کیا یہ جائز نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: جس سے تمہیں نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، کیا تم اس سے باز نہیں آؤ گے؟

(٧٥٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيذِ فِي النَّقِيرِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ذِي إِكَاءٍ۔)) فَصَنَعُوا جُلُودَ الْإِبِلِ، ثُمَّ جَعَلُوا لَهَا أَعْنَاقًا مِنْ جُلُودِ الْغَنَمِ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا إِلَّا فِيمَا أَعْلَاهُ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٠٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تنے سے کرید کر تیار شدہ برتن، کدو سے تیار شدہ برتن اور تارکول لگے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اس برتن سے پیو، جس پر تسمہ باندھا ہوا ہو۔'' لوگوں نے اونٹوں کی کھال سے مشکیں تیار کریں اور ان پر مشک کی گردن کے قریب بکریوں کے چمڑے لگا دیئے، جب آپ ﷺ کو عمل کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صرف اس مشک سے پی سکتے ہو، جس کے اوپر والا حصہ بکری کے چمڑے کا ہو۔''

فوائد:...... چونکہ بکری کا چمڑا نرم ہوتا ہے، اس لیے جب نبیذ میں شدت پیدا ہوتی ہے تو یہ چمڑا پھول جاتا ہے اور پتہ چل جاتا ہے کہ نبیذ نشہ آور ہو گئی ہے۔

(٧٥٢١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ إِلَّا وِعَاءً يُوكَأُ رَأْسُهُ۔ (مسند احمد: ٩٧٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چند برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے، مگر وہ برتن جائز ہے جس کا سرا تسمہ سے باندھا گیا ہو۔

(٧٥٢٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کدو سے تیار شدہ برتن اور تارکول لگے ہوئے برتن استعمال کرنے سے منع

(٧٥٢٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حسين بن عبد الله، أخرجه ابويعلى: ٢٧٣٠ (انظر: ٢٦٠٧)

(٧٥٢١) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٩٧٥١)

(٧٥٢٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٤٣٤، والطبراني في "الاوسط": ١٥٧٣ (انظر: ١٢٧٠٧)

أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: لَيْسَ بِالْكُوْفَةِ عَنْ عَلِيٍّ ‌رضي ‌الله ‌عنه حَدِيْثٌ أَصَحُّ مِنْ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۱۲۷۳۷)

فرمایا ہے، ابوعبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے سنا، انھوں نے کہا کہ کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے زیادہ صحیح حدیث اور کوئی نہیں ہے۔

(۷۵۲۳)۔ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَاءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: نَهَانَا عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ، الحديث۔ (مسند احمد: ۹۶۳)

مالک بن عمیر کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، صعصعہ بن صوحان آئے، انھوں نے سلام کیا اور پھر وہ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے امیر المومنین! ہمیں اس چیز سے منع کر دو، جس سے آپ کو نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں کدو سے تیار شدہ برتن، مٹکے اور تارکول لگے ہوئے برتن کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۷۵۲٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ وَهُوَ الْجَرُّ، وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَعَنِ الْمُزَفَّتِ۔ (مسند احمد: ۲۵۱٦۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مٹکے، کدو سے تیار شدہ برتن، درخت تنے سے کرید کر بنائے گئے برتن اور تارکول لگے برتن کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

(۷۵۲۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ حَيْثُ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَقَالَ: ((انْتَبِذْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ وَاشْرَبْهُ حُلْوًا طَيِّبًا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِي مِثْلِ هٰذِهِ، قَالَ: إِذَنْ تَجْعَلَهَا مِثْلَ هٰذِهِ قَالَ يَزِيدُ وَفَتَحَ هِشَامٌ يَدَهُ قَلِيلًا فَقَالَ إِذَنْ تَجْعَلَهَا مِثْلَ هٰذِهِ وَفَتَحَ يَدَهُ شَيْئًا أَرْفَعَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد القیس کا وفد جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کو مٹکے، تنا کرید کر تیار کردہ برتن، تارکول لگے برتن اور وہ مشک، جس کا منہ کاٹ دیا گیا ہو، کے استعمال سے منع کیا تھا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی مشک میں نبیذ بناؤ اور اس کا تسمہ باندھو اور عمدہ میٹھا نبیذ پیو۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ان کی معمولی سی اجازت دے دو، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کشادہ کرتے ہوئے اسے اشارہ دیا اگر تجھے تھوڑی سی اجازت دی تو پھر یہ کام بڑھ جائے گا۔

(۷۵۲۳) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۳٦۹۷، والنسائي: ۸/ ۱٦٦ (انظر: ۹٦۳)

(۷۵۲٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۹۵ (انظر: ۲٤٦۵٦)

(۷۵۲۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي: ۸/ ۳۰۹ (انظر: ۱۰۳۷۳)

(۷۵۲۶)۔ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَ فَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۴۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کدو سے تیار شدہ برتن اور تارکول لگے برتن کے استعمال سے منع فرما دیا۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث میں کچھ برتنوں کو استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے، یہ ممانعت شراب کی حرمت کے موقع پر عارضی طور پر تھی، بعد میں آپ ﷺ نے ان برتنوں کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی، جیسا کہ درج ذیل باب کی احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

بَابُ نَسْخِ تَحْرِيمِ الْإِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهَا

سابق احادیث میں جن برتنوں میں نبیذ بنانے کو حرام قرار دیا گیا ان کے اس حکم کے منسوخ ہونے کا بیان

(۷۵۲۷)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ غَسَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ أَبِي فِي الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَبْدِ قَيْسٍ فَنَهَاهُمْ عَنْ هٰذِهِ الْأَوْعِيَةِ قَالَ فَأَتْخَمْنَا ثُمَّ أَتَيْنَاهُ الْعَامَ الْمُقْبِلَ قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ نَهَيْتَنَا عَنْ هٰذِهِ الْأَوْعِيَةِ، فَأَتْخَمْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَبِذُوا فِيمَا بَدَا لَكُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا فَمَنْ شَاءَ أَوْكَأَ سِقَائَهُ عَلَى إِثْمٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۰۴۵)

یحییٰ بن غسان تیمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے ابا جان اس وفد میں تھے، جو عبد قیس میں سے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا، آپ نے انہیں ان چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا تھا، وہ کہتے ہیں: ہم نے ان برتنوں کا استعمال چھوڑ دیا تھا، لیکن ہم وبازدہ ہو گئے تھے، جب ہم آئندہ سال آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ان برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور ہمارا علاقہ وبائی ہے، ہم وباءزدہ ہو گئے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب جس برتن میں چاہو نبیذ بنا سکتے ہو، بس نشہ آور چیز نہ پینا، جو چاہے وہ اپنے مشکیزے کا منہ گناہ پر بند کر سکتا ہے۔''

فوائد:...... آخری جملے کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ مشروب نشہ آور ہو چکا ہے تو تم نے اس کا منہ باندھ کر معصیت کا ارتکاب کیا ہے۔

(۷۵۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبد القیس کا وفد آیا

(۷۵۲٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ۸/ ۱۱٦، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ۲۲۷، والطبرانى فى "الكبير": ٦۷٥۸ (انظر: ۲۰۱۸٦)

(۷۵۲۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف يحيى بن عبد الله التيمى (انظر: ۱٥۹٤۹)

(۷۵۲۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ۸۳۳٦)

عَبْدِ قَيْسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ امْرِءٍ حَسِيبُ نَفْسِهِ لِيَشْرَبْ كُلُّ قَوْمٍ فِيمَا بَدَا لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٨٣١٨)

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی اپنی ذات کا خود ذمہ دار ہے، ہر قوم جس برتن میں چاہے پئے، البتہ نشہ آور نہ ہو۔''

(٧٥٢٩)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ إِنِّي لَشَاهِدٌ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا فِي هٰذِهِ الْأَوْعِيَةِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ النَّاسَ لَا ظُرُوفَ لَهُمْ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ يَرْثِي لِلنَّاسِ قَالَ فَقَالَ: ((اِشْرَبُوا مَا طَابَ لَكُمْ فَإِذَا خَبُثَ فَذَرُوهُ۔)) (مسند احمد: ٨٦٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں جب وفد عبد القیس آیا تھا، میں بھی اس وقت حاضر تھا، آپ ﷺ نے انہیں ان برتنوں میں سے پینے سے منع فرمایا: کدو سے تیار شدہ برتن، تارکول لگا مٹکا اور تنا سے تیار شدہ، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کے پاس اور برتن نہیں ہیں، سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی حالت پر ترس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان برتنوں میں پیو جتنا تمہاری مرضی، بس جب نشہ پیدا ہو جائے تو پھر چھوڑ دینا۔''

(٧٥٣٠)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاَوْعِيَةِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: فَلَا بُدَّ لَنَا، قَالَ: ((فَلَا اِذَنْ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٩٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان برتنوں سے پینے پر پابندی لگائی تو انصار کہنے لگے: ان کے استعمال کے بغیر ہمارے لیے کوئی چارہ کار نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی حرج نہیں استعمال کرو۔''

(٧٥٣١)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا عِظَةً وَعِبْرَةً وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا، قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب میں یہ حکم دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ ان کی زیارت سے نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی ہے، اور میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع نہیں کیا تھا، اب کھاؤ اور

(٧٥٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، ولجهالة حفص بن خالد (انظر: ٨٦٥٦)
(٧٥٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٩٢ (انظر: ١٤٢٤٤)
(٧٥٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٧٧(انظر: ٢٣٠١٥)

فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ فِي هٰذِهِ الْأَسْقِيَةِ فَاشْرَبُوا وَلَا تَشْرَبُوا حَرَامًا (وَفِي لَفْظٍ:) وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَانْتَبِذُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۰۳)

ذخیرہ کرو اور میں نے تمہیں ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب تم ہر قسم کے برتن سے پیو، بس حرام نہ پینا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میں نے تمہیں مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب تم ہر برتن میں نبیذ بنا سکتے ہو، بس ہر نشہ آور مشروب سے اجتناب کرو۔''

(۷۵۳۲)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: ((وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، وَإِنَّ مُحَمَّدًا أُذِنَ لَهُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ، وَإِنَّ الظُّرُوفَ لَا تُحَرِّمُ شَيْئًا وَلَا تُحِلُّهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۰۴)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب محمد ﷺ کو اس کی ماں کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے اور میں نے تمہیں چند برتنوں سے منع کیا تھا، جبکہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کر سکتے (اس لیے تم ان کو استعمال کیا کرو)۔''

(۷۵۳۳)۔وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ نَحْوُهُ وَفِيهِ: ((وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِيهَا، وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مَا أَسْكَرَ)) (مسند احمد: ۱۲۳۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''میں نے تمہیں برتنوں سے منع کیا تھا، پس اب ان میں پی سکتے ہو، البتہ ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کرو۔''

(۷۵۳۴)۔وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوِ حَدِيثِ عَلِيٍّ ؓ وَفِيهِ: ((وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ فِي هٰذِهِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا بِمَا شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا فَمَنْ شَاءَ أَوْكَأَ سِقَاءَهُ عَلَى إِثْمٍ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۲۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بھی سیدنا علی کی مانند روایت بیان کرتے ہیں، البتہ اس میں ہے: ''میں نے تمہیں ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے روکا تھا، اب جیسے چاہو جائز مشروب پی سکتے ہو، البتہ نشہ آور نہ پینا اور جو چاہے کہ اپنی مشک میں گناہ بند کرے بے شک وہ نشہ آور مشروب رکھ لے۔''

(۷۵۳۵)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ نِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: أَنَا شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ نَهَى عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ، وَأَنَا شَهِدْتُ حِينَ رَخَّصَ

سیدنا عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا تھا تو میں اس وقت آپ ﷺ کے ہاں حاضر تھا اور جب

(۷۵۳۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۵۳۳) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۸/ ۱۱۱، وابویعلی: ۲۷۸ (انظر: ۱۲۳۶)

(۷۵۳۴) تخریج: صحیح بطرقہ وشواھدہ، أخرجہ الحاکم: ۱/ ۳۷۵، وابویعلی: ۳۷۰۷ (انظر: ۱۳۴۸۷)

(۷۵۳۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو جعفر الرازی الی الضعف اقرب لسوء حفظہ ولا یحتمل تفردہ، أخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۸/ ۱۱۰، والطحاوی فی ''شرح معانی الآثار'': ۴/ ۲۲۹ (انظر: ۱۶۸۰۴)

فِيهِ، قَالَ: ((وَاجْتَنِبُو الْمُسْكِرَ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٢٧)

آپ نے رخصت دی تھی، تب بھی میں حاضر تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''البتہ نشہ آور چیز سے اجتناب کرنا۔''

(٧٥٣٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صُحَارٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!! إِنِّي رَجُلٌ مِسْقَامٌ فَأْذَنْ لِي فِي جَرِيرَةٍ أَنْتَبِذُ فِيهَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فِيهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٦٠٤)

سیدنا صحار عبدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بہت زیادہ بیمار رہنے والا آدمی ہوں، مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے مٹکے میں نبیذ بنا لیا کروں، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

(٧٥٣٧)۔ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ ذَكَرَ أَنَّ الَّذِي يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي النَّبِيذِ بَعْدَ مَا نَهٰى عَنْهُ۔ مُنْذِرٌ أَبُو حَسَّانَ ذَكَرَهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَكَانَ يَقُولُ: مَنْ خَالَفَ الْحَجَّاجَ فَقَدْ خَالَفَ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٩٦)

عاصم نے بیان کیا کہ جس نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نبیذ پینے کی ممانعت کے بعد اس کی اجازت دی تھی، وہ بیان کرنے والے منذر ابو حسان ہیں۔ انہوں نے یہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کی حرمت کے موقع پر جن برتنوں کو حرام قرار دیا تھا، ان کی حرمت عارضی طور پر تھی، پھر آپ ﷺ نے ان کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی، جیسا کہ اس باب کی احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

نبیذ کے بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ جو جس ایٹم سے نبیذ بنانا چاہے اور جس برتن میں بنانا چاہے، وہ بنا سکتا ہے، شرط یہ ہے کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہونے پائے، یعنی نشہ پیدا ہونے سے پہلے استعمال کر لیا جائے اور اگر استعمال سے پہلے وہ نشہ آور ہو جائے تو اس کو ضائع کر دیا جائے۔

بَابُ مَا يُتَّخَذُ مِنْهُ الْخَمْرُ وَتَحْرِيمِهِ وَأَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

وہ جس سے شراب بنائی جاتی ہے اور شراب کی حرمت کا بیان اور یہ کہ ہر نشہ آور حرام ہے

(٧٥٣٨)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مِنَ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گندم سے شراب بنتی ہے، کھجور سے شراب ہوتی

(٧٥٣٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال عبد الرحمن بن صحار، أخرجه البزار: ٢٩١٠، والطبرانى فى "الكبير": ٧٤٠٣ (انظر: ٢٠٣٣٩)

(٧٥٣٧) تخريج: اسناده ضعيف جدا، منذر ابو حسان يرمى بالكذب (انظر: ٢٠١٣٤)

(٧٥٣٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائى: ٨/ ٢٩٥ (انظر: ٥٩٩٢)

الْحِنْطَةِ خَمْرٌ، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرٌ، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرٌ، وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرٌ، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرٌ۔)) (مسند احمد: ۵۹۹۲)

ہے، جو سے شراب تیار کی جاتی ہے، منقی سے شراب ہے اور شہد سے شراب تیار کی جاتی ہیں۔''

فوائد:...... احناف کا مسلک یہ ہے کہ صرف انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے، لیکن اس باب کی احادیث مبارکہ سے جمہور کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ وہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر دوران خطبہ ارشاد فرمایا: اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ ...... ''خمر'' وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ (بخاری، مسلم) اس سلسلے میں ہر آدمی کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ شریعت کا مقصود یہ ہے جس چیز کی وجہ سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے، وہ جس چیز سے بھی بنائی گئی ہو، اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے، وہ حرام اور ممنوع ہو گی۔

(۷۵۳۹)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَفَعَهُ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَمِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا)) (مسند احمد: ۱۸۵٤۰)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منقی، کھجور، گندم، جو اور شہد سے شراب بنائی جاتی ہے۔''

(۷۵٤۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ مِنَ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔)) (مسند احمد: ۹۲۸۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شراب ان دو درختوں کھجور اور انگور کے پھلوں سے بنائی جاتی ہے۔''

(۷۵٤۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ، وَالْبِتْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ، فَقَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۵۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع کے متعلق سوال کیا گیا، بتع شہد سے بنائی گئی نبیذ کو کہتے ہیں اور یمن والے یہ مشروب پیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہے، وہ حرام ہے۔''

(۷۵٤۲)۔ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي

عیینہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ

(۷۵۳۹) تخريج: حديث صحيح من قول عمر موقوفا، وهو في حكم المرفوع، أخرجه ابوداود: ۳۶۷۶، والترمذي: ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، وأخرجه البخاري: ۵۵۸۱، ومسلم: ۳۰۳۲ عن عمر موقوفا (انظر: ۱۸۳۵۰)

(۷۵٤۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۸۵ (انظر: ۹۲۹۷)

(۷۵٤۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۵۸۶، ومسلم: ۲۰۰۱ (انظر: ۲٤۶۵۲)

(۷۵٤۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۹۷۷ (انظر: ۲۰۰۹)

أَبِی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّی رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ وَإِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَذَكَرَ مِنْ ضُرُوبِ الشَّرَابِ، فَقَالَ: اِجْتَنِبْ مَا أَسْكَرَ مِنْ زَبِيبٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ مَا سِوٰی ذٰلِكَ، قَالَ: مَا تَقُولُ فِی نَبِيذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۹)

کے پاس آیا اور کہا: میں خراسان کا رہنے والا ہوں اور ہمارا علاقہ ٹھنڈا ہے، پھر اس نے مشروبات کی کئی قسمیں بیان کیں، انہوں نے کہا: جو چیز بھی نشہ دے، تو اس سے اجتناب کر، وہ منقّی سے بنی ہو یا کھجور سے ہو یا کوئی بھی ہو۔ اس نے کہا: مٹکے میں بنائی گئی نبیذ کے متعلق کیا خیال ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مٹکے میں بنائی گئی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

(۷۵۴۳)۔عَنْ سَلَامِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ)) (مسند احمد: ۵۶۴۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو چیز نشہ پیدا کرے، اس کی معمولی مقدار بھی حرام ہے۔''

(۷۵۴۴)۔عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ۴۸۳۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''

فوائد:...... ہمارے ہاں احادیث میں مذکورہ لفظ ''خَمْر'' کا معنی شراب کیا جاتا ہے، جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''ہر نشہ آور چیز ''خَمْر'' ہے اور ہر ''خَمْر'' حرام ہے۔'' نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ (بخاری، مسلم) ...... ''خَمْر'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی، نسوار، بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں ''خمر'' میں داخل ہیں۔ شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مُدْمِنُ خَمْرٍ كَعَابِدِ وَثَنٍ۔)) (ابن ماجه: ۳۳۷۵) ......''ہمیشہ شراب پینے والا بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔''

(۷۵۴۵)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَعْنِی ابْنَ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ)) (مسند احمد: ۶۵۵۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کرتی ہے، اس کی معمولی مقدار بھی حرام ہے۔''

(۷۵۴۳) تخریج: حدیث قوی، أخرج الشطرین جمیعا ابن ماجه: ۳۳۹۲، وأخرج الشرط الاول النسائی: ۸/ ۳۲۴، وابن ماجه: ۳۳۸۷ (انظر: ۵۶۴۸)

(۷۵۴۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۰۳ (انظر: ۴۸۳۰)

(۷۵۴۵) تخریج: صحیح، أخرجه النسائی: ۸/ ۳۰۰، وابن ماجه: ۳۳۹۴ (انظر: ۶۵۵۸)

(٧٥٤٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ١٤٧٥٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

(٧٥٤٧)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ إِذَا شَرِبْتَهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)) (مسند احمد: ٢٤٩٣٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کا ایک فرق نشہ پیدا کر دے، اس سے ایک لپ بھر پینا بھی حرام ہوگا۔''

(٧٥٤٨)۔عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ: أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَ مُفْتِرٍ۔ (مسند احمد: ٢٧١٦٩)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہر نشہ آور چیز اور ہر فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

(٧٥٤٩)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْأَوْعِيَةِ، فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَفَّتَةِ وَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: وَمَا الْمُزَفَّتَةُ؟ قَالَ: الْمُقَيَّرَةُ، قَالَ: قُلْتُ: فَالرَّصَاصُ وَالْقَارُورَةُ؟ قَالَ: مَا بَأْسَ بِهِمَا، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَهُمَا، قَالَ: ((دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔)) قَالَ قُلْتُ لَهُ: صَدَقْتَ، السُّكْرُ حَرَامٌ فَالشَّرْبَةُ وَالشَّرْبَتَانِ عَلٰى طَعَامِنَا؟ قَالَ: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ وَقَالَ

مختار بن فلفل کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے برتنوں میں مشروب پینے کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے تارکول والے برتن سے منع کیا ہے اور فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' میں نے کہا کچ اور شیشے کے برتن کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، میں نے کہا: کچھ لوگ انہیں ناپسند کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ''جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے، اسے اس وقت تک چھوڑ دو، جب تک کہ شک ختم نہ ہو جائے اور بے شک ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ میں نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں کہ نشہ آور چیز حرام ہے، لیکن کھانے کے بعد اگر ایک دو گھونٹ پی لیں تو؟ انہوں نے کہا: جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کر دے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، شراب انگور سے ہوتی ہے، کھجور سے ہوتی ہے، شہد سے ہوتی ہے، گندم سے ہوتی ہے، جو سے

(٧٥٤٦) صحيح لغيره ، أخرجه ابوداود: ٣٦٨١ ، والترمذي: ١٨٦٥ ، وابن ماجه: ٣٣٩٣(انظر: ١٤٧٠٣)

(٧٥٤٧) تخريج: اسناده صحيح ، أخرجه ابوداود: ٣٦٨٧ ، والترمذي: ١٨٦٦ (انظر: ٢٤٤٣٢)

(٧٥٤٨) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: "ومفتِر" وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب ، أخرجه ابوداود: ٣٦٨٦ (انظر: ٢٦٦٣٤)

(٧٥٤٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ، أخرجه النسائي: ٨/ ٣٠٨(انظر: ١٢٠٩٩)

اَلْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ فَمَا خَمَّرْتَ مِنْ ذٰلِكَ فَهِيَ الْخَمْرُ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۲۳)

ہوتی ہے، مکئی سے ہوتی ہے، ان میں سے جو بھی تو شراب بنائے گا، یہ وہ شراب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

(۷۵۵۰)۔عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْلَمَهُمُ الصَّلَاةَ وَالسُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ، ثُمَّ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لَنَا شَرَابًا نَصْنَعُهُ مِنَ الْقَمْحِ وَالشَّعِيرِ، قَالَ فَقَالَ: ((الْغُبَيْرَاءُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((لَا تَطْعَمُوهُ۔)) ثُمَّ لَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمَيْنِ ذَكَرُوهُمَا لَهُ أَيْضًا فَقَالَ: ((الْغُبَيْرَاءُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((لَا تَطْعَمُوهُ۔)) ثُمَّ لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْطَلِقُوا سَأَلُوهُ عَنْهُ فَقَالَ: ((الْغُبَيْرَاءُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((لَا تَطْعَمُوهُ۔)) قَالُوا فَإِنَّهُمْ لَا يَدَعُونَهَا قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَتْرُكْهَا فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۹۵۲)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ نے انہیں نماز، سنتوں اور فرضوں کی تعلیم دی، انھوں نے کہا: ہمارا ایک مشروب ہے، جسے ہم گندم اور جو سے تیار کرتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے غبیراء کہتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نہ کھانا۔'' دو دن کے بعد پھر انہوں نے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی غبیراء؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو استعمال نہیں کرنا۔'' جب یہ لوگ جانے لگے تو انھوں نے اس کے متعلق پھر سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ غبیراء؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نہیں کھانا۔'' وہ کہنے لگے: وہ لوگ تو اس کو نہیں چھوڑیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس کو نہ چھوڑے، اس کی گردن اڑا دینا۔''

(۷۵۵۱)۔عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقِنِّينَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْغُبَيْرَاءَ فَإِنَّهَا ثُلُثُ خَمْرِ الْعَالَمِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۶۰)

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرے رب نے میرے اوپر شراب، ڈھولک بجانا اور رومیوں والا جوا کھیلنا حرام کیا ہے اور غبیراء سے بچو، (یہ غبیراء جو گندم اور جو سے تیار کی جاتی ہے) یہ پوری دنیا کی شرابوں کا ایک تہائی حصہ ہے۔''

(۷۵۵۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف دراج بن سعان، أخرجه ابويعلى: ۷۱۴۷، والطبرانى فى "الكبير": ۲۳/ ۴۸۳(انظر: ۲۷۴۰۷)

(۷۵۵۱) تخريج: حسن لغير دون قوله: "فانها ثلث خمر العالم" وهذ اسناد ضعيف، بكر بن سوادة لم يدرك قيس بن سعد، وعبيد الله بن زحر الضمرى مختلف فيه، أخرجه ابن ابى شيبة: ۸/ ۱۹۷، والبيهقى: ۱۰/ ۲۲۲، والطبرانى فى "الكبير": ۱۸/ ۸۹۷(انظر: ۱۵۴۸۱)

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔)) ......''شراب سے بچو، کیونکہ یہ ہر برائی کی بنیاد ہے۔'' (حاکم: ۴/ ۱۴۵، صحیحہ: ۲۷۹۸)

دورِ پارینہ اور عصرِ حاضر میں جتنی برائیوں نے امتِ مسلمہ کے افراد کو نقصان پہنچایا، ان میں سرِ فہرست شراب نوشی ہے، جو بندے کو دنیا کا چھوڑتی ہے نہ آخرت کا، بلکہ جب گھروں کے سربراہ اور خاندانوں کے کفیل اس برائی میں مبتلا ہوئے تو ان کے کنبے ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں جا گرے اور دستِ سوال پھیلا کر رہی سہی عزت و غیرت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے شراب پی، اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوگی، اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا، اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے (تیسری مرتبہ) پی تو پھر اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں کرے گا، اگر اس نے (اس بار) پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ لیکن اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک نماز قبول نہیں کرے گا۔ اب کی بار اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اسے جہنمیوں کا پیپ پلائے گا۔'' (ترمذی)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شراب سے گریز کرو، یہ خباثتوں کی جڑ ہے، پچھلے زمانے میں ایک عبادت گزار تھا، ایک گمراہ عورت کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی، اس نے اس کی طرف اپنی لونڈی کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ہم آپ کو شہادت کے لیے بلا رہے ہیں (ذرا تشریف لائیں)۔ وہ لونڈی کے ساتھ چل پڑا، (جب گھر پہنچا تو) وہ آگے چلتا گیا اور لونڈی یکے بعد دیگرے پیچھے سے دروازے بند کرتی گئی، حتی کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گیا، وہ عورت بڑی خوبصورت تھی، اس کے پاس ایک بچہ اور شراب کی ایک شیشی تھی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے شہادت کے لیے نہیں بلایا، میرا مقصد یہ ہے کہ میرے ساتھ زنا کرو، یا یہ شراب پیو یا اس بچے کو قتل کرو۔ اس نے (زنا اور قتل جیسے سنگین جرائم سے بچنے کے لیے) کہا کہ مجھے یہی شراب ہی پلا دو، اس نے ایک پیالہ پلایا۔ اس نے کہا: اور دو۔ بالآخر (نشہ آیا اور) اس نے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا شراب سے بچو۔ اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی میں ایمان بھی ہو اور وہ دوام کے ساتھ شراب بھی پیتا ہو تو عنقریب ایک چیز اس سے چھن جائے گی، (ایمان رہے گا یا پھر شراب رہے گا)۔ (نسائی)

(۷۵۵۲)۔ عَنْ دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ بِهَا عَمَلًا شَدِيْدًا وَإِنَّا

سیدنا دیلم حمیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ہماری سرزمین ٹھنڈک والی ہے اور ہماری محنت بہت سخت ہے، ہم گندم سے ایک شراب تیار

(۷۵۵۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۶۸۳ (انظر: ۱۸۰۳۵)

نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوّٰى بِهِ عَلٰى أَعْمَالِنَا وَعَلٰى بَرْدِ بِلَادِنَا قَالَ: ((هَلْ يُسْكِرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاجْتَنِبُوهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((هَلْ يُسْكِرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاجْتَنِبُوهُ۔)) قُلْتُ: إِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَاقْتُلُوهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٨١٩٨)

کرتے ہیں، جس کے ذریعہ ہم قوت حاصل کرتے ہیں تاکہ عملی مشقت اور علاقے کی ٹھنڈک پر قابو پائیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ نشہ آور ہے؟'' میں نے کہا: جی وہ نشہ آور تو ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے اجتناب کرو اور اسے نہ پیو۔'' میں سامنے سے آپ ﷺ کے پاس آیا اور یہی سوال دوہرایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ نشہ دیتی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے بچو۔'' میں نے کہا: لوگ تو اسے نہیں چھوڑیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نہ چھوڑیں تو انہیں قتل کر دو۔''

(٧٥٥٣)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمُسْكِرٌ هُوَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَإِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ۔)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٤١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جیشان کا ایک آدمی آیا، جیشان یمن کا علاقہ ہے، اس نے نبی کریم ﷺ سے ایک شراب کے متعلق دریافت کیا، جسے وہ پیتے تھے، وہ ان کے ہاں تیار کی جاتی تھی، اس کا نام مزر تھا، وہ مکئی سے تیار کرتے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ نشہ آور ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ جو نشہ آور چیز پئے گا، وہ اسے طینۃ الخبال سے پلائے گا۔'' لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں کا پسینہ ہے یا ان کے زخموں سے بہنے والا مادہ ہے۔''

(٧٥٥٤)۔ عَنِ ابْنِ شَرَاحِيلَ بْنِ بُكَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ شُرَاحْبِيلَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ لِي

شراحیل بن بکیل کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے مصر میں کچھ رشتہ دار رہتے ہیں، وہ انگور سے شراب تیار

(٧٥٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٠٢ (انظر: ١٤٨٨٠)

(٧٥٥٤) تخريج: اثر حسن (انظر: ١٦٠٦٦)

أَرْحَامًا بِمِصْرَ يَتَّخِذُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأَعْنَابِ قَالَ وَفَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لَا تَكُونُوا بِمَنْزِلَةِ الْيَهُودِ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا۔ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَخَذَ عُنْقُودًا فَعَصَرَهُ فَشَرِبَهُ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ، فَلَمَّا سِرْتُ قَالَ مَا حَلَّ شُرْبُهُ حَلَّ بَيْعُهُ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۶۳)

کرتے ہیں، انھوں نے کہا: کیا مسلمانوں میں سے بھی کوئی یہ کام کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: یہودیوں کی طرح کی روش اختیار نہ کرو، ان پر چربی حرام قرار دی گئی، لیکن انہوں نے اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔ میں نے کہا: آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے، جو انگور کا ایک گچھا لیتا ہے اور اسے نچوڑ کر پی لیتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر جب میں چلا تو انھوں نے کہا: جس چیز کا پینا حلال ہے، اس چیز کا فروخت کرنا بھی حلال ہے۔''

فوائد:...... شراب کے موضوع پر اس باب کی احادیثِ مبارکہ میں انتہائی اہم قوانین بیان کیے گئے ہیں اور شریعت کا اصل مقصد بیان کیا گیا ہے، شراب اس وجہ سے حرام نہیں ہے کہ وہ انگور سے بنائی جاتی ہے یا گندم سے یا کسی اور چیز سے، بلکہ اس کی حرمت کا سبب اس کی صفتِ نشہ ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ان قطعی دلائل میں سے ہے جو ہر نشہ دینے والی چیز کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ انگور سے بنائی گئی ہو یا کھجور اور مکئی وغیرہ سے، اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مختلف چیزوں سے تیار کی جانے والی شراب اور اس کی معمولی یا غیر معمولی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (صحیحہ: ۱۸۱٤)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے (سلسلة الاحاديث الضعيفة) میں اس ضعیف حدیث کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا: ((حُرِّمَتِ الْخَمْرُ لِعَيْنِهَا قَلِيلُهَا وَ كَثِيرُهَا، وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ۔)) ......''شراب کو اس کی ذات کی بناء پر حرام کیا گیا ہے، وہ کم ہو یا زیادہ اور باقی ہر شراب میں سے نشہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔''

احناف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ انگوروں سے بنائی جانے والی نشہ آور چیز کو صرف شراب کہتے ہیں، جس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے اور کثیر بھی۔ جو نشہ آور مشروبات گندم، جو، شہد اور مکئی سے تیار کیے جاتے ہیں، وہ حلال ہیں۔ صرف ان کی اتنی مقدار پینا حرام ہے، جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔ (معمولی مقدار پی لینے میں کوئی حرج نہیں)۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اور صحیح وصریح اور یقینی وقطعی احادیث کے مخالف ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔)) (مسلم) ......''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''

اس حدیث کے کثیر شواہد موجود ہیں، امام زیلعی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے (ارواء الغليل: ۸/ ٤٠ـ٤٥) میں بعض کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ شیخ علی قاری حنفی نے تو (شرح مسند الامام ابی حنيفة: صـ ٥٩) میں کہا: قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ثابت ہو جائے۔ آپ کو صاحبِ ہدایہ کے اس قول سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے: (اس

حدیث پر یحییٰ بن معین نے طعن کیا)۔ کیونکہ یہ قول بے بنیاد ہے اور ابن معین سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسا کہ امام زیلعی نے کہا اور ابن معین کا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ اس حدیث کی صحت ان سے مخفی رہ جائے۔

نیز ارشادِ نبوی ہے: ((مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ۔)) ......''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جاتی ہے۔'' یہ حدیث تقریباً آٹھ صحابہ سے مروی ہے، امام زیلعی نے (نصب الرایة: ٤/ ٣٠١۔٣٠٦) تمام سندوں کا تذکرہ کیا ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ٢٣٧٥، ٢٣٧٦) میں بعض کا ذکر کیا ہے اور امام نسائی نے اپنی سنن میں بعض روایات کا ذکر کیا اور پھر کہا: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نشہ کی کثیر مقدار بھی حرام ہے اور قلیل بھی۔ لیکن اپنے حق میں بعض دھوکہ بازوں نے کہا: جس شراب کی زیادہ مقدار سے نشہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کی اتنی کم مقدار حلال ہوتی ہے، جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا۔

تنبیہ: ہم نے شراب کے بارے میں احناف کا جو مسلک بیان کیا ہے، اس کو امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے بیان کرنے والے امام طحاوی ہیں، امام محمد نے بھی (الآثار: ص ١٤٨) میں یہ مسلک بیان کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ لیکن علامہ ابو الحسنات لکھنوی نے (التعلیق الممجد علی موطا محمد) میں کہا کہ امام محمد ہر نشہ آور چیز کی قلیل اور کثیر مقدار کے حرام ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ شاید اس مسئلہ میں امام محمد کے دو اقوال ہوں، جن میں سے دوسرا قول احادیثِ صحیحہ کے موافق ہونے کی وجہ سے درست ہے۔

اس ضعیف حدیث سے احناف نے جو استدلال کر کے شراب کے بارے میں اپنا مسلک پیش کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شراب انگوروں کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار کی جائے، اس کی اتنی مقدار پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا، نیز اگر ایسی شراب سے نشہ آ بھی جائے تو پینے والے کو حد نہیں لگائی جا سکتی۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ (الھدایہ: ٨/ ١٦٠) سے معلوم ہوتا ہے، لیکن صاحبِ ہدایہ نے کہا: زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کو حد لگائی جائے گی، جیسا کہ امام محمد کا خیال ہے، جن کا دوسرا قول جمہور کے مسلک کے موافق ہے۔ (سلسلة الاحادیث الضعیفة: ١٢٢٠)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِیْ قُبْحِ الْخَمْرِ وَمَفَاسِدِهَا وَلَعْنِ شَارِبِهَا وَحِرْمَانِهٖ مِنْ خَمْرِ الْاٰخِرَةِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ

شراب کی قباحت، اس کے مفاسد، اس کو پینے والے پر لعنت اور آخرت کے شراب سے اس کے محروم ہونے وغیرہ جیسے امور کا بیان

بَابُ مَفَاسِدِ الْخَمْرِ وَقِصَّةِ حَمْزَةَ مَعَ نَاقَتَیْ عَلِیٍّ قَبْلَ تَحْرِیْمِ الْخَمْرِ

شراب کے مفاسد اور شراب کی حرمت سے قبل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دو اونٹنیوں کے متعلق واقعہ

(٧٥٥٥)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ أَبِیهِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن مال غنیمت میں سے انھوں نے ایک اونٹنی حاصل کی اور نبی

(٧٥٥٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٠٨٩، ٢٣٧٥، ٣٠٩١، ومسلم: ١٩٧٩ (انظر: ١٢٠١)

طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَارِفًا أُخْرٰى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ لِأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلٰى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ فَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي، فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ. (مسند احمد: ۱۲۰۱)

کریم ﷺ نے ایک دوسری اونٹنی بھی ان کو عطا کر دی، میں نے دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری کے گھر کے دروازے کے سامنے بٹھا دیا، میرا ارادہ تھا کہ میں ان پر اذخرگھاس لاد کر لایا کروں گا اور اسے فروخت کر کے سیدہ فاطمہ سے شادی کے بعد ولیمہ میں رقم استعال کروں گا، اس کام پر میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی شریک تھا، سیدنا حمزہ بن مطلب اس گھر میں شراب پی رہے تھے، (جب وہ نشے میں آئے) تو وہ تلوار پکڑ کر جوش میں آ گئے اور ان دونوں اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ لیں، ان کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں اور ان کے جگر اور کوہان کاٹ کر انہیں لے گئے، میں نے جب یہ منظر دیکھا تو نہایت پریشان ہوا، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے آپ ﷺ کو اس سانحہ کی اطلاع دی، آپ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا زید بھی تھے، آپ ﷺ سیدنا حمزہ کے پاس داخل ہوئے اور انہیں سخت سرزنش فرمائی، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے نظر گھمائی اور کہا: تم سب میرے باپ کے غلام ہو، یہ منظر دیکھ کر نبی کریم ﷺ پچھلے پاؤں واپس آ گئے اور گھر سے باہر تشریف لے آئے، یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لَعْنِ الْخَمْرِ وَشَارِبِهَا وَحِرْمَانِهِ مِنْ خَمْرِ الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ

شراب اور اس کے پینے والے پر لعنت اور آخرت کی شراب سے اس کے محروم ہو جانے کا بیان، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے

(۷۵۵٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمِرْبَدِ فَخَرَجْتُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باڑے کی طرف گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، میں

(۷۵۵٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۳۳٤۳، والبيهقی: ۸/ ۲۸۷ (انظر: ۵۳۹۰)

مَعَهُ فَكُنْتُ عَنْ يَمِينِهِ وَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَتَأَخَّرْتُ لَهُ فَكَانَ عَنْ يَمِينِهِ وَكُنْتُ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَكَانَ عَنْ يَسَارِهِ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِرْبَدَ فَإِذَا بِأَزْقَاقٍ عَلَى الْمِرْبَدِ فِيهَا خَمْرٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُدْيَةِ قَالَ وَمَا عَرَفْتُ الْمُدْيَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِالزِّقَاقِ فَشُقَّتْ ثُمَّ قَالَ: ((لُعِنَتِ الْخَمْرُ وَشَارِبُهَا وَسَاقِيهَا وَبَائِعُهَا وَمُبْتَاعُهَا وَحَامِلُهَا وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ وَعَاصِرُهَا وَمُعْتَصِرُهَا وَآكِلُ ثَمَنِهَا۔)) (مسند احمد: ٥٣٩٠)

آپ ﷺ کی دائیں جانب تھا، جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو میں پیچھے ہٹ گیا اور اب وہ آپ ﷺ کی دائیں جانب تھے اور میں آپ ﷺ کی بائیں جانب تھا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو پھر میں علیحدہ ہوگیا اور اب آپ ﷺ کی بائیں جانب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم ﷺ باڑے میں آئے تو باڑے میں کچھ مشکیں تھیں، جن میں شراب تھی۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے نبی کریم ﷺ نے چھری لانے کا کہا اور چھری کے لیے "مُدْيَة" کا لفظ استعمال کیا، مجھے اس دن اس لفظ کا علم ہوا تھا، آپ ﷺ نے حکم دیا اور مشکیں کاٹ دی گئیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا "شراب، اس کے پینے والے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی گئی، نچوڑوانے والے، نچوڑنے والے اور اس کی قیمت کھانے والے، ان سب افراد پر لعنت کی گئی ہے۔"

فوائد:...... شراب کی وجہ سے نو افراد پر لعنت کی گئی ہے، اس حدیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگانا بھی آسان ہو جاتا ہے کہ برائی کا سبب بننا بھی بہت بڑا جرم ہے، اصل جرم تو شراب پینا ہے، باقی آٹھ افراد پر تعاون کرنے کی وجہ سے لعنت کی گئی ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے احترام کے تقاضے کس طرح پورے کیے ہیں، ہمیں بھی اپنے عرف کے مطابق یہ تقاضے پورے کرنے چاہئیں، جب تک شریعت کی مخالفت نہ ہو، مثلا چارپائی کے سرہانے والی جانب بٹھانا، اچھی قسم کی بیڈ شیٹ بچھانا، تکیہ پیش کرنا، احترام والی کرسی یا صوفے پہ بٹھانا۔

(٧٥٥٧)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ مِنْهُ حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ لَمْ يُسْقَهَا۔)) (مسند احمد: ٤٦٩٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اور پھر اس سے توبہ نہ کی، تو وہ آخرت میں محروم رہے گا اور اسے یہ شراب نہیں پلائی جائے گی۔"

(٧٥٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٧٥، ومسلم: ٢٠٠٣ (انظر: ٤٦٩٠)

(۷۵۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔)) (مسند احمد: ٦٥٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''احسان جتانے والا، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

(۷۵۵۹)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی يَعْنِي الْاَشْعَرِيَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَقَاطِعُ رَحِمٍ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ نَهْرِ الْغُوطَةِ۔)) قِيلَ: وَمَا نَهْرُ الْغُوطَةِ؟ قَالَ: ((نَهْرٌ يَجْرِي مِنْ فُرُوجِ الْمُومِسَاتِ يُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ رِيحُ فُرُوجِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٩٨)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اور جو ہمیشہ شراب نوشی کرتے ہوئے فوت ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ غوطہ نہر سے پلائیں گے۔'' کسی نے کہا: غوطہ نہر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہر بدکار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی، ان کی شرمگاہوں کی بدبو سے دوزخی بھی اذیت میں ہوں گے۔''

فوائد:...... کئی آیات واحادیث میں شراب کی مذمت کی گئی ہے، شراب حرام ہے، بلکہ لعنت کا باعث جرم ہے، اس میں ملوث مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ توبہ تائب ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَعِيدِ شَارِبِ الْخَمْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

شرابی کی وعید کا بیان، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں

(۷۵۶۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ فِي حَائِطٍ لَهُ بِالطَّائِفِ يُقَالُ لَهُ: الْوَهْطُ وَهُوَ

عبد اللہ بن دیلمی کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوا، وہ طائف میں اپنے ''وہط'' نامی ایک باغ میں تھے، ان کے پہلو میں قریش کا ایک نوجوان بیٹھا

(۷۵۵۸) تخریج: اسناده ضعیف، علته جابان لا يدرى من هو، وقال البخارى: لا يعرف لجابان سماع من عبد الله، ولا لسالم من جابان، أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٤٩١٥، والدارمى: ٢/ ١١٢، وابن حبان: ٣٣٨٣ (انظر: ٦٥٣٧)

(۷۵۵۹) تخريج: قوله منه: "ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَقَاطِعُ رَحِمٍ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ" حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابى حريز، أخرجه ابن حبان: ٥٣٤٦، وابويعلى: ٧٢٤٨، والحاكم: ٤/ ١٤٦ (انظر: ١٩٥٦٩)

(۷۵۶۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٣٧٧، وأخرج المرفوع منه النسائى: ٨/ ٣١٧، لكن بلفظ "لم تقبل له توبة" بل "لم تقبل له صلاة ......" (انظر: ٦٦٤٤)

مُخَاصِرٌ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ يُزَنُّ بِشُرْبِ الْخَمْرِ، فَقُلْتُ: بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ أَنَّ مَنْ شَرِبَ شَرْبَةَ خَمْرٍ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ تَوْبَةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، وَأَنَّ الشَّقِيَّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَأَنَّهُ مَنْ أَتَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فَلَمَّا سَمِعَ الْفَتَى ذِكْرَ الْخَمْرِ اجْتَذَبَ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: إِنِّي لَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ شَرِبَ مِنَ الْخَمْرِ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ، فَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٤٤)

ہوا تھا، جس پر شراب نوشی کی تہمت تھی، میں نے کہا: اے عبد اللہ! مجھے آپ سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ جس نے شراب کا ایک گھونٹ پیا، اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی توبہ قبول نہیں کرتے اور بد بخت وہ جو ماں کے پیٹ ہی سے بد بخت ہو اور جو بیت المقدس میں آئے، جبکہ اس کا یہ آنا صرف نماز کے لیے ہو، تو وہ اپنی خطاؤں سے اس طرح نکل جاتا ہے، جس طرح آج اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو، جب اس نوجوان نے شراب کی سزا کا ذکر سنا تو اس نے سیدنا عبد اللہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور چل دیا، پھر سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی کو اپنے اوپر وہ بات کہنے کی اجازت نہیں دے سکتا، جو میں نے نہیں کہی، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے شراب کا گھونٹ پیا، اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا، اگر وہ دوبارہ پیے گا تو چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر وہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا، اگر وہ پھر لوٹے، مجھے یاد نہیں کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ ذکر کیا، اس کے بعد فرمایا: اگر اس کے بعد بھی کوئی پیے تو اللہ تعالیٰ کا حق بنتا ہے کہ اسے دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہونے والی نہر سے پلائے گا۔''

(٧٥٦١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَإِنْ شَرِبَهَا فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَإِنْ شَرِبَهَا فَسَكِرَ لَمْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ ہوا، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر پھر شراب پی اور نشہ ہوا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی، تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ اگر اس نے شراب پی تو اس کی چالیس دن

(٧٥٦١) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "فان تاب لم يتب الله عليه" نافع بن عاصم في عداد المجهولين، أخرجه البزار: ٢٩٣٦، والحاكم: ٤/ ١٤٥ دون قوله: "فان تاب لم يتب الله عليه" (انظر: ٦٧٧٣)

تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَالثَّالِثَةَ وَالرَّابِعَةَ فَإِنْ شَرِبَهَا لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَكَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ عَيْنِ خَبَالٍ۔)) قِيلَ: وَمَا عَيْنُ خَبَالٍ؟ قَالَ: ((صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ)) (مسند احمد: ٦٧٧٣)

کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے خبال کے چشمہ سے پلائے گا۔'' کسی نے کہا: خبال کا چشمہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دوزخ والوں کی پیپ ہے۔''

(٧٥٦٢)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ كَانَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَمَا أَدْرِي أَفِي الثَّالِثَةِ أَمْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنْ عَادَ كَانَ حَتْمًا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٣٤)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب پی، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، اگر وہ شراب نوشی میں پھر لوٹے، مجھے معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ پھر شراب پئے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے ''طِینَةُ الْخَبَال'' سے پلائے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''طِینَةُ الْخَبَال'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں کی پیپ ہے۔''

(٧٥٦٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ۔)) قِيلَ: وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ)) (مسند احمد: ٤٩١٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب نوشی کی، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں، لیکن اگر وہ پھر لوٹے تو اللہ تعالیٰ کا حق بنتا ہے کہ اسے خبال والی نہر سے پلائے۔'' کسی نے کہا: نہر خبال سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہونے والی نہر ہے۔''

(٧٥٦٤)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٧٥٦٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٤٠٧٤ (انظر: ٢١٥٠٢)

(٧٥٦٣) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ١٨٦٢ (انظر: ٤٩١٧)

(٧٥٦٤) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: "فان مات مات كافرا" وهذا اسنا ضعيف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٤٢٨ (انظر: ٢٧٦٠٣)

سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَرْضَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا وَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۵۵)

نے فرمایا: ''جس نے شراب پی، اللہ تعالیٰ اس سے چالیس دن ناراض رہتا ہے، اگر وہ اسی حالت میں فوت ہوا تو کافر فوت ہو گا، اگر وہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا، اور اگر وہ پھر شراب نوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا حق بنتا ہے کہ اسے ''طِینَةُ الْخَبَال'' سے پلائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''طِینَةُ الْخَبَال'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں دوزخیوں کی پیپ جمع ہوتی ہے۔''

(۷۵۶۵)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدَنَّ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِإِزَارٍ وَمَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلِ الْحَمَّامَ۔ (مسند احمد: ۱۲۵)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے لوگو! میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ ہرگز اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہو اور جو خاتون اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ سرے سے حمام میں داخل نہ ہو۔''

فوائد:...... اس حدیث میں جن حماموں کا ذکر ہے، ان سے مراد دورِ جاہلیت کے وہ بڑے بڑے حمام ہیں، جہاں ایک سے زائد مختلف لوگ ننگے ہو کر اکٹھے نہاتے تھے، آپ ﷺ نے ایسے حماموں میں مردوں کو ازار پہن کر نہانے کی اجازت دی اور عورتوں کو مطلق طور پر منع کر دیا۔ ہمارے گھروں میں جو حمام بنے ہوئے ہیں، ان میں ننگا بھی نہایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ایک ایک فرد ہو، البتہ میاں بیوی اکٹھے نہا سکتے ہیں۔ مزید دیکھیں حدیث نمبر (۹۲۲) والا باب۔

(۷۵۶۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۷۰۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب نوشی کی جا رہی ہے۔''

(۷۵۶۵) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابويعلى: ۲۵۱، والبيهقي: ۷/ ۲۶۶ (انظر: ۱۲۵)
(۷۵۶۶) تخريج: حسن لغيره، أخرجه النسائي: ۱/ ۱۹۸، والترمذي: ۲۸۰۱ (انظر: ۱۴۶۵۱)

(٧٥٦٧)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُدْمِنُ الْخَمْرِ اِنْ مَاتَ لَقِيَ اللّٰهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا اگر اسی حالت میں مر گیا تو اس کی اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات ہوگی تو وہ ایسے ہوگا جیسے کسی بت کی عبادت کرنے والا ہو۔''

(٧٥٦٨)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ شُرْبَهَا فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ وَهُوَ يَتَحَلَّى الذَّهَبَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لِبَاسَهُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٦٩٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جو بھی فوت ہوا اور وہ شراب نوشی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت میں سے شراب حرام کر دیتے ہیں اور جو شخص میری امت میں سے اس حال میں مرا کہ وہ سونا پہنتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کا لباس حرام کر دیں گے۔''

فوائد:...... احادیث مبارکہ کا متن ہی مسئلہ سمجھانے کے لیے کافی ہے، شرابی کی کس قدر مذمت بیان کی جا رہی ہے۔
ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم معاشرے میں رواج پانے والی تمام نشہ آور چیزوں پر غور کریں، مثلا تمباکو نوشی، نسوار، تمباکو والا پان اور ان سے جان چھڑانے کی کوشش کریں، اگر ایمان کی روشنی میں ان سے انکار کر دیا جائے تو جسم بھی راحت محسوس کرے گا، وگرنہ تمباکو نوش اور نسواری لوگ کوئی نہ کوئی بہانہ پیش کر ہی لیتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ تمباکو اور نسوار وغیرہ بھی نشہ کی ہی صورتیں ہیں، اسی وجہ سے تو ان میں مبتلا ہو جانے والے لوگ ان سے باز نہیں رہ سکتے، اگر بچے کو یا غیر عادی شخص کو کڑوا قسم کا سگریٹ یا سخت قسم کی نسوار دی جائے تو اس کا دماغ کیوں چکرانے لگ جاتا ہے، اسی طرح جو لوگ بہت زیادہ سموکنگ کے عادی ہوتے ہیں، اگر ان کو کچھ دیر تک سگریٹ نہ دیا جائے تو ان کے سر میں درد کیوں ہونے لگتی ہے، وہ اپنا دماغی توازن کیوں کھونا شروع کر دیتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِرَاقَةِ الْخَمْرِ وَكَسْرِ اَوَانِيْهِ وَالنَّهْيِ عَنْ تَخْلِيْلِهٖ

شراب کو بہانے اور اس کے برتنوں کو توڑ دینے کا اور شراب کو سرکہ بنا لینے سے ممانعت کا بیان

(٧٥٦٩)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اَهْرَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ نے شراب کو بہا دیا اور اس کے مٹکوں کو توڑ دیا

(٧٥٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الواسطة بين محمد بن المنكدر وبين ابن عباس، أخرجه ابن حبان: ٥٣٤٧، والبزار: ٢٩٣٤، وعبد الرزاق: ١٧٠٧٠ (انظر: ٢٤٥٣)

(٧٥٦٨) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن هارون سمع من الجريري بعد ما اختلط، وقوله "وَمَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ وَهُوَ يَتَحَلَّى الذَّهَبَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لِبَاسَهُ فِي الْجَنَّةِ" صحيح بطريق آخر، أخرجه البزار: ٢٩٣٥ (انظر: ٦٩٤٨)

(٧٥٦٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٤٦٥٦)

الْـخَمْرَ وَكَسَّرَ جِرَارَهُ وَنَهٰى عَنْ بَيْعِهٖ وَبَيْعِ الْاَصْنَامِ۔ (مسند احمد: ١٤٧١٠)

اور اس کی اور بتوں کی خرید وفروخت سے منع کر دیا۔

(٧٥٧٠)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ سَـاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَـنْ اَيْتَـامٍ وَرِثُوْا خَمْرًا، فَقَالَ: ((اَهْرِقْهَا۔)) قَالَ: اَفَلَا نَجْعَلُهَا خَلًّا؟ قَالَ:((لَا۔)) (مسند احمد: ١٢٢١٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ چند یتیم ہیں، جنہیں شراب وراثت میں ملی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بہا دو۔'' انھوں نے کہا: کیا ہم اسے سرکہ نہ بنا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

(٧٥٧١)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ فِـيْ حِـجْـرِ اَبِـيْ طَـلْحَةَ يَتَامٰى فَابْتَاعَ لَهُمْ خَـمْـرًا، فَـلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَصْنَعُهُ خَلًّا؟ قَالَ: ((لَا۔))، قَالَ: فَاَهْرَاقَهُ۔ (مسند احمد: ١٣٧٦٩)

(دوسری سند) سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں کچھ یتیم بچے تھے، انہوں نے ان کے لیے شراب خریدی، (لیکن ابھی تک وہ پڑی تھی کہ) شراب حرام ہوگئی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور دریافت کیا کیا میں اس کا سرکہ بنا لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پس انھوں نے وہ شراب بہا دی۔

(٧٥٧٢)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَمَرَنِي رَسُـوْلُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ آتِيَهُ بِـمُـدْيَةٍ وَهِيَ الشَّفْرَةُ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَـأُرْهِـفَـتْ ثُمَّ أَعْطَانِيهَا وَقَالَ: ((اُغْدُ عَلَيَّ بِهَـا۔)) فَـفَـعَـلْـتُ فَـخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ إِلٰى أَسْـوَاقِ الْـمَـدِيـنَةِ وَفِيهَـا زِقَاقُ خَمْرٍ، قَدْ جُـلِبَـتْ مِنَ الشَّامِ فَأَخَذَ الْمُدْيَةَ مِنِّي فَشَقَّ مَـا كَـانَ مِـنْ تِـلْكَ الـزِّقَـاقِ بِـحَضْرَتِهِ ثُمَّ أَعْطَانِيهَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ أَنْ يَمْضُوا مَعِي وَأَنْ يُعَاوِنُونِي وَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْأَسْـوَاقَ كُلَّهَا فَلَا أَجِدُ فِيهَا زِقَّ خَمْرٍ إِلَّا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے پاس چھری لاؤں، میں چھری لے آیا، آپ ﷺ نے وہ چھری تیز کرنے کے لیے بھیجی، پس اس کو تیز کیا گیا، پھر مجھے دے دی اور فرمایا: ''یہ چھری لے کر صبح کو میرے پاس آنا۔'' پس میں نے ایسے ہی کیا، آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کے بازاروں میں نکلے، بازاروں میں شراب کی مشکیں تھیں، جو شام سے لائی گئی تھیں، آپ ﷺ نے مجھ سے وہ چھری لے لی اور جو مشکیں موجود تھیں، ان سب کو چاک کر دیا، اور پھر چھری مجھے دے دی اور آپ ﷺ کے ساتھ جتنے ساتھی تھے، آپ ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ چلیں اور مجھ سے تعاون کریں اور

(٧٥٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٨٣ (انظر: ١٢١٨٩)
(٧٥٧١) تخريج: انظ الحديث بالطريق الاول
(٧٥٧٢) تخريج: حديث حسن (انظر: ٦١٦٥)

شَقَّقْتُهُ فَفَعَلْتُ فَلَمْ أَتْرُكْ فِي أَسْوَاقِهَا زِقًّا إِلَّا شَقَقْتُهُ۔ (مسند احمد: ٦١٦٥)

مجھے حکم دیا کہ میں بازاروں میں جاؤں اور شراب کی جو بھی مشک پاؤں، اسے پھاڑ ڈالوں، پس میں نے ایسے ہی کیا، میں نے بازاروں میں کوئی شراب کی ایسی مشک نہ چھوڑی، جسے میں نے چیر نہ ڈالا ہو۔

(٧٥٧٣)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالَ إِنِّي يَوْمَئِذٍ لَأَسْقِيهِمْ لَأَسْقِي أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا فَأَمَرُونِي فَكَفَأْتُهَا وَكَفَأَ النَّاسُ آنِيَتَهُمْ بِمَا فِيهَا حَتَّى كَادَتِ السِّكَكُ أَنْ تَمْتَنِعَ مِنْ رِيحِهَا قَالَ أَنَسٌ وَمَا خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ مَخْلُوطَيْنِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدِي مَالُ يَتِيمٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ خَمْرًا أَفَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَبِيعَهُ فَأَرُدَّ عَلَى الْيَتِيمِ مَالَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّرُوبُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا۔)) وَلَمْ يَأْذَنْ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ۔ (مسند احمد: ١٣٣٠٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب شراب حرام ہوئی تو سیدنا انس کہتے ہیں: میں اس دن ساتھیوں کو شراب پلا رہا تھا، کل گیارہ آدمی تھے، جنہیں میں نے شراب پلائی، پھر حرام ہونے کے بعد انہوں نے مجھے حکم دیا میں شراب انڈیل دوں، میں نے بھی انڈیل دی اور لوگوں نے بھی اپنے اپنے برتن انڈیل دیئے، گلیاں شراب کی بدبو سے بھر گئیں، چلنا مشکل ہو رہا تھا، ان دنوں ان کی شراب زیادہ کچی کھجور اور خشک کھجور سے ملا کر تیار کی گئی تھی، ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرے پاس یتیموں کا مال تھا، میں نے اس سے شراب خرید لی تھی، (جبکہ اب شراب تو حرام ہوگئی ہے) تو کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ میں وہ فروخت کرکے ان کا مال بچا لوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے، ان پر چربی حرام تھی، انہوں نے اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت کو کھا گئے۔'' پس نبی کریم ﷺ نے اس کو شراب فروخت کرنے کی اجازت نہ دی۔

فوائد:...... صحیح بخاری کی ایک روایت (٥٥٨٠) کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب شراب کو ہم پر حرام کیا گیا تو مدینہ منورہ میں انگوروں کی شراب بہت کم تھی اور کچی اور خشک کھجوروں کی شراب عام تھی۔

(٧٥٧٤)۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قُلْنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ: إِنَّ عِنْدَنَا خَمْرًا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب شراب حرام ہوئی تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے پاس

(٧٥٧٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرج الشطر الأول بنحوه البخاري: ٥٦٠٠، ومسلم: ١٩٨٠ (انظر: ١٣٢٧٥)

(٧٥٧٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ١٢٦٣ (انظر: ١١٢٠٥)

لِيَتِيمٍ لَنَا، فَأَمَرَنَا فَأَهْرَقْنَاهَا۔ (مسند احمد: ١١٢٢٣)

یتیموں کی شراب ہے، اس کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اس شراب کو بہا دیا۔

(٧٥٧٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَسُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ وَنَفَرًا مِنْ أَصْحَابِهِ عِنْدَ أَبِي طَلْحَةَ وَأَنَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى كَادَ الشَّرَابُ أَنْ يَأْخُذَ فِيهِمْ فَأَتَى آتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: أَوَمَا شَعَرْتُمْ أَنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ؟ فَمَا قَالُوا حَتَّى نَنْظُرَ وَنَسْأَلَ فَقَالُوا: يَا أَنَسُ! اكْفِ مَا بَقِيَ فِي إِنَائِكَ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا عَادُوا فِيهَا وَمَا هِيَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَهِيَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ١٢٩٠٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا سہیل بن بیضاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں شراب پلا رہا تھا، تقریباً شراب اپنا اثر ان میں دکھا رہی تھی کہ ایک مسلمان آیا اور اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ شراب حرام ہو چکی ہے؟ انہوں نے جواباً یہ نہیں کہا کہ اچھا ہم دیکھتے ہیں یا کسی اور سے پوچھتے ہیں، بلکہ انہوں نے فوراً حکم دیا: اے انس! جو برتن میں باقی ہے، اسے انڈیل دو، اللہ کی قسم! اس کے بعد انہوں نے شراب کو دیکھا تک نہیں، اس دور میں وہ عام طور پر شراب خشک کھجور اور کچی کھجور سے بناتے تھے۔

فوائد:...... شراب کی حرمت کا معاملہ تو بالکل واضح ہے، نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رغبت کا اندازہ لگا کر ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے آپ کی اصلاح کریں۔

اس باب کی بعض احادیث سے ایک انتہائی اہم قانون کا پتہ چلتا ہے کہ جو چیز حرام ہے، اس کی قیمت اور تجارت بھی حرام ہے اور اس کی شکل و ہیئت کو بدلنے کی کوشش کرنا بھی حرام ہے، مثلا شراب کو سرکہ بنا لینا، حالانکہ سرکہ تو حلال ہے، لیکن شراب حرام ہے، اس لیے اس سے سرکہ بنانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ تمباکو، نسوار اور تمباکو والے پان کی تجارت کرنے والوں کو ہوش کرنا چاہیے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اسلامی حکمران کو اجازت ہے کہ وہ شراب نوشی کے مراکز بند کرا دے اور زبردستی شراب ضائع کروا دے اس پر کوئی تاوان نہیں پڑتا، خواہ بے سہارا یتیم ہی اس کے مالک کیوں نہ ہوں۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّدَاوِي بِالْخَمْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ

شراب کے ذریعے علاج کرنے کو حرام قرار دینے اور اس چیز کا بیان کہ شراب دوا نہیں ہے

(٧٥٧٦)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدِ نِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ بِأَرْضِنَا

سیدنا طارق بن سوید حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری سرزمین میں انگور ہیں،

(٧٥٧٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٥٨٢، ٧٢٥٣، ومسلم: ١٩٨٠ (انظر: ١٢٨٦٩)

(٧٥٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٨٤ (انظر: ١٨٧٨٧)

اَعْنَابًا نَعْتَصِرُهَا فَنَشْرَبُ مِنْهَا، قَالَ: ((لَا۔)) فَعَاوَدْتُهُ؟ فَقَالَ: ((لَا۔)) فَقُلْتُ: اِنَّا نَسْتَشْفِیْ بِهَا لِلْمَرِیْضِ، فَقَالَ: ((اِنَّ ذَاكَ لَیْسَ شِفَاءً ا وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۹٤)

ہم ان کو نچوڑ کر (شراب بناتے ہیں) اور پھر پیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے پھر اپنی بات دوہرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ہم اس کے ذریعہ بیمار کے لیے شفا طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ شفا نہیں ہے، بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔''

فوائد:...... ابن عربی نے کہا: ہم نے مشاہدہ تو یہ کیا ہے کہ شراب پینے سے صحت اور قوت ملتی ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امہال اور استدراج ہے، یا یوں کہیں گے کہ دراصل دواء وہ ہوتی ہے، جو بدن کو صحیح کرے اور دین کو خراب نہ کرے، اگر اس کی وجہ سے دین میں خرابی آ جائے تو اس کی بیماری اور ضرر غالب تصور جائے گا۔

امام خطابی نے کہا: آپ ﷺ کا شراب کی بیماری سے مراد گناہ ہے، آپ ﷺ نے اخروی ضرر کو دنیوی نقصان کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

(۷۵۷۷)۔عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَهُ سُوَیْدُ بْنُ طَارِقٍ سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهَا، فَقَالَ: اِنِّیْ اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِنَّهَا دَاءٌ وَلَیْسَتْ بِدَوَاءٍ)) (مسند احمد: ۱۹۰٦٥)

سیدنا وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوید بن طارق نامی ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے شراب کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے اسے پینے سے روک دیا، اس نے کہا: میں دوا کے لیے شراب بناتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ تو بیماری ہے اور دوا نہیں ہے۔''

فوائد:...... امام نووی نے کہا: اس حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ شراب دوا نہیں ہے، لہذا اس سے علاج کرنا درست نہیں ہے، ہمارے اصحاب کے ہاں یہی رائے راجح ہے کہ اس سے علاج کرنا حرام ہے اور پیاس بجھانے کے لیے اس کو پینا بھی حرام ہے، ہاں جب لقمہ گلے میں پھنس جائے اور اس کو اتارنے کے لیے شراب کے علاوہ کوئی چیز موجود نہ ہو تو ضروری ہے کہ شراب استعمال کر لی جائے۔

(۷۵۷۷) تخریج: انظر الحدیث السابق

۴۸: كِتَابُ الصَّيْدِ وَ الذَّبَائِحِ
شکار اور ذبائح کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ وَالْبَازِي وَنَحْوِهِمَا
سدھائے ہوئے شکاری کتے اور باز وغیرہ کے شکار کا بیان

(۷۵۷۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَأَفْتِنِي فِي صَيْدِهَا، فَقَالَ: ((إِنْ كَانَتْ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْتَ عَلَيْكَ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ذَكِيٌّ وَغَيْرُ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: ((ذَكِيٌّ وَغَيْرُ ذَكِيٍّ۔)) قَالَ: وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ، قَالَ: ((وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفْتِنِي فِي قَوْسِي، قَالَ: ((كُلْ مَا أَمْسَكَتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ۔)) قَالَ: ذَكِيٌّ وَغَيْرُ ذَكِيٍّ؟ قَالَ: ((ذَكِيٌّ وَغَيْرُ ذَكِيٍّ۔)) قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنِّي؟ قَالَ: ((وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ مَا لَمْ يَصِلَّ يَعْنِي يَتَغَيَّرْ أَوْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ غَيْرِ سَهْمِكَ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں، مجھے ان کے شکار کے بارے میں تفصیل بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس شکاری کتے ہیں تو جو شکار وہ تمہارے لیے روکیں، وہ کھانا جائز ہے۔'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ذبح ہو سکے یا نہ سکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ذبح کر سکو یا نہ کر سکو، دونوں صورتوں میں جائز ہوگا۔'' انھوں نے کہا: اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کمان سے شکار کئے ہوئے جانور کے بارے میں بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تم کمان کے ذریعے شکار کر لو، اس کو کھا لو۔'' انہوں نے کہا: خواہ ذبح کر سکوں یا نہ کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی بالکل، ذبح

(۷۵۷۸) تخريج: حسن الا قوله "وان اكل منه" منكر، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ۲۸۵۷، والنسائي: ۷/ ۱۹۱ (انظر: ۶۷۲۵)

أَفْتِنَا فِي آنِيَةِ الْمَجُوسِ إِذَا اضْطُرِرْنَا إِلَيْهَا، قَالَ: ((إِذَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهَا فَاغْسِلُوهَا بِالْمَاءِ وَاطْبُخُوا فِيهَا.)) (مسند احمد: ٦٧٢٥)

کرسکو یا ذبح نہ کرسکو۔'' انہوں نے کہا: اگر وہ شکار نظروں سے اوجھل ہو جائے تو پھر بھی جائز ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ غائب ہوجائے تو اس وقت تک جائز ہے، جب تک اس میں تغیر سے بدبو پیدا نہ ہوئی ہو یا اس میں تمہارے لگے ہوئے تیر کے علاوہ کسی اور تیر کا نشان نہ ہو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم مجبور ہوں تو مجوسیوں کے برتن میں کھانے کے متعلق فتویٰ جاری فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ان کے برتنوں میں کھانے پر مجبور ہو تو انہیں پانی سے دھولو اور پھر ان میں کھانا پکالو۔''

(٧٥٧٩)۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَإِنَّا فِي أَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَخْبِرْنِي مَاذَا يَصْلُحُ؟ قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَإِنْ صِدْتَ بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.)) (مسند احمد: ١٧٩٠٤)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا! اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں اور ہم ایسی سرزمین میں ہیں، جو شکار کے لیے سازگار ہے، میں اپنے کمان یا سدھائے ہوئے کتے کے ذریعہ شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے کے ذریعہ بھی شکار کرتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں، اب آپ ان کے بارے میں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم نے یہ کہا ہے کہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں ہیں اور ان کے برتنوں میں کھانے کا کیا حکم ہے، تو اس بارے میں فتویٰ یہ ہے کہ اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو پھر ان میں نہ کھاؤ، اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ برتن نہیں پاتے ہو تو ان کو دھولو اور ان میں کھالو۔ جو تم نے یہ کہا ہے کہ تم شکار والی زمین میں ہو، اگر تم نے اپنے تیر کمان سے شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی تو پھر وہ شکار کھالو اور جب تم نے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑنے سے پہلے بسم اللہ پڑھی تھی تو وہ شکار بھی کھالو اور جو تم نے نہ سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا ہے،

(٧٥٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٧٨، ومسلم: ١٩٣٠ (انظر: ١٧٧٥٢)

اگر اسے ذبح کر لو تو اس کو بھی کھا لو اور اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو پھر نہ کھانا۔''

(۷۵۸۰)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَنَعَتَ لِي الصَّلَاةَ وَكَيْفَ أُصَلِّي كُلَّ صَلَاةٍ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ قَالَ لِي: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا ابْنَ حَاتِمٍ إِذَا رَكِبْتَ مِنْ قُصُورِ الْيَمَنِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ حَتّٰى تَنْزِلَ قُصُورَ الْحِيرَةِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ مَقَانِبُ طَيِّءٍ وَرِجَالُهَا، قَالَ: ((يَكْفِيكَ اللّٰهُ طَيِّئًا وَمَنْ سِوَاهَا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ وَالْبُزَاةِ فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْهَا؟ قَالَ: ((يَحِلُّ لَكُمْ ﴿مَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ فَمَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ خَالَطَ كِلَابَنَا كِلَابٌ أُخْرٰى حِينَ نُرْسِلُهَا؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ كَلْبَكَ هُوَ الَّذِي أَمْسَكَ عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَرْمِي

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور وضاحت کی کہ میں نے کیسے ہر نماز اس کے وقت پر پڑھنی ہے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے ابن حاتم! تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تو یمن کے قلعوں پر چڑھے گا، تجھے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا حتی کہ تو حیرہ کے قلعوں میں اترے گا وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا طی قبیلہ کے شہسوار اور پیادہ (جرائم پیشہ) لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے طی اور دیگر لوگوں سے کافی ہو جائے گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ کتوں اور بازوں کے ذریعے شکار کرتے ہیں، ہمارے لیے ان کے شکار میں سے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شکاری کتے تم نے سدھائے ہیں، اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے، ان کے روکے ہوئے شکار کو کھا سکتے ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو اور جو کتا یا باز تم نے چھوڑا ہے اور اللہ کا نام ذکر کیا ہے، تو وہ جو شکار روک کر رکھیں، وہ کھا لو۔'' میں نے کہا: اگر چہ یہ شکار کو مار بھی دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چہ یہ مار بھی دیں، لیکن شکار سے خود نہ کھایا ہو تو انہوں نے شکار تمہارے لیے روکا ہے۔'' میں نے کہا: اب یہ فرمائیں کہ چھوڑتے وقت اگر ہمارے کتے کے ساتھ دوسرے کتے مل جل جاتے ہیں تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک شکار نہ کھاؤ جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ شکار تمہارے کتے

(۷۵۸۰) تخریج: حدیث صحیح بغیر هذه السیاقة فی بعض الفاظه، وهذا اسناد ضعیف من اجل مجالد بن سعید، أخرج منه قسم الصید بالکلاب والبزاة ابوداود: ۲۸۵۱، والترمذی: ۱۴۶۷، ۱۴۷۰ (انظر: ۱۸۲۵۸)

بِـالْـمِعْرَاضِ فَمَا يَحِلُّ لَنَا؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ مَـا أَصَبْـتَ بِـالْـمِعْرَاضِ إِلَّا مَا ذَكَّيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۴۷)

نے ہی کیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تیر کے درمیانی موٹے حصے سے شکار کرتے ہیں، اس میں سے ہمارے لیے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شکار تیر کے اس حصے سے مر جائے، اس کو نہ کھاؤ، الا یہ کہ خود ذبح کر لو۔''

فوائد:...... جو شکار تیر کے درمیانی موٹے حصے کے لگنے سے مرے گا، وہ مردار ہوگا اور اس جانور کی مانند ہوگا، جس کو لاٹھی سے مار دیا جائے، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، جانور کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تیز دھار والا آلہ استعمال کیا جائے۔ دوسرے کتے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہو جائے گا کہ ممکن ہے کہ اُس کتے نے شکار کو مارا ہو اور اس کو چھوڑتے وقت اللہ تعالی کا نام نہ لیا گیا ہو۔

سیدنا عدی بن حاتم عیسائی تھے، جب یہ مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ارکان اسلام کی تعلیم دی اور انھوں نے بھی آپ ﷺ سے کچھ سوالات کیے۔

کتے کے ذریعے شکار کرنے کے احکام یہ ہیں کہ وہ کتا سدھایا گیا ہو، اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے، وہ شکار کو مار کر اس میں سے خود کچھ نہ کھائے، بلکہ اپنے مالک کے لیے اس کو محفوظ رہنے دے، اس کتے کے ساتھ کوئی دوسرا ایسا کتا شریک نہ ہو، جس کو بسم اللہ پڑھ کر نہ چھوڑا گیا ہے، اگر شکاری شکار تک اس حال میں پہنچے کہ وہ مکمل مر چکا ہو تو وہ حلال ہوگا، بشرطیکہ زخم کی وجہ سے خون نکلا ہوا ہو، اگر شکار زندہ مل جائے تو اسے ذبح کر دے۔

تیر اور گن وغیرہ کے ذریعے شکار کرنے کا ادب یہ ہے کہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر فائر کیا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے کے علاوہ دوسرے جانوروں کی تربیت کر کے ان کی مدد سے بھی شکار کیا جا سکتا ہے، مثلا باز، شکرا، تیندوا وغیرہ، البتہ امام احمد کالے کتے سے شکار کرنے کے قائل نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَا اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ مِنَ الصَّيْدِ
کتا شکار میں سے کھا لے تو اس کا حکم

(۷۵۸۱)۔ عَـنْ عَـدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ صَيْـدِ الْـكَلْبِ؟ فَقَالَ: ((اِذَا اَرْسَـلْـتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَسَمَّيْتَ عَلَيْهِ فَاَخَذَ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَذَكِّهِ، وَاِنْ قَتَلَ فَكُلْ، فَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ، (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ)) (مسند احمد: ۱۹۶۰۲)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا بھیجو اور بسم اللہ پڑھو تو اس کتے نے جو شکار پکڑا ہے، اگر تم اسے اس حالت میں پاتے ہیں کہ ابھی وہ زندہ ہے تو اسے ذبح کرو، اور اگر اس نے شکار مار بھی دیا ہے پھر بھی کھا لو، لیکن اگر کتے نے شکار میں

(۷۵۸۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مطولا البخاری: ۵۴۷۵، ومسلم: ۱۹۲۹ (انظر: ۱۹۳۸۳)

سے خود کھا لیا ہے تو پھر نہ کھاؤ، کیونکہ اس کھانے کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے اپنے لیے روکا ہے۔''

(۷۵۸۲)۔عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ الْكَلْبَ فَأَكَلَ مِنَ الصَّيْدِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِذَا أَرْسَلْتَهُ فَقَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى صَاحِبِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑتے ہو اور وہ اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے تو پھر وہ شکار نہ کھانا، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنے لیے روکا ہے اور جب تم اپنا کتا چھوڑتے ہو اور وہ اس میں سے کچھ نہیں کھاتا تو پھر اس کو کھا لو، کیونکہ اس نے شکار مالک کے لیے روکا ہے۔''

فوائد: ...... ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ شکار کو اس وقت کھانا جائز ہوگا، جب شکاری کتا شکار کر کے خود اس میں کچھ نہ کھائے، بلکہ مالک کے لیے روک کر رکھے، نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ ...... ''پس تم کھاؤ اس شکار سے، جو وہ تمہارے لیے روکے رکھیں۔'' جب کتا خود کھانا شروع کر دے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے شکار کو مالک کے لیے نہیں روکا۔

لیکن حدیث نمبر (۷۵۷۸) سے معلوم ہوتا کہ اگر کتا شکار میں سے کھا بھی لے، تب بھی اس کو کھایا جا سکتا ہے، لیکن اس حدیث کا وہ جملہ ضعیف ہے، جس میں ایسے جانور کو کھانے کا حکم دیا گیا ہے، سب سے بہترین جواب یہی ہے، بہرحال درج ذیل دو اقوال موجود ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ، امام عطاء، امام حسن بصری، امام نخعی، امام شافعی اور امام احمد سمیت اکثر اہل علم کا نظریہ یہ ہے کہ شکار اسی وقت حلال ہوگا، جب شکار کرنے والا جانور اس میں سے کچھ نہیں کھائے گا۔

جبکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام مالک کی رائے یہ ہے کہ ایسا شکار حلال ہوگا، انھوں نے اس باب کی احادیث کو کراہت اور تنزیہ پر محمول کیا ہے، نہ کہ حرمت پر، یعنی بہتر اور احتیاط یہ ہے کہ ایسا شکار نہ کھایا جائے، اگر کوئی کھا لے تو اس میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہوگا۔ پہلا نظریہ راجح ہے کہ ایسا شکار نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اس کے دلائل قوی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عِنْدَ إِرْسَالِ الْكَلْبِ وَنَحْوِهِ
کتے پر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنے کا مسئلہ

(۷۵۸۳)۔عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا أَهْلُ صَيْدٍ، فَقَالَ: ((إِذَا رَمٰى

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم شکاری لوگ ہیں، اس بارے میں آپ ہمیں

(۷۵۸۲) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۰۴۹)

(۷۵۸۳) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۵۴۷۵، ۵۴۸۴، ومسلم: ۱۹۲۹ (انظر: ۱۹۳۸۸)

أَحَدُكُمْ بِسَهْمِهِ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَإِنْ قَتَلَ فَلْيَأْكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَوَجَدَهُ مَيْتًا فَلَا يَأْكُلْهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الْمَاءَ قَتَلَهُ فَإِنْ وَجَدَ سَهْمَهُ فِي صَيْدٍ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ اثْنَيْنِ وَلَمْ يَجِدْ فِيهِ أَثَرًا غَيْرَ سَهْمِهِ فَإِنْ شَاءَ فَلْيَأْكُلْهُ قَالَ وَإِذَا أَرْسَلَ عَلَيْهِ كَلْبَهُ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ أَدْرَكَهُ قَدْ قَتَلَهُ فَلْيَأْكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا يَأْكُلْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَمْ يُمْسِكْ عَلَيْهِ وَإِنْ أَرْسَلَ كَلْبَهُ فَخَالَطَ كِلَابًا لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَلَا يَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَهُ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٠٧)

ہدایات دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شکار پر اپنا تیر پھینکے تو وہ بسم اللہ پڑھ لے، اگر وہ تیر شکار کو مار بھی دے، پھر بھی کھا لو، لیکن اگر وہ شکار زخمی ہو کر پانی میں گر جائے اور وہیں مر جائے تو پھر نہیں کھانا، کیونکہ ہو سکتا ہے وہ پانی میں ڈوب کر مرا ہو، اور اگر شکار میں تیر لگا ہوا ہو اور وہ ایک دو دن بعد میں ملا ہو اور اس میں سوائے تمہارے تیر کے کسی اور کے تیر کا نشان نہ ہو تو اگر مرضی ہو تو کھا سکتے ہو اور جب شکار پر کتا چھوڑا ہو تو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لو، اگر وہ شکار اس حالت میں مر بھی گیا ہو تو اس کو کھا لو اور اگر کتا شکار میں سے کچھ کھا لے، تو پھر نہ کھانا، کیونکہ یہ کتے نے اپنے لیے روکا ہے، شکاری کے لیے نہیں روکا، اگر کتا شکار کے لیے چھوڑا ہے اور اس کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جل گئے ہوں، جن کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو تو پھر اس کو نہیں کھانا، کیونکہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کس نے شکار مارا ہے۔''

(٧٥٨٤)۔(وَعَنْهُ اَیْضًا) قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ۔)) وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ قَالَ وَكِيعٌ قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ فَقَالَ وَمَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْهُ فَإِنَّ أَخْذَهُ ذَكَاتُهُ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا آخَرَ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهِ۔)) (مسند احمد: ١٨٤٣٤)

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ جو شکار تیر کے درمیانی موٹے حصے کے لگنے سے مرے گا، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو دھار کی جانب سے تیر شکار کو لگے وہ کھا لو اور جو اس موٹے حصے کی جانب سے لگے، وہ لاٹھی سے مارے ہوئے جانور کی مانند ہے، اسے کھانا جائز نہیں۔'' میں نے کتے کے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا ہو، اگر وہ کتا شکار روکتا ہے تو کھا لو، لیکن اگر تم اپنے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا پاتے ہو اور یہ خدشہ ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کتے نے مارا ہو تو پھر شکار نہ کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر تو نہیں پڑھی۔''

(٧٥٨٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٥٨٥)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيَفْعَلُ كَذَا، قَالَ: ((إِنَّ أَبَاكَ أَرَادَ شَيْئًا فَأَدْرَكَهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ وَلَا أَجِدُ مَا أُذَكِّيهِ بِهِ إِلَّا الْمَرْوَةَ وَالْعَصَا؟ قَالَ: ((أَمِرَّ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ اذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) قُلْتُ: طَعَامٌ مَا أَدَعُهُ إِلَّا تَحَرُّجًا؟ قَالَ: ((مَا ضَارَعْتَ فِيهِ نَصْرَانِيَّةً فَلَا تَدَعْهُ۔)) (مسند احمد: ١٨٤٣٩)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ حاتم طائی صلہ رحمی کرتے تھے اور کوئی نیک کام کرتے تھے؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمہارے والد نے جس کام کا ارادہ کیا تھا، اس نے اس کو پالیا۔'' آپ ﷺ کی مراد شہرت اور نمود و نمائش تھی، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں تیر پھینکتا ہوں اب شکار ذبح کرنے کے لیے میرے پاس صرف پتھر یا لاٹھی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھو اور شکار سے خون جاری کردو (یعنی خون جاری کر دینے والا کوئی آلہ استعمال کرلو)۔'' میں نے کہا: بعض کھانے ایسے ہوتے ہیں کہ میں ان کو صرف گناہ میں واقع ہونے کے خوف سے چھوڑ دیتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کھانے کو چھوڑنے میں عیسائیت سے مشابہت پیدا ہوتی ہو وہ کھانا نہ چھوڑنا۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شکاری جانور چھوڑتے وقت یا تیر چلاتے اور گولی فائر کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

حاتم مذہباً عیسائی تھا، دورِ جاہلیت میں فوت ہوگیا تھا، جود و سخاوت میں عدیم النظیر تھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سخاوت اور دوسرے اچھے خصائل کا مقصد شہرت اور تعریف کا حصول تھا، نہ کہ رضائے الٰہی کی تلاش اور ایسے ہی ہوا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا: حاتم ایک سخی آدمی تھا، دور جاہلیت میں اس کی بڑی تعریف کی جاتی تھی، اس کے بیٹے نے اسلام کو پالیا تھا۔ حاتم اپنی سخاوت میں عجیب امور اور غریب اخبار والا تھا، لیکن اس کا مقصد شہرت طلبی اور ریاکاری تھا، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور آخرت۔

ہماری شریعت میں حلال و حرام کے بارے میں واضح احکام اور قواعد مرتب ہیں، کسی گمان کی وجہ سے کسی چیز کے حرام ہونے کا شبہ نہیں ہونا چاہیے، جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی واضح دلیل نہ ہو اس وقت تک اس کو حلال ہی سمجھا جائے گا، اس میں اغیار کی مشابہت ہوتی ہو یا نہیں۔

(٧٥٨٥) تخريج: حديث صحيح دون قصة مضارعة النصرانية، فان هذه القصة ضعيفة لجهالة مري بن قطري، أخرجه ابن ماجه: ٣١٧٧ (انظر: ١٨٢٥٠، ١٨٢٦٢)

بَابُ الصَّيْدِ بِالْقَوْسِ وَحُكْمِ الرَّمِيَّةِ اِذَا غَابَتْ اَوْ وَقَعَتْ فِيْ مَاءٍ

کمان سے شکار کرنے کا اور غائب ہو جانے والے یا پانی میں گر جانے والے شکار کے حکم کا بیان

(٧٥٨٦)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ يَقُوْلَانِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ)) (مسند احمد: ٢٣٦٨٢)

سیدنا عقبہ بن عامر اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیری کمان جس چیز کو شکار کر لے، تو اس کو کھا لے۔''

(٧٥٨٧)۔عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ ثَلَاثَ لِيَالٍ فَاَدْرَكْتَهُ فَكُلْ مَا لَمْ يُنْتِنْ۔)) (مسند احمد: ١٧٨٩٦)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تیر شکار پر پھینکتے ہیں اور وہ تین دن تک تم سے غائب ہو جاتا ہے اور پھر اسے پا لیتے ہو تو اس کو کھایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ بدبودار نہ ہوا ہو۔''

فوائد:...... یہ ظن غالب ہونا چاہیے کہ یہ وہی جانور ہے، جس پر اس شکاری نے تیر چلایا تھا اور اسی تیر کی وجہ سے یہ مرا ہے۔

(٧٥٨٨)۔عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضُ صَيْدٍ فَيَرْمِي أَحَدُنَا الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَيَجِدُهُ وَفِيهِ سَهْمُهُ؟ قَالَ: ((إِذَا وَجَدْتَ سَهْمَكَ وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ غَيْرِهِ وَعَلِمْتَ أَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ فَكُلْهُ۔)) (وَبِلَفْظٍ آخَرَ) ((فَإِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ۔)) (مسند احمد: ١٩٥٩٤)

سیدنا عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہماری سر زمین شکار کے لیے بہت موزوں ہے، ہم میں سے اگر کوئی شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار ایک یا دو دن غائب رہتا ہے اور پھر وہ پایا جاتا ہے اور اس میں وہی تیر موجود ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اس میں اپنا تیر پاتے ہو اور اس میں کسی اور تیر کے اثرات نہ ہوں اور تم جانتے ہو کہ اسے تمہارے تیر نے ہی مارا ہے تو تم اسے کھا لو۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اس میں اپنا تیر لگا ہوا دیکھتے ہیں اور اس سے کسی درندے نے نہ کھایا ہو تو پھر تم وہ شکار کھا سکتے ہو۔''

فوائد:...... اگر درندے کے کھانے کے اثرات موجود ہوں تو یہ شبہ پیدا ہو جائے گا کہ ممکن ہے کہ یہ جانور درندے کے کھانے کی وجہ سے مرا ہو۔

(٧٥٨٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٤٥ (انظر: ٢٣٢٩٣)

(٧٥٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٣١ (انظر: ١٧٧٤٤)

(٧٥٨٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٩٧٠، ٢٩٧١ (انظر: ١٩٣٧٦)

(۷۵۸۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا وَقَعَتْ رَمْيَتُكَ فِي الْمَاءِ فَغَرِقَ فَلَا تَأْكُلْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۹۸)

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شکار پر تم نے تیر چلایا ہو، لیکن (تیر لگنے کے بعد) وہ پانی میں گر کر مر گیا ہو تو اس کو نہیں کھانا۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ ایسا جانور پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے مرا ہو، اس لیے اس کو حرام سمجھا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّيْدِ بِالْمِعْرَاضِ
معراض کے شکار کا بیان

(۷۵۹۰)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((مَا اَصَابَ بِحَدِّهِ فَخَزَقَ فَكُلْ، وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَاِنَّهُ وَقِيْذٌ فَلَاتَاْكُلْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۸۸)

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ جو شکار تیر کے درمیانی موٹے حصے کے لگنے سے مرے گا، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شکار کو تیر کی دھار لگے اور وہ اس میں گھس جائے اس کو کھا لو اور جب تیر کا درمیانی حصہ لگے اور شکار کو قتل کر دے تو وہ لاٹھی سے مارے ہوئے جانور کی مانند ہے، پس اسے نہیں کھانا۔''

فوائد:...... تیر کا درمیانی حصہ محض ایک لاٹھی کی مانند ہوتا ہے، اس کو معراض کہا گیا ہے، اس کے ذریعے جو شکار مر جائے گا، وہ حرام ہوگا، کیونکہ یہ حصہ تیر دھار کے حکم میں نہیں آتا اور نہ شکار میں پیوست ہوتا ہے۔

(۷۵۹۱)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَخَالَطَ كِلَابًا اُخْرٰى فَاَخَذَتْهُ جَمِيْعًا فَلَا تَاْكُلْ، فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهَا اَخَذَهُ، وَاِذَا رَمَيْتَ فَسَمَّيْتَ فَخَزَقَتْ فَكُلْ، فَاِنْ لَمْ يَتَخَزَّقْ فَلَا تَاْكُلْ، وَلَا تَاْكُلْ مِنَ الْمِعْرَاضِ، وَلَا تَاْكُلْ مِنَ الْبُنْدُقَةِ اِلَّا

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے کتے کو شکار پر چھوڑ دو اور بسم اللہ بھی کہو، لیکن اگر یہ کتا دوسرے کتوں کے ساتھ مل جائے تو وہ شکار نہیں کھانا، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس کتے نے اس شکار کو مارا ہے (جبکہ تم نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے)، اسی طرح جب تم تیر پھینکو اور بسم اللہ کہی ہو اور وہ تیر شکار میں پیوست ہو گیا ہو تو اس کو کھا لو، اگر وہ پیوست نہ ہو اور تیر کے درمیانی

(۷۵۸۹) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ٥٤٨٤، ومسلم: ۱۹۲۹ (انظر: ۱۹۳۷۹)

(۷۵۹۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٤٧٥، ومسلم: ۱۹۲۹ (انظر: ۱۹۳۷۱)

(۷۵۹۱) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "ولا تأکل من البندقة الا ما ذکیت" وھذا اسناد ضعیف لانقطاعه ما بین ابراھیم النخعی وعدی بن حاتم، أخرجه مطولا لکن دون ذکر صید البندقة البخاری: ٥٤٧٥، ومسلم: ۱۹۲۹ (انظر: ۱۹۳۹۲)

مَاذَكَّيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۱۱)

موٹے حصے کی ضرب سے مرے ہوئے شکار کو نہ کھاؤ اور بندق کے کیے گئے شکار کو نہ کھاؤ، الا یہ کہ اس کو ذبح کر لو۔''

فوائد:...... بندق سے مراد وہ کنکر ہیں جو مٹی سے بنا کر خشک کر لیے جاتے ہیں اور وہ شکار کو مارے جاتے ہیں، اگر شکار مر جائے تو وہ مردار ہوتا ہے، کیونکہ وہ لاٹھی سے مارے ہوئے جانور کی طرح ہوتا ہے، جس کو سورۂ مائدہ کی آیت نمبر (۳) میں حرام قرار دیا گیا ہے، ہاں اگر ایسا جانور زندہ مل جائے تو اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔

(۷۵۹۲)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّا قَوْمٌ نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَمَا يَحِلُّ لَنَا؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ مَا اَصَبْتَ بِالْمِعْرَاضِ اِلَّا مَا ذَكَّيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۸٤٤۷)

سیدنا عدی ہی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ تیر کے درمیانے موٹے حصے سے شکار کرتے ہیں، کیا وہ ہمارے لیے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تیر کے درمیانے موٹے حصے سے شکار کرو، اس کو نہ کھاؤ، الا یہ کہ اس کو خود ذبح کر لو۔''

معراض سے مراد بھاری لکڑی یا لاٹھی ہے جس کے کنارے پر کبھی لوہا لگا دیتے ہیں کبھی نہیں لگاتے، اس سے شکار کرتے تھے، ان احادیث میں وضاحت ہے کہ اگر اس کا تیز دھار والا حصہ لگا ہے جس سے شکار کا خون بہہ جائے اگر جانور مر بھی جائے اگر بسم اللہ پڑھ کر شکار کیا ہو تو کھانا جائز ہے اگر چوڑائی کی جانب سے شکار ہوا اگر شکار مرا نہیں تو پھر ذبح کر لیا ہو تو جائز ہے اگر وہ چوڑائی کی جانب سے مارنے کی وجہ سے شکار مر جائے تو پھر جائز نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرَّمْيِ بِالْبُنْدُقِ وَمَا فِيْ مَعْنَاهُ
بندق اور اس جیسی چیزوں کو پھینکنے سے ممانعت کا بیان

(۷۵۹۳)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: ((اِنَّهَا لَا يُنْكَاُ بِهَا عَدُوٌّ وَلَا يُصَادُ بِهَا صَيْدٌ۔)) (مسند احمد: ۱٦۹۱۷)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے نہ تو دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے شکار ہوتا ہے۔''

فوائد:...... بندق کی تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۹۱)

(۷۵۹٤)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ قَرِيْبًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ: اِنَّ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار نے کنکری پھینکی، انہوں نے اس کو

(۷۵۹۲) تخریج: صحیح بالطرق، أخرجه ابن ابی شیبة: ٥/ ۳۷٥، وعبد الرزاق: ۸٥۳۱ (انظر: ۱۸۲٥۸)
(۷۵۹۳) تخریج: أخرجه مطولا البخاری: ٥٤۷۹ (انظر: ۱٦۷۹٤)
(۷۵۹٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹٥٤ (انظر: ۲۰٥٥۱)

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: ((إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا وَلٰكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ۔" قَالَ فَعَادَ فَقَالَ حَدَّثْتُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَ؟ لَا أُكَلِّمُكَ اَبَدًا۔ (مسند احمد: ٢٠٨٢٥)

منع کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ ''اس سے نہ تو شکار ہوگا اور نہ دشمن کا نقصان ہوگا، البتہ یہ چیز دانت کو توڑ سکتی ہے اور کسی کی آنکھ پھوڑ سکتی ہے۔'' اس آدمی نے دوبارہ کنکری پھینکی، اس بار انھوں نے کہا: میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی ہے تو پھر وہی کام کر رہا ہے، جس سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے، میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

(٧٥٩٥)۔أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَذْفِ فَأَخَذَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ فَقَالَ عَنْ هٰذَا وَخَذَفَ فَقَالَ أَلَا أُرَانِي أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ وَأَنْتَ تَخْذِفُ وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُكَ عَزْمَةً مَا عِشْتُ أَوْ مَا بَقِيتُ أَوْ نَحْوَ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٢٠٧٣٧)

سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے، ان کے ایک بھتیجے نے کنکری لی اور کہا اس سے اور اسے پھینکا، سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور تو کنکریاں پھینک رہا ہے، میں پختہ عزم سے کہتا ہوں کہ جب تک میری زندگی باقی ہے، میں تجھ سے کلام نہیں کروں گا۔

(٧٥٩٦)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الرَّمِيَّةِ أَنْ تُرْمَى الدَّابَّةُ ثُمَّ تُؤْكَلَ وَلٰكِنْ تُذْبَحُ ثُمَّ لْيَرْمُوا إِنْ شَائُوْا۔ (مسند احمد: ٩٢١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پتھر پھینکنے سے منع کیا ہے، یعنی اس صورت سے منع فرمایا کہ جانور کو پتھر یا کند چیز ماری جائے اور پھر اس کو کھا لیا جائے، بلکہ اس کو پہلے ذبح کیا جائے، پھر اس کے بعد جو چیز مرضی ہو وہ ماریں، اگرچہ وہ کند ہی کیوں نہ ہو۔''

(٧٥٩٧)۔عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَاْكُلْ مِنَ الْبُنْدُقَةِ إِلَّا مَا ذَكَّيْتَ۔)) (مسند احمد: ١٩٦١١)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بندق سے مارا ہوا شکار نہ کھاؤ، الا یہ کہ اس کو ذبح کر لو۔''

(٧٥٩٥) تخريج: متن الحديث صحيح، لكن من حديث عبد الله بن مغفل، وهو في الصحيحين، ولا يبعد ان يكون الوهم فيه من حماد بن سلمة (انظر: ٢٠٤٦٣)

(٧٥٩٦) تخريج: ابن لهيعة سيىء الحفظ، وقد تفرد به، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨٦١٢ (انظر: ٩٢٢٨)

(٧٥٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه بين ابراهيم النخعي وعدي بن حاتم، أخرجه عبد الرزاق: ٨٥٣٠ (انظر: ١٩٣٩٢)

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ﴾...... ''تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو۔'' (سورۂ مائدہ: ۳)

جو جانور کنکر یا پتھر وغیرہ لگنے سے مر جائے گا، وہ ''اَلْمَوْقُوْذَة'' میں داخل ہوگا، ہاں اگر اس کو زندہ پا لیا جائے تو ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔

اَبْوَابُ الذَّبْحِ وَ مَا يَجِبُ لَهُ وَ مَا يَسْتَحِبُّ

ذبح اور اس کے واجبات اور مستحبات کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ وَ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ

ذبح پر بسم اللہ پڑھنے اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کا بیان

(۷۵۹۸)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ اَبَاهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے باپ کو گالی دے، وہ ملعون ہے، جو اپنی ماں کو گالی دے، وہ ملعون ہے اور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، وہ بھی ملعون ہے۔''

(۷۵۹۹)۔عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ: اَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ اَسَرَّهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا اَسَرَّ اِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ يَعْنِي الْمَنَارَ۔ (مسند احمد: ۸۵۵)

ابو طفیل کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں وہ چیز بتاؤ، جو نبی کریم ﷺ نے تم لوگوں کو راز داری سے بتائی ہو، انہوں نے کہا: ہمارے لے نبی کریم ﷺ نے کوئی چیز بطور راز داری کے بیان نہیں کی کہ جسے لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ تعالی نے اس پر لعنت کی، جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے گا، اللہ تعالی اس شخص پر لعنت کی، جو بدعتی کو جگہ دے گا، اللہ تعالی نے اس آدمی پر لعنت کی، جو اپنے والدین پر لعنت کرے گا اور اللہ تعالی نے اس شخص پر لعنت کی، جو زمین کی علامات تبدیل کرے گا۔''

(۷۵۹۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقي: ۸/ ۲۳۱، والحاكم: ٤/ ۳۵٦، وابويعلى: ۲۵۲۱ (انظر: ۱۸۷۵)

(۷۵۹۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۷۸ (انظر: ۸۵۵)

فوائد:...... لعنت سے مراد اللہ تعالی کی پھٹکار، اس کی مار، اللہ تعالی کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب وغضب کی بددعا کرنا ہے۔

زمین کے نشانات سے مراد دو مختلف ملکوں کی زمینوں کے درمیان حد فاصل اور راستوں کی علامتیں ہیں۔ یہ حدیث اسلام کی عالمگیریت اور ہر دور سے اس کی مکمل ہم آہنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے، اگر چہ زمانہ قدیم میں بھی مسافر کی صحیح راہنمائی کے لیے شاہراہوں پر کچھ نشانات لگائے جاتے تھے، بہر حال عصر حاضر کی پختہ سڑکوں پر موڑوں کی نشاندہی، فاصلوں کے تعین، اترائی و چڑھائی کی نشاندہی اور مختلف آبادیوں اور شہروں کے نام اور ان کی طرف تیروں کے نشانات نے اس حدیثِ مبارکہ کی اہمیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عہد پارینہ کی بہ نسبت زمین کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، اس لیے حد بندی زیادہ ضروری امر ہو گیا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے ایسی پابندیاں روزِ اول سے ہی نافذ کر دی تھیں۔ نیز سنگِ میل وغیرہ کو بدلنا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام نے احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷۶۰۰)۔ عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَالَ إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ وَحَدَّثَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۵۶۳۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، زید بن عمرو بن نفیل کو بلدح وادی کی نچلی جانب ملے، یہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، زید کے سامنے نبی کریم ﷺ نے ایک دستر خوان پیش کیا، اس پر گوشت بھی رکھا گیا، لیکن زید نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: میں وہ چیز نہیں کھاتا، جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو، میں صرف وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... اس حدیث میں یہ وضاحت تو نہیں ہے کہ آیا نبی کریم ﷺ نے یہ گوشت خود بھی کھایا تھا، فرض کریں کہ آپ ﷺ نے تناول فرمایا ہے تو زید بن عمرو کی اس بات کو ان کی ذاتی رائے سمجھیں گے، کیونکہ انھوں نے اپنی رائے کی روشنی میں یہ بات کی تھی، جبکہ دورِ جاہلیت والے لوگوں کے پاس ابراہیم علیہ السلام کے دین کی کچھ باتیں تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ مردار حرام تھا، ان کے ہاں یہ بات نہیں تھی کہ جس جانور پر اللہ تعالی کا نام نہ لیا جائے،

(۷۶۰۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۲۶، ۵۴۹۹ (انظر: ۵۶۳۱)

اس کو حرام سمجھا جائے، ایسی چیز کی حرمت تو اسلام نے ثابت کی، جبکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ شرع سے پہلے چیزوں پر نہ حلال ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور نہ حرام ہونے کا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ دَرَجَتَيْنِ۔)) ...... ''میں جنت میں داخل ہوا اور زید بن عمرو بن نفیل کے دو درجے دیکھے۔'' (ابن عساکر: ۶/۳۳۷/۲، صحیحہ: ۱۴۰۶)

(۷۶۰۱)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ أَصِيدُهُ، قَالَ: ((انْهَرُوا الدَّمَ بِمَا شِئْتُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۵۶)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے شکار کے بارے میں سوال کیا، جس کو میں شکار کرتا ہوں (لیکن میرے پاس ایسا کوئی آلہ نہیں ہوتا، جس سے میں اس کو ذبح کروں)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے ساتھ تم چاہو، اس کا خون بہادو اور اس پر اللہ کا نام لو اور اس کو کھالو۔''

فوائد: ...... ترجمۃ الباب سے متعلقہ فرمودات نبویہ سے معلوم ہوا کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اور غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونے والا جانور حرام ہے۔

بَابُ الرِّفْقِ بِالذَّبِيْحَةِ وَالْإِجْهَازِ عَلَيْهَا، وَحَدِّ الشُّفْرَةِ وَتَرْكِ ذَاتِ الدَّرِّ وَالنَّسْلِ

ذبیحہ سے نرمی کرنے، اس کو جلدی جلدی ذبح کر دینے، چھری کو تیز کرنے اور دودھ والے جانور کو چھوڑ دینے کا بیان

(۷۶۰۲)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۴۶)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: دو چیزیں میں نے نبی کریم ﷺ سے یاد کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے، پس جب تم کسی کو ضرورت کے تحت قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو ذبح کا اچھا انداز اختیار کرو، اپنی چھری تیز رکھو اور اپنے ذبح کئے جانے والے جانور کو آرام پہنچاؤ۔''

(۷۶۰۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۸۲۴ (انظر: ۱۸۲۶۷)

(۷۶۰۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۵ (انظر: ۱۷۱۱۶)

(٧٦٠٣)۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ وَاِذَا ذَبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ۔ (مسند احمد: ٥٨٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چھری تیز کرنے کا اور اس کو جانوروں سے اوجھل رکھنے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جانور ذبح کرے تو جلدی جلدی ذبح کر دے۔

فوائد:...... جلدی ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس انداز میں ذبح نہ کیا جائے کہ جانور کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوتی رہے، مثلا جانور کو دیر تک لٹائے رکھنا، گلہ کاٹنے کے لیے چھری بہت آہستہ چلانا، ذبح کے ماہرین اس مسئلہ کو بخوبی سمجھتے ہیں۔

(٧٦٠٤)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهِ سَأَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قِيلَ: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: ((يَذْبَحُهُ ذَبْحًا وَلَا يَأْخُذُ بِعُنُقِهِ فَيَقْطَعَهُ۔)) (مسند احمد: ٦٨٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چڑیا کو بغیر حق کے ذبح کیا اس سے روز قیامت اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔'' کسی نے پوچھا: اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ذبح کیا جائے اور اس کی گردن اس طرح نہ پکڑی جائے کہ وہ مکمل کٹ جائے۔''

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، بہرحال اگر ذبح کے دوران مکمل گردن کٹ بھی جائے تو اس سے جانور کی حلت متاثر نہیں ہوتی اور اس پر کراہت یا حرمت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

(٧٦٠٥)۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا أَوْ قَالَ إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا فَقَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧٧)

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور مجھے اس پر ترس آتا ہے کہ میں اسے ذبح کر رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو بکری پر رحم کرتا ہے تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔''

(٧٦٠٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَعَمِدْتُ إِلَى عَنْزٍ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، میں نے ایک بکری ذبح کرنے کا

(٧٦٠٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه ابن ماجه: ٣١٧٢ (انظر: ٥٨٦٤)

(٧٦٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة صهيب الحذاء (انظر: ٦٨٦١)

(٧٦٠٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٣١، والبزار: ١٢٢١، والطبراني في "الكبير": ١٩/ ٤٥ (انظر: ١٥٥٩٢)

(٧٦٠٦) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن سلمة وابوه مجهولان (انظر: ١٥٢٦٦)

لِأَذْبَحَهَا فَثَغَتْ فَسَمِعَ ثُغُوْتَهَا فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ! لَا تَقْطَعْ دَرًّا وَلَا نَسْلًا۔)) فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّمَا هِيَ عَتُودَةٌ عَلَفْتُهَا الْبَلَحَ وَالرُّطَبَ حَتّٰى سَمِنَتْ۔ (مسند احمد: ١٥٣٣٩)

ارادہ کیا، تو اس نے آواز نکالی، آپ ﷺ نے اس کی آواز سن لی اور فرمایا: ''اے جابر! دودھ اور نسل والی بکری ذبح نہ کرنا۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ بکری چھوٹی ہے، میں نے اسے کچی اور تر کھجوریں چارہ ڈال کر موٹا تازہ کیا ہے۔

فوائد:...... تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جانور کے لیے مشکل ترین مرحلہ ذبح کا ہوتا ہے، لیکن حتی الوسع ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس کو کم سے کم تکلیف ہو۔

بَابُ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَمَا يُفْعَلُ بِالْبَعِيرِ النَّادِّ

جو چیز بھی خون بہا دے، اس کے ذریعے ذبح کرنے کے جواز کا بیان، ماسوائے دانت اور ناخن کے، نیز اس امر کی وضاحت کہ بدک جانے والے اونٹ کے ساتھ کیا کیا جائے گا

(٧٦٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَرْعٰى عَلٰى آلِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ غَنَمًا بِسَلْعٍ فَخَافَتْ عَلٰى شَاةٍ مِنْهَا الْمَوْتَ فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا۔ (مسند احمد: ٥٤٦٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کعب بن مالک کی آل کی بکریاں سلع پہاڑ کے دامن میں چرا رہی تھی، اسے اندیشہ ہوا کہ ایک بکری مرنے کے قریب ہے، پس اس نے اس کو پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا، جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھانے کی اجازت دے دی۔

(٧٦٠٨)۔ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَهُ بِسَلْعٍ فَعَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِنْ شَاتِهَا فَأَدْرَكَتْهَا الرَّاعِيَةُ فَذَكَّتْهَا بِمَرْوَةٍ، فَسَأَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ نِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا۔ (مسند احمد: ١٥٨٥٧)

سیدنا کعب بن مالک کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کی لونڈی سلع پہاڑ کے دامن میں ان کی بکریاں چرا رہی تھی، ایک بکری پر بھیڑیا حملہ آور ہوا، لیکن جب اس چرواہی نے اس بکری کو زندہ پایا تو اس نے ایک پتھر کے ذریعے اس کو ذبح کر دیا، جب سیدنا کعب بن مالک نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے کھانے کی اجازت دے دی۔

فوائد:...... اگر پتھر کی دھار تیز ہو اور وہ چھری کی طرح جسم کو چیر دے تو اس سے ذبح کرنا بھی درست ہے، درج ذیل حدیث میں ذبح والے آلے کا کلیہ بیان کیا گیا ہے۔

(٧٦٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٠٢، ٥٥٠٥ (انظر: ٥٤٦٣)

(٧٦٠٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٠٤، ٥٥٠١، ٥٥٠٤ (انظر: ١٥٧٦٥)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا جانور کو ذبح کرنا بھی درست ہے۔

(٧٦٠٩)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى قَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔)) قَالَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْبًا۔ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَسَعَوْا لَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوْ قَالَ لِهٰذِهِ النَّعَمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا۔)) قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْعَلُ فِي قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيرٍ۔ (مسند احمد: ١٧٣٩٣)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا کل دشمن سے مقابلہ ہونے والا ہے، اگر جانور ذبح کرنے کے لیے ہمارے پاس چھری نہ ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو، اس کو کھا لو، البتہ وہ دانت اور ناخن نہ ہو، میں تم بتاتا ہوں کہ دانت اور ناخن کی وجہ کیا ہے، دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشہ کی چھری ہے۔'' نبی کریم ﷺ کو کچھ مال غنیمت ملا، اس میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا، لوگوں نے بہت روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ روکنے کی طاقت نہ رکھ سکے، ایک آدمی نے اس پر تیر پھینکا، تو وہ رک گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بعض اونٹ وحشیوں کی طرح بدک جاتے ہیں، اگر کوئی ایسا جانور تم پر غالب آ جائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔'' اس دن نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے ایک اونٹ کے عوض دس بکریاں شمار کی تھیں۔

فوائد:...... جس جانور کو پکڑ کر ذبح کیا جا سکے، اس کے ذبح کے قوانین مقرر ہیں، لیکن اگر کوئی ایسا جانور بدک جائے اور اس کو قابو میں لانے کی کوئی صورت نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا گولی وغیرہ چلا دی جائے، اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ حلال ہوگا، جیسے شکار حلال ہوتا ہے۔

تیز دھار والا جو آلہ خون بہا دے، اس کے ساتھ ذبح کیا جا سکتا ہے، مثلا لوہا، پتھر، لکڑی وغیرہ، مگر اس کا تیز دھار ہونا لازمی ہے، تاکہ جانور کو ناجائز تکلیف نہ ہو، نیز جانور کو چوٹ نہ لگے اور دباؤ نہ پڑے، ورنہ جانور چوٹ یا دباؤ سے بھی ختم ہو سکتا ہے یا مکمل خون بہنے سے رک سکتا ہے، اس طرح جانور حرام ہو جائے گا۔

(٧٦١٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَتًى شَابٌّ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ میں سے ایک نوجوان، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

(٧٦٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٠٦، ٥٥٠٩، ومسلم: ١٩٦٨ (انظر: ١٧٢٦١)

(٧٦١٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٤٧٢ (انظر: ١٤٤٨٦)

إِنِّي رَأَيْتُ أَرْنَبًا فَخَذَفْتُهَا، وَلَمْ تَكُنْ مَعِيَ حَدِيْدَةٌ أُذَكِّيهَا بِهَا وَإِنِّي ذَكَّيْتُهَا بِمَرْوَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلْ)) (مسند احمد: ١٤٥٤٠)

''میں نے ایک خرگوش دیکھا، جسے میں نے کنکر مارا، پھر میرے پاس چھری نہ تھی، جس کے ساتھ میں اسے ذبح کرتا تو میں نے اس کو پتھر سے ذبح کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھا لو۔''

(٧٦١١)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ صَادَ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ يَجِدْ حَدِيْدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهَا، فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهِمَا۔ (مسند احمد: ١٥٩٦٥)

سیدنا محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دو خرگوش شکار کیے، چھری وغیرہ موجود نہ تھی کہ انہیں ذبح کیا جا سکے، سو میں نے ان کو پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا، پھر جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ان کو کھا لینے کا حکم دیا۔

(٧٦١٢)۔عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِيْ شَاةٍ فَذَبَحُوْهَا بِمَرْوَةٍ، فَرَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ أَكْلِهَا۔ (مسند احمد: ٢١٩٣٣)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بکری میں ایک بھیڑیے نے دانت چبھو دیئے، لیکن پھر لوگوں نے اسے پتھر سے ذبح کر دیا، نبی کریم ﷺ نے اس کو کھا لینے کی رخصت دے دی۔

فوائد:...... اگر کوئی درندہ حلال جانور کو زخمی کر دے اور اس کو زندہ پا کر ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہی ہوگا، یہی معاملہ اس جانور کا ہے، جو کسی طرح سے زخمی ہو جائے۔

(٧٦١٣)۔عَنْ سَفِيْنَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَشَاطَ نَاقَتَهُ بِجِذْلٍ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٢٦٥)

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی کا ایک تیز دھار لکڑی کے ذریعہ خون بہا دیا اور نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اس کو کھانے کی اجازت دے دی۔

(٧٦١٤)۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ أَنَّ رَجُلًا وَجَأَ نَاقَةً فِيْ لَبَّتِهَا بِوَتِدٍ وَ خَشِيَ أَنْ تَفُوْتَهُ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ،

عطاء بن یسار، بنو حارثہ کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی کے گلے کے گڑھے میں ایک میخ مار دی اور اسے اندیشہ ہوا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ویسے ہی

(٧٦١١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٢٨٢٢، والنسائي: ٧/ ١٩٧، وابن ماجه: ٣١٧٥ (انظر: ١٥٨٧٠)

(٧٦١٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٧/ ٢٢٥، وابن ماجه: ٣١٧٦ (انظر: ٢١٥٩٧)

(٧٦١٣) تخريج: اسناده معضل ضعيف، يحيى لم يدرك سفينة، بينهما راويان وهما مجهولان، أخرجه البزار: ٣٨٣١ (انظر: ٢١٩٢٠)

(٧٦١٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٨٢٣ (انظر: ٢٣٦٤٧)

بِأَكْلِهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٠٤٧)

مر جائے، اس لیے اس نے میخ سے ذبح کر دی، جب نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو کھانے کی اجازت دے دی۔

بَابُ ذَكَاةِ الْمُتَرَدِّيَةِ وَالنَّافِرَةِ وَالْجَنِيْنِ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ

گرنے والے، بدک جانے والے اور ماں کے پیٹ میں موجود بچے کا بیان

(٧٦١٥)۔ عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ أَوِ اللَّبَّةِ؟ قَالَ: ((لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَكَ)) (مسند احمد: ١٩١٥٥)

ابوعشراء کے باپ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا جانور کو صرف گردن کے گڑھے میں ذبح کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس کی ران میں بھی نیزہ مارے گا تو کفایت کرے گا۔''

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، لیکن یہ فقہی مسئلہ ضرور ہے کہ ہر ممکنہ حد تک جانور کو گردن میں ہی ذبح کیا جائے گا، ہاں اگر ایسا کرنا ناممکن ہو جائے، جیسے جانور بدک جائے، یا وہ واضح طور پر مرنے کے اسباب کے قریب ہو جائے، لیکن اس کی گردن تک نہ پہنچا جا سکتا ہو تو پھر کوئی اور ممکنہ طریقہ استعمال کیا جائے گا، مثلا تیر چلانا، فائر کرنا، تلوار چلانا۔

(٧٦١٦)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: وَأَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْبًا فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنْهَا فَسَعَوْا فَلَمْ يَسْتَطِيعُوهُ فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوِ النَّعَمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ شَيْءٌ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا۔)) (مسند احمد: ١٥٨٩٩)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کچھ مال غنیمت ملا، اس میں سے ایک اونٹ بدک گیا، لوگوں نے بہت روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ روکنے کی طاقت نہ رکھ سکے، ایک آدمی نے اس پر تیر پھینکا، تو وہ رک گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بعض اونٹ وحشیوں کی طرح بدک جاتے ہیں، اگر کوئی ایسا جانور تم پر غالب آ جائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔''

فوائد:...... جس جانور کو پکڑ کر ذبح کیا جا سکے، اس کے ذبح کے قوانین مقرر ہیں، لیکن اگر کوئی ایسا جانور بدک جائے اور اس کو قابو میں لانے کی کوئی صورت نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا گولی وغیرہ چلا دی جائے، اگر اس کا خون بہہ گیا اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ حلال ہوگا، جیسے شکار حلال ہوتا ہے۔

(٧٦١٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي العشراء أخرجه الترمذي: ١٤٨١، وابن ماجه: ٣١٨٤، والنسائي: ٧/ ٢٢٨ (انظر: ١٨٩٤٧)

(٧٦١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٠٣، ومسلم: ١٩٦٨ (انظر: ١٥٨٠٦)

تیز دھار والا جو آلہ جانور کا خون بہا دے، اس کے ساتھ ذبح کرنا درست ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ آلہ ہڈی اور ناخن کا نہیں ہونا چاہیے۔

(۷۶۱۷)۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْجَنِیْنِ یَکُوْنُ فِیْ بَطْنِ النَّاقَةِ اَوِ الْبَقَرَةِ اَوِ الشَّاةِ، فَقَالَ: ((کُلُوْہُ اِنْ شِئْتُمْ، فَاِنَّ ذَکَاتَہُ ذَکَاةُ اُمِّہِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۸۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ جو اونٹنی گائے یا بکری کے پیٹ میں بچہ ہے، جو ذبح کرنے کے بعد پیٹ سے نکلے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ماں کو ذبح کرنا ہی اس کو ذبح کرنا ہے، اگر مرضی ہو تو کھا لو۔''

(۷۶۱۸)۔(وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((ذَکَاةُ الْجَنِیْنِ ذَکَاةُ اُمِّہِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۶۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پیٹ کے بچے کے لیے اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی کافی ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر حاملہ جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے بچہ نکل آئے، جو مرا ہوا ہو، تو وہ حلال ہی ہوگا، اگر وہ زندہ ہو تو اس کو الگ سے ذبح کیا جائے گا۔

چونکہ بعض لوگ طبعی طور پر ایسے بچے کو کھانے پر آمادہ نہیں ہوتے، اس لیے آپ ﷺ نے کھانے والوں کی خواہش پر چھوڑ دیا، ویسے مزاج ایک نہیں ہوتے، ایک دفعہ جب ہم نے ایسا بچہ ایک آدمی پر پیش کیا تو وہ بہت خوش ہو کر گھر لے گیا اور اس نے کھایا۔

بَابٌ فِیْ اَنَّ مَا اُبِیْنَ مِنْ حَیٍّ فَھُوَ مَیْتَةٌ، وَمَا لَا یَجُوْزُ اَکْلُہُ مِنَ الذَّبَائِحِ

زندہ جانور سے علیحدہ کیے ہوئے حصے کے مردار ہونے اور ان ذبیحوں کا بیان، جن کو کھانا جائز نہیں ہے

(۷۶۱۹)۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُوْکَلُ الشَّرِیْطَةُ فَاِنَّھَا ذَبِیْحَةُ الشَّیْطَانِ۔)) (مسند احمد: ۲۶۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شریطہ نہ کھاؤ، کیونکہ یہ شیطان کا ذبیحہ ہے۔''

فوائد:...... شریطہ وہ جانور ہے جس کی رگیں نہیں کاٹتے اور نہ ہی مکمل طور پر ذبح کرتے ہیں، بلکہ حلق میں معمولی کاٹتے اور جانور کو چھوڑ دیتے ہیں، جو تڑپتے تڑپتے مر جاتا ہے، یہ ظالمانہ عمل چونکہ شیطان نے بتایا تھا اور اس

(۷۶۱۷) تخریج: حدیث صحیح بطرقہ وشواھدہ، أخرجہ ابوداود: ۲۸۲۷، والترمذی: ۱۴۷۶، وابن ماجہ: ۳۱۹۹ (انظر: ۱۱۲۶۰)

(۷۶۱۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۶۱۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمرو بن عبد اللہ لیس بالقوی، أحادیثہ لا یتابعہ الثقات علیھا، أخرجہ ابوداود: ۲۸۲۶ (انظر: ۲۶۱۸)

نے اس کو خوش نما بنا رکھا تھا، اس لیے اسے شیطان کا ذبیحہ قرار دیا گیا ہے، اس کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ ابھی جانور زندہ ہوتا تو اس کی کھال اتار دیتے تھے اور رگیں نہ کاٹتے تھے اور وہ اسی طرح مر جاتا۔

(۷۶۲۰)۔عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ نِ اللَّیْثِیِّ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَبِهَا نَاسٌ یَعْمِدُوْنَ اِلَی اَلْیَاتِ الْغَنَمِ وَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ فَیَجُبُّوْنَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِیْمَةِ وَهِیَ حَیَّةٌ فَهِیَ مَیْتَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲٤۹)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کچھ لوگ تھے، جو بکریوں کے سرین اور اونٹوں کی کوہانیں کاٹ کر (کھا لیتے)، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو زندہ جانور سے گوشت کاٹ لیا جائے، وہ گوشت مردار ہے۔''

فوائد:...... اس سے جانور کو انتہائی اذیت ہوتی ہے، شریعت نے بھی کاٹے ہوئے ایسے حصے کو حرام قرار دیا ہے۔

(۷۶۲۰) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابو داود: ۲۸۵۸، والترمذی باثر الحدیث: ۱٤۸۰ (انظر: ۲۱۹۰٤)

۴۹: كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى وَالْعَيْنِ وَالْعَدْوٰى وَالتَّشَاؤُمِ وَالْفَالِ

طب، دم، نظر بد، بیماری کا متعدی ہونا، بدفال لینا اور نیک فال لینا

الطب

طب

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى التَّدَاوِيْ، وَاَنَّ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً

علاج کرنے پر آمادہ کرنے اور اس چیز کا بیان کہ ہر بیماری کی دوا ہے

(۷۶۲۱)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيْثُ خَلَقَ الدَّاءَ خَلَقَ الدَّوَاءَ فَتَدَاوَوْا۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۲٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالی نے جہاں بیماری پیدا کی ہے، وہاں اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے، پس علاج کیا کرو۔''

(۷۶۲۲)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا اَصَبْتَ دَوَاءٌ الدَّاءَ بَرِاَ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٥۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بیماری کا علاج ہے، جب دواء بیماری کے مطابق ہو جاتی ہے تو اللہ تعالی کے حکم سے مریض صحت مند ہو جاتا ہے۔''

(۷۶۲۳)۔عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

اسامہ بن شریک اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہتر

(۷۶۲۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ۸/ ۱ (انظر: ۱۲۵۹٦)

(۷۶۲۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۰٤ (انظر: ۱٤۵۹۷)

(۷۶۲۳) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۸۵۵، وابن ماجه: ۳٤۳٦، والترمذى: ۲۰۳۸ (انظر: ۱۸٤۵٦)

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔)) ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَتَدَاوٰى؟ قَالَ: ((تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦٤۷)

کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو سب سے زیادہ بہتر اخلاق والا ہو۔'' اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج معالجہ کروا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل علاج کرواؤ، اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی ہے، اس کی دوا بھی پیدا کی ہے اور شفاء بھی پیدا کی ہے، اسے جان لیا جس نے جان لیا اور اس سے بےخبر رہا ہے، جو بےخبر رہا ہے۔''

(۷٦۲٤)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ عِنْدَهُ كَأَنَّمَا عَلٰى رُءُ وْسِهِمُ الطَّيْرُ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقَعَدْتُ، قَالَ: فَجَاءَ تِ الْأَعْرَابُ فَسَأَلُوهُ، فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!! نَتَدَاوٰى؟ قَالَ: ((نَعَمْ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمِ وَفِي رِوَايَةٍ إِلَّا الْمَوْتَ وَالْهَرَمَ۔)) قَالَ: وَكَانَ أُسَامَةُ حِينَ كَبِرَ، يَقُولُ: هَلْ تَرَوْنَ لِي مِنْ دَوَاءٍ الْآنَ؟ قَالَ: وَسَأَلُوهُ عَنْ أَشْيَاءَ هَلْ عَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ إِلَّا امْرَأً اقْتَضَى امْرَأً مُسْلِمًا ظُلْمًا فَذٰلِكَ حَرَجٌ وَهُلْكٌ۔)) قَالُوْا: مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦٤۵)

(دوسری سند) شعبہ، زیاد بن علاقہ سے اور وہ سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ کے پاس آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے، وہ ایسے باادب بیٹھے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے آپ ﷺ پر سلام کہا اور وہاں بیٹھ گیا، ایک دیہاتی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج کروا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! علاج کرواؤ یا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے، اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے، صرف بڑھاپے کا (اور ایک روایت کے مطابق موت کا بھی) کوئی علاج نہیں۔'' جب سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تو وہ کہتے تھے: کیا اب تم میرا علاج کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ دیہاتیوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ فلاں فلاں چیز میں کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے دین میں حرج رکھی ہی نہیں، مگر اس معاملہ میں حرج ہے جو مسلمان ظلم کرتا ہے، یہ حرج ہے، یہ ہلاکت ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر کیا چیز ہے، جو لوگوں کو عطا کی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے اخلاق۔''

(۷٦۲٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٦٢٥)۔عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا بِهِ جَرْحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْعُوْا لَهُ طَبِيْبَ بَنِيْ فُلَانٍ۔)) قَالَ: فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَيُغْنِي الدَّوَاءُ شَيْئًا؟ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَهَلْ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا جَعَلَ لَهُ شِفَاءً۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٤٣)

ایک صحابی سے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک آدمی کی عیادت کی، جسے زخم لگا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنوفلاں کا حکیم بلا کر لاؤ۔“ لوگوں نے اس کو بلایا اور وہ آ گیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اے اللہ کے رسول! کیا دوا کام آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! زمین میں جو بیماری بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاء بھی پیدا کی ہے۔“

(٧٦٢٦)۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَإِذَا هُوَ يَكْوِي غُلَامًا، قَالَ: قُلْتُ: تَكْوِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ دَوَاءُ الْعَرَبِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَ مَعَهُ دَوَاءً، جَهِلَهُ مِنْكُمْ مَنْ جَهِلَهُ وَعَلِمَهُ مِنْكُمْ مَنْ عَلِمَهُ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٧)

عطاء بن سائب بیان کرتے ہیں کہ میں عبد الرحمن کے پاس آیا، وہ ایک غلام کو داغ لگا رہے تھے، میں نے کہا: تم اسے داغتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں یہ عرب والوں کا طریقۂ علاج ہے، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے، اس کے ساتھ اس کی دواء بھی نازل کی ہے، تم میں سے جو آدمی اس سے نادان رہا ہے، وہ نادان رہا ہے اور جس نے اسے جان لیا ہے، سو اس نے جان لیا۔“

فوائد:...... جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و دانائی کے تقاضے کے مطابق مختلف قسم کی بیماریاں نازل کی ہیں، وہاں اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ان کے علاج کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں۔ عصرِ حاضر میں مختلف بیماریوں کے مختلف قسم کے علاج کی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں، جو سکون دہ بھی ہیں اور شافی بھی۔

معالج حضرات، ان کا تعلق حکمت سے ہو یا ایلوپیتھی سے یا ہومیوپیتھی سے، کو چاہئے کہ وہ مکمل تعلیم، تحقیق اور ریسرچ کے بعد میدان میں آئیں، تاکہ مناسب اور صحیح انداز میں انسانیت کی خدمت کر سکیں۔

(٧٦٢٧)۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(٧٦٢٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ١ (انظر: ٢٣١٥٦)

(٧٦٢٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الحميدى: ٩٠، والبيهقى: ٩/ ٣٤٣، وابن حبان: ٦٠٦٢، وابويعلى: ٥١٨٣ (انظر: ٤٢٦٧)

(٧٦٢٧) تخريج: اسناده ضعيف، ابراهيم بن يزيد النخعى لم يسمع من عائشة، ومغيرة الضبى روايته عن ابراهيم ضعيفة (انظر: ٢٥٣٧١)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَكَانُ الْكَيِّ التَّكْمِيدُ، وَمَكَانُ الْعِلَاقِ السَّعُوطُ، وَمَكَانُ النَّفْخِ اللَّدُودُ.)) (مسند احمد: ۲۵۸۸۵)

''داغنے کے بجائے کپڑے سے سینکنا بہتر ہے، گلے میں انگلی مار کر دوائی لگانے کی بجائے ناک میں قطرہ ڈالنا بہتر طریقہ علاج ہے اور اب گلے میں پھونکیں مارنے کی بہ نسبت منہ کی ایک جانب سے دوائی ڈالنا بہتر طریقہ علاج ہے۔''

فوائد:...... کپڑنے سے سینکنے سے مراد یہ ہے کہ کپڑے کو گرم کر کے زخم پر رکھا جائے اور یہ عمل بار بار دوہرایا جائے۔

(۷۶۲۸)۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي خِزَامَةَ أَحَدَ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ سَعْدِ بْنِ هُذَيْمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ دَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهِ وَرُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَتُقًى نَتَّقِيهِ هَلْ تَرُدُّ ذٰلِكَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد: ۱۵۵۵۳)

ابو خزامہ، جو بنو حارث بن سعد بن مریم میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں کہ ایک دوا کے ذریعہ ہم علاج کرواتے ہیں اور دم کے ذریعے دم کرواتے ہیں اور بچاؤ کے ذریعہ سے ہم بچاؤ اختیار کرتے ہیں (یعنی احتیاط کر لیتے ہیں، کیا یہ امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ردّ کر دیتے ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ ہیں۔''

فوائد:...... کسی بیماری کا علاج کرنے یا کروانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا مقابلہ کیا جا رہا ہے، بیماری اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، ہمیشہ اس سے عافیت کا سوال کرنا چاہیے، اور اگر آدمی اس میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کا علاج کرے، ممکن ہے کہ شفا ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ شفا نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ بیماری کے لیے جائز اسباب اختیار کر کے شفاء طلب کرنا ثابت و مسنون ہے، لیکن اعتقاد یہ ہو کہ یہ اسباب ہیں، اصل شفاء تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہو گی، یہ توکل اور توحید کے منافی نہیں، اسی طرح جس طرح بھوک لگے تو کھانا اور پیاس لگے تو پانی پینا توکل کے خلاف نہیں اسی طرح ہلاک کرنے والی باتوں یا مقامات سے بچاؤ اختیار کرنا، عافیت کی دعا کرنا اور مضرت کی چیزوں سے دفاع کرنا اور دم وغیرہ کروانا جائز ہے توکل کے منافی نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّدَاوِي بِمَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
حرام دوا سے علاج کروانے کے متعلق نہی کا بیان

(۷۶۲۹)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

(۷۶۲۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، أخرجه الترمذي: ۲۱۴۸، وابن ماجه: ۳۴۳۷ (انظر: ۱۵۴۷۲)

(۷۶۲۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳۴۵۹ (انظر: ۱۰۱۹۴)

اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ يَعْنِي السُّمَّ۔ (مسند احمد: ۱۰۱۹۷)

خبیث دوا کے ساتھ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کی مراد زہر تھی۔

فوائد:...... اگر زہر کو مار کر اس کے اثر کو مفید ثابت کر لیا جائے تو یہ اور بات ہوگی، جیسے سانپ کے ڈسنے کا تریاق زہر سے تیار کیا جاتا ہے۔

(۷۶۳۰)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدِ نِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بِأَرْضِنَا أَعْنَابًا نَعْتَصِرُهَا فَنَشْرَبُ مِنْهَا، قَالَ: ((لَا۔)) فَعَاوَدْتُهُ؟ فَقَالَ: ((لَا۔)) فَقُلْتُ: إِنَّا نَسْتَشْفِيْ بِهَا لِلْمَرِيْضِ، فَقَالَ: ((إِنَّ ذَاكَ لَيْسَ شِفَاءً ا وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۹٤)

سیدنا طارق بن سوید حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری سرزمین میں انگور ہیں، ہم ان کو نچوڑ کر (شراب بناتے ہیں) اور پھر پیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے پھر اپنی بات دہرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ہم اس کے ذریعہ بیمار کے لیے شفا طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ شفا نہیں ہے، بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔''

فوائد:...... اس سے ثابت ہوا کہ شراب سے علاج حرام ہے، اسے پینا بھی حرام ہے اور ہر نجس اور حرام چیز کا یہی حکم ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۷٦)

(۷۶۳۱)۔ عَنْ عَقْلَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ يُقَالُ لَهُ: سَوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ نَصْنَعُهُ دَوَاءً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ دَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۸۰)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حاضر تھا، نبی کریم ﷺ سے خثعم قبیلہ کے ایک آدمی نے، جس کا نام سوید بن طارق تھا، شراب کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے اسے اس سے منع فرمایا، اس نے کہا: کیا اس کو بطور دوا استعمال کر لیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو خود بیماری ہے۔''

(۷۶۳۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: ذَكَرَ طَبِيْبٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَوَاءً وَذَكَرَ الضِّفْدَعَ يُجْعَلُ فِيْهِ، فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ۔ (مسند احمد: ۱۵۸٤۹)

سیدنا عبد اللہ الرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حکیم نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوا کا ذکر کیا اور کہا کہ اس میں مینڈک بھی ڈالا جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرما دیا تھا۔

(۷۶۳۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۸٤ (انظر: ۱۸۷۸۷)

(۷۶۳۱) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۷۶۳۲) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۸۷۱، ۵۲٦۹، والنسائی: ۷/ ۲۱۰ (انظر: ۱۵۷۵۷)

فوائد:...... اس سے ثابت ہوا کہ مینڈک کو مارنا منع ہے، سوائے دوا میں استعمال کرنا اور کھانا بھی منع ہے۔ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ حرام اور نجس چیز میں شفا نہیں ہوتی۔

بلاشک وشبہ ہر بیماری کا علاج حلال چیزوں میں ہے، لیکن آج کل دوائیں تیار کرنے والے اس چیز کی کوئی پروا نہیں کرتے کہ وہ جس چیز کو بطورِ دوا استعمال کرانا چاہتے ہیں، شریعت میں اس کا حکم کیا ہے، آیا وہ حلال ہے یا حرام۔ موجودہ سائنسی ترقی یافتہ دور میں تحقیق کر کے دواؤں میں استعمال ہونے والی ہر حرام چیز کا متبادل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ مسلم حکومت اور مسلم ڈاکٹر اور حکیم حضرات اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور لیبارٹریاں قائم کریں اور اغیار کی تحقیقات پر انگشتِ بدنداں ہونے کے بجائے اپنے تجربات کی روشنی میں ان کا متبادل پیش کریں۔ اس معاملے میں مسلم محققین طبِ نبوی کے تعاون سے حیران کن ایجادات دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُمّٰى وَعِلَاجِهَا

بخار اور اس کے علاج کا بیان

(۷۶۳۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ۴۷۱۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار دوزخ کی بھاپ میں سے ہے، اسے پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرو۔''

فوائد:...... آنے والی روایات میں بھی بخار میں نہانے اور پانی کے ذریعے اس کے اثر کو کم کرنے یا ختم کرنے کا ذکر ہے، لیکن یاد رہنا چاہیے کہ بخار کی بعض قسموں میں یہ علاج کیا جاتا ہے۔

(۷۶۳۴)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَحَسَسْتُمْ بِالْحُمّٰى فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ الْبَارِدِ۔)) (مسند احمد: ۶۰۱۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بخار محسوس کرو تو ٹھنڈے پانی کے ذریعے اس کے اثر کو ختم کرو۔''

(۷۶۳۵)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْحُمّٰى فَوْرُ جَهَنَّمَ (وَفِيْ لَفْظٍ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ) فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ)) (مسند احمد: ۱۷۳۹۸)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار دوزخ کا جوش ہے، پانی کے ذریعے اس کے اثر کو زائل کیا کرو۔''

(۷۶۳۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۶۴، ومسلم: ۲۲۰۹ (انظر: ۴۷۱۹)

(۷۶۳۴) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطيالسي: ۱۹۱۹، وانظر الحديث السابق (انظر: ۶۰۱۰)

(۷۶۳۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۶۲، ومسلم: ۲۲۱۲ (انظر: ۱۷۲۶۶)

(۷۶۳۶)۔وَعَنْ اَبِیْ بَشِیْرِ نِ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۳۱)

سیدنا ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔

(۷۶۳۷)۔عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ: کُنْتُ اَدْفَعُ النَّاسَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاحْتُبِسْتُ اَیَّامًا، فَقَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ قُلْتُ: اَلْحُمّٰی، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ۔)) (مسند احمد: ۲۶۴۹)

ابوجمرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں لوگوں کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دور ہٹایا کرتا تھا، ایک دفعہ میں کچھ دن نہ جا سکا، پھر بعد میں جب میں گیا تو انھوں نے کہا: میرے پاس آنے میں کیا چیز رکاوٹ بنی رہی؟ میں نے کہا: جی بخار میں مبتلا ہو گیا تھا، بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار دوزخ کی بھاپ میں سے ہے، اسے آب زم زم کے ذریعے ٹھنڈا کیا کرو۔''

فوائد:...... زمزم کا پانی مبارک ہے، اس لیے اس سے کیا جانے والا غسل زیادہ مفید ہوگا، لیکن اس چیز کا بھی امکان ہے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ ہوگا کہ زمزم کا پانی پیا جائے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ۔))...... ''زمزم کا پانی اسی مقصد کے لیے ہوگا، جس مقصد کے لیے پیا جائے گا۔'' (ابن ماجہ: ۳۰۶۲)

(۷۶۳۸)۔عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اِنَّ الْحُمّٰی اَوْ شِدَّةَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ)) (مسند احمد: ۲۴۷۳۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار کی شدت دوزخ کی بھاپ میں سے ہے، اسے پانی کے ذریعے ٹھنڈا کیا کرو۔''

(۷۶۳۹)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَتِ الْحُمّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهٖ؟)) قَالَتْ: أُمُّ مِلْدَمٍ، قَالَ فَأَمَرَ بِهَا إِلٰی أَهْلِ قُبَاءَ، فَلَقُوا مِنْهَا مَا یَعْلَمُ اللّٰهُ فَأَتَوْهُ فَشَکَوْا ذٰلِكَ إِلَیْهِ فَقَالَ: ((مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَدْعُوَ اللّٰهَ لَکُمْ فَیَکْشِفَهَا عَنْکُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَکُونَ لَکُمْ طَهُورًا۔)) قَالُوا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخار نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' بخار نے کہا: میں ام ملدم ہوں، آپ ﷺ نے اسے قباء والوں کے پاس چلے جانے کا حکم دیا، بس پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کو اس سے کیا تکلیف ہوئی، انھوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا چاہتے ہو، اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ

(۷۶۳۶) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۵۲ (انظر: ۲۱۸۸۶)

(۷۶۳۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه البخاری: ۳۲۶۱ بلفظ: "فابردوها بالماء، أو قال: بماء زمزم" شك همام (انظر: ۲۶۴۹)

(۷۶۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۶۳، ۵۷۲۵، ومسلم: ۲۲۱۰ (انظر: ۲۴۲۲۸)

(۷۶۳۹) تخریج: رجاله رجال الصحیح وفی متنه غرابة، أخرجه ابویعلی: ۱۸۹۲، وابن حبان: ۲۹۳۵، والحاکم: ۱/ ۳۴۶ (انظر: ۱۴۳۹۳)

يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! أَوَتَفعَلُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) قَالُوا فَدَعْهَا۔ (مسند احمد: ١٤٤٤٦)

اسے تم سے دور کر دے گا اور اگر تم چاہتے ہو کہ یہ تمہارے گناہوں سے طہارت کا باعث بنے (تو اس طرح کر لو)۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا واقعتا یہ گناہ صاف کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا: پھر اس کو اِدھر ہی رہنے دیں۔

فوائد:...... ام ملدم، بخار کی کنیت ہے اور یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ جسمانی تکالیف کی وجہ سے گناہوں کی معافی اور بلندیٔ درجات جیسے نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔

(٧٦٤٠)۔ عَـنْ اَسْـمَـاءَ اَنَّهُ كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِـالْمَرْاَةِ لِتَدْعُوَ لَهَا صَبَّتِ الْمَاءَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَـا وَقَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا اَنْ نُبَـرِّدَهـا بِـالْـمَـاءِ، وَقَـالَ: ((اِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٦٥)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس کوئی عورت لائی جاتی تا کہ اس کے لیے بخار سے نجات کی دعا کریں، تو وہ اس عورت کے دامن میں پانی ڈالتی اور کہتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم بخار کو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کیا کریں اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ دوزخ کی بھاپ سے ہے۔''

(٧٦٤١)۔ عَـنْ اَبِـيْ اُمَـامَةَ عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحُمّٰى مِنْ كِيْرِ جَهَنَّمَ، فَمَا اَصَابَ الْمُوْمِنَ مِنْهَا كَانَ حَظُّهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥١٨)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار دوزخ کی بھٹی سے ہے، مومن کو جتنا بخار ہوگا، یہ اتنا ہی اس کے لیے آگ کا حصہ ہوگا، یعنی اتنی اسے دوزخ کی آگ میں کمی ہوگی۔''

فوائد:...... ہر قسم کی ذہنی اور جسمانی بیماری اور تکلیف مومنوں کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ لیکن اس پر صبر کرنا شرط ہے، جیسا کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((بَيْنَـا رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ قَـاعِـدٌ مَعَ اَصْحَـابِـهِ، اِذْ ضَحِكَ، فَقَالَ: اَلَا تَسْـاَلُـوْنِـيْ مِمَّ اَضْحَكُ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمِمَّ تَضْحَكُ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ لِأَمْرِ الْمُوْمِنِ، اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ اِنْ اَصَابَهُ مَا يُحِبُّ، حَمِدَ اللّٰهَ وَكَانَ لَهُ خَيْرًا، وَاِنْ اَصَابَهُ مَا يَكْرَهُ فَـصَبَرَ، كَانَ لَهُ خَيْرًا، وَلَيْسَ كُلُّ اَحَدٍ اَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ اِلَّا الْمُوْمِنَ۔)) (مسلم، صحيحه: ١٤٧) ...... ''رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''کیا تم مجھ سے سوال

(٧٦٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٢٤، ومسلم: ٢٢١١ (انظر: ٢٦٩٢٦)

(٧٦٤١) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٤٦٨، والبيهقي في "الشعب": ٩٨٤٣ (انظر: ٢٢١٦٥)

نہیں کرتے کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مؤمن کے معاملے پر بڑا تعجب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے بھلائی ہے، اگر اسے کوئی پسندیدہ چیز نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور یہ تعریف کرنا اس کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ کسی مکروہ چیز کا سامنا کرتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے، مؤمن کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس کے ہر کام میں خیر ہو۔''

(۷۶۴۲)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا مِنَ الْحُمّٰى وَالْاَوْجَاعِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۲۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیں بخار اور دیگر جسمانی تکالیف کے لیے یہ دعا پڑھنے کی تلقین کرتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔ (اللہ تعالیٰ کے نام سے، جو بہت بڑا ہے، میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں خون بہانے والی رگ سے اور دوزخ کی گرمی کے شر سے)۔''

(۷۶۴۳)۔عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمّٰى وَإِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ وَلْيَسْتَقْبِلْ نَهَرًا جَارِيًا يَسْتَقْبِلُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَيَغْتَمِسُ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي ثَلَاثٍ فَخَمْسٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعٍ فَإِنَّهُ لَا يَكَادُ يُجَاوِزُ التِّسْعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۸۹)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بخار ہو جائے تو وہ اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ بجھائے، کیونکہ یہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے اور جاری نہر میں چلا جائے اور پانی کے چلاؤ کی طرف رخ کرے اور یہ پڑھی: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! اپنے اس بندے کو شفا دے اور اپنے رسول کی تصدیق فرما) نماز فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے اس طرح نہائے اور اس میں تین غوطے لگائے، تین دن یہی عمل دہرائے، اگر تندرست نہ ہو تو پانچ دن ایسا کر لے اور اگر پانچ دن میں صحت یاب نہ ہو تو سات دن ایسا کرے اور اگر اتنے دنوں میں بھی صحت نہ پائے تو نو دن ایسا کرے، اللہ کے حکم سے بخار نو دنوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔''

(۷۶۴۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابن ابی حبیبة، أخرجه ابن ماجه: ۳۵۲۶، والترمذی: ۲۰۷۵ (انظر: ۲۷۲۹)

(۷۶۴۳) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة سعید بن زرعة الشامی، أخرجه الترمذی: ۲۰۸۴ (انظر: ۲۲۴۲۵)

فوائد:...... وقت اور دنوں کے تعین کے بارے میں درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا حَمَّ اَحَدُکُمْ فَلْیَسُنَّ عَلَیْهِ الْمَاءَ الْبَارِدَ ثَلَاثَ لَیَالٍ مِّنَ السَّحَرِ۔)) ......''اگر کسی کو بخار ہو جائے تو تین رات سحری کے وقت اپنے جسم پر ٹھنڈا پانی بہائے۔'' (حاکم: ۴/ ۲۰۰، صحیحہ: ۱۳۱۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هَرِیْقُوْا عَلَیَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ۔)) (بخاری) ......''مجھ پر پانی کے ساتھ مشکیزے بہاؤ۔''

یاد رہنا چاہیے کہ بخار کی بعض قسموں میں یہ علاج کیا جاتا ہے۔

(۷٦٤٤)۔عَنْ أُمِّ طَارِقٍ مَوْلَاةِ سَعْدٍ قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى سَعْدٍ فَاسْتَأْذَنَ فَسَكَتَ سَعْدٌ ثُمَّ أَعَادَ فَسَكَتَ سَعْدٌ ثُمَّ عَادَ فَسَكَتَ سَعْدٌ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَرْسَلَنِي إِلَيْهِ سَعْدٌ أَنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَأْذَنَ لَكَ إِلَّا أَنَّا أَرَدْنَا أَنْ تَزِيدَنَا قَالَتْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا عَلَى الْبَابِ يَسْتَأْذِنُ وَلَا أَرٰى شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: أُمُّ مِلْدَمٍ، قَالَ: ((لَا مَرْحَبًا بِكِ وَلَا أَهْلًا تَهْدِينَ إِلٰى أَهْلِ قُبَاءٍ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاذْهَبِي إِلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲۷٦٦۸)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی سیدہ ام طارق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اجازت طلب کی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اجازت طلب کی، وہ پھر خاموش رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے، ام طارق کہتی ہیں: مجھے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں کہ ہم نے آپ کو اجازت صرف اس لیے نہیں دی کہ ہم چاہتے تھے کہ آپ ہمیں سلام کی برکات سے مزید نوازتے رہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آواز سنی کہ کوئی اجازت طلب کر رہا ہے، لیکن میں اسے دیکھ نہیں رہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: میں ام ملدم ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھے کوئی مرحبا نہیں ہے، تجھے کوئی خوش آمدید نہیں ہے، کیا تو قباء والوں کے پاس نہیں چلا جاتا؟'' اس نے کہا: ٹھیک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر تو ان کی طرف چلا جا۔''

(۷٦٤٤) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة جعفر بن عبد الرحمن النصاری، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۵/ ۳٤۹، والبیهقی فی "دلائل النبوة": ٦/ ۱۵۸ (انظر: ۲۷۱۲۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ وَفَوَائِدِهَا وَ اَوْقَاتِهَا

سینگی، اس کے فوائد اور اوقات کا بیان

(٧٦٤٥)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ قَالَ: اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ وَقَالَ: ((أَمْثَلُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ۔)) (مسند احمد: ١٢٩١٤)

حمید کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے کی کمائی کے متعلق سوال کیا گیا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے سینگی لگوائی اور سیدنا ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو سینگی لگائی تھی اور آپ ﷺ نے انہیں ایک صاع جو دینے کا حکم دیا اور ان کے آقاؤں سے مطالبہ کیا کہ انھوں نے اس پر آمدن کی جس مقدار کا تعین کر رکھا ہے، وہ اس میں کمی کریں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین علاج جو تم کرتے ہو، وہ سینگی لگوانا اور قسط بحری کا استعمال ہے۔''

فوائد:...... سینگی لگوانا آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت ہے، اس سے جسم کا خراب اور فاسد خون خارج ہو جاتا ہے، جسم کو راحت ملتی ہے اور خون صاف ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اس چیز کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے، دوبارہ اس کا احیاء ہونا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنْهٰى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ۔)) (بخاری) ......شفا تین چیزوں میں ہے: سینگی لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں، مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

قسط بحري: ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک خوشبودار لکڑی جو بطورِ دوا اور بطورِ بخور استعمال کی جاتی ہے۔

بچے کے گلے میں سوزش ہو یا سر درد ہو قسط ہندی کو پانی میں رگڑ کر چٹا دیا جائے، یہ بلغم کا اخراج کر کے آئندہ بننے سے روکتی ہے، زکام ٹھیک کرتی ہے، پینے سے معدہ اور جگر کی کمزوری رفع ہو جاتی ہے، زہر کے لیے تریاق ہے، ملیریا کے لیے مفید ہے۔ پانی شہد میں ملا کر چہرے پر لگائیں، داغ صاف ہو جائیں گے۔ فالج میں فائدہ بخش ہے اور اس کے تیل سے کمر درد رفع ہو جاتا ہے۔

دردوں میں اس کے تیل سے مالش کرنی چاہیے، پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور دماغ اور اعصاب کو قوت ملتی ہے۔ فالج، لقوہ، تشنج اور رعشہ میں مفید ہے۔ اس کے استعمال سے دل، جگر اور تلی کا کام درست ہوتا ہے۔ اس کا سفوف دگنے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ کا دورہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

یرقان، بھوک کی کمی اور تپ دق میں اس کا سفوف مفید رہتا ہے۔ ہیضہ میں (٣) گرام قسط، ایک گرام چھوٹی الائچی

(٧٦٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٩٦، ومسلم: ١٥٧٧ (انظر: ١٢٨٨٣)

اور (۳۲) گرام پانی ملا کر دیں، اکسیر ہے۔ کوڑھ اور پرانے ملیریا میں بھی مفید ہے۔

(۷٦٤٦)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَخْدَعَيْنِ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گردن کی دونوں جانبوں والی رگوں پر اور ٹخنوں کے درمیان سینگی لگوائی۔

(۷٦٤۷)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ سَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، وَقَالَ: وَمَا مَرَرْتُ بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ اِلَّا قَالُوْا: عَلَيْكُمْ بِالْحِجَامَةِ يَا مُحَمَّدُ۔)) (مسند احمد: ۳۳۱٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سترہ انیس اکیس مہینہ کی جو تاریخ ہے یہ ایام سینگی لگوانے کے لیے نہایت موزوں اور بہتر ہیں اور فرمایا معراج کی رات جب مجھے لے جایا گیا تو میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرا ہوں انہوں نے یہی کہا کہ اے محمد ﷺ! سینگی کو لازم پکڑو۔

فوائد:...... لیکن سینگی لگواتے وقت چاند کی ان تاریخوں کا خیال رکھنا درست ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشَرَةَ، وَتِسْعَ عَشَرَةَ، وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔))...... ''جس نے (چاند کی) سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگوئی تو یہ ہر بیماری سے شفا ہوگی۔'' (ابوداود: ۲/ ۱۵۱، صحیحہ: ٦۲۲)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے ان تاریخوں کی یہ وجہ بیان کی ہے: مہینے کے شروع میں خون غالب ہوتا اور آخر میں کم، اس لیے سینگی کے لیے وسطِ ماہ زیادہ مناسب ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۷۵۲)

(۷٦٤۸)۔عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۰٦۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے ساتھ تم علاج کرتے ہو، اس میں سے بہترین ذریعۂ علاج وہ ہے جو تم سینگی لگوا کر اور عود ہندی استعمال کر کے کرتے ہو اور اپنے بچوں کو گلے میں انگلی مار کر تکلیف نہ پہنچاؤ۔''

(۷٦٤٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي في "الشمائل": ۳۵۵، والطبراني: ۱۲۵۸٤ (انظر: ۲۰۹۱)

(۷٦٤۷) تخريج: اسناده ضعيف، عباد بن منصور الناجي ضعيف، وقد دلّس هذا الخبر فأسقط من اسناده اثنين من الرواة، أخرجه الترمذي: ۲۰۵۳، وأخرج القطعة الثانية ابن ماجه: ۳٤۷۷ (انظر: ۳۳۱٦)

(۷٦٤۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ۱۲۰٤۵)

فوائد:...... اگر بچے کے حلق کا کوا اتر جائے تو اسے انگلی سے چوکا دے کر اپنی جگہ پر نہ لایا جائے، کیونکہ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کوئی دوا دے کر اس کا علاج کر لیا جائے۔

(۷٦٤٩)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ عَلَى الْاَخْدَعَيْنِ وَعَلَى الْكَاهِلِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۱۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گردن کی دونوں جانبوں والی رگوں پر اور کندھوں کے درمیان یعنی کمر کے اوپر والے حصے پر سینگی لگوائی۔

(۷٦٥٠)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَجِمُ ثَلَاثًا، وَاحِدَةً عَلٰى كَاهِلِهِ، وَاثْنَتَيْنِ عَلَى الْاَخْدَعَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۳۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تین جگہ پر سینگی لگواتے تھے، کندھو کے درمیان اور گردن کے دونوں جانبوں والی دو رگوں پر۔

(۷٦٥١)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ فَفِي الْحِجَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۸٤۹٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو تم علاج کرتے ہو، اس میں سے اگر کوئی بہترین طریقۂ علاج ہے تو وہ سینگی لگانے میں ہے۔''

(۷٦٥٢)۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْحَجَّامَ فَأَتَاهُ بِقُرُوْنٍ فَأَلْزَمَهُ إِيَّاهَا قَالَ عَفَّانُ مَرَّةً بِقَرْنٍ ثُمَّ شَرَطَهُ بِشَفْرَةٍ فَدَخَلَ أَعْرَابِيٌّ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ أَحَدِ بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمَّا رَآهُ يَحْتَجِمُ وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالْحِجَامَةِ وَلَا يَعْرِفُهَا قَالَ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَامَ تَدَعُ هٰذَا يَقْطَعُ جِلْدَكَ؟

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے سینگی لگانے والے کو بلوایا، وہ سینگی لگانے کا آلہ لے کر آ گیا اور اسے آپ ﷺ سے چمٹا دیا اور چھری سے آپ کے جسد اطہر پر پچھنے لگائے، اتنے میں آپ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آ گیا، جو بنو جذیمہ کی شاخ بنو فرازہ سے تھا، جب اس نے آپ ﷺ کو سینگی لگواتے دیکھا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے کیا چھوڑ رکھا ہے کہ یہ آپ کی جلد کاٹ رہا ہے؟ دراصل

(۷٦٤٩) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ۳۸٦۰، وابن ماجه: ۳٤۸۳، والترمذی: ۲۰٥۱ (انظر: ۱۲۱۹۱)

(۷٦٥٠) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۷٦٥١) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه ابوداود: ۳۸٥۷، وابن ماجه: ۳٤۷٦ (انظر: ۸٥۱۳)

(۷٦٥٢) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه البزار: ۱۲۱٦، والطبرانی فی "الکبیر": ٦۷۸٥، والحاکم: ٤/ ۲۰۸، والنسائی فی "الکبری": ۷٥۹٦ (انظر: ۲۰۰۹٦)

قَالَ: ((هٰذَا الْحَجْمُ۔)) قَالَ: وَمَا الْحَجْمُ؟ قَالَ: ((هٰذَا مِنْ خَيْرِ مَا تَدَاوٰى بِهِ النَّاسُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۵۶)

اسے معلوم نہیں تھا کہ سینگی کیا چیز ہے نہ اس نے کبھی لگتے دیکھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سینگی ہے۔'' اس نے کہا: سینگی کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جو علاج کرواتے ہیں، یہ سینگی ان کے بہترین علاج میں سے ہے۔''

(۷۶۵۳)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ فَقَالَ: لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ فِيهِ الشِّفَاءَ۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٥۲)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مقنع کی تیمار داری کی اور اس سے کہا: میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا، جب تک تو سینگی نہیں لگوائے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''سینگی لگوانے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔''

(۷۶۵٤)۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى خَادِمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ أَحَدًا قَطُّ يَشْكُو إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ: ((احْتَجِمْ۔)) وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ: ((اخْضِبْهُمَا بِالْحِنَّاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱٦۹)

سیدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا، جو کہ نبی کریم ﷺ کی خادمہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ جس نے بھی نبی کریم ﷺ کے سامنے سردرد کی شکایت کی ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ''سینگی لگاؤ۔'' اور جس نے بھی پاؤں میں درد کی شکایت کی ہے، آپ نے اسے مہندی کا لیپ کرنے کا حکم دیا۔

(۷۶۵۵)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔ (مسند احمد: ۱٤۸۳٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں سینگی لگائے، یہ ابوطیبہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی تھا یا یہ ابھی نابالغ بچہ تھا۔

فوائد:...... درج بالا اور دیگر کئی احادیث میں سینگی لگانے کا حکم اور ترغیب دلائی گئی ہے۔

(۷۶۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٩٧، ومسلم: ۲۲۰٥ (انظر: ١٤٥٩٨)

(۷۶۵٤) تخريج: اسناده ضعيف لاضطرابه، أخرجه ابوداود: ۳۸٥۸ (انظر: ۲۷٦۱۷)

(۷۶۵٥) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۰٦ (انظر: ١٤٧٧٥)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جَوَازِ التَّدَاوِيْ بِالْكَيِّ وَكَرَاهَةِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ

داغ لگوا کر علاج کروانا جائز ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کو ناپسند کیا ہے

(٧٦٥٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنْ كَانَ أَوْ إِنْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ دَاءً، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٥٧)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے علاج کے طریقوں میں اگر کوئی بھلائی ہے تو وہ سینگی لگانے میں ہے یا شہد پینے میں ہے یا آگ سے داغ دینے میں ہے جو کہ بیماری کے موافق ہو، البتہ میں داغ لگانے کو پسند نہیں کرتا۔''

(٧٦٥٧)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثٌ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةٍ تُصِيبُ أَلَمًا وَأَنَا أَكْرَهُ الْكَيَّ وَلَا أُحِبُّهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٤٨)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ہیں، اگر کسی چیز میں شفا ہے، (تو ان تین میں ہے) یعنی سینگی لگانے میں ہے یا شہد پینے میں یا داغ لگوانے میں جو تکلیف کے علاج کے لئے مناسب ہو اور میں داغ کو ناپسند کرتا ہوں۔''

(٧٦٥٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلشِّفَاءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تین چیزوں میں شفاء ہے، شہد پینے میں، سینگی لگوانے میں اور آگ کا داغ لگوانے میں، البتہ میں اپنی امت کو داغ لگانے سے منع کرتا ہوں۔

فوائد:...... ظاہری طور پر یہ روایت موقوف ہے، لیکن آخری جملہ دلالت کرتا ہے کہ یہ مرفوع روایت ہے، بہرحال صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ میں یہ پوری روایت مرفوع ثابت ہے۔

(٧٦٥٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجُلٍ نَسْتَأْذِنُهُ أَنْ نَكْوِيَهُ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کے پاؤں کی بیماری کی وجہ سے بیمار

(٧٦٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٨٣، ٥٧٠٢، ومسلم: ٢٢٠٥ (انظر: ١٤٧٠١)

(٧٦٥٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ١٧٦٥، والطبراني في "الاوسط": ٩٣٣٥ (انظر: ١٧٣١٥)

(٧٦٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٨٠، ٥٦٨١ (انظر: ٢٢٠٨)

(٧٦٥٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٣٢٠، والحاكم: ٤/ ٤١٦، وابن حبان: ٦٠٨٢، والطبراني في "الكبير": ١٠٢٧٥ (انظر: ٤٠٥٤)

فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْنَاهُ مَرَّةً أُخْرٰى فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْنَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((ارْضِفُوهُ إِنْ شِئْتُمْ۔)) كَأَنَّهُ غَضْبَانُ۔ (مسند احمد: ٤٠٥٤)

داری کے لئے حاضر ہوئے، ہم نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ہم داغ لگا دیں، جواباً آپ ﷺ خاموش رہے، ہم نے پھر سوال کیا، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، جب ہم نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو گرم پتھر لگالو۔'' گویا کہ آپ ﷺ غصے میں تھے۔

(٧٦٦٠)۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَوَانِي أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَمَا نُهِيتُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٢٤٤٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے داغ کر میرا علاج کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے، پس مجھے اس سے منع نہیں کیا گیا۔

(٧٦٦١)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُمِيَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَوْمَ أُحُدٍ بِسَهْمٍ فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَكُوِيَ عَلٰى أَكْحَلِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٣٠٢)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کے بازو کی رگ پر تیر لگا، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے بازو پر داغا جائے۔

(٧٦٦٢)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ لَهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ) فَكَوَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٤٣٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک معالج کو بھیجا، جس نے ان کی رگ کو کاٹ کر اس کو داغ دیا، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔

(٧٦٦٣)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ، ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔ (مسند احمد: ١٤٣٩٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں تیر لگا، نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تیر کے پھل کے ساتھ ان کو داغا، پھر جب اس پر ورم آ گیا تو آپ نے دوسری بار داغا۔

(٧٦٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧١٩ (انظر: ١٢٤١٦)

(٧٦٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٠٧ (انظر: ١٤٢٥٢)

(٧٦٦٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٦٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٠٨ (انظر: ١٤٣٤٣)

(٧٦٦٤)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَوٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا أَوْ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ فِي حَلْقِهِ مِنَ الذُّبْحَةِ وَقَالَ: ((لَا أَدَعُ فِي نَفْسِي حَرَجًا مِنْ سَعْدٍ أَوْ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ۔)) (مسند احمد: ١٦٧٣٥)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ یا سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو حلق کی بیماری کی وجہ سے داغ لگایا اور فرمایا: ''میں اپنے دل میں سعد یا اسعد بن زرراہ کے بارے میں کوئی حرج نہیں چھوڑنا چاہتا۔''

(٧٦٦٥)۔جَابِرٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَاهُ۔ (مسند احمد: ٢١٤١٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو داغا تھا۔

(٧٦٦٦)۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يُحَدِّثُ: أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، وَكَانَ أَحَدَ النُّقَبَاءِ يَوْمَ الْعَقَبَةِ أَنَّهُ أَخَذَتْهُ الشَّوْكَةُ فَجَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((بِئْسَ الْمَيِّتُ لَيَهُودُ مَرَّتَيْنِ سَيَقُولُونَ لَوْلَا دَفَعَ عَنْ صَاحِبِهِ وَلَا أَمْلِكُ لَهُ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَأَتَمَحَّلَنَّ لَهُ۔)) فَأَمَرَ بِهِ وَكُوِيَ بِخَطَّيْنِ فَوْقَ رَأْسِهِ فَمَاتَ۔ (مسند احمد: ١٧٣٧٠)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، جو عقبہ والے دن کے نقیبوں میں سے ایک تھے، سے مروی ہے کہ ان کے چہرے اور جسم پر سرخی چڑھ آئی، نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کی میت بہت بری ہوتی ہے، یہ بات دو مرتبہ فرمائی، عنقریب یہ یہودی کہیں گے کہ یہ پیغمبر ﷺ اپنے ساتھی سے تکلیف دور کیوں نہ کر سکے، لیکن سن لو میں اس کے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا، تاہم میں اس تکلیف کو حتی الامکان دور کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔'' پھر آپ نے ان کے لئے حکم دیا تو ان کے سر کے اوپر دو لکیروں کی صورت میں داغ لگایا گیا، لیکن وہ شفایاب نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔

فوائد:...... بہرحال نبی کریم ﷺ مختار کل نہ تھے، آپ ﷺ نہ اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی موت کی مدت بڑھا سکتے تھے اور اپنی مرضی سے کسی کو شفا دے سکتے تھے، یہ اللہ تعالی کی صفات ہیں۔

(٧٦٦٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابو الزبير المكى مدلس وقد عنعن (انظر: ١٦٦١٨)

(٧٦٦٥) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم (انظر: ٢١٠٩٩)

(٧٦٦٦) تخريج: ابو امامة بن سهل بن حنيف، وان كانت له رؤية، لم يسمع من النبى، وزمعة بن صالح توبع، وباقى رجال الاسناد ثقات رجال الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ١٩٥١٥، والطبرانى فى "الكبير": ٥٥٨٤، والحاكم: ٤/ ٢١٤(انظر: ١٧٢٣٨)

(۷۶۶۷)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَيِّ، فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا أَنْجَحْنَا۔ (مسند احمد: ۲۰۰۶۹)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے داغ لگانے سے منع کیا، لیکن ہم نے داغ لگوائے، پس ہم نہ کامیاب ہوئے اور نہ ہم نے نجات پائی۔

فوائد:...... داغنا فائدہ دیتا ہے، ممکن ہے یہ ایسے زخم ہوں، جو داغنے سے بھی ٹھیک نہ ہوتے ہوں۔

(۷۶۶۸)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنِ اكْتَوٰى أَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ)) (مسند احمد: ۱۸۳۶۴)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے داغ لگوایا یا دم کروایا وہ توکل سے بری ہو گیا۔''

فوائد:...... علاج معالجہ کے جائز اسباب استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اور دغوانا اور دم کروانا علاج کے جائز اسباب میں سے ہے، دراصل اس حدیث میں توکل کی انتہائی اعلی قسم کو بیان کیا جا رہا ہے، جس میں کسی بیماری میں مبتلا ہونے والا اللہ تعالی کے فیصلے پر راضی ہو کر صبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جس نے بیماری لگائی ہے، وہی اس کو دور کرنے پر بھی قادر ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَهُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.)) یعنی: ''(میری امت کے) ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، (ان کی صفات یہ ہیں کہ وہ اپنے جسم کو) داغتے نہیں ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی چیز سے برا شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔''

اس باب کی احادیث مبارکہ سے داغ سے علاج کے متعلق درج ذیل چار قسم کی باتیں معلوم ہوئیں:

داغ سے علاج جائز ہے۔ یہ طریقہ علاج پسندیدہ نہیں۔ اس طریقہ علاج کو چھوڑنے والے کی تعریف کی گئی ہے۔ اور اس طریقہ علاج کی ممانعت ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کا تعارض نہیں یہ طریقہ علاج جائز ہے اور اس کے ناپسندیدہ ہونے کا مطلب ہے کہ یہ منع اور حرام نہیں ہے، ویسے تکلیف دہ ہے، پسندیدہ نہیں اور اس کے چھوڑنے کو قابل تعریف عمل قرار دیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ افضل یہ ہے کہ یہ علاج نہ کیا جائے، لیکن حرام نہیں اور جو اس طریقہ علاج کی ممانعت ہے وہ اس میں ہے کہ فوراً یہ طریقہ نہ اپنایا جائے، اگر اس کے بغیر بیماری کا دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو تب اس سے علاج کیا جائے ویسے نہیں۔

❁❁❁

(۷۶۶۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۰۴۹ (انظر: ۱۹۸۳۱)

(۷۶۶۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳۴۸۹ (انظر: ۱۸۱۸۰)

اَبْوَابُ مَا وَصَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْاَدْوِيَةِ وَخَوَاصِّ اَشْيَاءَ

نبی کریم ﷺ نے جو دوائیں اور چیزوں کے خواص بیان کیے ہیں، ان کے بارے میں ابواب

اَلْعَجْوَةُ وَالْكَمْأَةُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ وَ مَنَافِعُهَا

عجوہ کھجور، کھمبی اور کلونجی اور ان کے فوائد کا بیان

(٧٦٦٩)۔عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِي سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ مِنْ بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلَى الرِّيْقِ لَمْ يَضُرَّهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ شَيْءٌ حَتّٰى يُمْسِيَ۔)) قَالَ فُلَيْحٌ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَإِنْ أَكَلَهَا حِيْنَ يُمْسِي لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يُصْبِحَ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: انْظُرْ يَا عَامِرُ! مَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ أَشْهَدُ مَا كَذَبْتُ عَلٰى سَعْدٍ وَمَا كَذَبَ سَعْدٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٢٨)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نہار منہ مدینہ کے دو حرّوں کے درمیان والی کھجوروں میں سے سات عجوہ کھجوریں کھائے گا، تو اسے سارا دن شام تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی اور اگر یہی کھجوریں شام کو کھائے گا تو صبح تک اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عامر! ذرا دیکھ لینا جو تم نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

(٧٦٧٠)۔عَنْ سَعْدٍ اَيْضًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی صبح سات عجوہ کھجوریں کھائے گا، اس دن اسے

(٧٦٦٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٤٧ (انظر: ١٥٢٨)

(٧٦٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٤٥، ٥٧٦٨، ومسلم: ٢٠٤٧(انظر: ١٥٧١)

مِنْ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٧١)

کوئی زہر اور جادو نقصان نہ پہنچائے گا۔''

(٧٦٧١)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الْكَمْأَةَ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ)) (مسند احمد: ٨٦٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جبکہ وہ کھمبی کا ذکر کر رہے تھے اور بعض کہہ رہے تھے کہ یہ تو زمین کی چیچک ہے، یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی تو ''مَنّ'' میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا بخش ہے اور عجوہ کھجور جنت میں سے ہے، یہ زہر کے لئے شفاء ہے۔''

(٧٦٧٢)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَتَنَازَعُونَ فِي الشَّجَرَةِ الَّتِي اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَحْسَبُهَا الْكَمْأَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ……)) الحديث كما تقدم۔ (مسند احمد: ٩٤٤٦)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور وہ اس درخت کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ جس کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے کہ اسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ دیا گیا ہے اور اس کے لئے کوئی قرار نہیں ہے، بعض نے کہا: ہمارا خیال ہے اس درخت سے مراد کھمبی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی تو ''مَنّ'' میں سے ہے، ……۔''

(٧٦٧٣)۔عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ١٥٥٩٣)

سیدنا رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عجوہ کھجور اور صخرہ جنت سے ہیں۔''

(٧٦٧٤)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ يَرْفَعُهُ: ((الْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ (أَوْ قَالَ:) الْعَجْوَةُ وَالشَّجَرَةُ فِي الْجَنَّةِ) شَكَّ الْمُشْمَعِلُّ۔ (مسند احمد: ٢٠٦١٠)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''عجوہ کھجور اور صخرہ یا درخت جنت سے ہیں۔'' مشمعل راوی کو شک ہوا۔

(٧٦٧١) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٢٠٦٦، وابن ماجه: ٣٤٥٥ (انظر: ٨٦٨١)

(٧٦٧٢) تخريج: حديث حسن دون قصة الشجرة، وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٩٤٦٥)

(٧٦٧٣) تخريج: اسناده قوي، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٥٦ (انظر: ١٥٥٠٨)

(٧٦٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷٦۷٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَاَنَا وَصِيفٌ، يَقُوْلُ: ((اَلْعَجْوَةُ وَالشَّجَرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد:)

(تیسری سند) راوی کہتے ہیں: میں غلام تھا اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عجوہ کھجور اور درخت جنت سے ہیں۔''

فوائد:...... عجوہ کھجور کا معاملہ تو واضح ہے، صخرہ سے کیا مراد ہے، جبکہ دوسری روایت میں درخت کے الفاظ بھی ہیں؟ جواباً چار اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) صخرہ سے مراد درخت ہی ہے، یعنی عجوہ کھجور کا درخت۔

(۲) درخت سے مراد وہ درخت ہے، جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی۔

(۳) صخرہ سے مراد بیت المقدس کا صخرہ ہے۔

(۴) صخرہ سے مراد حجر اسود ہے، جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت سے ہے۔ واللہ اعلم۔

(۷٦۷٦)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ قَالَ: ((الْكَمْأَةُ دَوَاءُ الْعَيْنِ وَإِنَّ الْعَجْوَةَ مِنْ فَاكِهَةِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ قَالَ ابْنُ بُرَيْدَةَ يَعْنِي الشُّونِيزَ الَّذِي يَكُونُ فِي الْمِلْحِ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا الْمَوْتَ)) (مسند احمد: ۲۳۳۲٦)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی آنکھوں کا بہترین علاج ہے اور عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے اور یہ کلونجی جو نمک میں ملا کر کھائی جائے یہ موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔'' ابن بریدہ نے کہا: ''الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ'' سے مراد شونیز ہے، (اسی کو کلونجی کہتے ہیں)۔

(۷٦۷۷)۔عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَيْنِ وَأَرْبَعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الْمَقَامِ وَهُمْ خَلْفَهُ جُلُوسٌ يَنْتَظِرُونَهُ فَلَمَّا صَلّٰى أَهْوٰى فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ كَأَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، جبکہ میرے سمیت آپ ﷺ کے ساتھ بیالیس صحابہ موجود تھے، نبی کریم ﷺ نے مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھی، ہم آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو مقام ابراہیم اور کعبہ کے درمیان جھکے گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے تھے،

(۷٦۷٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷٦۷٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٥٦۷٦، وابن ابى شيبة: ۸/ ۱۰ (انظر: ۲۲۹۳۸)

(۷٦۷۷) تخريج: اسناده ضعيف، صالح بن حيان القرشى ضعيف، ولبعضه شواهد، أخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٥٦۷۷ (انظر: ۲۲۹۷۲)

إِلَى أَصْحَابِهِ فَثَارُوا وَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ اجْلِسُوا فَجَلَسُوا فَقَالَ: ((رَأَيْتُمُونِي حِينَ فَرَغْتُ مِنْ صَلَاتِي أَهْوَيْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ كَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ شَيْئًا؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ الْجَنَّةَ عُرِضَتْ عَلَيَّ فَلَمْ أَرَ مِثْلَ مَا فِيهَا وَإِنَّهَا مَرَّتْ بِي خَصْلَةٌ مِنْ عِنَبٍ فَأَعْجَبَتْنِي فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا لِآخُذَهَا فَسَبَقَتْنِي وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَغَرَسْتُهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ حَتّٰى تَأْكُلُوا مِنْ فَاكِهَةِ الْجَنَّةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْكَمْأَةَ دَوَاءُ الْعَيْنِ وَأَنَّ الْعَجْوَةَ مِنْ فَاكِهَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ الَّتِي تَكُونُ فِي الْمِلْحِ اعْلَمُوا أَنَّهَا دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا الْمَوْتَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۶۰)

پھر آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے، وہ اٹھنے کے لئے حرکت میں آئے، لیکن آپ ﷺ نے ہاتھ سے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا، پس وہ بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے دیکھا تھا، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں کعبہ کے درمیان جھکا تھا، جیسے میں کوئی چیز پکڑ رہا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جی ہاں، ہم نے دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے جنت پیش کی گئی، میں نے ایسا دلکش منظر کبھی نہیں دیکھا، انگور کا ایک خوشہ میرے پاس سے گزارا گیا، وہ مجھے بہت پسند آیا، میں جھکا کہ اسے پکڑ لوں، لیکن وہ میرے ہاتھ نہ آیا، اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تمہارے درمیان اسے لگا دیتا حتیٰ کہ تم جنت کا پھل کھاتے۔ جان لو! کھمبی آنکھوں کا علاج ہے اور عجوہ کھجور جنت کے پھلوں میں سے ہے اور یہ بھی جان رکھو کہ یہ کلونجی جو نمک میں ملا کر کھائی جائے یہ سوائے موت کے ہر بیماری کا علاج ہے۔''

(۷۶۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي تَمْرِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً، (أَوْ قَالَ: تِرْيَاقًا) أَوَّلَ بُكْرَةٍ عَلَى الرِّيقِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۸۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کے بالائی علاقہ والی کھجوریں صبح نہار منہ کھانے سے شفاء ہوتی ہے۔''

(۷۶۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ: ((أَوَّلَ الْبُكْرَةِ عَلَى رِيقِ النَّفْسِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ سِحْرٍ أَوْ سُمٍّ۔)) (مسند احمد: ۲۵۲۴۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے بالائی علاقہ والی عجوہ کھجور کے بارے میں فرمایا: ''صبح صبح نہار منہ یہ کھجور کھانا ہر جادو اور زہر کے لئے تریاق ہے۔''

(۷۶۸۰)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(۷۶۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۴۸ (انظر: ۲۴۴۸٤)

(۷۶۷۹) تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۶۸۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٤۷۸، ومسلم: ۲۰٤۹ (انظر: ۱۶۲۵)

نُفَيْلٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مِنَ السَّلْوٰى) وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٥)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی من (اور ایک روایت کے مطابق سلویٰ) میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔''

(٧٦٨١)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدِهِ كُمْأَةٌ فَقَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟ هٰذَا مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔)) (مسند احمد: ١٦٣٤)

(دوسری سند) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے دست مبارک میں کھمبی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔''

(٧٦٨٢)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ السَّامُ الْمَوْتُ وَهِيَ الشُّونِيزُ۔ (مسند احمد: ٧٢٨٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کلونجی لازمی طور پر کھایا کرو، اس میں موت کے سوا ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔'' امام سفیان نے کہا: ''سَام'' سے مراد موت اور ''حبّہ سوداء'' سے مراد شونیز ہے۔

(٧٦٨٣)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ: ((شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: ((الْمَوْتُ۔)) (مسند احمد: ٧٥٤٨)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کلونجی کے بارے میں فرمایا: ''اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے، ماسوائے موت کے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت۔''

(٧٦٨٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ۔)) يَعْنِي الْمَوْتَ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٨١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کلونجی لازمی طور پر استعمال کیا کرو، اس میں سوائے موت کے ہر بیماری کا علاج ہے۔'' ''سَام'' سے مراد موت اور ''حبّہ سوداء'' سے مراد شونیز یعنی کلونجی ہے۔

(٧٦٨١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٦٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٩٩، ومسلم: ٢٢١٥ (انظر: ٧٢٨٧)

(٧٦٨٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٦٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٨٧ (انظر: ٢٥٠٦٧)

فوائد:...... عجوہ کھجور کی خاصیات کے بارے میں مختلف تحقیقات پیش کی جارہی ہیں، اس سے سب سے زیادہ فائدہ اس کو ہو گا جو آپ ﷺ کی اس حدیث پر یقین رکھ کر کھائے گا۔ عام طور پر کھجور میں پروٹین، چکنائی، نشاستہ، کیلوریز، سوڈیم، میگنیشیم، آئرن، فاسفورس، سلفر اور کلورین پایا جاتا ہے۔ یہ سستی ٹانک ہے، عجوہ کھجور نہار منہ زہروں کا تریاق ہے، قولنج کو فائدہ دیتی ہے، گردے اور رحم کے دردوں میں مفید ہے، روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھانا کوڑھ سے شفا کا سبب بنتا ہے، دل کے دورے میں سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر کھانی چاہئیں۔ یہ جسم کے ہر حصے کے لیے یکساں مفید ہے، اس کی سکنجبیں اور اس کے ساتھ بادام اور خشخاش کھانا بہت فائدہ دیتا ہے۔ زخموں کو مندمل کرتی ہے، اسہال دور کرتی ہے، یرقان کے لیے اکسیر ہے، پتہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے، اس سے پیٹ کے کیڑے ختم ہو جاتے ہیں، کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال میں مفید ہے۔ علاوہ ازیں یہ کئی فوائد اور خاصیات پر مشتمل ہے۔

شاید ہی مسلمانوں کا کوئی گھر ہو، جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بیماری سے شفا کا سبب بننے والی کلونجی جیسی نعمت موجود ہو۔ یہ ہماری مجموعی غفلت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے کھانوں میں کلونجی استعمال کیا کریں۔

کلونجی معدہ مضبوط کرتی ہے، پیشاب لاتی ہے، پیس کر سرکہ میں ملا کر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں، پرانے زکام میں مفید ہے، تیل گنج پر لگایا جائے تو بال اگتے ہیں، اس کو پیس کر آدھا چمچ پانی کے ساتھ پینا دمہ میں مفید ہے، اگر لگاتار کلونجی کا استعمال کیا جائے تو پاگل کتے کے کاٹے کا زہر ختم ہو جاتا ہے، اس کی دھونی سانس کی تکلیف دور کرتی ہے۔ زکام، فالج، لقوہ، دردِ شقیقہ اور نسیان میں مفید ہے، پیٹ کا نفخ دور کرتی ہے، بخار اتارتی ہے، بلغم نکالتی ہے اور معدہ اور لبلبہ کی رطوبتوں کو اعتدال پر لاتی ہے، شوگر کے علاج میں اس کی بڑی اہمیت ہے، یرقان میں پیس کر دودھ میں ملا کر پی لی جائے۔ وغیرہ وغیرہ

کھمبی کی افادیت بیان ہوئی ہے کہ جس طرح نبی اسرائیل پر بلا مشقت اور محنت من اور سلویٰ نازل ہوتا تھا یہ کھمبی اسی طرح بلا مشقت حاصل ہونے والی اور ایک مفید علاج ہے اسے کھانا درست ہے یہ قابل مذمت نہیں نہ ہی یہ وہ درخت ہے جس کی مثال یہ بیان ہوئی ہے کہ اسے زمین پر قرار نہیں اس سے مراد کفر ہے کہ اسے قرار نہیں کھمبی مراد نہیں یہ تو بہت مفید چیز ہے اس کا پانی آنکھوں کی بینائی اور بیماری کے لئے بہت مفید ہے علامہ نووی فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض نابینا افراد جن کی بینائی ختم ہو چکی تھی ان کی آنکھوں میں کھمبی کا پانی ڈالا گیا ہے تو ان کی بینائی لوٹ آئی اور انہیں شفاء حاصل ہوئی ہے۔ (شرح مسلم)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُعَالَجَةِ اَمْرَاضِ الْبُطْنِ وَذَاتِ الْجَنْبِ وَ مُعَالَجَةِ الْاَطْفَالِ مِنَ الْعُذْرَةِ بِالْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ

پیٹ کی بیماریوں، اندرونی ورم اور بچوں کی حلق کی تکلیف کا عودِ ہندی کے ساتھ علاج کرنے کا بیان

(۷۶۸۵)۔أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِی أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا شِفَاءً لِلذَّرِبَةِ بُطُوْنُهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۶۷۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کے پیشاب اور دودھ میں پیٹ کی بیماری کا علاج ہے۔''

فوائد:...... پیٹ کو ایک بیماری لاحق ہوتی ہے جس سے معدہ کا نظام خراب ہو جاتا ہے اور کھانا ہضم نہیں ہوتا، اس کے لئے آپ نے علاج بیان فرمایا ہے کہ اونٹوں کے پیشاب اور اونٹنیوں کے دودھ ملا کر پلائیں تو ایسے مریض تندرست ہو جاتے ہیں، جیسا کہ عکل قبیلہ کے لوگ جب مدینہ منورہ آئے اور انھوں نے اس مقدس شہر کی آب و فضا کو موافق نہ پایا، جس کی وجہ سے ان کے پیٹ بڑھ گئے، آپ ﷺ نے ان کے لیے یہ علاج تجویز کیا کہ وہ باہر اونٹوں والی جگہ میں چلے جائیں اور اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں، پس انھوں نے ایسے ہی کیا اور وہ صحت یاب ہو گئے، پھر یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے، ان کی مزید تفصیل صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔

یاد رہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک ہے۔

(۷۶۸۶)۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَخِی اسْتُطْلِقَ بَطْنُهُ قَالَ: ((اِسْقِهِ عَسَلًا۔)) قَالَ: فَذَهَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ قَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا قَالَ: ((اِسْقِهِ عَسَلًا۔)) قَالَ فَذَهَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ قَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ: ((اِسْقِهِ عَسَلًا۔)) قَالَ فَذَهَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ قَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ فِی الرَّابِعَةِ: ((اِسْقِهِ عَسَلًا۔)) قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے اسے شہد پلایا اور آ کر کہا: میں نے اسے شہد پلایا، لیکن اس وجہ سے اسہال میں اضافہ ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو شہد پلاؤ۔'' پس وہ گیا، لیکن پھر اس نے آ کر کہا: جی میں نے اس کو شہد پلایا ہے، لیکن اسہال میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اور شہد پلاؤ۔'' وہ گیا اور سہ بار اس نے آ کر کہا: میں نے اس کو شہد پلایا ہے، لیکن اسہال میں اضافہ ہی ہوا جا رہا ہے، آپ ﷺ نے چوتھی بار اس سے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس بار جب اس نے اس کو شہد پلایا تو وہ شفایاب ہو

(۷۶۸۵) تخریج: حسن لغیره، أخرجه الطبرانی: ۱۲۹۷۶ (انظر: ۲۶۷۷)

(۷۶۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۸٤، ومسلم: ۲۲۱۷ (انظر: ۱۱۱٤٦)

الرَّابِعَةِ: ((صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ أَخِیكَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۶۳) گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے، (یعنی تیرے بھائی کا پیٹ شفا قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا)۔''

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ابن قیم نے (زاد المعاد: ۳/ ۹۷۔۹۸) میں شہد کے بے شمار فوائد ذکر کرنے کے بعد کہا: نبی کریم ﷺ نے جس آدمی کے لیے یہ دوا تجویز کی تھی، اس کو بسیار خوری کی وجہ سے بدہضمی ہو گئی تھی اور پھر دست شروع ہو گئے تھے، اسے شہد پینے کا حکم دیا گیا، تاکہ معدہ اور انتڑیوں سے زائد مواد خارج ہو جائے۔ جب معدہ میں لیس دار مکسچر ٹھہرتا ہے تو وہ اس کی اندرونی جہت کو ڈھانکنے والے ریشوں میں پھنس جاتا ہے، اس طرح معدہ میں فساد اور بگاڑ آ جاتا ہے اور چپچپاہٹ کی وجہ سے وہاں غذا نہیں ٹھہر پاتی۔ ایسی صورت میں سب سے بہترین دوا وہ ہوتی ہے جو مخلوط مواد کو معدہ سے خارج کر دے اور وہ شہد ہے، بالخصوص جب اس کو گرم پانی کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے۔

بار بار شہد پلانے میں بھی بڑا اہم طبی نقطہ ہے، اور وہ یہ کہ دوا کی کمیت اور مقدار بیماری کے مطابق ہونی چاہیے، کم مقدار کی صورت میں بیماری کلی طور پر ختم نہیں ہو گی اور زیادہ مقدار قوائے جسم کو کمزور کر دے گی اور کوئی نئی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ جب اس آدمی نے پہلی بار آپ ﷺ کو دوا کے مؤثر نہ ہونے کی خبر دی تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ مقدار کم تھی، جب تجربہ کی روشنی میں مقدار کو بڑھایا گیا تو مریض اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحتیاب ہو گیا۔

طبّ کا سب سے بڑا قاعدہ یہ ہے کہ ادویہ کی مقدار اور کیفیت اور مریض اور اس کی مرض کی قوت کو مدنظر رکھا جائے۔ شاید اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہو کہ جب ہم کسی ڈاکٹر یا حکیم سے دوا لیتے ہیں، لیکن شفایاب نہیں ہوتے تو ایسے معالج کے مخالف ہونے کے بجائے اس سے دوبارہ مشورہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ اسی دوا کی مقدار میں کمی بیشی کر سکے یا دوائی تبدیل کر دے۔ یہ نقطہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ بسا اوقات معالج کی تجویز کردہ دوا مریض کے لیے انتہائی مناسب ہوتی ہے، لیکن اس مریض کے اندرونی نظام میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ اس دوا سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ''اللہ تعالیٰ سچا ہے، دراصل تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے'' سے اس بات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ دوا بہر صورت مفید تھی اور بیماری کے باقی رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دوا میں اس کو دور کرنے والی خاصیات نہیں پائی جاتی تھیں۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت زیادہ تھا، اس لیے اسے بار بار شہد پلانے کا حکم دیا گیا۔

آپ ﷺ کی طبّ، عام حکماء و اطباء کی طبّ کی طرح نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا علاج یقینی، قطعی اور الٰہی ہوتا تھا، جو وحی، طاقِ نبوت اور کمالِ عقل سے صادر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی طبّ سے روگردانی کرنا ایسے ہی ہے، جیسے

قرآن کے ذریعے روحانی شفا کے حصول کا انکار کیا جا رہا ہو۔ یہ بات ہمیں سمجھنی چاہیے کہ دوا میں کوئی کمی نہیں ہوتی، مریض کی طبیعت میں خرابی ہوتی ہے اور وہ دوا سے فائدہ اٹھانے کی اہل نہیں ہوتی، وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ: ۲۴۳)

ہمارے ہاں عام طور پر دیکھا گیا ہے جب ڈاکٹر یا حکیم حضرات کسی مریض کے لیے دوا تجویز کرتے ہیں، لیکن وہ شفایاب نہیں ہوتا تو، پھر ہوتا یوں ہے کہ وہ اپنے معالج پر برس پڑتا ہے اور اس سے بدظن ہو جاتا ہے۔ مریض کا یہ رویہ درست نہیں ہے، اسے بار بار رابطہ کر کے دوا میں کمی بیشی یا تبدیلی کروانی چاہیے، کیونکہ دوا مرض کے مطابق درست ہوتی ہے، لیکن مریض کے جسم میں اس کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ یہ بھی احسان ہوگا کہ معالج حضرات اس قسم کے مریضوں سے رعایت کر دیا کریں۔

(۷۶۸۷)۔ عَنْ رِبْعِیَّةَ ابْنَةِ عِیَاضِ الْکِلَابِیَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُولُ: کُلُوا الرُّمَّانَ بِشَحْمِهِ فَإِنَّهُ دِبَاغُ الْمَعِدَةِ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۲۵)

ربیعہ بنت عیاض کلابیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا: انار اس کی جھلی سمیت کھاؤ، یہ معدہ کے لئے ایسے ہی ہے جس طرح چمڑا رنگنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

فوائد:...... یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے معدہ کی اصلاح کے لئے نسخہ بتایا ہے جو کہ نہایت ہی مفید ہے۔

(۷۶۸۸)۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُمْ أَنْ یَتَدَاوَوْا مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْعُوْدِ الْهِنْدِیِّ وَالزَّیْتِ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۰۴)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا ہے وہ نمونیا بیماری کا علاج عود ہندی اور زیتون کے تیل کے ذریعہ کریں۔

فوائد:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کُلُوْا الزَّیْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَکَةٍ۔)) ......''زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسی سے تیل لگایا کرو، کیونکہ وہ بابرکت درخت سے ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر، سیدنا ابو اسید، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔ ترمذی: ۱/ ۳۴۰، وابن ماجہ: ۳۳۱۹، صحیحہ: ۳۷۹)

زیتون کے تیل کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے: ﴿یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَکَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ (سورۂ نور: ۳۵) ......''(وہ چراغ) ایک بابرکت

(۷۶۸۷) تخریج: اسناده محتمل للتحسین، أخرجه البیهقی فی "الشعب": ۵۹۵۸، وابن عدی فی "الکامل": ۳/ ۱۰۹۸ (انظر: ۲۳۲۳۷)

(۷۶۸۸) تخریج: التداوی بالعود الهندی منه صحیح، ومیمون ابو عبد الله ضعیف، أخرجه الترمذی: ۲۰۷۹، وابن ماجه: ۳۴۶۷ (انظر: ۱۹۲۸۹)

درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔''

روغن زیتون کے کئی فوائد ہیں، علامہ ابن قیم نے (زاد المعاد) میں ان فوائد کا تذکرہ کیا ہے۔

(۷٦٨۹)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَ الْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، قَالَ قَتَادَةُ: يَلُدُّهُ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ يَشْتَكِيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۹٥٤۲)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نمونیا بیماری کے لیے زیتون کے تیل اور ورس بوٹی تجویز کیا کرتے تھے۔ امام قتادہ نے کہا: منہ کی اس جانب سے ان کے قطرے ڈالے جائیں جس جانب بیماری کی شکایت ہے۔

فوائد:...... ذات الجنب دو قسم کی بیماری ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ پول میں انتڑیوں اور ہڈیوں کے اندر ورم پیدا ہو جاتا ہے اسے حقیقی ذات الجنب کہتے ہیں دوسری ذات الجنب بیماری یہ ہے کہ پہلو میں غلیظ ہوا پیدا ہوتی ہے جس سے سخت اذیت ہوتی ہے اور درد پیدا ہوتا ہے اس ذات الجنب بیماری سے بخار، کھانسی، سانس کی تنگی، گوشت کے اندر تکلیف وغیرہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس کا علاج زیر شرح حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عود ہندی کو اچھی طرح کوٹ کر باریک کر لیا جائے اور زیتون کے گرم تیل میں ملا کر درد والی جگہ پر مل دی جائے یا مریض کو چٹا دی جائے تو بہت مفید ہے اور اس سے اعضاء کو قوت بھی حاصل ہوتی ہے۔

ذات الجنب بیماری کا علاج زیتون اور ورس سے بھی بتایا گیا ہے، ورس یمن کے علاقہ میں ہوتی ہے، یہ کاشت کی جاتی ہے اور بیس سال تک رہتی ہے، یہ سرسوں کی مانند دانے ہوتے ہیں، اس سے رنگا کپڑا قوت باہ کے لئے مقوی ہوتا ہے، بدن پر نکلنے والے دانوں اور خارش کے لئے اس کی لیپ کریں تو درست ہو جاتے ہیں اور اس ورس کے تقریباً ڈھائی تولے وزن مقدار کو پانی کے ساتھ پینے سے یا لیپ کرنے سے پھلبہری اور جلدی خرابی دور ہو جاتی ہے اور ذات الجنب کے لئے اس بوٹی کے قطرے منہ میں ڈالنے سے بیماری کا آرام آجاتا ہے۔

(۷٦۹۰)۔ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةِ أُخْتِ عُكَّاشَةَ قَالَتْ: جِئْتُ بِابْنٍ لِي، قَدْ أَعْلَقْتُ عَنْهُ أَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ الْعُذْرَةُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَقَدْ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ)، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَامَ تَدْغَرْنَ

سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے ایک بیٹے کو لائی جس کے حلق میں دوائی لگا کر زخمی کر دیا گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں مار کر بچوں کے حلق زخمی نہ کیا کرو، یہ عود ہندی استعمال کیا کرو، اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے، ان میں سے ایک بیماری

(۷٦٨۹) تخريج: انظر الحديث السابق

(۷٦۹۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ۱٤٨٥، ۲۰۱٦٨، وابو عوانة: ۱/ ۲۰۳، والطبراني في "الكبير": ۲٥/ ٤٣٥ (انظر: ۲۷۰۰۰)

أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذِهِ الْعَلَائِقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، قَالَ يَعْنِي الْكُسْتَ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ.)) ثُمَّ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيَّهَا فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَكُنِ الصَّبِيُّ بَلَغَ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَمَضَتِ السُّنَّةُ بِأَنْ يُرَشَّ بَوْلُ الصَّبِيِّ وَيُغْسَلَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَيُسْتَنْعَطُ لِلْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ لِذَاتِ الْجَنْبِ. (مسند احمد: ۲۷۵٤۰)

نمونیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے بچے کو پکڑ کر اسے گود میں بٹھا لیا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسے چھڑکا، بچہ ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہ پہنچا تھا۔ امام زہری کہتے ہیں: یہی طریقہ رائج ہے کہ بچے کے پیشاب کرنے سے پانی چھڑکا جائے اور بچی کے پیشاب کرنے سے اسے دھویا جائے، حلق میں خرابی کے لئے ناک میں قطرے ڈالے جائیں اور نمونیا بیماری کے لئے منہ میں قطرے ڈالے جائیں۔

(۷٦۹۱)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ: دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ بِصَبِيٍّ يَسِيلُ مَنْخِرَاهُ دَمًا، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ: وَعِنْدَهَا صَبِيٌّ يَبْعَثُ مَنْخِرَاهُ دَمًا قَالَ فَقَالَ: ((مَا لِهٰذَا؟)) قَالَ فَقَالُوا: بِهِ الْعُذْرَةُ قَالَ فَقَالَ: ((عَلَامَ تُعَذِّبْنَ أَوْلَادَكُنَّ إِنَّمَا يَكْفِي إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَأْخُذَ قُسْطًا هِنْدِيًّا فَتَحُكَّهُ بِمَاءٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تُوجِرَهُ إِيَّاهُ، قَالَ ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ ثُمَّ تُسْعِطَهُ إِيَّاهُ.)) فَفَعَلُوا فَبَرَأَ. (مسند احمد: ١٤٤٣٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (اور ایک راوی کی روایت کے مطابق) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، ان کے پاس ایک بچہ تھا، جس کے نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اسے کیا ہو گیا ہے؟'' بتایا گیا کہ اس کے حلق میں تکلیف ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کو تکلیف میں کیوں مبتلا کرتے ہوئے؟ اتنا ہی کافی ہے کہ عود ہندی لو اور اسے پانی میں سات مرتبہ تر کر لو اور اسے حلق میں ڈال دو۔'' ابن ابی عتبہ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس کے ناک میں ڈالو۔'' پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ بچہ صحت یاب ہو گیا۔

فوائد:...... اسلامی طب اور جدید طب میں تجویز بالا دواؤں کے فوائد اور استعمال کی تفصیلات پر مزید مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۷٦۹۱) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم، أخرجه ابن ابی شیبة: ۸/ ۹، والبزار: ۳۰۲٤، والحاکم: ٤/ ۲۰۵، وابویعلی: ۱۹۱۲ (انظر: ١٤۳۸۵)

بَابُ مَا وَصَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِرْقِ النِّسَاءِ

اس چیز کا بیان جو نبی کریم ﷺ نے عرق نساء بیماری کے لیے تجویز کی

(٧٦٩٢)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصِفُ مِنْ عِرْقِ النَّسَا أَلْيَةَ كَبْشٍ عَرَبِيٍّ أَسْوَدَ لَيْسَ بِالْعَظِيمِ وَلَا بِالصَّغِيرِ يُجَزَّأُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَيُذَابُ فَيُشْرَبُ كُلَّ يَوْمٍ جُزْءٌ۔ (مسند احمد: ١٣٣٢٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عرق النساء کی بیماری کا علاج یہ بیان کیا ہے کہ سیاہ رنگ کا جنگلی مینڈھا لے کر جو کہ درمیانی عمر کا ہو، نہ بڑا ہو اور نہ چھوٹا، اسے ذبح کر کے اس کی سرین کا گوشت تین حصے کرلیا جائے اور اسے پگھلا کر یعنی یخنی بنا کر تین دن پیا جائے۔

(٧٦٩٣)۔عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَتَ مِنْ عِرْقِ النَّسَا أَنْ تُؤْخَذَ أَلْيَةُ كَبْشٍ عَرَبِيٍّ لَيْسَتْ بِصَغِيرَةٍ وَلَا عَظِيمَةٍ فَتُذَابَ ثُمَّ تُجَزَّأَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَيُشْرَبَ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى رِيقِ النَّفْسِ جُزْئًا۔ (مسند احمد: ٢١٠٢٢)

سیدنا معبد بن سیرین انصار کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ انصاری اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عرق النساء کی بیماری کا علاج یہ بتایا ہے کہ عربی مینڈھا لیا جائے، جو نہ تو بہت چھوٹا ہو اور نہ ہی بہت بڑا، اس کے سرین کا گوشت لیا جائے اور اسے پگھلا لیا جائے یعنی یخنی بنالی جائے اور اس کے تین حصے کرلئے جائیں، ہر روز ایک حصہ نہار منہ پی لیا جائے۔

فوائد:...... عرق النساء ایک رگ ہے، جو کولہو سے نکل کر ران میں جاتی ہے اس میں خرابی آنے کی وجہ سے درد ہوتا ہے، جو بہت ہی بے چین کرتا ہے، اس کا علاج کبھی تو اسہال کے ذریعہ یعنی دست آور چیز کھلا کر کیا جاتا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اس کا طریقہ علاج یہ بیان فرمایا ہے کہ دیہاتی اور جنگلی مینڈھا لیا جائے کیونکہ پہاڑوں اور صحراؤں میں چرنے کی وجہ سے اس کا گوشت علاج کے لئے مفید ہوتا ہے اور اس میں چربی اور فضولیات کم ہوتی ہیں اور جڑی بوٹیوں کی اس میں تاثیر ہوتی ہے۔

اسے پکایا جائے یا اس کی یخنی بنالی جائے چاہے ساری سرین ایک دفعہ یخنی بنا کر اس کے تین حصے کرلئے جائیں یا گوشت کے تین حصے کرلئے جائیں اور روزانہ ایک حصہ کی یخنی بنا کر پی لی جائے روزانہ تین دن تک یہ طریقہ علاج نہار منہ جاری رکھا جائے تو انشاء اللہ اس بیماری کے لئے مفید رہے گا۔

(٧٦٩٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٦٣ (انظر: ١٣٢٩٥)

(٧٦٩٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٠٧٤٢)

بَابُ مَا تُعَالَجُ بِهِ الْجُرُوحُ وَالْبُثُورُ

زخموں اور جسم پر نکل آنے والے دانوں کے علاج کا بیان

(٧٦٩٤)۔عَنْ سَهْلٍ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَخَذَ حَصِيرًا فَأَحْرَقَهُ فَحَشَا بِهِ جُرْحَهُ۔ (مسند احمد: ٢٣١٨٥)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج کس چیز سے کیا گیا تھا، انھوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں اور ایک چٹائی لے کر اسے جلا کر اس کی راکھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم بھرا گیا۔

فوائد:...... غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زخم لگے تھے۔

(٧٦٩٥)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَحْرَقَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ تَجْعَلُهُ عَلَى جُرْحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بِوَجْهِهِ قَالَ وَأُتِيَ بِتُرْسٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَتْ عَنْهُ الدَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢١٧)

(دوسری سند) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو احد کے دن دیکھا کہ انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا، اسے جلا کر اس کی راکھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کے زخم بھرے اور ڈھال میں پانی لایا گیا تھا، اس سے انھوں نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خون صاف کیا تھا۔

فوائد:...... راکھ سے زخم جلد خشک ہو جاتا ہے اور خون رک جاتا ہے، اب بھی دیہاتوں میں جسم پر لگنے والے کٹ پر راکھ لگا دی جاتی ہے۔

(٧٦٩٦)۔عَنْ مَرْيَمَ ابْنَةِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ

صحابی رسول سیدنا ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی مریم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

(٧٦٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٣، ٣٠٣٧، ومسلم: ١٧٩٠ (انظر: ٢٢٧٩٩)

(٧٦٩٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٦٩٦) تخريج: رواته من احمد الى منتهاه من رواة الصحيحين الا مريم بنت أياس بن البكير، وقد اختلف في صحبتها، وأبوها وأعمامها من كبار الصحابة، ولأخيها محمدٍ رؤية، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٧، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ١٠٣١ (انظر: ٢٣١٤١)

عَلَيْهَا فَقَالَ: ((أَعِنْدَكِ ذَرِيرَةٌ۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، فَدَعَا بِهَا فَوَضَعَهَا عَلَى بَثْرَةٍ بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مُطْفِئَ الْكَبِيرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيرِ أَطْفِهَا عَنِّي۔)) فَطَفِئَتْ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٢٩)

"کیا ذریرہ خوشبو ہے۔" میں نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے وہ منگوائی اور اسے پاؤں کی انگلیوں کے درمیان نکلنے والے چھالے پر لگا کر یہ دعا پڑھی: "اَللّٰهُمَّ مُطْفِئَ الْكَبِيرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيرِ أَطْفِهَا عَنِّي" (اے اللہ! بڑے کو بجھانے والے اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے، اسے بجھا دے۔) پس وہ چھالہ وہیں بجھ گیا۔

فوائد:...... ذریرہ: یہ ایک خوشبودار پاؤڈر ہوتا ہے، جو کئی چیزوں کا مرکب ہوتا ہے، اس کو زخموں پر بھی چھڑکا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّنَاءِ وَأَلْبَانِ الْبَقَرِ

سنا بوٹی اور گائے کے دودھ سے علاج کا بیان

(٧٦٩٧)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِمَاذَا كُنْتِ تَسْتَشْفِينَ؟)) قَالَتْ: بِالشُّبْرُمِ، قَالَ: ((حَارٌّ جَارٌّ۔)) ثُمَّ اسْتَشْفَيْتُ بِالسَّنَا قَالَ: ((لَوْ كَانَ شَيْءٌ يَشْفِي مِنَ الْمَوْتِ كَانَ السَّنَا أَوِ السَّنَا شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦٢٠)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کس چیز کے ساتھ جلاب لیتی ہو؟" میں نے کہا: شبرم بوٹی کے ساتھ، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو گرم اور زیادہ جلاب آور ہے۔" پھر میں نے سنا بوٹی کے ساتھ جلاب لیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: "اگر کوئی چیز موت سے شفاء دے سکتی ہوتی تو وہ یہی سنا کی ہوتی۔"

فوائد:...... سیدنا ابوابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ، فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ۔)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: ((الْمَوْتُ۔)) ......"تم سَنا اور شہد کا استعمال لازمی طور پر کیا کرو، کیونکہ اس میں "سَام" کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔" کہا گیا کہ "سَام" کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت۔" (ابن ماجہ: ٣٤٥٧، صحیحہ: ١٧٩٨)

ڈاکٹر عائشہ درانی نے کہا: سنا کا جوشاندہ پکاتے وقت شاہ ترہ ملا لیں یا منقی ملا لیں اور چار سے سات ماشہ تک استعمال کریں، چینی بھی ملا سکتے ہیں، کمر درد، پٹھوں اور عضلات کی اینٹھن، بواسیر، ہر قسم کا درد اور خارش دور ہو جاتی ہے۔ جلدی امراض میں یہ جسم پر لگانا مفید ہے، اگر سرکہ کے ساتھ پکائیں تو تمام جلدی امراض دور کرتی ہے، سر میں لگانے سے

(٧٦٩٧) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الحميد بن جعفر مختلف فيه، وقد اضطرب في هذا الحديث ايضا، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٦١، والترمذي: ٢٠٨١ (انظر: ٢٧٠٨٠)

سکری، ایگزیما، پھنسیاں اور بال گرنے بند ہو جاتے ہیں، جوشاندہ میں گلاب کے پھول اور روغن بادام ملا لینا بہتر ہے، دمہ، درد شقیقہ، مرگی، عرق النسا، گنٹھیا، پرانے سر درد کو فائدہ ہوتا ہے،..........۔ (زیتون کی ڈالی: ۳۸)

(۷٦۹۸)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۳۷)

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا کیا ہے، گائے کا دودھ لازمی طور پر استعمال کیا کرو، کیونکہ یہ ہر درخت سے چرتی ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبَانُهَا شِفَاءٌ، وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ۔)) ...... ''گائیوں کا دودھ شفا ہے، ان کا گھی دوا ہے اور ان کا گوشت بیماری ہے۔'' (طبرانی کبیر، صحیحہ: ۱۵۳۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک طرف تو آپ ﷺ نے گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا اور دوسری طرف گائے کی قربانی بھی کی۔ ممکن ہے کہ جواز پیش کرنے کے لیے یا کوئی دوسرا جانور میسر نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہو، کیونکہ یہ تو نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ بیماری والی چیز پیش کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔

لیکن حلیمی نے کہا:...... حجاز میں یبوست (یعنی خشکی) ہے اور گائے کے گوشت میں بھی یبوست ہوتی ہے اور اس کے دودھ اور گھی میں رطوبت ہوتی ہے۔ اس علاقے کی وجہ سے آپ ﷺ نے (گائے کے گوشت کو بیماری والا یعنی مضر قرار دیا)۔ یہ ایک مستحسن تاویل ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۱۵۳۳)

بلا شک و شبہ گائے ایک حلال جانور ہے، نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر گائے ذبح کی تھی، اس کا گوشت اعصابی، بلغمی اور رطوبتی امراض میں مفید ہے اور بلغمی کھانسی، ریشہ اور جریان کو بھی دور کرتا ہے۔ بہر حال اس جانور کے گوشت میں بواسیری مادہ پایا جاتا ہے، اس کا زیادہ استعمال خونی اور بادی بواسیر، الرجی، یوروایسڈ، کیسٹرول، دل کی بیماریوں، ہیپاٹائٹس اور قبض وغیرہ کا سبب بنتا ہے۔

اس کے برعکس اس کا دودھ کئی بیماریوں میں فائدہ بخش، سکون بخش اور معتدل ہے، جگر کو فائدہ دیتا ہے اور بچوں کی گروتھ کا سبب بنتا ہے اور بواسیر، اعصابی اور قلبی امراض اور الرجی کو دور کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین سے جتنی جڑی بوٹیاں اور درخت اگائے ہیں، ان کی خاصیات اور جواہر گائے کے دودھ میں شامل ہو کر ہر بیماری سے نجات دلانے کا سبب بنتے ہیں۔

(۷٦۹۸) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٦٨٦٤ (انظر: ۱۸۸۳۱)

بَابُ مَا يَنْفَعُ الْمَرِيْضَ مِنَ الْغَذَاءِ وَمَا يَضُرُّهُ
صحت کے لیے مفید اور مضر غذاؤں کا بیان

(٧٦٩٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْكُ أَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ ثُمَّ يَقُولُ: ((إِنَّهُ يَغْنِي لَيَرْتُو فُؤَادَ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٣٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے اگر کسی کو بخار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالیدہ بنانے کا حکم دیتے، جب وہ تیار کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے اس کے گھونٹ بھرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے غمگین کا دل اور معدہ مضبوط رہتا ہے اور بیمار کے دل کی تکلیف دور ہوتی ہے، جس طرح تم خواتین چہرے کو دھو کر میل کچیل دور کرتی ہو اسی طرح یہ مالیدہ دل اور معدہ کی صفائی کرتا ہے۔''

فوائد:...... یہ مالیدہ، آٹے، پانی اور تیل سے تیار کیا جاتا ہے، اس میں میٹھا بھی ملایا جا سکتا ہے، یہ اتنا پتلا ہوتا ہے کہ اس کے گھونٹ بھرے جاتے ہیں۔

(٧٧٠٠)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) قَالَتْ: قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قِيلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا وَجِعٌ لَا يَطْعَمُ الطَّعَامَ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالتَّلْبِينَةِ فَحَسُّوهُ إِيَّاهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَغْسِلُ بَطْنَ أَحَدِكُمْ كَمَا يَغْسِلُ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ مِنَ الْوَسَخِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٠٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہا جاتا کہ فلاں کو تکلیف ہے، وہ کھانا بھی نہیں کھا رہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''آٹے کا مالیدہ بنا کر اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پلاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے، جس طرح تم اپنے چہرے سے میل کچیل صاف کرتی ہو۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوا زیتون کا تیل، آٹا اور پانی ملا کر ایک شربت تیار کیا جاتا تھا جو مریض کے لئے نہایت ہی مفید ہے اسے حساء کہتے ہیں اور ایک مریض کے لئے یہ طریقہ علاج تھا، جسے آٹے اور شہد سے بنایا جاتا تھا اسے تلبینہ کہتے تھے یہ بھی نہایت مؤثر علاج تھا کیونکہ ان میں ستو کا آٹا ڈالتے تھے اور پانی میں ڈال کر اسے جوش دلاتے تھے یہ جسم کی فضولیات کی حدت میں کمی کرتا ہے پیشاب آور ہے پیاس ختم کرتا ہے اور گرمی کی شدت کم کرتا ہے اس پر پانچ گنا پانی ڈالا جائے اور اسے جوش دیا جائے کہ اس کا ٢/٥ حصہ باقی رہ جائے۔ یہ دوا مریض کے لئے بہت ہلکی ہے اور بیماریوں کے علاج میں مؤثر ہے۔

(٧٦٩٩) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة والدة محمد بن السائب، أخرجه الترمذى: ٢٠٣٩، وابن ماجه: ٣٤٤٥ (انظر: ٢٤٠٣٥)

(٧٧٠٠) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ام كلثوم (انظر: ٢٥١٩٢)

(٧٧٠١)۔(وَ عَنْهَا اَيْضًا) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْبَغِيضِ النَّافِعِ التَّلْبِينِ۔)) يَعْنِى الْحَسْوَ، قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكٰى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ لَمْ تَزَلِ الْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ حَتّٰى يَلْقٰى أَحَدَ طَرَفَيْهِ يَعْنِى يَبْرَأَ أَوْ يَمُوتَ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کو لازم پکڑو، جسے تمہاری طبیعت پسند نہیں کرتی، لیکن وہ نفع بخش بڑی ہے، یہ چیز مالیدہ ہے۔'' اس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پینا چاہیے، نبی کریم ﷺ کے گھر والوں میں سے اگر کوئی بیمار ہوتا ہنڈیا آگ پر ہی رہتی تھی، اسے مالیدہ پلاتے تھے یہاں تک کہ معاملہ کنارے لگ جاتا یعنی یا تو مریض فوت ہو جاتا یا پھر صحت یاب ہو جاتا۔

(٧٧٠٢)۔عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ مِنْ مَرَضٍ قَالَتْ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ يَأْكُلَانِ مِنْهَا فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَهْلًا فَإِنَّكَ نَاقِهٌ۔)) حَتّٰى كَفَّ عَلِيٌّ قَالَتْ: وَقَدْ صَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا فَلَمَّا جِئْنَا بِهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: ((مِنْ هٰذَا أَصِبْ فَهُوَ أَوْفَقُ لَكَ۔)) فَأَكَلَا ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٧٥٩٣)

سیدہ ام المنذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے، آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو ابھی ابھی (کسی بیماری سے) صحت یاب ہوئے تھے۔ کچھ نیم پختہ کھجوریں، کچھ پک گئی تھیں، لٹکی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھانا شروع کر دیا اور سیدنا علی بھی کھانے کے لیے کھڑے ہوئے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں کہہ کر منع فرمانا شروع کر دیا: ''رک جاؤ، کیونکہ ابھی تک بیماری کی کمزوری باقی ہے۔'' سو وہ رک گئے۔ میں نے جو اور چقندر کا ایک کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کے پاس لے کر آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی! یہ کھانا کھاؤ، (یہ تمہارے لیے زیادہ مفید ہے)۔'' پس ان دونوں نے یہ کھانا کھایا۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ مریض کے لیے بعض کھانے کھانا نامناسب ہیں اور جبکہ بعض کھانوں کا استعمال زیادہ مفید ہے، اس سلسلے میں مریض کو اپنے معالج کے نصائح پر عمل کرنا چاہیے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (زاد المعاد: ٣/٩٧) میں یہ حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نیم پختہ کھجوریں کھانے سے منع کر دیا، جبکہ وہ ابھی ابھی

(٧٧٠١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ام كلثوم، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٤٦(انظر: ٢٥٠٦٦)

(٧٧٠٢) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه ابوداود: ٣٨٥٦، وابن ماجه: ٣٤٤٢، والترمذى عقب ٢٠٣٧(انظر: ٢٧٠٥٣)

صحت یاب ہوئے تھے، یہ آپ ﷺ کی بڑی بہترین تدبیر تھی، کیونکہ ایسے آدمی کا معدہ کمزور اور اس کی طبیعت اور قوت مکمل طور پر بحال نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ابھی تک بیماری کے بقیہ اثرات کو زائل کرنے میں مصروف ہوتی ہیں، جبکہ کھجوروں میں معدہ کے لیے ثقل اور بھاراپن پایا جاتا ہے۔ جب ایسا آدمی ثقیل غذا کھائے گا تو اس کی قوتیں اس کو ہضم کرنے میں مصروف ہو جائیں گی اور بیماری کے باقی ماندہ اثرات جسم میں بڑھنا شروع ہو جائیں گے یا پھر رک جائیں گے۔

جب جو اور چقندر کا کھانا لایا گیا تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ کھانا کھا لیں، کیونکہ یہ کھانا ایسے آدمی کے لیے سب سے زیادہ مفید ہوتا ہے، بالخصوص جب اسے چقندر کی جڑوں میں پکایا گیا ہو۔ جس آدمی کے معدہ میں ضعف ہو، اس کے لیے ایسا کھانا بہت مناسب ہوتا ہے اور اس سے کوئی ایسی آمیزش پیدا نہیں ہوتی، جس سے خطرہ محسوس کیا جا سکے۔ (صحیحہ:۵۹)

اَلرُّقٰی وَالتَّمَائِمُ وَمَا یَجُوْزُ مِنْهَا وَمَا لَا یَجُوْزُ

دم اور تعویذ اور جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

بَابُ مَایَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ

جائز صورتوں کا بیان

کون سا دم درست ہے؟ اس بارے سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاكُمْ ، لَا بَأْسَ بِالرُّقٰی مَالَمْ تَكُنْ شِرْكًا۔)) ......''اپنے دم مجھ پر پیش کرو، اس قسم کا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس میں شرک نہ ہو۔'' (مسلم: ۲۲۰۰) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو کلام اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر مشتمل ہو یا وہ قرآن مجید سے ہو، اس سے دم کرنا درست ہے، ضروری نہیں کہ وہ ذکر نبی کریم ﷺ سے منقول ہو، اس ضمن میں یہ شرط ضروری ہے کہ اس میں شرکیہ کلمات نہ پائے جاتے ہوں، وگرنہ وہ شرک کے زمرے میں آ جائے گا، جن احادیث میں دم سے منع کیا گیا ہے، ان کو شرکیہ کلام پڑھ کر کیے جانے والے دم پر محمول کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر بیماری میں دم کرنا اور کروانا درست اور جائز ہے۔

(۷۷۰۳)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الرُّقْیَةِ مِنَ الْعَیْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نظر بد، زہریلی چیز کے ڈسنے اور پھنسی پھوڑا سے دم کرنے کی رخصت دی ہے۔

فوائد:...... دم صرف ان تین چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، ممکن ہے کہ اس موقع پر صرف ان تین کے بارے میں سوال کیا گیا یا ان تین کے لیے دم کی زیادہ اہمیت کو بیان کیا جا رہا ہو۔

(۷۷۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۹۶ (انظر: ۱۲۱۹٤)

(٧٧٠٤)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ خَالِي يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَلَمَّا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّقٰى، أَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى وَإِنِّي أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَقَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٨٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں بچھو کے ڈسنے سے دم کرتے تھے، جب نبی کریم ﷺ نے دم کرنے سے منع کر دیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو دم سے منع فرما دیا ہے اور میں بچھوں کے کاٹنے سے دم کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، وہ پہنچائے۔''

(٧٧٠٥)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: ((مَا شَأْنُ أَجْسَامِ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً أَتُصِيبُهُمْ حَاجَةٌ؟)) قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَنَرْقِيهِمْ قَالَ: ((وَبِمَاذَا؟)) فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((ارْقِيهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٢٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میرے بھائی (سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ) کی اولاد کے جسموں کو کیا ہو گیا ہے، یہ کمزور ہیں، کیا یہ فاقہ میں ہیں؟'' میں نے کہا: جی نہیں، ان کو نظر بد بہت جلد لگ جاتی ہے تو کیا ہم ان کو دم کر لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون سے کلام کے ساتھ؟'' جب انھوں نے اپنا کلام پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں دم کر لیا کرو۔''

(٧٧٠٦)۔وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرْقِيهِ فَقَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔)) (مسند احمد: ١٥١٦٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کو بچھو نے کاٹ لیا، جبکہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بھائی کو جس قسم کا نفع پہنچا سکتا ہے، وہ پہنچائے۔''

(٧٧٠٧)۔عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ دُعِيَ لِامْرَأَةٍ بِالْمَدِينَةِ لَدَغَتْهَا حَيَّةٌ لِيَرْقِيَهَا فَأَبٰى فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَاهُ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ایک عورت کو دم کرنے کے لئے بلایا گیا، اس کو سانپ نے ڈسا تھا، لیکن انہوں نے دم کرنے سے انکار کر دیا،

(٧٧٠٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩٩ (انظر: ١٤٢٣١)

(٧٧٠٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩٨ (انظر: ١٤٥٧٣)

(٧٧٠٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٩٩ (انظر: ١٥١٠٢)

(٧٧٠٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطحاوى: ٤/ ٣٢٨، وأخرجه مسلم: ٢١٩٩ بلفظ: ارخص النبى ﷺ فى رقية الحية لبنى عمرو (انظر: ١٥٢٣٥)

فَقَالَ عَمْرٌو: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تَزْجُرُ عَنِ الرُّقَى، فَقَالَ: ((اِقْرَأْهَا عَلَيَّ۔)) فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا بَأْسَ إِنَّمَا هِيَ مَوَاثِيقُ فَارْقِ بِهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٣٠٦)

جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے دم سے منع جو کرر کھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس دم کے الفاظ میرے سامنے پڑھو۔'' پس جب انھوں نے وہ الفاظ پڑھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ پختہ چیزیں ہیں، ان کے ساتھ دم کیا کرو۔''

(٧٧٠٨)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَاغْتَسَلْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا فَنُمِيَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذْ۔)) قُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَالرُّقَى صَالِحَةٌ؟ قَالَ: ((لَا رُقْيَةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ۔ قَالَ عَفَّانُ النَّظْرَةُ وَاللَّدْغَةُ وَالْحُمَةُ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٧٤)

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک پانی کے تالاب کے نزدیک سے گزرے، میں اس میں داخل ہوا اور اس پانی سے غسل کیا، جب میں باہر نکلا تو بخار زدہ تھا، جب اس کا نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ثابت سہیل بن حنیف سے کہو کہ وہ اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے۔'' میں نے کہا: اے میرے سردار! کیا دم کرنا درست ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دم صرف اس وقت کیا جائے جب نظر لگ جائے یا زہریلی چیز ڈس جائے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مقصود یہ نہیں ہے کہ دم ان تین صورتوں کے ساتھ خاص ہے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان بیماریوں کے لیے دم کی اہمیت زیادہ ہے، کیونکہ ان کی تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے، ان کے علاوہ دوسری بیماریوں سے دم کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

(٧٧٠٩)۔ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ أَرْقِي بِهَا الْمَجَانِينَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اطْرَحْ مِنْهَا كَذَا وَكَذَا وَارْقِ بِمَا بَقِيَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: وَأَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يَرْقِي بِهَا الْمَجَانِينَ۔ (مسند احمد: ٢٢٢٨٧)

سیدنا عمیر مولیٰ ابی اللحم کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک دم پیش کیا، جو میں جاہلیت میں دم کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں سے فلاں فلاں حصے اور جملے نکال دو اور پھر جو کلام بچ جائے، اس کے ذریعے دم کیا کرو۔'' محمد بن زید کہتے ہیں: میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ اس دم کے ذریعے پاگل لوگوں کو دم کیا کرتے تھے۔

(٧٧٠٨) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ٣٨٨٨ (انظر: ١٥٩٧٩)

(٧٧٠٩) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مقطعا الطبرانی: ١٧/ ١٣٣، ١٣٥ (انظر: ٢٤٩٤١)

(۷۷۱۰)۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَدَغَتْنِيْ عَقْرَبٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَقَانِيْ وَمَسَحَهَا۔ (مسند احمد: ۱٦٤٠٧)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچھو نے مجھے ڈس لیا، آپ ﷺ نے مجھے دم کیا اور ہاتھ پھیرا۔

(۷۷۱۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ (وَفِيْ لَفْظٍ: رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ) مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ۔ (مسند احمد: ۲٤٥۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک گھرانے کو زہریلی چیز کے ڈسنے سے دم کرنے کی اجازت دی تھی۔

(۷۷۱۲)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۰۱۷۲)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دم تو صرف نظر اور زہریلی چیز کے ڈسنے سے ہے۔''

فوائد:...... ہر بیماری سے دم کرنا درست ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۷۷۰۸) اور اس باب کے شروع میں پیش کیا گیا کلام۔

فَصْلٌ فِيْ رُقْيَةِ النَّمِلَةِ
پھنسی کا دم کرنے کا بیان

(۷۷۱۳)۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا شِفَاءُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلشِّفَاءُ) تَرْقِي مِنَ النَّمِلَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمِيهَا حَفْصَةَ۔ (مسند احمد: ۲٦۹۸۱)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میرے پاس ایک عورت موجود تھی، اسے شفاء کہتے تھے، وہ پھوڑے پھنسی کا دم کرتی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم یہ دم حفصہ کو بھی سکھا دو۔''

(۷۷۱۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٤/ ٤١٦، وابن حبان: ٦٠٩٣، والطبرانی فی "الكبير": ٨٢٦٣ (انظر: ١٦٢٩٨)

(۷۷۱۱) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٧٤١، ومسلم: ٢١٩٣ (انظر: ٢٤٠١٨)

(۷۷۱۲) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٧٠٥، ومسلم: ٢٢٠ (انظر: ١٩٩٣٠)

(۷۷۱۳) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين، وانظر الحديث الآتی، أخرجه عبد الرزاق: ١٩٧٦٨ (انظر: ٢٦٤٤٩)

(۷۷۱۴)۔عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: ((أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۶۳۵)

سیدہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے شفاء! حفصہ کو پھوڑے پھنسی کا دم بھی سکھا دو، جس طرح تم نے ان کو کتابت کی تعلیم دی تھی۔''

فوائد:...... یہ شفاء قریشی خاتون تھی، ان کا نام لیلیٰ تھا، لیکن شفاء نام سے مشہور ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں دوپہر کے وقت آرام بھی کیا کرتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو بہت ترجیح دیا کرتے تھے، یہ بڑی دانا عورت تھیں۔
ثابت ہوا کہ پھنسی پھوڑے کا دم کرنا اور اس کی تعلیم دینا مسنون عمل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کو لکھائی پڑھائی کی تعلیم دینا جائز ہے۔

بَابُ الْاَلْفَاظِ الْوَارِدَةِ فِي الرُّقٰی

دم کے الفاظ کا بیان

(۷۷۱۵)۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُودُهُ وَبِهِ مِنَ الْوَجَعِ مَا يَعْلَمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِشِدَّةٍ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعَشِيِّ وَقَدْ بَرِءَ أَحْسَنَ بُرْءٍ فَقُلْتُ لَهُ دَخَلْتُ عَلَيْكَ غُدْوَةً وَبِكَ مِنَ الْوَجَعِ مَا يَعْلَمُ اللّٰهُ بِشِدَّةٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْكَ الْعَشِيَّةَ وَقَدْ بَرِئْتَ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الصَّامِتِ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَقَانِي بِرُقْيَةٍ بَرِئْتُ أَلَا أُعَلِّمُكَهَا قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ، بِسْمِ اللّٰهِ يَشْفِيكَ (وَفِي رِوَايَةٍ) مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ وَكُلِّ عَيْنٍ وَاسْمِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار داری کے لئے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی سخت تکلیف تھی کہ اس کی شدت کا اندازہ صرف اللہ تعالی کو ہے، جب میں پچھلے پہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا تو آپ اچھی طرح تندرست ہو چکے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں صبح کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، اس وقت تو آپ کو اتنی شدید تکلیف تھی کہ بس اللہ ہی جانتا تھا کہ وہ تکلیف کیسی تھی، اب میں آپ کے پاس پچھلے پہر حاضر ہوا ہوں تو آپ صحت یاب ہو چکے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے صامت کے بیٹے! جبریل علیہ السلام نے مجھے دم کیا ہے، یہ ایسا دم تھا کہ میں صحت یاب ہو گیا ہوں، کیا میں تجھے وہ دم سکھا دوں؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دم کی

(۷۷۱۴) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ۳۸۸۷ (انظر: ۲۷۰۹۵)
(۷۷۱۵) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۳۵۲۷(انظر: ۲۲۷۵۹)

اللّٰهِ يَشْفِيْكَ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٣٩)

تعلیم دی: ''بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ، بِسْمِ اللّٰهِ يَشْفِيكَ ''(اللہ کے نام کے ساتھ تجھے ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں جو تجھے ایذاء پہنچائے اور ہر حسد والے کے حسد سے اور ہر آنکھ سے، اس اللہ کے نام کے ساتھ جو تجھے شفاء دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ہر حاسد کے حسد سے اور ہر نظر بد سے اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں جو تجھے شفاء دیتا ہے۔''

(٧٧١٦)۔عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَكَى رَقَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ، مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٨٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار ہوتے تو سیدنا جبریل علیہ السلام آپ کو یہ پڑھ کر دم کرتے تھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ، مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ۔ ''(اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں، وہ تجھے ہر بیماری سے شفا دے، حسد کرنے والے کے شرّ سے، جب وہ حسد کرے اور ہر بری نظر والے سے۔)

(٧٧١٧)۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُقْيَةً وَأَمَرَنِي أَنْ أَرْقِيَ بِهَا مَنْ بَدَا لِي قَالَ: ((قُلْ رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمٰوَاتِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اللّٰهُمَّ كَمَا أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ عَلَيْنَا فِي الْأَرْضِ اللّٰهُمَّ رَبَّ الطَّيِّبِينَ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَذُنُوبَنَا وَخَطَايَانَا وَنَزِّلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى مَا

سیدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے دم سکھایا اور مجھے حکم دیا کہ میں جسے چاہوں یہ دم کروں، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کہو''رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمٰوَاتِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اللّٰهُمَّ كَمَا أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ عَلَيْنَا فِي الْأَرْضِ اللّٰهُمَّ رَبَّ الطَّيِّبِينَ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَذُنُوبَنَا وَخَطَايَانَا وَنَزِّلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى مَا بِفُلَانٍ مِنْ شَكْوٰى ''(اے ہمارے وہ رب جو آسمانوں

(٧٧١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٨٥ (انظر: ٢٥٢٧٢)

(٧٧١٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى بكر بن عبد الله بن ابى مريم ولابهام الاشياخ الذين روى عنهم، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢١٨، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ١٠٣٨ (انظر: ٢٣٩٥٧)

بِفُلَانٍ مِنْ شَكْوٰى۔)) فَيَبْرَأُ قَالَ: ((وَقُلْ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ تَعَوَّذْ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٥٧)

میں ہے، تیرا نام مقدس ہے، تیرا حکم آسمان اور زمین پر جاری ہے، اے اللہ! جس طرح تیرا حکم آسمان میں ہے، اسی طرح زمین پر ہمارے اوپر اپنی رحمت کردے، اے اللہ! پاکبازوں کے رب! ہمارے گناہ معاف کردے اور ہماری خطائیں بخش دے، اپنی رحمت میں سے کچھ حصہ اور اپنی شفاء میں کچھ حصہ اس بیماری پر نازل فرما دے، جو فلاں کے ساتھ ہے۔'' پس وہ شفایاب ہو جاتا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دم تین مرتبہ کرنا ہے اور پھر تین بار سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھنی ہیں۔''

(٧٧١٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَوَّذَ مَرِيضًا قَالَ: ((أَذْهِبْ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) (مسند احمد: ٥٦٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کے لئے بیماری سے پناہ مانگتے تو یہ دعا پڑھتے: ''أَذْهِبْ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔'' (اے لوگوں کے رب! یہ تنگی دور کردے، شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، شفاء صرف وہی ہے جو تو دے، ایسی شفاء دے کہ جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔)

(٧٧١٩)۔ عَنْ أَزْهَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ ابْنِ أَخِي مَيْمُونَةَ الْهِلَالِيَّةِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: بَلٰى قَالَتْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٥٨)

عبدالرحمن بن سائب، جو کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے بھتیجے! کیا میں تجھے نبی کریم ﷺ کا دم کروں؟ انھوں نے کہا: جی ضرور کریں، سیدہ نے اس طرح دم کیا: ''بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ۔'' (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتی ہیں، ہر اس بیماری سے، جو تیرے اندر ہے، اے لوگوں کے ربّ! تو بیماری کو دور

(٧٧١٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٥٦٥ (انظر: ٥٦٥)

(٧٧١٩) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ١٠٨٦٠، وابن حبان: ٦٠٩٥، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ١٠٦١، وفي "الاوسط": ٣٣١٨ (انظر: ٢٦٨٢١)

کر دے اور تو شفا دے، تو ہی شافی ہے، بس کوئی شافی نہیں ہے، مگر تو ہی۔)

(۷۷۲۰)۔عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ اَهْلِهِ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ يَقُوْلُ: ((اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) (مسند احمد: ۲٤٦٧٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کو اس دعا کے ساتھ دم کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے تھے: ''اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔'' (اے لوگوں کے رب! تنگی کو دور کر دے اور شفاء دے، بے شک تو ہی شفاء دینے والا ہے، نہیں ہے کوئی شفا، مگر تیری، ایسی شفا دے، جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔''

(۷۷۲۱)۔(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْقِي يَقُوْلُ: ((اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا اَنْتَ)۔ (مسند احمد: ۲٤٧٣٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ دم کیا کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ''اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ '' (اے لوگوں کے ربّ! یہ تنگی دور کر دے، شفاء صرف تیرے ہاتھ میں ہے، تکلیف کو تیرے سوا کوئی اور دور نہیں کر سکتا۔'' ایک روایت میں ہے: بیماری کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہے، مگر تو ہی۔''

(۷۷۲۲)۔(وَعَنْهَا اَيْضًا) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْمَرِيْضِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔)) (مسند احمد: ۲٥١٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مریض کو دم کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا'' (اللہ تعالی کے نام کے ساتھ، ہماری زمین کی مٹی کے ساتھ اور ہمارے ایک کے تھوک کے ساتھ تا کہ ہمارے بیمار کو شفاء ہوئے، ہمارے رب کے حکم کے ساتھ۔)

فوائد:...... اس کا طریقہ یہ ہے کہ دم کرنے والا اپنی انگشت شہادت پر تھوک لگا کر اس کو زمین سے مس کر کے مٹی لگا لے اور پھر اس انگلی کو زخم یا مریض پر پھیرے اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پڑھے۔

(۷۷۲۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۷۴۳، ۵۷۵۰، ومسلم: ۲۱۹۱(انظر: ۲٤١٧٥)

(۷۷۲۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۷۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۷۴۵، ومسلم: ۲۱۹٤(انظر: ۲٤٦١٧)

(٧٧٢٣)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا اَشْتَكِیْ (وَفِیْ رِوَايَةٍ: يَعُوْدُنِیْ) فَقَالَ: ((اَلَا اُعَلِّمُكَ (وَفِیْ رِوَايَةٍ: اَلَا اَرْقِيْكَ) بِرُقْيَةٍ رَقَانِیْ بِهَا جِبْرِيْلُ؟)) قُلْتُ: بَلٰى بِاَبِیْ وَاُمِّیْ، قَالَ: ((بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔)) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: ((مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيْكَ۔)) (مسند احمد: ٩٧٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیمار تھا، نبی کریم ﷺ میری تیمارداری کے لئے میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ دم کروں، جو جبریل علیہ السلام نے مجھے کیا تھا؟'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں نہیں، ضرور کریں، آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی: ''بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔'' (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں تجھے دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے ہر بیماری سے شفاء دے، جو تجھے تکلیف دیتی ہے اور جو تجھ میں موجود ہے اور ان کی برائی سے تجھے دم کرتا ہوں جو گرہوں میں جادو کی پھونکیں مارتی ہیں اور حسد کرنے والے کے حسد سے تجھے دم کرتا ہوں، جب وہ حسد کرنے لگے۔)

(٧٧٢٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اِشْتَكَيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَ عَيْنٍ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔ (مسند احمد: ١١٥٥٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو انہوں نے یہ دعا پڑھی: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَ عَيْنٍ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔'' (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے اور ہر نفس اور نظر کے شر سے آپ کو شفاء دے، اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔)

(٧٧٢٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ

عبدالعزیز کہتے ہیں: ہم سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا انس

(٧٧٢٣) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذ اسناد ضعيف لضعف عصم بن عبيد الله العمرى، وجهالة زياد بن ثويب، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٢٤ (انظر: ٩٧٥٧)

(٧٧٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٨٦ (انظر: ١١٥٣٤)

(٧٧٢٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٧٤٢ (انظر: ١٢٥٣٢)

دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَعَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ: إِنِّي اشْتَكَيْتُ فَقَالَ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ أَبِي الْقَاسِمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ؟ قَالَ بَلَى قَالَ: قُلْ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (مسند احمد: ١٢٥٦٠)

بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں بیمار ہوں، جواباً سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم والا دم نہ کروں؟ انہوں نے کہا: جی ضرور کریں، انھوں نے کہا: تو پھر یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ '' (اے اللہ! جو لوگوں کا رب ہے! اے تکلیف دور کرنیوالے! شفاء دے دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، نہیں کوئی شفاء دینے والا مگر تو ہی، شفاء دے ایسی شفاء جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے۔)

(٧٧٢٦)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ جَمِيلٍ بِنْتِ الْمُجَلِّلِ قَالَتْ أَقْبَلْتُ بِكَ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى لَيْلَةٍ أَوْ لَيْلَتَيْنِ طَبَخْتُ لَكَ طَبِيخًا فَفَنِيَ الْحَطَبُ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ فَتَنَاوَلْتَ الْقِدْرَ فَانْكَفَأَتْ عَلَى ذِرَاعِكَ فَأَتَيْتُ بِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ فَتَفَلَ فِي فِيكَ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِكَ وَدَعَا لَكَ وَجَعَلَ يَتْفُلُ عَلَى يَدَيْكَ وَيَقُولُ: ((أَذْهِبِ الْبَاسْ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) فَقَالَتْ فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى بَرَأَتْ يَدُكَ۔ (مسند احمد: ١٥٥٣٢)

سیدنا محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری ماں سیدہ ام جمیل بنت مجلل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں تجھے حبشہ کی سرزمین میں لے گئی، واپس آ رہی تھی، جب مدینہ کا سفر ایک دورات کا باقی رہ گیا تو میں نے تیرے لئے کھانا پکایا، ایندھن ختم ہوا تو میں اس کی تلاش میں نکلی، اُدھر تو نے ہنڈیا پکڑی جو تیرے بازو پر الٹ کر گر گئی اور بازہ جل گیا، میں تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ محمد بن حاطب ہے، اس کا بازو زخمی ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے منہ میں لعاب ڈالا اور تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تیرے لئے دعا کی اور تیرے ہاتھوں پر بھی تھوک کی پھوہار ڈالی اور فرمایا: ''أَذْهِبْ الْبَاسْ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔'' (تکلیف دور کردے اے لوگوں کے رب! اور شفاء دے تو ہی شافی ہے،

(٧٧٢٦) تخريج: مرفوعه صحيح، وهذا اسناد ضعيف، عبد الرحمن بن عثمان بن ابراهيم ضعيف الحديث، أخرجه ابن حبان: ٢٩٧٧، والحاكم: ٤/ ٦٢، والطيالسي: ١١٩٤ (انظر: ١٥٤٥٣)

نہیں ہے شفا، مگر وہ شفاء جو تیری طرف سے ہو، ایسی شفاء عطاء کر جو بیماری نہ چھوڑے۔) میری ماں کہتی ہیں: میں ابھی آپ کے پاس سے تجھے لے کر کھڑی نہیں ہوئی تھی کہ تیرا ہاتھ درست ہو چکا تھا۔

(۷۷۲۷)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: انْصَبَّتْ عَلٰى يَدِي مِنْ قِدْرٍ فَذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَكَانٍ قَالَ: فَقَالَ كَلَامًا فِيهِ: ((أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ (وَأَحْسِبُهُ قَالَ) اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي۔)) قَالَ: وَكَانَ يَتْفُلُ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۳۱)

(دوسری سند) سیدنا محمد بن حاطب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے بازو پر ہنڈیا میں سے کوئی چیز گر گئی، میری ماں مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا: "أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسْ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي" (اس تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے رب! شفاء دے دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ جلے ہوئے ہاتھ پر تھوک کی پھوہار سی ڈالتے تھے۔

(۷۷۲۸)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ۔)) قَالَ: فَذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلٰى رَجُلٍ كَانَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ شَيْئًا وَنَفَثَ فَلَمَّا كَانَ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ قُلْتُ لِأُمِّي مَنْ كَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ؟ قَالَتْ: رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۳۳)

(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میری ماں وادیٔ بطحاء میں موجود ایک آدمی کے پاس لے گئی، یہ مکہ کی ایک وادی ہے، اس آدمی نے کچھ پڑھا اور پھوہار سی مار کر دم کیا، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا تو میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ وہ آدمی کون تھا (جس نے مجھے دم کیا تھا)؟ انہوں نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

(۷۷۲۹)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ أَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عثمان بن ابو عاص بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے، مجھے اتنا شدید درد تھا کہ قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دے، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

(۷۷۲۷) تخریج: اسناده حسن، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۷۷۲۸) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۷۷۲۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۰۲ (انظر: ۱٦۲۷٤)

((اِمْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فِي كُلِّ مَسْحَةٍ۔)) قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٦٣٨٣)

''اس درد والی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ سات مرتبہ پھیرا اور ساتھ ہی ہر بار یہ دعا پڑھ: "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ" (میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں۔) میں نے ایسے ہی دم کیا اور مجھے جو تکلیف تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو دور کردیا، پھر میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو ہمیشہ دم کا یہ طریقہ سکھلاتا رہا۔

(٧٧٣٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ حَسَنًا وَحُسَيْنًا يَقُولُ: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔)) وَكَانَ يَقُولُ: ((كَانَ إِبْرَاهِيمُ أَبِي يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ۔)) (مسند احمد: ٢١١٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ دیا کرتے تھے: "أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔" (میں تم کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان، ہر نظر بد اور زہریلی چیز سے) نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا اسحق علیہ السلام کو ان کلمات کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کی پناہ دیا کرتے تھے۔''

(٧٧٣١)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ أَلَمًا فَلْيَضَعْ يَدَهُ حَيْثُ يَجِدُ أَلَمَهُ، ثُمَّ لِيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٢١)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو تکلیف ہو تو جہاں تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھے پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: ''أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔'' (میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کے ساتھ ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، جس کو میں پاتا ہوں۔)

فوائد:...... ان احادیث میں بہت ساری دعاؤں کا ذکر ہے، جن کے ذریعے دم کیا جاتا ہے، ان دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، مزید دعائیں اور قرآن مجید کی آیات اور سورتیں ان کے علاوہ ہیں۔

(٧٧٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٧١ (انظر: ٢١١٢)

(٧٧٣١) تخريج: صحيح لكن من حديث عثمان بن ابي العاص، انظر الحديث رقم ١٨٤٤، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابي معشر، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ١٧٩ (انظر: ٢٧١٧٩)

بَابُ الرُّقْيَةِ بِالْقُرْآن
قرآن مجید کے ذریعے دم کرنے کا بیان

(۷۷۳۲)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ لِي أَخًا وَبِهِ وَجَعٌ، قَالَ: ((وَمَا وَجَعُهُ؟)) قَالَ: بِهِ لَمَمٌ، قَالَ: ((فَأْتِنِي بِهِ۔)) فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَرْبَعِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَهَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الْأَعْرَافِ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ وَآخِرِ سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ وَآيَةٍ مِنْ سُورَةِ الْجِنِّ ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا﴾ وَعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الصَّافَّاتِ وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَامَ الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَشْتَكِ قَطُّ۔ (مسند احمد: ۲۱۴۹۳)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا، ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ایک بھائی کو تکلیف ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کیا تکلیف ہے؟'' اس نے کہا: اس کو جنونی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' آپ ﷺ نے اسے سامنے بٹھا لیا اور سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات، ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ والی دو آیتیں، آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں، سورۂ آل عمران کی آیت ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾، سورۂ اعراف کی آیت ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾، سورۂ مومنون کا آخر ﴿فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾، سورۂ جن کی آیت ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا﴾، سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیات، سورۂ حشر کی آخری تین آیات، سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے ساتھ دم کیا۔ اور اس دم کے بعد وہ آدمی اس طرح کھڑا ہوا، جیسے اسے تکلیف ہی نہیں تھی۔

(۷۷۳۳)۔عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَا

خارجہ بن صلت اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے عرب کے ایک قبیلہ کے پاس

(۷۷۳۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی جناب، وقد اضطرب فی اسنادہ، أخرجه الحاکم: ٤/ ٤١٢، وابو یعلی: ١٥٩٤ (انظر: ٢١١٧٤)

(۷۷۳۳) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسین، أخرجه ابوداود: ٣٤٢٠، ٣٨٩٧، ٣٩٠١، وابن ماجه: ٦١١١ (انظر: ٢١٨٣٦)

عَلٰى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا: أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنَّا قَدْ حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ) فَهَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ أَوْ رُقْيَةٌ؟ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا فِي الْقُيُودِ، قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ فَجَاءُ وا بِالْمَعْتُوهِ فِي الْقُيُودِ قَالَ فَقَرَأْتُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ) أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ قَالَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَأَعْطَوْنِي جُعْلًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَأَعْطَوْنِيْ مِائَةَ شَاةٍ) فَقُلْتُ: لَا، حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((كُلْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ: خُذْهُ) لَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ٢٢١٧٩)

آئے، انہوں نے ہم سے کہا: ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم اس آدمی یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس سے خیر لے کر لوٹے ہو، تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم ہے، ہمارے ہاں ایک مریض ہے، اس کو جنون کی بیماری لاحق ہوگئی ہے اور اس کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے، خارجہ کے چچا کہتے ہیں: میں اسے تین دن روزانہ صبح و شام دو دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنا لعاب منہ میں جمع کرتا، پھر اس پر پھوہار مار کر دم کرتا رہا، وہ ایسے شفایاب ہوا، جیسے اس کو رسیوں سے کھول دیا گیا ہو، انہوں نے مجھے انعام کے طور پر سو بکریاں دیں، میں نے کہا: میں یہ وصول نہیں کروں گا، جب تک کہ میں نبی کریم ﷺ سے پوچھ نہ لوں، جب میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میری عمر کی قسم! یہ اس کے لئے حرام ہیں، جو باطل دم کے ذریعہ وصول کرے، تم نے تو حق دم کے ذریعہ وصول کی ہیں، لے لو۔''

فوائد:...... عمر کی قسم اٹھانا، یہ دراصل بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے عربوں کی عادت تھی، اس سے عمر کی وہ تعظیم مراد نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے وقت ہوتی ہے۔

(٧٧٣٤)۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ) فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولٰئِكَ فَقَالُوْا: هَلْ فِيكُمْ دَوَاءٌ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوْا: إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنْ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ عرب کے ایک قبیلہ کے پاس آئے اور ان سے مہمانی کا مطالبہ کیا، اس قبیلہ والوں نے مہمانی سے انکار کردیا، اسی دوران ان کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا، انہوں نے ان صحابہ کرام سے کہا: کیا تم میں سے کوئی دم کرسکتا ہے یا اس کا علاج کرسکتا ہے؟ انہوں نے کہا: تم نے ہماری مہمانی کرنے سے انکار کردیا ہے، اس لیے ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے، جب تک تم اس کی مزدوری نہ دو

(٧٧٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٣٦، ومسلم: ٢٢٠١ (انظر: ١١٣٩٩)

شَاءٍ، قَالَ: فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفُلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَأَتَوْهُمْ بِالشَّاءِ فَقَالُوا لَا نَأْخُذُهَا حَتّٰى نَسْأَلَ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((مَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي فِيهَا بِسَهْمٍ۔)) (مسند احمد: ١١٤١٩)

گے، پس انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا مقرر کر دیا، دم کرنے والے نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور تھوک منہ میں جمع کی اور تھوک کی پھوہار سے دم کیا، وہ آدمی صحت یاب ہوگیا، وہ بکریاں لائے، انہوں نے کہا: یہ بکریاں ہم نہیں لیں گے، یہاں تک کہ ہم ان کے متعلق نبی کریم ﷺ سے دریافت نہ کرلیں، پس جب انہوں نے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور دم کرنے والے سے فرمایا: ”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس سورت سے دم کیا جاتا ہے، یہ بکریاں لے لو اور بیچ میں میرا حصہ بھی مقرر کردو۔“

(٧٧٣٥)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَكُنْتُ فِيهِمْ فَأَتَيْنَا عَلٰى قَرْيَةٍ فَاسْتَطْعَمْنَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُطْعِمُونَا شَيْئًا فَجَاءَ نَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْقَرْيَةِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! فِيكُمْ رَجُلٌ يَرْقِي، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مَلِكُ الْقَرْيَةِ يَمُوتُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَرَدَّدْتُهَا عَلَيْهِ مِرَارًا فَعُوفِيَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا بِطَعَامٍ وَبِغَنَمٍ تُسَاقُ فَقَالَ أَصْحَابِي لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا بِشَيْءٍ لَا نَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ، فَسُقْنَا الْغَنَمَ حَتّٰى أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثْنَاهُ، فَقَالَ: ((كُلْ وَاَطْعِمْنَا مَعَكَ، وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ!)) قَالَ: قُلْتُ: أُلْقِيَ فِي رَوْعِي۔ (مسند احمد: ١١٤٩٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا، سیدنا ابو سعید کہتے ہیں: میں بھی ان میں شامل تھا، ہم ایک بستی میں آئے، ہم نے وہاں کے رہنے والوں سے کھانا طلب کیا، انہوں نے ہمیں کھانا کھلانے سے انکار کردیا، ہمارے پاس بستی والوں میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے گروہ عرب! تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو دم کرلیتا ہو؟ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیسا دم کرنا ہے؟ اس نے کہا: اس بستی کا رئیس موت کی کشمکش میں ہے، پس ہم اس کے ساتھ گئے، میں نے اسے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، میں نے کئی مرتبہ اسے دہرا کر پڑھا، پس اس کو عافیت ہوگئی، اس نے ہمارے لئے کھانا اور بکریاں بھیجیں، جو ہانک کر ہمارے پاس لائی گئیں، میرے ساتھیوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ہمیں کوئی حکم نہیں دیا، ہم اس میں سے کچھ نہیں لیں گے، یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوں، ہم نے بکریاں ہانکیں، حتی کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، جب ہم نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی

(٧٧٣٥) تخريج: انظر الحديث السابق

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھالو اور ہمیں بھی اپنے ساتھ کھلاؤ، تمہیں کس طرح معلوم تھا کہ یہ دم ہے؟'' میں نے کہا: بس میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی۔

فوائد:...... ان احادیث میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم کرنے کا ذکر ہے، دیگر احادیث میں دوسری آیات اور احادیث کا ذکر موجود ہے، جیسے سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس وغیرہ، قرآن مجید سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور انتہائی بابرکت ہے، البتہ بعض آیات اللہ تعالیٰ کی زیادہ صفات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے زیادہ اثر کر سکتی ہے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمِ وَنَحْوِهَا
ناجائز دم اور تمیمہ کا بیان

تمیمہ کی جمع تمائم ہے، ان سے مراد وہ تعویذ ہیں، جو بچوں پر لٹکائے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نام ہوتے ہیں نہ کہ اس کی آیات اور نہ منقول دعائیں۔ نہایہ میں کہا: تمائم سے مراد وہ منکے، دانے اور نگینے ہیں، جو عرب لوگ اپنے بچوں پر لٹکاتے تھے، تاکہ وہ نظرِ بد سے بچ سکیں، لیکن اسلام نے ان کے اس خیال کو باطل قرار دیا۔

(٧٧٣٦)۔ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَنَا ثُمَّ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ وَلٰكِنِّي لُدِغْتُ قَالَ وَكَيْفَ فَعَلْتَ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ قَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ جُبَيْرٍ قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى إِلٰى مَا سَمِعَ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقُلْتُ

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں سیدنا سعید بن جبیر کے پاس تھا، انہوں نے کہا: تم میں سے کس نے وہ ستارا دیکھا ہے، جو کل ٹوٹا تھا، میں نے کہا: جی میں نے دیکھا تھا، پھر میں نے کہا: یہ میں نے اس لئے نہیں دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، یہ اس وجہ سے کہ مجھے کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا تھا (اور میں جاگ رہا تھا)، سیدنا سعید نے کہا: پھر تم نے کیا کیا تھا، میں نے کہا: میں نے دم کیا تھا، انھوں نے کہا: ایسے کیوں کیا تھا؟ میں نے کہا: ایک حدیث کی وجہ سے جو ہم سے شعبی نے بیان کی ہے، انہوں نے سیدنا بریدہ اسلمی سے سنی کہ ''دم نہیں ہے، مگر نظر بد سے یا زہریلی چیز کے ڈسنے سے۔'' سعید بن جبیر نے کہا: وہ شخص بہت اچھا کرتا ہے جو اسی پر اکتفا کرتا ہے جو اس نے سنا ہے اس میں اضافہ نہیں کرتا۔ پھر انھوں نے کہا: ہم سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے امتیں پیش کی گئی ہیں، میں نے دیکھا ایک نبی

(٧٧٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٤١، ومسلم: ٢٢٠ (انظر: ٢٤٤٨)

هٰذِهِ أُمَّتِي فَقِيلَ هٰذَا مُوسٰى وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ ثُمَّ قِيلَ انْظُرْ إِلٰى هٰذَا الْجَانِبِ الْآخَرِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ۔)) ثُمَّ نَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ فَخَاضَ الْقَوْمُ فِي ذٰلِكَ فَقَالُوا: مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَطُّ وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ تَخُوضُونَ فِيهِ فَأَخْبَرُوهُ بِمَقَالَتِهِمْ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا يَعْتَافُوْنَ بَدَلَ يَكْتَوُوْنَ) وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ الْآخَرُ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔))

(مسند احمد: ٢٤٤٨)

ہے اور اس کے ساتھ ایک گروہ ہے، ایک نبی ہے اس کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں، ایک نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے، اچانک میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت پیش کی گئی، میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہو گی، لیکن اتنے میں مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں، اب آپ ذرا کناروں کی جانب دیکھیں، میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑی جماعت تھی، پھر مجھ سے کہا گیا دوسری جانب دیکھیں، اُدھر بھی بہت بڑی جماعت تھی، پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔'' لوگوں نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحابیت کا شرف پایا ہے، بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہیں، جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا اور بھی کئی اقوال بیان کیے، اتنے میں نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا: ''یہ کیا ہے جس میں تم مگن ہو؟'' انہوں نے اپنی تفصیل بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ خوش نصیب ہیں جو نہ تو داغ لگواتے ہیں، نہ ہی دم کرواتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔'' سیدنا عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان میں سے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں شامل ہے۔'' ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تم سے بازی لے گیا ہے۔''

فوائد:...... دم سے متعلقہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر بد اور زہریلی چیز کے ڈسنے سے دم کروانا چاہیے۔
حدیثِ مبارکہ کے دوسرے حصے میں دم نہ کروانے کو اچھی صفت قرار دیا گیا ہے، اس کے جواب کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (٧٦٦٨)

(٧٧٣٧)۔عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ مِنْ حَاجَةٍ فَانْتَهٰى إِلَى الْبَابِ تَنَحْنَحَ وَبَزَقَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَهْجُمَ مِنَّا عَلٰى شَيْءٍ يَكْرَهُهُ قَالَتْ وَإِنَّهُ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَتَنَحْنَحَ قَالَتْ وَعِنْدِي عَجُوزٌ تَرْقِينِي مِنَ الْحُمْرَةِ فَأَدْخَلْتُهَا تَحْتَ السَّرِيرِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ إِلٰى جَنْبِي فَرَأٰى فِي عُنُقِي خَيْطًا قَالَ: مَا هٰذَا الْخَيْطُ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: خَيْطٌ أُرْقِيَ لِي فِيهِ، قَالَتْ فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِ اللّٰهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ۔)) قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ لِمَ تَقُولُ هٰذَا وَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلٰى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِيهَا وَكَانَ إِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ قَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَيْتِهَا كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) (مسند احمد: ٣٦١٥)

سیدہ زنیب رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب باہر کا کام ختم کرکے گھر آتے تو دروازے تک پہنچ کر کھنکارتے، تاکہ گھر والے کسی ناپسندیدہ حالت پر نہ ہوں، ایک دن وہ آئے تو کھنکارا، میرے پاس ایک بڑھیا تھی، جو مجھے ورم کا دم کر رہی تھی، میں نے اسے چار پائی کے نیچے بٹھا دیا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور میرے ایک پہلو میں بیٹھ گئے، جب انھوں میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا تو کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگا ہے، میرے لئے دم کیا گیا ہے، وہ باندھا ہوا ہے، انھوں نے اسے پکڑا اور کاٹ ڈالا اور کہا: عبداللہ کی آل اس شرک سے بے پرواہ ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جھاڑ پھونک، تعویذات اور محبت کے اعمال سب شرک ہیں۔'' میں نے کہا: آپ ایسا نہ کہیں، میری آنکھ پھڑکتی تھی، میں فلاں یہودی کے پاس گئی، جو دم کرتا تھا، جب وہ دم کرتا تھا تو آنکھ پر سکون طاری ہو جاتا تھا، انھوں نے کہا: یہ شیطانی عمل تھا، وہ شیطان اپنے ہاتھ کے ساتھ مارتا تھا تو آنکھ پھڑکنے لگ جاتی تھی، جب تو دم کرواتی تو وہ شیطان ہاتھ روک لیتا تھا، تجھے وہ دعا کافی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے: ''أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔'' (تکلیف دور کر دے اے لوگوں کے رب! شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے، نہیں ہے کوئی شفاء، مگر تیری شفاء، ایسی شفاء دے جو بیماری باقی نہ چھوڑے۔)

فوائد: شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: خطابی کہتے ہیں کہ وہ دم منع ہے، جو غیر عربی زبان میں ہو اور اس چیز کا علم نہ ہو کہ وہ کیا ہے۔ رہا مسئلہ اس دم کا کہ جس کی عبارت کا مفہوم سمجھا جا سکے اور وہ اللہ تعالی کے ذکر پر

(٧٧٣٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه بطوله ابوداود: ٣٨٨٣، وابن ماجه: ٣٥٣٠ (انظر: ٣٦١٥)

مشتمل ہو تو وہ مستحب ہوگا اور اس سے برکت حاصل کی جائے گی۔تمیمہ کی جمع تمائم ہے، ان سے مراد وہ تعویذ ہیں، جو بچوں پر لٹکائے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نام ہوتے ہیں نہ کہ اس کی آیات اور نہ منقول دعائیں۔نہایہ میں کہا: تمائم سے مراد وہ منکے، دانے اور نگینے ہیں، جو عرب لوگ اپنے بچوں پر لٹکاتے تھے، تاکہ وہ نظرِ بد سے بچ سکیں، لیکن اسلام نے ان کے اس خیال کو باطل قرار دیا۔''تِوَلَہ'' کی وضاحت کرتے ہوئے خطابی کہتے ہیں: یہ جادو کی ایک قسم ہے۔اصمعی نے کہا: اس سے مراد وہ عمل ہے جو عورت کو اس کے خاوند کا محبوب بنا دیتا ہے۔جبکہ ملا علی قاری نے کہا: یہ جادو کی ایک قسم ہے یا دھاگہ ہے، جس پر جادو والی عبارتیں پڑھی جاتی ہے یا ورق ہے، جس میں جادو کی عبارتیں لکھی جاتی ہیں، مقصد محبت وغیرہ کا حصول ہوتا ہے۔

ان تمام امور کا انجام شرک جلی یا شرک خفی کی صورت میں نکلتا ہے۔قاضی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ان تین چیزوں کو شرک قرار دیا، کیونکہ آپ ﷺ کے عہد میں یہ چیزیں شرک پر مشتمل تھیں یا شرک کے اطلاق کا مطلب یہ ہے کہ ان امور کی وجہ سے اعتقاد میں خرابی اور فساد پیدا ہوتا ہے، جس کا نتیجہ شرک کی صورت میں نکلتا ہے۔

(عون المعبود: حدیث:۳۸۸۳)

رہا مسئلہ اس تعویذ کا، جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی، آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویہ میں منقول دعاؤں پر مشتمل ہے، تو اس کے بارے میں امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ ابو طیب صدیق بن حسن قنوجی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الدین الخالص'' میں کہا: صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد والے اہل علم قرآنی اور اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات پر مشتمل تعویذوں میں مختلف فیہ نظر آتے ہیں۔ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس قسم کا تعویذ جائز ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ظاہری مفہوم یہی ہے، ابو جعفر باقر رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔ان لوگوں نے کہا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی حدیث (جو اس باب میں مذکور ہے) سے مراد وہ تعویذ ہیں، جن میں شرک پایا جاتا ہے۔

جبکہ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ تعویذوں کی یہ قسم بھی ناجائز ہے۔سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا حذیفہ، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا بن عکیم رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، اسی طرح سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سمیت تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے، امام احمد رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق اور ان کے اکثر تلامذہ اور کئی متاخرین اسی کے قائل ہیں۔ان اہل علم کی دلیل سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث (جو اس باب میں مذکور ہے) اور اس معنی پر دلالت کرنے والی دوسری روایات ہیں۔

تین وجوہات کی بنا پر یہی مسلک درست نظر آتا ہے کہ قرآنی اور اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات پر مشتمل تعویذات کو بھی ناجائز قرار دیا جائے:

١۔ نہی والی روایات عام ہیں، اس عموم کی تخصیص کرنے والے کوئی روایت نہیں ہے، (لہٰذا ہر قسم کے تعویذ کو ممنوع قرار دیا جائے گا)۔

٢۔ اصول فقہ کی اصطلاح ''سد الذرائع'' کا تقاضا یہی ہے کہ قرآنی تعویذوں سے بھی منع کر دیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس قسم کے تعویذ لٹکانے والے دوسری ممنوعہ قسم کے تعویذ لٹکانے شروع کر دیں۔

٣۔ ممکن ہے کہ تعویذ لٹکانے والے قضائے حاجت اور استنجا وغیرہ کے وقت اپنا تعویذ نہ اتار سکیں۔

اگر آپ ان احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ اسلام واقعی اجنبی اور پردیسی بن چکا ہے اور اس سے مانوس ہونے والے لوگ کم ہیں۔ خیر و بھلائی اور فضیلت والی صدیوں کے بعد تو لوگوں نے قبروں کی تعظیم شروع کر دی، ان پر مساجد تعمیر کر لیں، دل اور چہرے کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دعا و پکار کو، رغبت و رہبت اور عبادات کی کئی قسموں کو قبر والوں کی طرف پھیر دیا ہے، جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق تھیں۔

لیکن میں (مبارکپوری) کہتا ہوں: اسلام کی غربت اور اجنبیت اور چیز ہے اور کسی مسئلہ کا حکم اور چیز ہے، رہا مسئلہ تعویذ کے ممنوع ہونے کی تیسری وجہ کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قضائے حاجت جیسے اوقات میں تعویذ اتار لیا جائے۔ بہر حال راجح بات یہ ہے کہ علمائے اسلام جن تعویذوں کو جائز قرار دیا، ان کو ترک کرنا ہی افضل ہے۔

(تحفة الاحوذی)

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جس صحیح العقیدہ شخص نے تعویذ لٹکانے کا اہتمام کیا، دن بدن اس کے عقیدے میں خرابی آتی گئی، آہستہ جانوروں کے گردنوں میں لٹکانے اور ان کی رسیوں کے ساتھ باندھنے کا سلسلہ شروع ہوا، پھر تعویذوں کو گھروں جلایا جانے لگا، پھر حساب و کتاب لگوانے تک بات پہنچ گئی، علی ہذا القیاس۔ واللہ اعلم۔

(٧٧٣٨)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ عَلَى عَضُدِ رَجُلٍ حَلْقَةً أُرَاهُ قَالَ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ مَا هٰذِهِ؟)) قَالَ: مِنَ الْوَاهِنَةِ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا انْبِذْهَا عَنْكَ فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ٢٠٢٤٢)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے بازو پر پیتل کا کڑا دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: یہ واہنہ کی وجہ سے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیری اس بیماری میں اور اضافہ کرے گا، پھینک دے اس کو، اگر تو اس حال میں مرا کہ یہ تجھ پر ہوگا تو تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔''

(٧٧٣٨) تخریج: اسناده ضعيف، الحسن البصری لم يسمع من عمران، والذی فی هذا الحديث من تصريح الحسن بسماعه من عمران خطأ من مبارك، أخرجه ابن ماجه: ٣٠٣١ (انظر: ٢٠٠٠٠)

فوائد:...... یہ حدیث درج سیاق کے ساتھ صحیح ہے:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل کا چھلہ دیکھا اور پوچھا: مَا هٰذِهِ؟ قَالَ: نَعْتٌ لِّيْ مِنَ الْوَاهِنَةِ قَالَ: أَمَا لَوْ مُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ، أَوْتَكَهَّنَ أَوْتُكُهِّنَ لَهُ، أَوْسَحَرَ أَوْسُحِرَ لَهُ.)) ...... یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ واہنہ کی وجہ سے ہے۔ انھوں نے کہا: اگر اس چھلہ کو پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے براشگون لیا یا اس کے لئے براشگون لیا گیا یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (مسند بزار: ۱۶۹، طبرانی کبیر: ۳/۷۳، ا، صحیحہ: ۲۱۹۵)

واہنہ بازو کی ایک بیماری کا نام ہے۔

(۷۷۳۹)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۹)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تمیمہ لٹکائے، اللہ تعالی اس کی مراد پوری نہ کرے اور جو سفید منکے لٹکاتا ہے، اللہ تعالی اس کو سکون نہ دے۔''

فوائد:...... تمیمہ کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

(۷۷٤٠)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ فَبَايَعَ تِسْعَةً وَأَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايَعْتَ تِسْعَةً وَتَرَكْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً۔)) فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَقَطَعَهَا فَبَايَعَهُ وَقَالَ: ((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۵۸)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گروہ آیا، آپ نے ان میں سے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک سے ہاتھ روک لیا، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی ہے اور اس ایک کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تمیمہ لٹکایا ہوا ہے۔'' پس اس بندے نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور اس تعویذ کو کاٹ دیا اور آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھی تمیمہ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''

(۷۷۳۹) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابويعلى: ۱۷۵۹، وابن حبان: ٦٠٨٦، والطبرانى فى "الكبير": ۱۷/ ۸۲۰، وابن حبان: ٦٠٨٦ (انظر: ۱۷٤٠٤)

(۷۷٤٠) تخريج: اسناده قوى، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۱۷/ ۸۸۵، والحاكم: ٤/ ۲۱۹ (انظر: ۱۷٤۲۲)

(۷۷٤۱)۔ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَهُوَ مَرِيضٌ نَعُودُهُ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ تَعَلَّقْتَ شَيْئًا؟ فَقَالَ: أَتَعَلَّقُ شَيْئًا وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۸۸)

عیسیٰ بن عبدالرحمن کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہ بیمار تھے، ہم ان کی تیمارداری کے لئے گئے اور ان سے کہا: اگر تم شفاء حاصل کرنے کے لئے گلے میں کوئی تعویذ لٹکا لو، انھوں نے کہا: میں کچھ لٹکا لوں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کچھ لٹکایا وہ اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔''

(۷۷٤۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ، فَقَالَ: ((مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۱۸۱)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ کے متعلق سوال کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔''

فوائد:...... نشرہ۔ یہ ایک طریقہ علاج تھا یا دم تھا، جس کے ذریعے اس آدمی کا علاج کیا جاتا تھا، جس کو جن لگ جاتے تھے، اس سے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا، یہ جادو کے ذریعہ بھی کیا جاتا تھا یا غیر واضح پوشیدہ سا کلام ہوتا تھا، اس لئے اسے آپ نے شیطانی منتر قرار دیا ہے، اگر اس بیماری کا علاج کتاب وسنت کے وظائف سے کیا جائے تو جائز ہے۔

فوائد: یہ باب ناجائز دموں اور تعویذوں پر مشتمل ہے۔

حدیث نمبر (۷۷۰۳) سے پہلے جائز دموں کی وضاحت کی جا چکی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ دم ناجائز ہے، جو اللہ تعالی کے جائز ذکر پر مشتمل ہو، وہ ذکر قرآن مجید سے ہو یا احادیث سے ثابت ہو یا وہ شرعاً درست کلام پر مشتمل ہو، اس کے علاوہ دم کی ہر شکل ناجائز ہوگی، مثلا غیر مفہوم کلام، شرک پر مشتمل کلام، جس میں غیر اللہ سے مدد طلب کی گئی ہو۔

یہی معاملہ تعویذ کا ہے، اگر چہ ہر تعویذ سے بچنا چاہیے، جیسا کہ ہم اس باب میں وضاحت کر چکے ہیں، لیکن جو تعویذ اللہ تعالی کے جائز ذکر پر مشتمل ہو، اس کو شرک نہیں کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اس میں غیر اللہ سے مدد طلب نہیں کی جا رہی، بہر حال اس سے بھی بچنا بہتر ہے، کیونکہ لوگوں کے نظریات درست نہیں ہوتے، اس لیے اس تعویذ کی وجہ سے ان کے اعتقاد میں کمزوری آ جاتی ہے۔

لیکن جو تعویذ لکیروں، غیر مفہوم کلام، ڈبوں اور خانوں، کراس کی علامتوں، مختلف تصویروں، ہندسوں، منکوں، ہڈیوں اور چمڑوں وغیرہ پر مشتمل ہوں، وہ شرک ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے غیر اللہ سے مدد طلب کی جا رہی ہوتی ہے۔

(۷۷٤۱) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ۲۰۷۲ (انظر: ۱۸۷۸۱)

(۷۷٤۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۸٦۸ (انظر: ۱٤۱۳۵)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ وَأَنَّهَا حَقٌّ
نظر اور اس کے سچ ہونے کا بیان

(۷۷۴۳)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ، اَلْعَيْنُ حَقٌّ تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ۔)) (مسند احمد: ۲۶۸۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگ جانا سچ ہے، نظر کا لگ جانا سچ ہے یہ پہاڑ کو بھی ہلا دیتی ہے۔''

(۷۷۴۴)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔)) وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ۔ (مسند احمد: ۸۲۲۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگ جانا سچ ہے۔'' اور آپ نے گودنے سے منع فرمایا ہے۔

(۷۷۴۵)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَيَحْضُرُ بِهَا الشَّيْطَانُ وَحَسَدُ ابْنِ آدَمَ)) (مسند احمد: ۹۶۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگ جانا حق ہے، اس کے ساتھ شیطان حاضر ہوتا ہے اور آدم کے بیٹے کا حسد بھی شامل ہوتا ہے۔''

(۷۷۴۶)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ لَتُوْلِعُ بِالرَّجُلِ بِإِذْنِ اللّٰهِ حَتّٰى يَصْعَدَ حَالِقًا ثُمَّ يَتَرَدّٰى مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۰۳)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے نظر آدمی کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ آدمی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے، پھر اس سے گر جاتا ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نظر بد یا بدنظری برحق ہے، بسا اوقات اس کا ضرر بڑا قوی ہوتا ہے۔ بعض طبیعتوں میں ایسے خواص ہوتے ہیں کہ طبیب لوگ ان کی علتوں کو نہیں پہچان سکتے، بلکہ اس معاملے میں کوئی قیاس بھی ان کے لیے معاون ثابت نہیں ہوتا، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عصر حاضر میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ ان کا ہر قسم کا طبی ٹیسٹ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں کوئی بیماری نہیں ہے، ماہر نفسیات کا بھی ان پر کوئی بس نہیں چلتا، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو موذی بیماریوں میں مبتلا پاتے ہیں، ایسے لوگ جادو یا نظر بد میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

بعض فلسفیوں، بدعتیوں اور عصر حاضر میں بعض ڈاکٹر حضرات نے نظر بد کا انکار کیا ہے، ان کے ردّ کے لیے یہی بات کافی ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس کے وجود کی خبر دی ہے اور عملی طور پر ایسے ہو رہا ہے۔

(۷۷۴۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني: ۱۲۸۳۳، والحاكم: ٤/ ۲۱۵ (انظر: ۲۶۸۱)
(۷۷٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۸۷ (انظر: ۸۲٤۵)
(۷۷٤۵) تخريج: اسناده منقطع، مكحول لم يسمع من ابي هريرة، وقوله "العين حق" صحيح (انظر: ۹۶۶۸)
(۷۷٤٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة محجن (انظر: ۲۱٤۷۱)

اور نظر لگنے میں شیطان کے حاضر ہونے کا مطلب ہے کہ وہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ نظر باز کے دل میں خیال ڈالتا ہے اسے کوئی چیز پسند آتی ہے اور اس میں حسد پیدا کرتا ہے کہ اس کا دوسرے سے زوال ہو یہ اسے توفیق نہیں دیتا کہ وہ دوسرے کے لئے برکت کی دعا کرے، اس طرح نظر باز شیطان کا شکار ہو جاتا ہے، رحمٰن کے ذکر سے بے خبر ہو جاتا ہے اس سبب سے نظر میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالی کے پیدا کردہ اس سبب کی وجہ سے جسے نظر لگتی ہے یہ نظر اسے نقصان پہنچاتی ہے، یہ بات ذہن نشین ہے کہ نظر خوشی کی وجہ سے بھی لگ جاتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ مَنْ رَاٰى شَيْئًا اَعْجَبَهُ وَمَا يَفْعَلُ بِالْمُصَابِ بِالْعَيْنِ

اگر کوئی چیز پسند آ جائے تو کیا کہنا چاہیے، نیز نظر زدہ آدمی کا علاج کیسے کیا جائے

(٧٧٤٧)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَسَارُوا مَعَهُ نَحْوَ مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِشِعْبِ الْخَزَّارِ مِنَ الْجُحْفَةِ اغْتَسَلَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَكَانَ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِسْمِ وَالْجِلْدِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَخُو بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِي سَهْلٍ وَاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَمَا يُفِيقُ قَالَ: ((هَلْ تَتَّهِمُونَ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ۔)) قَالُوا نَظَرَ إِلَيْهِ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ: ((عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ هَلَّا إِذَا رَأَيْتَ مَا يُعْجِبُكَ بَرَّكْتَ۔)) ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اِغْتَسِلْ لَهُ۔)) فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے، جب آپ ﷺ مکہ کی جانب لوٹنے کے لئے چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جحفہ کے قریب خرار گھاٹی میں پہنچے تو سہل بن حنیف نے غسل کیا نے غسل کیا، یہ سفید رنگ اور حسین جسم والے تھے، جلد بھی بہت اچھی تھی، بنو عدی بن کعب قبیلہ والے سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل کرتے ہوئے دیکھ کر کہا: میں نے اس جیسا خوبصورت بدن نہیں دیکھا، ایسا بدن تو کسی پردہ نشیں دوشیزہ کا بھی نہیں ہوتا، سہل تو وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے، انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! سہل کا کچھ سوچیں، اللہ کی قسم! یہ نہ تو سر اوپر اٹھاتے ہیں نہ ہوش میں آرہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان کو کسی کے نظر لگانے کی تہمت لگاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: انہیں سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ نے سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، آپ ﷺ ان پر سخت نالاں ہوئے، اور فرمایا: ''تم اپنے بھائی کو قتل کرنے سے گریز کیوں نہیں کرتے، جب تم نے انہیں دیکھا تھا اور یہ تمہیں پسند آئے تھے تو تم نے برکت کی دعا کیوں نہ کی تھی؟'' پھر آپ نے

(٧٧٤٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٠٩ (انظر: ١٥٩٨٠)

وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ ذٰلِكَ الْمَاءُ عَلَيْهِ، يَصُبُّهُ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِهِ وَظَهْرِهِ مِنْ خَلْفِهِ يُكْفِءُ الْقَدَحَ وَرَائَهُ فَفَعَلَ بِهِ ذٰلِكَ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ۔ (مسند احمد: ١٦٠٧٦)

سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو غسل کرنے کا حکم دیا، انہوں نے اپنا چہرہ دھویا، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے اور پاؤں کی انگلیاں اور تہبند کے اندر والا بدن کا حصہ دھو کر ایک پیالہ میں پانی دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس پانی کو سہل کے سر اور پشت پر ڈال دے اور پھر پچھلی جانب سے پیالہ انڈیل دے، اس نے ایسا ہی کیا، تو سیدنا سہل رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ ایسے چل رہے تھے کہ گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

فوائد:...... اس حدیث میں نظر زدہ کا علاج بیان ہوا ہے کہ جس کی نظر لگی ہو، اس کو استنجاء اور وضو کروایا جائے، وہ پانی برتن میں ڈال کر جسے نظر لگی ہے، اس کے وجود کے آگے اور پیچھے والے حصے پر انڈیلا جائے تو پھر غسل کروادیا جائے ساری نظر زدگی ختم ہو جاتی ہے۔

(٧٧٤٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ انْطَلَقَ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يُرِيدَانِ الْغُسْلَ قَالَ فَانْطَلَقَا يَلْتَمِسَانِ الْخَمَرَ قَالَ فَوَضَعَ عَامِرٌ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ صُوفٍ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَأَصَبْتُهُ بِعَيْنِي فَنَزَلَ الْمَاءَ يَغْتَسِلُ قَالَ فَسَمِعْتُ لَهُ فِي الْمَاءِ قَرْقَعَةً فَأَتَيْتُهُ فَنَادَيْتُهُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجِبْنِي فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَجَاءَ يَمْشِي فَخَاضَ الْمَاءَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ فَضَرَبَ صَدْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا۔)) قَالَ فَقَامَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ أَوْ مِنْ

سیدنا عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عامر بن ربیعہ اور سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ دونوں غسل کرنا چاہتے تھے، پس وہ دونوں کسی اوٹ کی تلاش میں نکلے، سیدنا سہل نے اپنا اونی جبہ اتارا، سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے انہیں دیکھا تو انہیں میری نظر لگ گئی، وہ پانی میں غسل کے لئے اترے تو میں نے پانی میں ان کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنی، میں ان کے پاس آیا اور تین آوازیں دیں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل کر تشریف لائے اور پانی میں داخل ہو گئے گویا کہ میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا: ''اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا۔'' (اے اللہ! اس سے اس کی حرارت، ٹھنڈک اور تھکاوٹ سب دور کر دے۔) اس کے بعد سہل کھڑے ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(٧٧٤٨) تخریج: قوله "العين حق" صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، مع وهم فيه، امية بن هند بن سهل مجهول الحال، أخرجه ابن ماجة: ٣٥٠٦ (انظر: ١٥٧٠٠)

مَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيُبَرِّكْهُ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔))
(مسند احمد: ١٥٧٩٠)

نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی یا خود اپنی جان اور مال میں سے کچھ اچھا لگے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے، نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے۔''

(٧٧٤٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى هَمَسَ شَيْئًا لَا أَفْهَمُهُ وَلَا يُخْبِرُنَا بِهِ، قَالَ: ((أَفَطِنْتُمْ لِي۔)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، أُعْطِيَ جُنُودًا مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: مَنْ يُكَافِئُ هٰؤُلَاءِ؟ أَوْ مَنْ يَقُومُ لِهٰؤُلَاءِ؟ أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْكَلَامِ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ اخْتَرْ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ نُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ أَوِ الْجُوعَ أَوِ الْمَوْتَ، فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالُوا: أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَكُلُّ ذٰلِكَ إِلَيْكَ خِرْ لَنَا، فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَكَانُوا إِذَا فَزِعُوا فَزِعُوا إِلَى الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ! أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَلَا، أَوِ الْجُوعُ فَلَا، وَلٰكِنِ الْمَوْتُ، فَسُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا، فَهَمْسِي الَّذِي تَرَوْنَ أَنِّي أَقُولُ: اللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔))
(مسند أحمد: ١٩١٤٥)

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے، نہ میں سمجھ سکا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم سمجھ گئے ہو کہ میں کچھ کلمات کہتا ہوں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسے نبی کی یاد آئی جسے اپنی قوم میں سے کئی لشکر دیے گئے، اس نے اپنی امت پر اتراتے ہوئے کہا: کون ہے جو ان کے ہم پلہ ہوگا؟ یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کر سکے گا؟ یا اس قسم کی بات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے ان تین امور میں سے ایک کو اختیار کر: ہم تیری امت پر ان کا دشمن مسلط کر دیں یا بھوک یا موت۔ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: تو اللہ کا نبی ہے، معاملہ تیرے سپرد ہے، تو خود اختیار کر لے۔ اس نے نماز شروع کر دی، جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے، اس نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، پھر کہا: اے میرے ربّ: ان پر ان کے دشمن کو بھی مسلط نہیں کرنا اور بھوک کو بھی، چلو موت ہی سہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی، ایک دن میں ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ یہ تھا میرا گنگنانا، جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے، میں نے کہا: اللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (اے اللہ! میں تو تیری توفیق سے لڑتا ہوں اور تیری توفیق سے ہی حملہ کرتا ہوں نقصان سے بچنے اور اچھے کام کرنے کی طاقت صرف تیرے ساتھ ہے)''

(٧٧٤٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٣١٩، والبزار: ٢٠٨٩، والنسائي في "الكبرى": ١٠٤٥٠ (انظر: ١٨٩٣٧)

فوائد: ...... انسان کبھی بھی اپنی اعلی سے اعلی صلاحیتوں کو اپنے کمال کی طرف منسوب نہیں کر سکتا ہے، قارون ایک باغی اور نافرمان انسان تھا، لیکن اللہ تعالی نے اسے بے حد وحساب مال و دولت عطا کیا تھا، جب اس نے یہ دعوی کیا کہ ﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي﴾ کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میری اپنی فہم وبصیرت اور علم وعقل کا نتیجہ ہے، تو اللہ تعالی کو اس کا یہ دعوی اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے اس کو اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ لہٰذا اگر کسی خاندان یا کسی فرد کو اس کی تعلیمی صلاحیتوں یا سماجی لیاقتوں وغیرہ کے ذریعے عزت ملی ہے تو وہ اللہ تعالی کا شکر یہ ادا کرے اور اس کے سامنے عام انسان کی بہ نسبت زیادہ عاجزی وانکساری کا اظہار کرے۔

ہمارے ہاں عام لوگ اپنی برادری و ذات، حسب ونسب، مال و دولت اور جاہ وحشمت کی بنا پر اپنے آپ کو اعلی و برتر سمجھ کر دوسروں کو کم تر سمجھنے لگتے ہیں، یہ ان لوگوں کی کم ظرفی اور بے عقلی ہے۔

جب انبیائے کرام کسی چیز سے خوف محسوس کرتے تو نماز کی طرف پناہ لیتے، ہماری شریعت میں اسی اصول پر عمل کیا جا رہا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ۔﴾ ......''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، بیشک اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

(سورۂ بقرہ: ۱۵۳)

اس وقت کے نبی علیہ السلام اپنی امت کی کثرت اور قوت کو دیکھ کر غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ ان کے مدمقابل آنے کی کوئی جرأت نہیں کرے گا اور برکت کی دعا سے بے خبر رہے، اگر وہ برکت کی دعا کر دیتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی کہ بیماری کا شکار ہو کر امت کی کثرت قلت میں تبدیل ہو گئی۔

اس سے ہی عبرت پکڑتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے تمام قوتوں کا مرکز ذات الٰہی کو قرار دیا ہے اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غزوۂ حنین کے موقع پر یہ کوتاہی ہوئی تو ان کی کثرت بھی کام نہ آسکی، آخرکار مدد الٰہی نے ہی سہارا دیا تو مسلمانوں کے پاؤں میدان میں جم گئے اور اللہ تعالی نے غلبہ دیا۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی چیز پسند آئے تو برکت کی دعا کرنی چاہیے، ماشاء اللہ کہنا چاہیے، اللہ تعالی کی قدرت کا اعتراف کرنا چاہیے اور تمام تر صلاحیتوں کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔

بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ
نظر لگنے سے دم کرنے کا بیان

(۷۷۵۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۸۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نظر لگ جانے سے دم کیا کروں۔

(۷۷۵۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۷۳۸، ومسلم: ۲۱۹۵ (انظر: ۲۵۰۶۸)

(٧٧٥١)۔ وَعَنْهَا اَيْضًا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ صَبِيٍّ يَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا لِصَبِيِّكُمْ هٰذَا يَبْكِي، فَهَلَّا اِسْتَرْقَيْتُمْ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ)) (مسند احمد: ٢٤٩٤٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اندر داخل ہوئے اور ایک بچے کے رونے کی آواز سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس بچے کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیوں رو رہا ہے، تم اسے نظر کا دم کیوں نہیں کرواتے۔''

(٧٧٥٢)۔ (وَعَنْهَا اَيْضًا) قَالَ: كُنْتُ اَرْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَيْنِ فَاَضَعُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِهِ وَاَقُوْلُ: اِمْسَحِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ! بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا اَنْتَ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو نظر کا دم کیا کرتی تھی، میں اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینۂ مبارک پر رکھتی اور یہ دعا پڑھتی: ''اِمْسَحِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ! بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا اَنْتَ۔'' (اے لوگوں کے رب! یہ تکلیف دور کر دے، شفاء تیرے ہاتھ ہی میں ہے، تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں۔)

(٧٧٥٣)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ قَالَ: قَالَتْ اَسْمَاءُ (بِنْتُ عُمَيْسٍ): يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ بَنِيْ جَعْفَرٍ تُصِيْبُهُمُ الْعَيْنُ اَ فَاَسْتَرْقِيْ لَهُمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدْرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)) (مسند احمد: ٢٨٠١٨)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نظر زدہ ہو جاتے ہیں، کیا میں انہیں دم کر لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آ سکتی ہوتی تو وہ نظر ہوتی۔''

فوائد:...... اس حدیث کے آخری جملے سے آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ نظر واقعی اثر کر سکتی ہے۔
نظر بد کے علاج کا ایک طریقہ پچھلے باب میں گزرا ہے، اس باب میں دم کا بیان ہے، جیسے دم میں ہر بیماری کا علاج ہے، اسی طرح نظر کے علاج کے لیے بھی دم کرنا چاہیے۔

اَلْعَدْوٰى وَالطِّيَرَةُ وَالْفَأْلُ وَالطَّاعُوْنُ وَمَوْتُ الْفُجَاَةِ

بیماری کا متعدی ہونا، بدشگونی لینا، اچھی فال لینا، طاعون اور اچانک موت

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَفْيِ الْعَدْوٰى

بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کا بیان

اس باب میں استعمال ہونے والی شرعی اصطلاحات درج ذیل ہیں، اس باب کی احادیث میں ان کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

(٧٧٥١) تخريج: اسناد ضعيف لضعف ابی اویس الاصبحی (انظر: ٢٤٤٤٢)

(٧٧٥٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٧٤٤، ومسلم: ٢١٩١ (انظر: ٢٤٩٩٥)

(٧٧٥٣) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذی: ٢٠٥٩، وابن ماجه: ٣٥١٠ (انظر: ٢٧٤٧٠)

صفر:

۱: انسان اور چوپائے کے پیٹ میں ایک سانپ نما کیڑا پیدا ہو جاتا، اسے صفر کہتے ہیں۔ عربوں کے ہاں اسے خارش وغیرہ سے بھی زیادہ متعدی بیماری سمجھا جاتا تھا۔

۲: بعض نے اس سے صفر کا مہینہ مراد لیا ہے، کیونکہ مشرکین ماہِ محرم کو حلال کرنے کے لیے اس کے بدلے ماہِ صفر کو حرمت والا مہینہ بنا لیا کرتے تھے۔

۳: اہل جاہلیت ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے تھے اور اس میں نکاح وغیرہ نہیں کرتے تھے۔

عدوی:

ایک شخص کی بیماری کی وجہ سے دوسرے شخص کو بیماری لگ جانے کو عدوی کہتے ہیں۔

ہامہ:

فرا کے قول کے مطابق "هَـــامَّة" اُلّو کو کہتے ہیں، ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ وہ کسی کے مکان پر الو کے بیٹھنے کو نحوست سے تعبیر کرتے تھے، وہ اپنے مکان پر اسے دیکھ کر کہتے: نعت اليّ نفسي أو أحدا من أهل داري۔ یعنی: اب یا تو میری موت کا وقت آ گیا ہے یا میرے گھر والوں میں سے کوئی مرنے والا ہے۔

غول:

اس کی جمع اغوال اور غیلان ہے، یہ جنوں اور شیطانوں کی ایک قسم ہے، جو مشرکین عرب کے عقیدے کے مطابق جنگلوں میں راہ چلتے لوگوں کو دکھائی دیتے تھے، مختلف شکلوں میں تبدیل ہونا ان کا شیوہ تھا۔ مشرکین کے بقول یہ مسافروں کو راہ سے بے راہ کر کے ہلاک کر دیتے تھے۔

تطیر:

مشرکین عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے پرندوں اور حیوانات کے اڑنے اور گزر جانے سے فال لیتے تھے، آپ ﷺ نے اس کی نفی کر کے وضاحت فرمائی کہ حصولِ منفعت یا دفع مضرت کا محور و مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

یہ تمام امور توہم پرستی اور اللہ تعالیٰ پر ضعفِ اعتقادی کا نتیجہ ہیں، آپ ﷺ نے درج ذیل احادیث میں اِن کو باطل قرار دیا۔ منفعت و مضرت اور موت و حیات جیسے امور کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔

(٧٧٥٤)۔ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا عَدْوٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ بیماری متعدی ہے، نہ بدشگونی ہے اور نہ صفر کا مہینہ

(٧٧٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٧٠، ٥٧٧٣، ومسلم: ٢٢٢٠ (انظر: ٧٦٢٠)

وَلَا صَـفَـرَ وَلَا هَـامَّةَ۔)) قَالَ أَعْرَابِيٌّ: فَمَا بَـالُ الْـإِبِـلِ تَـكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَنْ كَانَ أَعْدَى الْأَوَّلَ۔)) (مسند احمد: ٧٦٠٩)

منحوس ہے اور نہ ہی الو (کی کوئی حقیقت ہے)۔'' ایک بدو نے کہا: تو پھر اونٹ جب ریت میں ہرن کی طرح چل رہے ہوتے ہیں (یعنی صحت مند ہوتے ہیں)، لیکن جب خارشی اونٹ اس سے خلط ملط ہوتا ہے تو انہیں بھی خارش لگ جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اچھا یہ بتلاؤ کہ) پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟''

(٧٧٥٥)۔(وَعَـنْـهُ أَيْـضًـا) قَـالَ: قَامَ فِينَا رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَا يُـعْـدِي شَـيْءٌ شَيْـئًـا۔)) ثَلَاثًا، فَقَامَ أَعْـرَابِـيٌّ فَـقَـالَ يَـا رَسُولَ اللّٰهِ! النُّقْبَةُ مِنَ الْـجَـرَبِ تَكُونُ بِمِشْفَرِ الْبَعِيرِ أَوْ بِذَنَبِهِ فِي الْـإِبِـلِ الْعَظِيمَةِ فَتَجْرَبُ كُلُّهَا فَقَالَ رَسُولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَا أَجْرَبَ الْأَوَّلَ لَا عَـدْوٰى وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ خَلَقَ الـلّٰـهُ كُـلَّ نَفْسٍ فَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَمُصِيبَاتِهَا وَرِزْقَهَا۔)) (مسند احمد: ٨٣٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: ''کوئی بیماری دوسرے تک متعدی نہیں ہوتی۔'' ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو اونٹ کے ہونٹ یا دم پر خارش کا پہلا سوراخ نمودار ہوتا ہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورے کا پورا بڑا اونٹ خارش زدہ ہو جاتا ہے (اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیماری متعدی ہے)؟ یہ سن کر آپ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹ کو کس نے بیماری لگائی تھی، نہ کوئی بیماری متعدی ہے، نہ الو کی نحوست ہے اور نہ کوئی صفر کی حقیقت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا ہے اور اس کی زندگی، موت اور مصیبت اور رزق کو لکھ دیا ہے۔''

(٧٧٥٦)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئًا۔)) فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٤١٩٨)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کوئی چیز کسی کے لئے متعدی نہیں ہوتی۔''

(٧٧٥٧)۔حَـدَّثَـنَـا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الـزُّبَيْـرِ أَنَّـهُ سَـمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا عَدْوٰى

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، نہ کوئی صفر ہے اور نہ غول۔'' اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ صفر سے مراد

(٧٧٥٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٦١١٢، وابن حبان: ٦١١٩ (انظر: ٨٣٤٣)

(٧٧٥٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢١٤٣ (انظر: ٤١٩٨)

(٧٧٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٢٢(انظر: ١٥١٠٣)

وَلَا صَفَرَ وَلَا غُولَ۔)) و سَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ يَذْكُرُ أَنَّ جَابِرًا فَسَّرَ لَهُمْ قَوْلَهُ لَا صَفَرَ فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ الصَّفَرُ الْبَطْنُ قِيلَ لِجَابِرٍ كَيْفَ هٰذَا الْقَوْلُ فَقَالَ دَوَابُّ الْبَطْنِ قَالَ وَلَمْ يُفَسِّرِ الْغُولَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ مِنْ قِبَلِهِ هٰذَا الْغُولُ الشَّيْطَانَةُ الَّتِي يَقُولُونَ۔ (مسند احمد: ١٥١٦٩)

پیٹ ہے، جب ان سے کہا گیا کہ اس قول سے کیا مراد ہے، تو انھوں نے کہا: پیٹ کے کیڑے ہیں، پھر انھوں نے غول کی تعریف نہیں کی، البتہ ابو زبیر نے اپنی طرف سے کہا کہ غول سے مراد وہ چیز ہے، جس کو لوگ چڑیل یا جن کہتے ہیں۔

(٧٧٥٨)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا غُوْلَ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٠١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، نہ کوئی بدشگونی ہے اور نہ غول۔“

(٧٧٥٩)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَ۔)) فَذَكَرَ سِمَاكٌ أَنَّ الصَّفَرَ دَابَّةٌ تَكُونُ فِي بَطْنِ الْإِنْسَانِ، فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَكُونُ فِي الْإِبِلِ الْجَرِبَةُ فِي الْمِائَةِ فَتُجْرِبُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟)) (مسند احمد: ٢٤٢٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ کوئی بیماری متعدی ہے، نہ بدشگونی ہے، نہ صفر ہے اور نہ الو کی کوئی حقیقت ہے۔“ سماک بیان کرتے ہیں کہ صفر سے مراد ایک کیڑا ہے جو انسانی پیٹ میں پیدا ہوتا ہے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! سو اونٹوں میں اگر ایک اونٹ کو خارش لگتی ہے، پھر اس کی وجہ سے سب خارش زدہ ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ پہلے کو بیماری کس نے لگائی ہے۔“

فوائد:...... یہ بات بڑی معقول ہے کہ اگر بیماری کی بنیاد اس کے متعدی ہونے پر ہے تو پہلے جاندار کو بیماری کہاں سے لگ جاتی ہے۔

(٧٧٦٠)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا طِيَرَةَ وَلَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ بدشگونی ہے، نہ کوئی بیماری متعدی ہے، نہ الو کی

(٧٧٥٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مسلم: ٢٢٢٢ (انظر: ١٤٣٤٩)

(٧٧٥٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٣٩ (انظر: ٢٤٢٥)

(٧٧٦٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٢٣٣٣، وابن حبان: ٦١١٧، والطبراني: ١١٧٦٤ (انظر: ٣٠٣٢)

عَـدْوٰی وَلَا هَـامَةَ وَلَا صَفَرَ۔)) قَالَ: فَقَالَ رَجُـلٌ: يـا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! اِنَّـا لَنَاْخُذُ الشَّاةَ الْجَرْبَاءَ فَنَطْرَحُهَا فِي الْغَنَمِ فَتَجْرِبُ، قَالَ: ((فَـمَـنْ اَعْـدَى الْاَوَّلَ؟)) (مسند احمد: ۳۰۳۲)

نحوست ہے اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم ایک خارش زدہ بکری کو دوسری بکریوں میں ڈال دیتے ہیں تو وہ دوسری بھی خارش زدہ ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ پہلی بکری کو بیماری کہاں سے متعدی ہو کر لگی ہے۔''

(۷۷۶۱)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اُخْتِ نَـمِرٍ اَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَّةَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۱۸)

سیدنا نمر رضی اللہ عنہ کے بھانجے سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے، نہ صفر ہے اور نہ الو کی نحوست ہے۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، جبکہ درج ذیل باب کی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بیماری متعدی ہو سکتی ہے، جمع و تطبیق کی صورتیں آنے والے باب کے آخر میں پیش کی جائیں گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ثُبُوْتِهَا

متعدی بیماری کے ثبوت کا بیان

(۷۷۶۲)۔ عَـنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: ((لَا يُـوْرِدُ مُـمْـرِضٌ عَـلٰـى مُصِحٍّ۔)) (مسند احمد: ۹۲۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیمار آدمی کو صحت مند آدمی کے پاس داخل نہ کیا جائے۔''

(۷۷۶۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: ((لَا تُـدِيْـمُـوْا اِلَى الْمَجْذُوْمِيْنَ النَّظْرَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالا کرو۔''

فوائد:...... جذام سے مراد کوڑھ ہے، یہ ایسی بیماری ہے، جس میں اعضائے جسم الگ ہو کر گرنے لگتے ہیں۔

(۷۷۶۴)۔ عَـنْ حُسَيْـنٍ عَنِ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((لَا تُـدِيْـمُـوا النَّظْرَ اِلَى

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالو اور

(۷۷۶۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۲۰ (انظر: ۱۵۷۲۷)

(۷۷۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۷۰، ۵۷۷۱، ومسلم: ۲۲۲۱ (انظر: ۹۲۶۳)

(۷۷۶۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابن ماجه: ۳۵۴۳ (انظر: ۲۰۷۵)

(۷۷۶۴) تخریج: اسناده ضعیف، فرج بن فضالة ضعّفه غیر واحد، وقد وقع فیه اضطراب، انظر الحدیث السابق، أخرجه الطبرانی: ۲۸۹۷ (انظر: ۵۸۱)

الْـمُجذَمِيْنَ وَإِذَا كَلَّمْتُمُوْهُمْ فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ قِيْدَ رُمْحٍ۔)) (مسند احمد: ٥٨١)

جب تم ان سے کلام کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہئے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا پہلا حصہ سابق حدیث کی بنا پر صحیح ہے۔

اس حدیث میں انسان کی طبیعت کو سامنے رکھا گیا ہے، اس کا مقصود یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیکھنے والا کوڑھ زدہ مریض سے کراہت اور گھن محسوس کرنا شروع کر دے اور ایسے کرنا غلط ہے، کیونکہ وہ آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، مریض کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اس خیال سے بچانے کے لیے شریعت نے سرے سے دیکھنے سے یا زیادہ دیکھنے سے منع کر دیا۔

(٧٧٦٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مَجْذُومٌ مِنْ ثَقِيفٍ لِيُبَايِعَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((اِئْتِهِ فَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ بَايَعْتُهُ فَلْيَرْجِعْ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٩٧)

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو ثقیف میں سے ایک کوڑھ زدہ آدمی آیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک جذام زدہ آدمی آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے، آپ نے فرمایا: ''تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے، وہ وہیں سے واپس چلا جائے۔''

فوائد:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ جب لوگ اس سے گھن محسوس کریں گے تو اس کو خواہ مخواہ تکلیف ہو گی، اس لیے اس کو راستے سے ہی واپس کر دیا۔

(٧٧٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ۔)) (مسند احمد: ٩٧٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔''

فوائد:...... مذکورہ بالا دو ابواب کی احادیث میں بیماری کے متعدی ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے اور اسے ثابت بھی کیا گیا ہے، ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت درج ذیل ہے:

بلاشبہ کوئی بیماری فی نفسہ متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ابتداء میں بھی بیماری لگاتا ہے اور کبھی کسی کی بیماری کو کسی کے لیے سبب بھی بنا دیتا ہے۔ جن احادیث میں اس چیز کو ثابت کیا گیا ہے، دراصل اس کے ذریعے

(٧٧٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٣١ (انظر: ١٩٤٦٨)

(٧٧٦٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابي شيبة: ٨/ ٣٢٠، والبخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ١٣٩، و علقه في صحيحه: ٥٧٠٧ (انظر: ٩٧٢٢)

ضعیف العقیدہ لوگوں کے عقیدہ کی حفاظت کی گئی ہے، یعنی ایک آدمی عوام کے کہنے کے مطابق کسی متعدی بیماری میں مبتلا آدمی کی تیمارداری کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے اس کے پاس بیٹھتا ہے، اسی وقت میں اللہ تعالیٰ اس کو بیمار کرنے کا فیصلہ کر دیتے ہیں، ایسے میں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس مریض کی وجہ سے اس کو بیماری لگی ہے۔ اس کو اصطلاح میں ''بَاب سد الذرائع'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کرنے والی احادیث کا تعلق مضبوط عقائد کے حاملین سے ہے، جو ہر بیماری کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور عملی طور پر وہ متعدی بیماریوں والے لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں، لیکن وہ بیماریاں ان پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بیماری کو متعدی ثابت کرنے والی دو احادیث اور اس چیز کی نفی کرنے والی نو احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ متعدی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی مریض کا مرض صحت مند آدمی کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور جن احادیث میں بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے، دراصل ان میں اہل جاہلیت کا ردّ کیا گیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کو بروئے کار لائے بغیر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیماری میں بذات خود متعدی ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو کو فرمایا: ''(اگر دوسرے اونٹوں کو اِس اونٹ کی وجہ سے خارش لگ سکتی ہے تو یہ بتلاؤ کہ) پہلے اونٹ کو خارش کی بیماری کس نے لگائی؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کر کے بدو کی توجہ کو مسبّبِ اول اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول کیا اور اس کی اِس بات کا ردّ نہیں کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مشاہدے کو برقرار رکھا، چونکہ بظاہر اس کے دعوے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت نظر نہیں آ رہی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ سوال کرتے ہوئے اس کا ردّ کر دیا کہ ''پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی ہے؟''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ چند احادیث بیماری کے متعدی ہونے کو ثابت کر رہی ہیں، جبکہ تجربہ اور مشاہدہ بھی اسی حقیقت کے متقاضی ہیں۔ جن احادیث میں امراض کے متعدی کی نفی کی گئی ہے، ان میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو بیماریوں کے حقیقی خالق سے غفلت برت کر بیماری کو بذاتِ خود متعدی سمجھتے ہیں۔

عصرِ حاضر اور دورِ جاہلیت کے عقائد میں مماثلت و مشابہت پائی جاتی ہے، کیونکہ یورپی ڈاکٹرز اور معالجین اپنے کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غافل ہیں اور عہدِ جاہلیت کے جاہلوں کی طرح بیماریوں کے بذاتِ خود متعدی ہونے کا یقین رکھتے ہیں، اسی قسم کے لوگوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟'' رہا اس مؤمن کا مسئلہ، جو اسباب کے بارے میں محتاط نہ ہو تو اسے اس چیز کی تاکید کی جائے گی اور اس کو ان احادیث کی تعلیم دی جائے گی: ((لَا یُوْرَدُ الْمُمْرِضُ عَلَی الْمُصِحِّ۔)) ...... ''مریض کو صحت مند پر پیش نہ کیا جائے۔'' ((وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ۔)) ...... ''کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔'' تاکہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ان اسباب سے اجتناب کرے جو بیماری کا سبب بن سکتے

ہیں۔ میرے علم کے مطابق تو مذکورہ بالا جمع و تطبیق درست ہے، فتح الباری وغیرہ میں مزید اقوال دیکھے جا سکتے ہیں۔

(صحیحه: ۹۷۱)

شرید بن سوید کہتے ہیں: ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھ زدہ آدمی تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ((إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ))۔ (صحیحه: ۱۹۶۸) ..."ہم نے تجھ سے بیعت لے لی ہے، تو چلا جا۔"

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں بیماری کے متعدی ہونے کو ثابت کیا گیا ہے، لیکن اس حدیث میں اور "لَا عَدْوٰی" (کوئی بیماری متعدی نہیں ہے) والی احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ بیماری کے متعدّی ہونے کی نفی کر کے دورِ جاہلیت کے اس عقیدے کا ردّ کرنا ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر کی وجہ سے نہیں، بلکہ بذاتِ خود لگ جاتی ہے۔ یہ بات اور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت کی وجہ سے بیماری کسی دوسرے شخص کو لگ جائے۔ شرید بن سوید کی حدیث میں اسی چیز کو ثابت کر کے اس قسم کے مریضوں سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (صحیحہ: ۱۹۶۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بیماریوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ان میں مبتلا کرنے والا بھی وہی ہے، کوئی بیماری فی نفسہ متعدی نہیں ہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی دوسرے شخص کو بیماری لگانے کے لیے کسی بیماری کو سبب بنا دے تو یہ ممکن ہے، بہرحال بیماری کو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بیماریاں ہمارے ڈاکٹروں اور حکیموں کے نزدیک متعدی ہیں۔ معالجین سمیت لاکھوں، بلکہ کروڑوں انسانوں کا ایسے مریضوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، جبکہ وہ ہر اعتبار سے سالم اور محفوظ رہتے ہیں، اس لیے یہ عقیدہ مضبوط کر لینا چاہیے کہ کوئی مرض بذاتِ خود متعدی نہیں ہے۔ ہمارے معالج حضرات کو چاہیے کہ وہ صرف طبّی اصولوں کو سامنے رکھ کر بات نہ کیا کریں، بلکہ احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کر کے اپنے نظریات میں اعتدال پیدا کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَائُمِ وَهُوَ الْمُعَبَّرُ عَنْهُ بِالطِّيَرَةِ
نحوست کا بیان، جس کو بدشگونی کہا جاتا ہے

(٧٧٦٧)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ اَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ حَدَّثَنِي، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَ إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی کے متعلق پوچھا، لیکن انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا: تجھے کس نے یہ بات بتائی ہے؟ میں نے یہ بتانا پسند نہ کیا کہ مجھے کس نے بتائی تھی، پھر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہ کوئی بیماری متعدی ہے، نہ بدشگونی اور نہ الو کی نحوست

(٧٧٦٧) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه الطحاوي: ٤/ ٣٠٥ (انظر: ١٥٥٤)

وَالدَّارِ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَهْبِطُوا وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵٤)

ہے، اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی، جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو تم وہاں مت جاؤ اور جب تم ایسی زمین میں موجود ہو، جس میں طاعون آ گیا ہو تو پھر وہاں سے باہر نہ جاؤ۔''

(۷۷٦۸)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ اَشْرَكَ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((اَنْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ۔)) (مسند احمد: ۷۰٤۵)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کو بدشگونی نے کسی کام سے روک دیا، اس نے شرک کیا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہنا اس کا کفارہ ہے: اے اللہ! نہیں ہے کوئی بھلائی ماسوائے تیری بھلائی کے اور نہیں ہے کوئی شگون، ماسوائے تیرے شگون کے۔''

(۷۷٦۹)۔عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَئَلْتُ جَابِرًا: اَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الطِّيَرَةِ وَالْعَدْوٰى شَيْئًا؟ قَالَ جَابِرٌ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((كُلُّ عَبْدٍ طَائِرُهُ فِيْ عُنُقِهِ)) (مسند احمد: ۱٤۸۲٤)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بدشگونی اور بیماری کے متعدی ہونے کے بارے میں کچھ فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ہر آدمی کا شگون اس کی گردن میں ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا ایک سیاق یہ ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((طَائِرُ كُلِّ إِنْسَانٍ فِيْ عُنُقِهِ)) تَفْسِيْرُ: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾...... ''ہر انسان کے خیر یا شرّ کا حصہ اُس کے گلے میں لگا دیا گیا ہے۔'' یہ اللہ کے فرمان ''اور ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے'' کی تفسیر ہے۔ (أحمد: ۳/۳٤۲، ۳٤۹، ۳٦۰، صحیحہ: ۱۹۰۷)

''طائر'' کا معنی پرند ہے اور ''عنق'' معنی گردن ہے۔ حافظ ابن کثیر نے ''طائر'' سے مراد انسان کے عمل لیے ہیں۔ ''فی عنقہ'' کا مطلب ہے اس کے اچھے یا برے عمل، جس پر اس کو اچھی یا بری جزا دی جائے گی، گلے کے ہار کی طرح اس کے ساتھ ہوں گے۔ یعنی اس کا ہر عمل لکھا جا رہا ہے، اللہ تعالی کے ہاں اس کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ ہو گا، روزِ قیامت اس کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے گا اور امام شوکانی نے طائر سے مراد انسان کی قسمت لی ہے جو اللہ تعالی نے اپنے علم کے مطابق پہلے سے ہی لکھ دی ہے۔

(۷۷٦۸) تخریج: حدیث حسن (انظر: ۷۰٤۵)

(۷۷٦۹) تخریج: صحیح، قال الالبانی (انظر: ۱٤۷٦۵)

شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر رقمطراز ہیں: ابن جریرؒ نے کہا کہ ''اللہ تعالی کہتے ہیں: ہر انسان کے لیے جو فیصلہ کیا گیا ہے، وہ ہم نے اس کے گلے میں لگا دیا ہے، بہرصورت اسے اس کی ادائیگی کرنا پڑے گی، اس میں اس کے لیے سعادت ہو یا بدبختی۔ آیت کے الفاظ ((اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ)) ایک ضرب المثل ہے، جس سے عرب لوگ اچھا شگون لیتے تھے، یا بری فال اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی پرندہ وغیرہ کسی کی بائیں جانب سے آ کر دائیں جانب کو اس طرح گزرتا کہ اس کا دایاں حصہ آدمی کے سامنے ہوتو اس سے نیک فال مراد لی جاتی تھی، لیکن اگر کوئی پرندہ کسی دائیں جانب سے بائیں جانب کو گزرتا تو اسے بدفالی کی علامت سمجھا جاتا۔ سو اللہ تعالی نے ان کو آگاہ کیا کہ اس نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے میں لگا دیا ہے۔ وہ نحوست و شقاوت بھی ہوسکتی ہے، جس کا انجام آتشِ دوزخ ہے اور سعادت و نیک بختی بھی ہوسکتی ہے، جس کا نتیجہ جنت و بہشت ہے۔''

(۷۷۷۰)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنَّا نَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَتَطَيَّرُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذٰلِكَ شَيْءٌ تَجِدُهُ فِي نَفْسِكَ فَلَا يَصُدَّنَّكَ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ: ((فَلَا تَأْتِ الْكُهَّانَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۴۸)

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان چیزوں کے متعلق بتائیں جو ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے، مثلا ہم بدشگون لیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایک ایسی چیز ہے، جس کو تم دل میں محسوس کرو گے، لیکن یہ تمہارے لئے رکاوٹ نہیں بنی چاہیے۔'' میں نے کہا: ایک چیز یہ بھی تھی کہ ہم کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو۔''

(۷۷۷۱)۔ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ نِ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا)) (مسند احمد: ۲۷۶۸۰)

سیدہ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں ہی ٹھہرنے دیا کرو۔''

(۷۷۷۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ۔)) (مسند احمد: ۳۶۸۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وہم لاحق ہوسکتا ہے، لیکن اللہ تعالی اس کو توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔''

(۷۷۷۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۳۷ (انظر: ۱۵۶۶۳)

(۷۷۷۱) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ۲۸۳۵ (انظر: ۲۷۱۳۹)

(۷۷۷۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۳۹۱۰، وابن ماجه: ۳۵۳۸ (انظر: ۳۶۸۷)

(۷۷۷۳)۔عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَبَرِحَ ظَبْيٌ، فَمَالَ فِي شِقِّهِ فَاحْتَضَنْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَطَيَّرْتَ قَالَ: ((إِنَّمَا الطِّيَرَةُ مَا أَمْضَاكَ أَوْ رَدَّكَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۲٤)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن باہر نکلا تو اچانک ایک ہرن نمودار ہوا اور وہ بائیں جانب مائل ہوا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ نے برا شگون لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدشگونی وہ ہے، جو کام کرنے پر آمادہ کرے یا واپس لوٹا دے۔''

فوائد:...... جب کوئی چیز بائیں سے دائیں طرف کو جاتی تو عرب اس سے نیک شگون لیتے تھے، لیکن اگر کوئی چیز دائیں سے بائیں سمت کو چلی جاتی تو وہ اس سے برا شگون لیتے تھے۔

مشرکین عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے پرندوں اور حیوانات کے اڑنے اور گزر جانے سے فال لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی کر کے وضاحت فرمائی کہ حصولِ منفعت یا دفع مضرت کا محور و مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

دورِ جاہلیت میں بعض اسباب کے ذریعے سے نیک شگونی یا بدشگونی لینا عام تھا، مثلاً سفر کا ارادہ کرنے والا کسی پرندے کو اڑاتا، اگر وہ دائیں جانب اڑ جاتا، تو وہ اسے سفر بخیر کی علامت سمجھتے ہوئے سفر شروع کر دیتا، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو وہ اسے منحوس سفر کی علامت سمجھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیتا۔ کئی اور علامتیں بھی مقرر تھیں۔ یہ سب امور ممنوع اور حرام ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقیہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور انکل پچو باتیں ہیں، جن پر اعتبار اور اعتماد کرنا جہالت، گمراہی اور توہم پرستی ہے۔

یہ تمام امور توہم پرستی اور اللہ تعالیٰ پر ضعفِ اعتقادی کا نتیجہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں اِن کو باطل قرار دیا۔ منفعت و مضرت اور موت و حیات جیسے امور کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔

لیکن شریعت نے اچھی بات سن کر اچھا شگون لینے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی بنا پر انسان اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، جو ایک مستحسن امر ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ .)) یعنی: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے اور نہ کوئی بدشگونی (کی حقیقت ہے)، لیکن مجھے ''نیک فال'' اچھی لگتی ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: ''فال'' کیا ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ .)) یعنی: ''اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری، مسلم)

(۷۷۷۳) تخريج: اسناده ضعيف، ابن علاثة، قال البخاري: في حديثه نظر، وقال ابو حاتم: يكتب حديثه ولا يحتج به، ثم هو لم يدرك الفضل بن عباس (انظر. ۱۸۲٤)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے نیک فال کو ((اَلْـكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ .)) فرمایا، جس پر امام کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے فطرت میں نیک فال کی محبت رکھ دی ہے، جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے، اگرچہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عون المعبود)

مثال کے طور پر کوئی شخص کسی جائز کاروبار یا سفر کا ارادہ کرتا ہے، اس کا ہر دوست بالخصوص نیک بزرگ اس کے اس اقدام کو سراہتے ہیں، اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا اس کام کے لئے استعمال ہونے والے تمام اسباب بآسانی میسر ہو جاتے ہیں۔ وہ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ کام اللہ تعالی کو پسند ہے، نتیجتاً وہ اللہ تعالی کے بارے میں حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، اس کو اچھا شگون کہتے ہیں، بہرحال مستقبل میں اسے اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی آزمائش کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک شگون محض حسنِ ظن کا دوسرا نام ہے، نہ کہ مستقبل میں خطرات کے ٹل جانے کی گارنٹی۔

مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے، نہ کہ بری فال لینا، اس لئے جب کوئی مسلمان کسی جائز کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی بدشگونی اسے اس سے نہیں روکتی، کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ نفع ونقصان کے معاملات میں حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالی ہے۔ دراصل اچھی فال لینے کو مستحسن قرار دے کر پسِ پردہ ان امر کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمانوں اور ان کے جائز اقدامات کے بارے میں اچھی بات کہنی چاہئے اور اچھی بات ہی سننی چاہئے، جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

واضح ہو گیا ہے کہ مسلمان بدشگونی اور بدفالی لیتے ہوئے اپنے عزم کو منحوس نہیں سمجھتا، بلکہ مستقبل کے امور اور نفع و نقصان کو اللہ تعالی کے سپرد کر کے اپنے ارادے کی عملی تکمیل کی طرف گامزن رہتا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے بسا اوقات بدشگونی پر مشتمل فرسودہ خیالات کسی کو اپنے گھیراؤ میں لے سکتے ہیں، لیکن اسے اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ سے اتار پھینک دینا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذَالِكَ شَـيْءٌ يَـجِـدُوْنَـهُ فِـيْ صُدُوْرِهِمْ، فَلَا يَصُدَّهُمْ .)) (مسلم) یعنی: ''یہ (بدشگونی) ایسی چیز ہے جسے لوگ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ ان کو اپنے کاموں (اور منصوبوں) سے نہ روکنے پائے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بات سنی، وہ آپ ﷺ کو بڑی پسند آئی، سو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكِ .)) (صحیحہ: ۷۲٦)

یعنی: ''ہم نے تیرے منہ سے نکلنے والی بات کو نیک شگون سمجھا ہے۔''

وضاحت نہیں ہے کہ یہ بات کس امر کے بارے میں تھی، البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''اِنَّ النَّبِـيَّ ﷺ كَـانَ يُـعْـجِبُهُ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ اَنْ يَّسْمَعَ: يَا رَاشِدُ يَا نَجِيْحُ . " (ترمذی) یعنی: جب آپ ﷺ کسی

حاجت کے سلسلہ میں نکلتے تو پسند کرتے کہ (اپنے اس خروج کے بارے میں لوگوں سے یہ کہتے ہوئے) سنیں: اے راہِ مستقیم کو پانے والے! اے (اپنی حاجت میں) کامیاب ہونے والے۔

یعنی آپ ﷺ کی یہ تمنا ہوتی کہ کوئی آدمی آپ ﷺ کی اس تگ ودو کو سراہے اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی حاجت پوری ہونے کا مژدہ سنائے۔

بَابُ اِنْ یَكُ مِنَ الشُّؤْمِ شَیْءٌ حَقٌّ فَفِی الْمَرْاَۃِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ
اگر برے شگون اور نحوست کا کوئی وجود ہوتا تو وہ عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوتا

(۷۷۷٤)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ، اِنْ یَكُنْ فَفِی الْمَرْاَۃِ وَالدَّابَّةِ وَالدَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۰۲)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ الو کی نحوست ہے، نہ بیماری متعدی ہے اور نہ بدشگونی ہے، اگر نحوست ہوتی تو وہ عورت، جانور اور گھر میں ہوتی۔''

(۷۷۷۵)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثٍ، اَلْفَرَسُ وَالْمَرْاَۃُ وَالدَّارُ۔)) قَالَ سُفْیَانُ: اِنَّمَا نَحْفَظُهُ عَنْ سَالِمٍ یَعْنِی الشُّؤْمَ۔ (مسند احمد: ٤٥٤٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی تین چیزوں میں ہے: گھوڑے، عورت اور گھر میں۔'' سفیان کہتے ہیں: بدشگونی کا لفظ ہم نے صرف سالم سے محفوظ کیا ہے، دوسرے راویوں سے نہیں۔

(۷۷۷٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاہُ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنْ یَكُ مِنَ الشُّؤْمِ شَیْءٌ حَقٌّ فَفِی الْمَرْاَۃِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔)) (مسند احمد: ۵۵۷۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر بدشگونی کسی چیز میں ثابت ہوتی تو وہ عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوتی۔''

فوائد:...... علامہ البانی رحمہ اللہ قمطراز ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کسی چیز میں نحوست، بے برکتی اور بد شگونی نہیں ہوتی، کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں یہ نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ضرور ہوتی، لیکن وہ تو سرے سے کسی چیز میں نہیں پائی جاتی ہے۔ بعض روایات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''تین چیزوں میں نحوست ہے'' یا ''بے برکتی تو صرف تین چیزوں میں ہے''۔ دراصل یہ بعض راویوں کا اختصار اور تصرف ہے۔ (صحیحہ: ۴۴۲)

(۷۷۷٤) تخریج: اسنادہ جیّد، أخرجه ابوداود: ۳۹۲۱ (انظر: ۱۵۰۲)

(۷۷۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۵۸، ومسلم: ۲۲۲۵، وانظر الحدیثین الآتیین (انظر: ٤٥٤٤)

(۷۷۷٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۹٤، ومسلم: ۲۲۲۵ (انظر: ۵۵۷۵)

(۷۷۷۷)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ بیماری متعدی ہے، نہ کوئی شگون برا ہے، بس بدشگونی تو تین چیزوں میں ہے: عورت، گھر اور جانور۔''

(۷۷۷۸)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَفِي الْمَسْكَنِ۔)) يَعْنِي الشُّؤْمَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٢٤)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر بدشگونی ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور رہائشگاہ میں ہوتی۔''

(۷۷۷۹)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنْ كَانَ شَيْءٌ فَفِي الرَّبْعِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٢٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی بدشگونی نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ گھر، گھوڑے اور عورت میں ہوتی۔''

(۷۷۸۰)۔عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ أَنَّ رَجُلَيْنِ دَخَلَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ((إِنَّمَا الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالدَّارِ۔)) قَالَ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ فَقَالَتْ وَالَّذِي أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلٰى أَبِي الْقَاسِمِ مَا هٰكَذَا كَانَ يَقُولُ وَلٰكِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ

ابو حسان اعرج بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر میں سے دو آدمی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی اگر ہے تو وہ عورت، جانور اور گھر میں ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا غضب ناک ہوگئیں اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے ابو القاسم ﷺ پر قرآن اتارا ہے، آپ نے اس طرح نہیں فرمایا تھا، بلکہ آپ ﷺ کے الفاظ تو یہ تھے: ''جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ بدشگونی عورت، گھر اور جانور میں ہے۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي

(۷۷۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٥٣، ومسلم: ٢٢٢٥ (انظر: ٦٤٠٥)

(۷۷۷۸) تخريج: أخرجه البخاري ٢٨٥٩، ٥٠٩٥، ومسلم: ٢٢٢٦ (انظر: ٢٢٨٣٦)

(۷۷۷۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٢٧ (انظر: ١٤٥٧٤)

(۷۷۸۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٧٩، والبيهقي: ٨/ ١٤٠ (انظر: ٢٦٠٨٨)

ثُمَّ قَرَأَتْ عَائِشَةُ ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَأَهَا اِنَّ ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔﴾ [الحديد: ٢٢] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦١٦)

.... ''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے، نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔''

فوائد:...... حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((لَا شُؤْمَ، وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔)) ''کوئی نحوست نہیں، البتہ تین چیزوں میں خیر و برکت ہوتی ہے، یعنی بیوی، گھوڑے اور گھر میں۔'' (ابن ماجہ: ۱/۶۱۴، ترمذی: ۴/ ۱۳۵، صحیحہ: ۱۹۳۰)

اگر کسی آدمی کی بیوی نیک، صالح اور اس کی فرمانبردار ہو، سواری مطیع و منقاد ہو اور خیر و بھلائی پر مشتمل کھلا گھر ہو تو اسے ذہنی سکون ملتا ہے اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہترین نتائج موصول ہوتے ہیں۔ یہی ان تین چیزوں کی خیر و برکت ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صراحت کے ساتھ ہر چیز سے نحوست کی نفی کر رہی ہے، یہ حدیث اس مفہوم میں سابقہ حدیث کا بہترین شاہد ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلطِّيَرَةُ مِنَ الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ .)) (صحیحہ: ۹۹۳) یعنی: ''گھر، عورت اور گھوڑے میں بدشگونی (اور نحوست) ہوتی ہے۔'' لیکن یہ حدیث اس اختصار سے ساتھ شاذ (یعنی ضعیف) ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ: الطِّيَرَةُ مِنَ الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ .)) یعنی: ''اہل جاہلیت کہتے تھے: گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔'' (صحیح، الصحیحۃ: تحت حدیث: ۹۹۳)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کے راویوں کے الفاظ میں اختلاف ہے، دوسری روایات کی روشنی میں یہ الفاظ راجح معلوم ہوتے ہیں: ((لَا شُؤْمَ، وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ .)) یعنی: ''کوئی نحوست نہیں، البتہ تین چیزوں میں خیر و برکت ہوتی ہے، یعنی بیوی، گھوڑے اور گھر میں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جاہلیت والے لوگ بدشگونی اور نحوست کے مثبت ہونے کی بات کیا کرتے تھے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ جیسے بعض ائمہ نے کہا: ان شاء اللہ درج ذیل امور کی بنا پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بہ نسبت راجح اور درست معلوم ہوتی ہے:

بدشگونی لینے سے نبی کریم ﷺ کی نہی عام ہے۔

آپ ﷺ نے بدشگونی اور نحوست کو ناپسند کیا ہے۔

آپ ﷺ نے بدشگونی کو ترک کرنے کی تلقین کی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَهُمُ الَّذِيْنَ لا يَكْتَوُوْنَ وَلا يَسْتَرْقُوْنَ وَلا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.)) یعنی: ''(میری امت کے) ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، (ان کی صفات یہ ہیں کہ وہ زخم لگنے پر اپنے جسم کو) داغتے نہیں ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی چیز سے برا شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

امام طحاوی رحمہ اللہ نے (مشکل الآثار اور شرح المعانی) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور اس معنی و مفہوم کی دوسری روایات کے بارے میں کہا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز میں نحوست نہیں پائی جاتی، جبکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست اور بدشگونی پائی جاتی ہے۔ جب سعید بن مسیب نے بدشگونی کے مثبت ہونے کی بات کی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ آپ ﷺ نے تو فرمایا کہ کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اگر کسی چیز میں اس کا ہونا ممکن ہوتا تو عورت، گھوڑے اور گھر میں پائی جاتی۔ دیکھو! آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان تین چیزوں میں پائی جاتی ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہوتی تو ان میں ہوتی، اگر ان میں ہی نہیں پائی جاتی تو باقی چیزوں میں بالاولی نہیں ہوگی۔ (صحیحہ: ۹۹۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَالِ
نیک فال اور نیک شگون کا بیان

(۷۷۸۱)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ ((اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ۔)) (مسند احمد: ٧٦٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، البتہ سب سے بہتر نیک فال ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سن لے۔''

(۷۷۸۲)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الطِّيَرَةُ؟ قَالَ: ((لا طَائِرَ)) ثَلاثَ مَرَّاتٍ، وَقَالَ: ((خَيْرُ الْفَالِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! بدشگونی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی کچھ نہیں ہے۔'' آپ ﷺ نے تین مرتبہ

(٧٧٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٥٥، ومسلم: ٢٢٢٣ (انظر: ٧٦١٨)

(٧٧٨٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٩٠٢١)

الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ)) (مسند احمد: ٩٠٠٩)

یہ جملہ فرمایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات نیک فال ہے۔''

(٧٧٨٣)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْفَالَ الْحَسَنَ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ۔ (مسند احمد: ٨٣٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اچھی فال کو پسند کرتے تھے اور بدشگونی ناپسند کرتے تھے۔

(٧٧٨٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَيُعْجِبُهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نیک فال پکڑتے تھے، بدشگونی نہیں لیتے تھے، آپ ﷺ کو اچھا نام پسند تھا۔

(٧٧٨٥)۔عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتًا فَاَعْجَبَهُ فَقَالَ: ((قَدْ اَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ فِيْكَ۔)) (مسند احمد: ٩٠٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اگر اچھی آواز سنتے جو آپ ﷺ کو پسند آتی تو آواز دینے والے کو کہتے: ''ہم نے تیرے منہ سے نکلی آواز سے اچھی فال لی ہے۔''

(٧٧٨٦)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِى الْفَالُ۔)) قَالَ: ((وَالْفَالُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ الطَّيِّبَةُ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٠٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی کچھ نہیں ہے اور مجھے نیک فال پسند ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک فال سے مراد اچھا کلمہ ہے۔''

(٧٧٨٧)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِنْ كَانَ حَسَنًا رُئِيَ الْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَانَ قَبِيحًا رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ رَجُلًا سَأَلَ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدشگونی نہیں لیتے تھے، جب آپ ﷺ کسی بستی میں آنے کا ارادہ فرماتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا نام اچھا ہوتا تو آپ کے چہرے پر مسرت نظر آتی اور اگر اس کا نام اچھا نہ ہوتا تو اس کی کراہت آپ ﷺ کے چہرے سے نظر آتی اور جب آپ ﷺ کسی آدمی کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے،

(٧٧٨٣) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٣٦ (انظر: ٨٣٩٣)

(٧٧٨٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطيالسي: ٢٦٩٠، والطبراني: ١١٢٩٤، وابن حبان: ٥٨٢٥ (انظر: ٢٧٦٧)

(٧٧٨٥) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٣٩١٧ (انظر: ٩٠٤٠)

(٧٧٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٥٦ (انظر: ١٢١٧٩)

(٧٧٨٧) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٣٩٢٠ (انظر: ٢٢٩٤٦)

عَنْ اسْمِهِ فَإِنْ كَانَ حَسَنَ الْاسْمِ رُئِيَ الْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَانَ قَبِيحًا رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٣٤)

اگر اس کا نام اچھا ہوتا تو آپ ﷺ کے چہرے پر مسرت دکھائی دیتی اور اگر اس کا نام اچھا نہ ہوتا تو اس کی کراہت بھی آپ کے چہرے پر نظر آتی۔

فوائد:...... برے شگون سے آدمی طبعی طور پر متاثر تو ہوسکتا ہے، لیکن شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عملی طور پر اس سے متاثر نہ ہو اور ارادے کے مطابق اقدام کر دے۔

حدیث میں "اِمْـرَأَةٌ" (عورت) کا لفظ ہے جبکہ ابوداود میں قَرْيَةٌ (بستی) کا لفظ ہے اور سیاق کا لحاظ سے صحیح بھی یہی دوسرا لفظ ہے۔ مترجم نے ابوداود کی روایت کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٧٧٨٨)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّتَاهُ حَدِّثِينِي شَيْئًا سَمِعْتِيهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الطَّيْرُ تَجْرِي بِقَدَرٍ۔)) وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٩٦)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: اے اماں! مجھے وہ حدیث بتاؤ جو تم نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پرندہ تقدیر الٰہی کے مطابق اڑتا ہے۔'' اور آپ ﷺ کو اچھی فال لینا پسند تھی۔

فوائد:...... اچھی فال سے انسان کا حوصلہ بلند ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اقدام پر مطمئن ہو جاتا ہے، حدیث نمبر (٧٧٧٣) کے فوائد میں اچھی فال کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(٧٧٨٨) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٢١٦١، وابن حبان: ٥٨٢٤ (انظر: ٢٥٩٨٢)

اَبْوَابُ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَاءِ

طاعون اور وبا کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حَقِیْقَةِ الطَّاعُوْنِ وَمَعْنَاهُ وَ شَهَادَةِ مَنْ مَاتَ بِهٖ وَلَمْ یَفِرَّ مِنْهُ

طاعون کی حقیقت، اس کے مفہوم، اس کی وجہ سے مرنے والے کی شہادت اور اس سے فرار اختیار نہ کرنے والے کا بیان

(۷۷۸۹)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیلُ عَنْ أَیُّوبَ عَنْ أَبِی قِلَابَةَ أَنَّ الطَّاعُونَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنَّ هٰذَا الرِّجْزَ قَدْ وَقَعَ فَفِرُّوا مِنْهُ فِی الشِّعَابِ وَالْأَوْدِیَةِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَلَمْ یُصَدِّقْهُ بِالَّذِی قَالَ فَقَالَ: بَلْ هُوَ شَهَادَةٌ وَرَحْمَةٌ وَدَعْوَةُ نَبِیِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُعَاذًا وَأَهْلَهُ نَصِیبَهُمْ مِنْ رَحْمَتِكَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَعَرَفْتُ الشَّهَادَةَ وَعَرَفْتُ الرَّحْمَةَ وَلَمْ أَدْرِ مَا دَعْوَةُ نَبِیِّكُمْ حَتّٰى أُنْبِئْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا هُوَ ذَاتَ لَیْلَةٍ یُصَلِّی إِذْ قَالَ فِی دُعَائِهِ ((فَحُمّٰى إِذًا أَوْ

ایوب، ابو قلابہ سے بیان کرتے ہیں کہ شام کے علاقہ میں طاعون پڑ گیا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عذاب ہے جو بپا ہوا ہے، اس سے بھاگ جاؤ، گھاٹیوں اور وادیوں میں چلے جاؤ، لیکن جب یہ بات سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے اس کی تصدیق نہ کی، انہوں نے کہا: یہ عذاب نہیں ہے، بلکہ یہ تو شہادت اور رحمت ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے، اے اللہ! معاذ اس کے گھر والوں کو اپنی رحمت کا حصہ عطا کر۔ ابوقلابہ کہتے ہیں: میں نے شہادت اور رحمت کو تو سمجھ لیا تھا، لیکن سیدنا معاذ کا یہ کہنا کہ یہ تمہارے نبی کی دعا ہے، مجھے اس کا پتہ نہ چل سکا، بعد میں مجھے بتایا گیا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں یہ الفاظ دوہرائے: ''تب بخار یا طاعون، تو پھر بخار یا طاعون۔''

(۷۷۸۹) تخریج: رجاله ثقات رجال الشیخین الا انه مرسل، فان ابا قلابة لم یدرك زمن الطاعون، لکن ما ساقه فی قصة الطاعون صحیح، وقد روی من غیر وجه، والشطر الثانی منه مرسل ایضا، وقد صح منه دعاء النبی ان لا یهلك امته ...... الخ، دون قوله: "حمی اذا أو طاعونا" (انظر: ۲۲۱۳۶)

طَاعُونٌ فَحُمَّى إِذًا أَوْ طَاعُونٌ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ مِنْ أَهْلِهِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُكَ اللَّيْلَةَ تَدْعُو بِدُعَاءٍ قَالَ: ((وَسَمِعْتَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَيَسْتَبِيحَهُمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُلْبِسَهُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَأَبَى عَلَيَّ أَوْ قَالَ فَمَنَعَنِيهَا فَقُلْتُ حُمَّى إِذًا أَوْ طَاعُونًا حُمَّى إِذًا أَوْ طَاعُونًا حُمَّى إِذًا أَوْ طَاعُونًا۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۴۸۷)

تین بار یہ الفاظ دوہرائے، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نے رات آپ سے ایک دعا سنی ہے، جو آپ کررہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے وہ سن لی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرنا، اس نے یہ مطالبہ قبول فرمالیا، میں نے دوسرا مطالبہ کیا تھا کہ ان پر ان کے غیر سے دشمن مسلط نہ کرنا، جو ان کو جڑ سے مار ڈالے، اس نے یہ مطالبہ بھی قبول کرلیا اور میں نے ایک یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ میری امت کو فرقوں میں تقسیم نہ کرنا کہ یہ ایک دوسرے کو عذاب چکھانا شروع کر دیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہ کی، پھر میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر (یہ دعا قبول نہیں کرنی) تو بخار یا طاعون میں انہیں مبتلا کردینا، بخار یا طاعون، بخار یا طاعون۔'' تین بار فرمایا۔

فوائد:...... طاعون ایک وبائی بیماری ہے جس میں جلد میں پھوڑے کی طرح خطرناک ورم ہو جاتا ہے، اس سے انسان مر جاتا ہے۔

طاعون کی بیماری کی وجہ سے مرنے والا مسلمان حکماً شہید ہوگا، لیکن اس کے کفن و دفن کے احکام عام میت کی طرح کے ہوں گے۔

(۷۷۹۰)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ فَلَيْسَ مِنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے طاعون کے بارے میں سوال کیا، نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ ''طاعون اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے، وہ جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ایمانداروں کے لئے رحمت بنا دیا ہے، کوئی مؤمن بندہ، جو طاعون میں مبتلا ہو جائے اور وہ اپنے علاقہ میں صبر اور ثواب کی نیت کے ساتھ ٹھہرا رہے اور اسے یقین ہو کہ اس کو وہی تکلیف پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے

(۷۷۹۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۴۷۴، ۵۷۳۴ (انظر: ۲۴۳۵۸)

عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فِيهِ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يُصِبْهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٦٢)

مقدر کی ہے، تو اس کے لیے شہید کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔''

(٧٧٩١)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ سَعْدًا عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَا أُحَدِّثُكَ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هٰذَا عَذَابٌ أَوْ كَذَا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَى نَاسٍ قَبْلَكُمْ أَوْ طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَهُوَ يَجِيءُ أَحْيَانًا وَيَذْهَبُ أَحْيَانًا فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٩٤)

عامر بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انھوں نے کہا: اس کے متعلق میں تجھے بیان کرتا ہوں، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون کو اللہ تعالی نے تم سے پہلے لوگوں یا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا تھا، کبھی یہ آجاتا ہے اور کبھی چلا جاتا ہے، جب طاعون کسی علاقے میں واقع ہو تو اس میں داخل نہ ہوا کرو اور وہاں سے راہِ فرار بھی اختیار نہ کیا کرو۔''

(٧٧٩٢)۔ عَنْ أَبِي عَسِيبٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام بِالْحُمَّى وَالطَّاعُونِ فَأَمْسَكْتُ الْحُمَّى بِالْمَدِينَةِ وَأَرْسَلْتُ الطَّاعُونَ إِلَى الشَّامِ فَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي وَرَحْمَةٌ لَهُمْ وَرِجْسٌ عَلَى الْكَافِرِينَ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٤٨)

سیدنا ابو عسیب رضی اللہ عنہ، جو کہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے، میں نے بخار کو مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کے علاقہ میں بھیج دیا، یہ طاعون میری امت کے ایمانداروں کے لئے رحمت ہے اور کافروں کے لئے عذاب ہے۔''

(٧٧٩٣)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٧٧٩١) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٢١٨ (انظر: ٢١٧٥١)

(٧٧٩٢) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابن سعد: ٧/ ٦١، والطبرانی: ٩٧٤ (انظر: ٢٠٧٦٧)

(٧٧٩٣) تخریج: هذا اسناد اختلف فيه على زياد بن علاقة ……، أخرجه الطيالسي: ٥٣٤، والبزار: ٣٠٤٠، والطبران فی "الاوسط": ١٤١٨ (انظر: ١٩٥٢٨)

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ۔)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: ((وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَفِي كُلٍّ شُهَدَاءُ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٥٧)

نے فرمایا: ''میری امت کی فنا طعنہ زنی اور طاعون میں ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! طعنہ زنی کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے دشمن جنوں کا طعنہ ہے۔ اور (طاعون ہو یا طعنہ زنی) ہر ایک میں شہداء ہیں۔''

(٧٧٩٤)۔ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي قَالَ شُعْبَةُ قَدْ كُنْتُ أَحْفَظُ اسْمَهُ قَالَ كُنَّا عَلَى بَابِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَنْتَظِرُ الْإِذْنَ عَلَيْهِ فَسَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ۔)) قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: ((طَعْنُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ۔)) قَالَ زِيَادٌ فَلَمْ أَرْضَ بِقَوْلِهِ فَسَأَلْتُ سَيِّدَ الْحَيِّ وَكَانَ مَعَهُمْ فَقَالَ صَدَقَ حَدَّثَنَاهُ أَبُو مُوسَى۔ (مسند احمد: ١٩٩٨١)

امام شعبہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ان سے اجازت ملنے کے انتظار میں کھڑے تھے، میں نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی فنا طعنہ زنی اور طاعون سے ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں طعنہ زنی کی معرفت تو ہے، یہ طاعون کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے دشمن جنوں کی طعنہ زنی ہے، اور ہر ایک میں شہادت ہے۔'' زیاد کہتے ہیں: ان کی بات میرے دل نہ لگی، پس میں نے قبیلہ کے سردار سے پوچھا، جو اس وقت ان کے ساتھ تھا، تو اس نے تصدیق کی اور کہا یہ حدیث واقعی سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔

(٧٧٩٥)۔عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِي بِضْعَ عَشَرَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِأَبِي مُوسَى فَإِذَا هُوَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ أُمَّتِي فِي الطَّاعُونِ۔)) فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ١٩٩٨٢)

اسامہ بن شریک کہتے ہیں: ہم بنو ثعلبہ میں سے چودہ پندرہ آدمی نکلے اور اچانک ہم سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جا ملے، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قوم کی فنا طاعون کے ذریعہ کر۔'' پھر اوپر والی حدیث کی مانند بیان کیا۔

(٧٧٩٤) تخريج: هذا اسناد اختلف فيه على زياد بن علاقة ...... ، أخرجه الطيالسي: ٥٣٤، والبزار: ٣٠٤٠، والطبراني في "الاوسط": ١٤١٨ (انظر: ١٩٧٤٣)

(٧٧٩٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٧٩٦)۔عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ قَیْسٍ اَخِیْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَنَاءَ اُمَّتِیْ فِیْ سَبِیْلِكَ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ)) (مسند احمد: ١٥٦٩٣)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کو اپنے راستے میں طعنہ زنی اور طاعون کے ذریعے فنا کرنا۔''

(٧٧٩٧)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ لَمَّا وَقَعَ الطَّاعُونُ بِالشَّامِ خَطَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الطَّاعُونَ رِجْسٌ، فَتَفَرَّقُوا عَنْهُ فِی هٰذِهِ الشِّعَابِ وَفِی هٰذِهِ الْأَوْدِیَةِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ شُرَحْبِیلَ بْنَ حَسَنَةَ قَالَ فَغَضِبَ فَجَاءَ وَهُوَ یَجُرُّ ثَوْبَهُ مُعَلِّقٌ نَعْلَهُ بِیَدِهِ وَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَمْرٌو أَضَلُّ مِنْ حِمَارِ أَهْلِهِ وَلٰكِنَّهُ رَحْمَةُ رَبِّكُمْ وَدَعْوَةُ نَبِیِّكُمْ وَوَفَاةُ الصَّالِحِینَ قَبْلَكُمْ۔ (مسند احمد: ١٧٩٠٥)

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں: جب شام کے علاقے میں طاعون آیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: یہ طاعون ایک عذاب ہے، اس سے بھاگتے ہوئے گھاٹیوں میں بکھر جاؤ اور وادیوں میں چلے جاؤ، جب یہ بات سیدنا شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ غضبناک ہوئے اور جوتا ہاتھ میں اٹھائے چادر کھینچتے ہوئے آئے اور کہا: میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے صحابیت کا شرف حاصل کیا ہے، جب عمرو اپنے گھر والوں کے گدھے سے زیادہ گمراہ تھے، یہ طاعون تو تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے صالح لوگوں کی وفات کا باعث بنتی رہی ہے۔

(٧٧٩٨)۔(وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ شُرَحْبِیلَ ابْنِ شُفْعَةَ قَالَ وَقَعَ الطَّاعُونُ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنَّهُ رِجْسٌ فَتَفَرَّقُوا عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ شُرَحْبِیلَ بْنَ حَسَنَةَ فَقَالَ لَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَمْرٌو أَضَلُّ مِنْ بَعِیرِ أَهْلِهِ إِنَّهُ دَعْوَةُ نَبِیِّكُمْ وَرَحْمَةُ رَبِّكُمْ وَمَوْتُ الصَّالِحِینَ قَبْلَكُمْ فَاجْتَمِعُوا لَهُ وَلَا تَفَرَّقُوا عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ

(دوسری سند) شرجیل بن شفعہ بیان کرتے ہیں کہ جب طاعون آیا تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک عذاب ہے، اس سے پرے ہٹ جاؤ، جب یہ بات سیدنا شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے کہا: میں اس وقت نبی کریم ﷺ کا صحابی بنا ہوا تھا، جب یہ عمرو اپنے گھر کے اونٹ سے زیادہ بھٹکنے والے تھے، یہ طاعون تو تمہارے نبی کی دعا ہے اور تمہارے لئے باعثِ رحمت ہے اور تم سے پہلے صالح لوگوں کی موت کا باعث بنتا رہا ہے، پس جمع رہو اور منتشر نہ ہو جاؤ، جب یہ

(٧٧٩٦) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ٩٣، والبیهقی فی "الدلائل": ٦/ ٣٨٤ (انظر: ١٥٦٠٨)

(٧٧٩٧) تخریج: صحیح، أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٧٦، والطبرانی فی "الكبیر": ٧٢٠٩، والبزار: ٣٠٤٢ (انظر: ١٧٧٥٣)

(٧٧٩٨) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

فَقَالَ صَدَقَ۔ (مسند احمد: ١٧٩٠٦)

بات سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے کہا: شرجیل نے سچ کہا ہے۔

(٧٧٩٩)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ فِي الطَّاعُونِ فِي آخِرِ خُطْبَةٍ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا رِجْسٌ مِثْلُ السَّيْلِ مَنْ يَنْكُبْهُ أَخْطَأَهُ وَمِثْلُ النَّارِ مَنْ يَتَنَكَّبْهَا أَخْطَأَتْهُ وَمَنْ أَقَامَ أَحْرَقَتْهُ وَآذَتْهُ فَقَالَ شُرَحْبِيلُ بْنُ حَسَنَةَ إِنَّ هٰذَا رَحْمَةُ رَبِّكُمْ وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ وَقَبْضُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ۔ (مسند احمد: ١٧٩٠٨)

(تیسری سند) سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے طاعون کے بارے میں خطبہ کے آخر میں کچھ بیان کیا اور کہا: یہ سیلاب کی مانند ایک عذاب ہے، جو اس کی زد میں بچ جائے گا، یہ اس سے درگزر کرے گا اور یہ آگ کی مانند ہے، جو اس سے دور رہے گا، یہ اس سے تجاوز کر جائے گا اور جو اس میں ٹھہرا رہے گا، یہ اسے خاکستر بنا دے گا، اذیت میں مبتلا کر دے گا، سیدنا شرجیل بن حسنہ نے کہا: ''یہ تمہارے نبی کی دعا اور رحمت ہے اور اس کے ذریعہ نیکوکار لوگ فوت ہوتے رہے ہیں۔''

فوائد:...... اس باب میں اس چیز کا بیان ہے کہ طاعون ایک موذی اور مہلک بیماری ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کو آپ ﷺ کی امت کے لیے باعثِ رحمت و شہادت قرار دیا ہے، اگلے دو ابواب میں اس بیماری کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْدَامِ عَلٰى أَرْضٍ بِهَا الطَّاعُوْنُ وَ عَنِ الْخُرُوْجِ مِنْ أَرْضٍ فِرَارًا مِنْهُ

طاعون زدہ زمین میں داخل ہونے کی اور وہاں موجود لوگوں کا فرار ہوتے ہوئے وہاں سے نکل جانے کی ممانعت کا بیان

(٧٨٠٠)۔عَنْ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ الطَّاعُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((رِجْزٌ أُصِيبَ بِهِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا كَانَ بِهَا وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٢٧)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس طاعون کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عذاب تھا، جو تم سے پہلے لوگوں کو پہنچایا گیا، جب یہ کسی علاقے میں واقع ہو تو اس میں داخل نہ ہوا کرو اور جب تم کسی زمین میں موجود ہو تو یہ طاعون پڑ جائے تو وہاں سے باہر نہ جاؤ۔''

(٧٧٩٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٨٠٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطيالسي: ٢٠٤، وابويعلى: ٨٠٠، والطبران فى "الكبير": ٣٣٠ (انظر: ١٥٢٧)

(٧٨٠١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ۔)) فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ۔ (وَفِي لَفْظٍ: فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ)۔ (مسند احمد: ١٦٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی جانب گئے، جب سرغ مقام تک پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں طاعون کی وباء پڑ چکی ہے، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہاں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون پڑ چکا ہے تو اس میں نہ جاؤ اور جب تم ایسے علاقے میں موجود ہو، یہاں طاعون پڑ چکا ہو تو پھر راہ فرار اختیار کرتے ہوئے اس سے باہر مت نکلو۔'' پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرغ مقام سے ہی لوٹ گئے، ایک روایت میں ہے: اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

(٧٨٠٢)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ: ((إِذَا وَقَعَ الطَّاعُونُ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا، وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَقْرَبُوهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٧٣٨)

عکرمہ بن خالد مخزومی اپنے باپ سے یا اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی زمین میں جب طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے باہر نہ جاؤ اور جب طاعون ایسے علاقے میں پڑ جائے، جس میں تم پہلے سے موجود نہ ہو تو اس علاقے میں نہ گھسو۔''

(٧٨٠٣)۔ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيَّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَرْضًا عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رُفْقَتِنَا وَمِيرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ إِنَّ بِهَا وَبَاءً شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ۔)) (مسند احمد: ١٥٨٣٤)

سیدنا فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری ایک زمین ہے، اس کو ابین کہتے ہیں، یہ زرخیز علاقہ ہے اور ہمارا غلہ وغیرہ بھی اسی سے حاصل ہوتا ہے، لیکن وہ وباء والی ہے اور وہاں سخت وبا پڑتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، کیونکہ وبا کے قریب ہونا ہلاکت ہے۔''

(٧٨٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٣٠، ومسلم: ٢٢١٩ (انظر: ١٦٨٢)

(٧٨٠٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٧٥٩٥)

(٧٨٠٣) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الذى سمع فروة بن مسيك، ولجهالة يحيى بن عبد الله بن بحير، أخرجه ابو داود: ٣٩٢٣ (انظر: ١٥٧٤٢)

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، بہرحال اگر کسی علاقے میں سکونت اختیار کرنا فضیلت والا عمل نہ ہو، جبکہ اس میں ایسی وبائیں پائی جاتی ہوں، جو واقعی بندے کے جسم پر اثر کرتی ہوں تو اس علاقے کو چھوڑ دینا چاہیے، ایسے علاقے میں رہنے کی وجہ سے آدمی توہم پرستی میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے اور ایسی بیماریوں کو اپنی زمین اور علاقے کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے، نہ کہ اللہ تعالی کی طرف۔

اس باب کی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس علاقے میں طاعون پڑ گیا ہو، باہر سے کسی بندے کو وہاں نہیں جانا چاہیے اور اس علاقے کے کسی بندے کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ طاعون کے ڈر سے وہ علاقہ چھوڑ دے، اس بیماری میں مبتلا علاقے والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی پر توکل کر کے اور اس کی تقدیر پر راضی ہو کر اپنے علاقے میں ہی پابند رہیں، اگر موت آ گئی تو شہادت ہوگی اور اگر بچ گئے تو وہاں ٹکے رہنا باعثِ اجر و رحمت ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

بَابُ اِثْمِ الْفَارِّ مِنَ الطَّاعُوْنِ وَثَوَابِ الصَّابِرِ فِيْهِ

طاعون سے بھاگ جانے والے کے گناہ اور اس میں صبر کرنے والے کے ثواب کا بیان

(٧٨٠٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَالصَّابِرُ فِيهِ كَالصَّابِرِ فِي الزَّحْفِ)) (مسند احمد: ١٤٥٣٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''طاعون سے بھاگنے والے کو اتنا گناہ ہوتا ہے، جتنا جنگ سے بھاگنے والے کو ہوتا ہے اور طاعون میں صبر کرنے والا میدان جنگ میں صبر کرنے والے کی مانند اجر پاتا ہے۔''

(٧٨٠٥)۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ قَيْسٍ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٠٣٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''طاعون سے بھاگنے والا میدان جنگ سے بھاگنے والے کی مانند مجرم ہے۔''

(٧٨٠٦)۔ مُعَاذَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيَّةُ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَفْنٰی أُمَّتِي إِلَّا بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُوْنُ؟ قَالَ: ((غُدَّةٌ كَغُدَّةِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت طعنہ زنی اور طاعون سے فنا ہوگی۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! طعنہ زنی کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون سے کیا مراد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون میں انسان کی گردن میں اونٹ کی گلٹی کی مانند گلٹی نکلتی ہے، جو آدمی اس

(٧٨٠٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٣٠٣٨، والطبران في "الاوسط": ٣٢١٧، وعبد بن حميد: ١١١٨ (انظر: ١٤٤٧٨)

(٧٨٠٥) تخريج: حديث جيّد، أخرجه ابويعلى: ٤٤٠٨، والطبراني في "الاوسط": ١٢٠٣ (انظر: ٢٤٥٢٧)

(٧٨٠٦) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه البزار: ٣٠٤١، والطبراني في "الاوسط": ٥٥٢٧ (انظر: ٢٥١١٨)

الْبَعِيرِ، الْمُقِيمُ بِهَا كَالشَّهِيدِ وَالْفَارُّ مِنْهَا كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ)) (مسند احمد: ٢٥٦٣١)

طاعون میں ٹھہرا رہا، وہ شہید کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ گیا، وہ میدان جنگ سے بھاگنے والے کی مانند ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ طاعون جس جگہ پر بپا ہو وہاں ہی صبر کر کے رہیں تو شہید کا ثواب ہے۔ اگر وہاں سے بھاگ جائیں تو اتنا گناہ ہے جتنا میدان جنگ سے بھاگ جانے والے کا ہے، جبکہ میدان جنگ سے بھاگ جانا کبیرہ گناہ ہے، اس لیے طاعون زدہ علاقے سے فرار اختیار کرنا بھی کبیرہ گناہ ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَوْتِ الْفُجْأَةِ

اچانک موت کا بیان

(٧٨٠٧)۔ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَوْتُ الْفَجْأَةِ أَخْذَةُ أَسَفٍ۔)) وَحَدَّثَ بِهِ مَرَّةً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٥٧٧)

سیدنا عبید بن خالد رضی اللہ عنہ ، جو صحابۂ کرام میں سے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ''ناگہانی موت غضب الٰہی کی گرفت ہے۔'' وہ بعض اوقات اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

(٧٨٠٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ فَقَالَ: ((رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِ وَأَخْذَةُ أَسَفٍ لِفَاجِرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٥٥٥٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اچانک موت کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی موت مؤمن کے لئے تو باعثِ راحت ہے اور فاجر کے لئے غضب الٰہی کا سبب ہے۔''

فوائد:...... چونکہ مؤمن ایسے طرز حیات اختیار کر کے رکھتا ہے کہ وہ ہر وقت موت کے لیے تیار ہوتا ہے، اس لیے اچانک موت اس کے باعثِ رحمت ٹھہرتی ہے کہ صحت و تندرستی کی حالت میں اعمال خیر میں مصروف تھا کہ اللہ تعالی نے اپنے پاس بلا لیا، امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: جس نے موت کی تیاری کر رکھی تھی اس کے لئے یہ موت تخفیف کا باعث ہے اور جو تیار نہ تھا اس کے لئے بوجھ ہے۔ (احیاء اعلوم) امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اچانک موت اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تخفیف ہے۔ (تہذیب)

جہاں تک معاملہ فاسق و فاجر کا ہے تو اکثر لوگوں کو مختلف بیماریوں کی وجہ سے توبہ تائب ہونے کا موقع مل جاتا ہے، لیکن ناگہانی موت نے جس بیچارے کا گلہ دبوچ لیا، اس کی محرومی اور بدنصیبی کے کیا کہنے، اللہ تعالی کی بغاوت اور نافرمانی میں مگن تھا کہ اللہ تعالی نے فوراً زندگی کی گرفت کی اور اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔

(٧٨٠٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البيهقي في "السنن": ٣/ ٣٧٨ (انظر: ١٥٤٩٦)

(٧٨٠٨) تخريج: اسناده واهٍ، عبيد الله بن الوليد الوصافي متروك، وعبد الله بن عبيد الله بن عمير لم يسمع من عائشة، أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٧٩، والطبراني في "الاوسط": ٣١٥٣ (انظر: ٢٥٠٤٢)

۵۰: کِتَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا
خوابوں کی تعبیر کا بیان

بَابُ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ
اس چیز کا بیان کہ اچھا خواب نبوت کی خوشخبریوں میں سے ہے

(۷۸۰۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السِّتَارَةِ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۰۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا اور دیکھا کہ لوگ سیدنا ابوکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے نماز ادا کررہے ہیں، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں، جن کو مسلمان دیکھتا ہے یا جو اس کے لیے کسی کو دکھائے جاتے ہیں، خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے، رکوع میں اپنے رب کی تعظیم بیان کیا کرو اور سجدہ میں دعائیں کرنے میں کوشش کیا کرو، کیونکہ بہت زیادہ لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کی جائے۔''

(۷۸۱۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبْقٰى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرٰى لَهُ)) (مسند احمد: ۲۵۴۹۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی، ما سوائے خوشخبریوں کے۔'' لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے مراد اچھے خواب ہیں، جو آدمی دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی کو دکھائے جاتے ہیں۔''

(۷۸۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۷۸ (انظر: ۱۹۰۰)

(۷۸۱۰) تخریج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۲۱۱۸ (انظر: ۲۴۹۷۷)

(۷۸۱۱)۔عَنْ أُمِّ كُرْزٍ نِ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ۔)) (مسند احمد: ۲۷٦۸۲)

سیدہ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(آئندہ) نبوت تو ختم ہوگئی ہے، البتہ خوشخبریاں باقی رہ گئی ہیں۔''

(۷۸۱۲)۔عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ: ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔(((مسند احمد: ۸۲۹٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو فرماتے: ''کیا تم میں سے کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے، میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا، صرف اچھے خواب ہی رہ جائیں گے۔''

(۷۸۱۳)۔عَنْ أَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔)) قَالَ: قِيْلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((اَلرُّؤيَا الْحَسَنَةُ (اَوْ قَالَ) اَلرُّؤيَا الصَّالِحَةُ)) (مسند احمد: ۲٤۲۰۵)

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے خواب۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اچھے خواب مسلمان کے حق میں مستقبل میں کسی نہ کسی خوشخبری کا پیش خیمہ ہیں

دراصل اسلام میں پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، جس کی بنیاد اللہ تعالی کی طرف سے وحی پر ہوتی ہے اور نبوت کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی تصدیق کے مطابق خواب میں بھی اللہ تعالی کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ اچھا خواب نبوت کا حصہ کس طرح ہے؟ اگلے باب میں اس کی وضاحت ہوگی۔

(۷۸۱۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۳۸۹٦(انظر: ۲۷۱٤۱)

(۷۸۱۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۵۰۱۷، وأخرجه بنحوه البخاری: ٦۹۹۰ (انظر: ۸۳۱۳)

(۷۸۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ٦/ ۲٤۱ (انظر: ۲۳۷۹۵)

بَابُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ

اس امر کا بیان کہ مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے

(٧٨١٤)۔عَنْ أَبِي رَزِينٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا مُعَلَّقَةٌ بِرِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا صَاحِبُهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ وَلَا تُحَدِّثُوا بِهَا إِلَّا عَالِمًا أَوْ نَاصِحًا أَوْ لَبِيبًا وَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٨٤)

سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خواب پرندے کے پاؤں کے ساتھ لٹکا دیا گیا ہے، یہ اس وقت تک ہے کہ جب تک اس کی تعبیر نہ کر دی جائے، جب اس کی تعبیر کر دی جاتی ہے تو وہ واقع ہو جاتا ہے اور اس کا ذکر صرف عالم سے یا خیر خواہ سے یا عقلمند سے کیا کرو اور نیک خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں دو اہم مسائل کا ذکر ہے، خواب اپنی تعبیر کے مطابق واقع ہوگا، خواب کس کو بیان کرنا چاہیے اور کیوں؟ دونوں کی وضاحت درج ذیل ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلٰی مَاتُعَبَّرُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتٰى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا، فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً أَوْ عَالِماً۔)) ......''خواب، تعبیر کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی نے اپنی ٹانگ اٹھالی، اب وہ اس انتظار میں ہے کہ اسے کب زمین پر رکھے۔ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو اسے صرف کسی خیر خواہ یا اہل علم کے سامنے بیان کرے۔'' (حاکم: ۴/۳۹۱، صحیحہ: ۱۲۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ خواب، تعبیر کے مطابق واقع ہوتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ ہم اپنا خواب کسی عالم یا خیرخواہ کے سامنے بیان کریں، کیونکہ یہی دو ہستیاں ہیں جو اس کی تاویل کرتے وقت بہترین تعبیر کا انتخاب کریں گے، پھر وہ اسی کے مطابق وقوع پذیر ہوگی۔ لیکن بلا شک و شبہ یہ قید لگانا درست ہے کہ اس خواب میں کسی نہ کسی طرح اس تعبیر کی گنجائش پائی جاتی ہو۔ بصورتِ دیگر وہ تعبیر محض خطا قرار پائے گی اور اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوگی۔ (واللہ اعلم)

امام بخاری رحمہ اللہ نے "صحيح البخاري" کی "كتاب التعبير" میں اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا ہے: "بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ أَذَا لَمْ يُصِبْ"......اگر پہلا معبّر تعبیر کرنے میں حق بجانب نظر نہ آئے تو خواب اس کی تعبیر کے مطابق نہیں ہوگا۔ (صحيحه: ١٢٠)

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ذکر کی، جس میں

(٧٨١٤) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابن حبان: ٦٠٥٥، والطبراني في "الكبير": ١٩/ ٤٦٣ (انظر: ١٦١٨٣)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعبیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَصَبْتَ بَعْضًا وَ أَخْطَأْتَ بَعْضًا۔)) ...... ''تم خواب کے بعض حصے کی تعبیر کرنے میں حق بجانب ہو اور بعض میں غلطی کی ہے۔''

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر کرنے والے پہلے شخص سے غلطی ہو سکتی ہے۔

سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَا تُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا لَبِيْبًا اَوْ حَبِيْبًا۔)) (ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ) ...... ''صرف عقلمند یا اپنے محب کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔''

امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عقلمند کے سامنے خواب بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کی بہترین تعبیر پیش کرے گا اور بری تعبیر ہونے کی صورت میں خاموش رہے گا، رہا مسئلہ محب کا، تو وہ صرف خوش کن تعبیر ہی بیان کرے گا۔ (تحفۃ الاحوذی)

دراصل اسلام میں پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، جس کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی تصدیق کے مطابق خواب میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت کا چالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔

مثلا دسمبر ۲۰۰۷ء کو پاکستان کی سابق وزیر اعظم بے نظیر ایک قاتلانہ حملے کی وجہ سے وفات پا گئیں، جب اس کی تدفین ہوئی تو سرگودھا کی ایک خاتون نے ہمیں بتلایا کہ وہ چند روز قبل ہو بہو یہی منظر بذریعہ خواب دیکھ چکی تھی۔ اس قسم کے خوابوں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو علم ہو یا نہ ہو، آپ سے متعلقہ مستقبل میں پیش آنے والے امور کا فیصلہ تقدیرِ الٰہی میں ہو چکا ہے، وہ آپ کے حق میں خوشکن ثابت ہوں یا پریشان کن، مثلا اولاد کی خوشخبری یا فوتگی کی غمی، کاروبار میں اضافہ یا اس کا مندا پڑنا، وغیرہ وغیرہ۔ کسی عقلمند یا محبّ ومحبوب کے سامنے خواب بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی خوشخبری پر مشتمل ہے تو وہ آپ پر وضاحت کر دے گا تاکہ آپ پر مسرّت انداز میں منتظر رہیں اور اگر وہ کسی آزمائش پر مشتمل ہو تو وہ اس کی تعبیر کو آپ سے مخفی رکھے گا، تاکہ آپ وقت سے پہلے پریشان نہ ہوں، ہاں اگر آزمائش آ جائے تو صبر وتحمل کے ساتھ اس کو برداشت کیا جائے۔

ذہن نشین رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مسائل میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے موافقت حاصل ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح بسا اوقات مستقبل کی پیشین گوئی کرنے میں خواب کی امورِ نبوت سے موافقت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ حقیقی نبوت کا حصہ ہے، جو ابھی تک باقی ہو۔

(۷۸۱۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنَ النُّبُوَّةِ)) (مسند احمد: ۱۴۷۳۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن آدمی کا خواب نبوت کا حصہ ہے۔''

(۷۸۱۵) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۴۶۸۱)

(٧٨١٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ)) (مسند احمد: ٢٣٠٧٣)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

(٧٨١٧)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٩٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسوں حصہ ہے۔''

(٧٨١٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ٧١٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے۔

(٧٨١٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: ((﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يُبَشَّرُهَا الْمُؤْمِنُ هِيَ جُزْءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ فَمَنْ رَاٰى ذٰلِكَ فَلْيُخْبِرْ بِهَا وَمَنْ رَاٰى سِوٰى ذٰلِكَ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْكُتْ وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا۔)) (مسند احمد: ٧٠٤٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾...... (ان کے لیے دنیوی زندگی میں خوشخبری ہے) اس خوشخبری سے مراد اچھا خواب ہے، جس میں مومن کو خوشخبری دی جاتی ہے، یہ نبوت کا انچاسواں حصہ ہے، جو ایسا خواب دیکھے، وہ دوسرے کو بتائے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور قسم کا خواب ہو، (جو اچھا نہ ہو) تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، جو اسے پریشان کرتا ہے، وہ کسی کو اس کی خبر نہ دے اور تین مرتبہ بائیں طرف تھوکے اور خاموش ہو جائے اور کسی کو نہ بتلائے۔''

(٧٨٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٨٩٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب نبوت کا سترھواں حصہ ہے۔''

(٧٨١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٨٧، ومسلم: ٢٢٦٤ (انظر: ٢٢٦٩٧)

(٧٨١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٨٣ (انظر: ١٢٢٧٢)

(٧٨١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٦٣ (انظر: ٧١٨٣)

(٧٨١٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البيهقي في "الشعب": ٤٧٦٤ (انظر: ٧٠٤٤)

(٧٨٢٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني: ١١٧٢٧، والبزار: ٢١٢٣، وابويعلى: ٢٥٩٨ (انظر: ٢٨٩٤)

(۷۸۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ فَمَنْ رَأٰى خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَلْيَذْكُرْهُ وَمَنْ رَأٰى غَيْرَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ رُؤْيَاهُ وَلَا يَذْكُرْهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ۔)) (مسند احمد: ٦٢١٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے، جو خواب میں بھلائی دیکھے تو وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس خواب کو بیان کرے اور جو آدمی بھلائی والے خواب کے علاوہ کوئی اور خواب دیکھے تو وہ اپنے خواب کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے، پس یہ اسے نقصان نہیں دے گا۔''

فوائد: ...... ''مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں یا سترھواں حصہ ہے۔''

چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بالاتفاق رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اس لیے اس حدیثِ مبارکہ سے بعض لوگوں کو اشکال سا ہوا، جس کو زائل کرنے کے لیے تین جوابات دیے گئے، آخری دو جوابات زیادہ معقول ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ کا خواب حقیقی طور پر نبوت کا حصہ ہوتا ہے، جبکہ غیر نبی کا مجازی طور پر۔

(۲) اسلام میں بلا واسطہ پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، چونکہ خواب میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا۔

(۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مسائل میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے موافقت حاصل ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح بسا اوقات خواب کی نبوت سے موافقت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ حقیقی نبوت کا حصہ ہے، جو ابھی تک باقی ہو۔

قارئین کرام! آپ نے درج بالا روایات میں پڑھا، نیک خواب کو نبوت کا چالیسواں، چھیالیسواں، انچاسواں اور سترھواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان سب احادیث میں کوئی تضاد اور منافات نہیں ہے، اس اختلاف کا تعلق خواب دیکھنے والوں سے ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اتنا ہی اس کا خواب سچا ہوگا، جیسا کہ اگلی حدیث سے پتہ چل رہا ہے کہ جو عام گفتگو میں زیادہ سچا ہوگا، اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا۔

(۷۸۲۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرج الشطر الاول منه مسلم: ۲۲٦٥، والشطر الثاني الطبراني في "الاوسط": ۲۱۵۹ (انظر: ٦۲۱۵)

بَابُ اَنْوَاعِ الرُّؤْيَا وَمَا يَفْعَلُ مَنْ رَاٰى مَا يَكْرَهُ

خوابوں کی اقسام اور اس چیز کا بیان کہ مکروہ خواب دیکھنے والا کیا کرے

(۷۸۲۲)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ۔)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ۷۶۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں مؤمن کا خواب جھوٹا نہ ہوگا اور تم میں سب سے زیادہ سچا اس کا خواب ہے، جو زیادہ سچ بولنے والا ہوگا۔خواب کی تین اقسام ہیں: اچھا خواب، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے، وہ خواب جو آدمی کے دلی خیالات ہوتے ہیں، غمگین کرنے والا خواب، یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، جب تم میں سے کوئی ایک ایسے خواب کو دیکھے جو ناپسند کرتا ہے، تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑا ہو اور نماز پڑھے۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے خواب میں بیڑی دیکھنا پسند ہے اور طوق دیکھنا ناپسند ہے، کیونکہ بیڑی دین میں مضبوطی کی علامت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں خواب کی تین اقسام بیان کی گئیں ہیں:

(۱) ایسا خواب، جسے دیکھنے والا اپنے حق میں یا کسی کے حق میں بشارت خیال کرتا ہے اور تعبیر کرنے والے بھی اس کی موافقت کرتے ہوں، مثلا اذان سننا، نبی کریم ﷺ کو دیکھنا، تلاوت کرنا، وغیرہ۔

(۲) برا خواب، جس میں بندہ ڈر جاتا ہے یا کسی اعتبار سے وہ اس پر گراں گزرتا ہے، مثلا سر کٹ جانا، مختلف انداز میں ڈرایا جانا، کسی گناہ کی وجہ سے بے عزتی ہونا، وغیرہ۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوت میں آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''جب شیطان تم سے نیند کی حالت میں کھیلنا شروع کر دے تو لوگوں کو بیان مت کیا کرو۔'' (مسلم)

(۳) ایسے خواب، جن کو برا کہا جا سکتا ہے نہ اچھا، مثلا بعض لوگ دن کو کام کاج کے دوران جو کچھ کہتے ہیں، اسے اپنے خواب میں دوہراتے رہتے ہیں۔ ایسے خواب بے حقیقت ہوتے ہیں۔

حدیث کے آخری حصے میں بیڑی کو پسند اور طوق کو ناپسند کیا گیا ہے، دراصل اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طوق کو جہنمیوں کی صفت قرار دیا ہے، اس لیے اس کو ناپسند کیا گیا اور بیڑی سے مراد ''دین میں ثابت قدمی'' ہے، یہ معنی اس

(۷۸۲۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۶۳ (انظر: ۷۶٤۲)

لیے کیا گیا ہے کہ بیڑی کا محل پاؤں ہوتا ہے، جو کہ گناہوں سے رک جانے سے کنایہ ہے، مثلا ایمان بندے کو باطل کی طرف جانے سے روکتا ہے، گویا کہ یہی بیڑی ہے۔

اس حدیث سے ایک اور اہم سبق یہ ملتا ہے کہ لوگ جس آدمی کو صادق اور امین خیال کریں گے، اس کا خواب زیادہ سچا ہوگا۔

(۷۸۲۳)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا رَاٰی أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرُهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۶۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، اگر وہ پسندیدہ ہو تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، وہ اس پر اس کی تعریف کرے اور اسے بیان بھی کر سکتا ہے اور جب اس کے علاوہ کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے، اس کے شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے، یہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا۔''

(۷۸۲٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۸٤۰)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وہ خواب دیکھے، جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ تین بار اپنی بائیں جانب تھوکے اور تین بار شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے (یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے) اور جس پہلو کے بل لیٹا ہوا ہو، وہ پہلو بدل لے۔''

(۷۸۲۵)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرٰى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِيْ) حَتّٰى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَحَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایسے خواب دیکھا کرتا تھا کہ جن کے ڈر سے مجھے بخار ہو جاتا تھا اور میں چادر تک نہیں اوڑھ سکتا تھا، (ایک روایت میں ہے: میں ایسے خواب دیکھتا، جو مجھے بیمار کر دیتے تھے) ایک دن میں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس چیز کا ذکر کیا، انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب

(۷۸۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩٨٥، ۷۰٤۵ (انظر: ۱۱۰۵٤)
(۷۸۲٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲٦۲ (انظر: ۱٤۷۸۰)
(۷۸۲۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۰۰۵، ومسلم: ۲۲٦۱ (انظر: ۲۲۵۲۵)

مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى فَإِنَّهُ لَنْ يَرَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ.)) (مسند احمد: ۲۲۸۹۲)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور گندے خواب شیطان کی طرف سے ہیں، جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اس کی کسی کو خبر نہ دے اور بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے اور اس کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے، (اس کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ) یہ خواب اس کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔'' سفیان راوی نے ایک بار اس طرح روایت بیان کی: وہ کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ صرف اس کے سامنے بیان کرے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

فوائد:...... برے خواب کے شرّ سے پناہ مانگنے کے لیے یہ جملہ کہا جا سکتا ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ بندے کو ایسے برے خواب آ سکتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ پریشان ہو سکتا ہے، یا ڈر سکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق ایسے خوابوں اور ان کے شرّ سے بچنے کے لیے مختلف مسنون طریقے استعمال کیے جائیں اور یہ یقین رکھا جائے کہ ان خوابوں کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

برا خواب دیکھنے والے کو درج ذیل امور سرانجام دینے چاہئے:

(۱) نماز پڑھنا

(۲) بائیں جانب تین دفعہ تھوکنا اور برے خواب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا۔

(۳) شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا اور اپنا پہلو بدل لینا۔

بَابُ أَحْسَنِ أَوْقَاتِ الرُّؤْيَا وَوَعِيدِ مَنْ كَذَبَ فِي الرُّؤْيَا مُتَعَمِّدًا

خواب دیکھنے کے بہترین اوقات اور خواب کے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے کی وعید کا بیان

(۷۸۲۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۶۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ سچا خواب وہ ہے، جو سحریوں کے وقت آتا ہے۔''

(۷۸۲٦) تخریج: اسناده ضعیف لضعف دراج بن سمعان فی روایته عن ابی الهیثم، أخرجه الترمذی: ۲۲۷٤ (انظر: ۱۱۲٤۰)

(۷۸۲۷)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَيَا۔)) (مسند احمد: ۵۷۱۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو نیند میں وہ کچھ دکھائے، جوانہوں نے دیکھا نہ ہو۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جھوٹے خواب بیان کرتا ہے۔

(۷۸۲۸)۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلٰى عَيْنَيْهِ، كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدًا بَيْنَ طَرَفَيْ شَعِيْرَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۰)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی آنکھوں پر جھوٹ بولتا ہے، روز قیامت اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دانے کے دو کناروں میں گرہ لگائے۔''

(۷۸۲۸)۔وَعَنْهُ فِيْ اُخْرٰى يَرْفَعُهَا قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلْمِهِ كُلِّفَ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۵۶۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹا خواب بتایا، اسے روز قیامت یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دانے میں گرہ لگائے۔''

فوائد:...... یعنی ایسا آدمی اس وقت تک مبتلائے عذاب رہے گا، جب تک جو کے دانے میں گرہ نہ لگا لے اور گرہ لگا نہیں سکے گا، اللہ تعالی کی پناہ۔

جھوٹے خواب کی مذمت کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کے سچا یا جھوٹا ہونے کی تحقیق کرنے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے، بس وہ سب کچھ ماننا پڑے گا جو وہ اپنے خواب کے بارے میں بیان کر رہا ہوگا، ویسے تو کسی گواہی یا اندازے سے جھوٹا آدمی پکڑا جاتا ہے۔

(۷۸۲۹)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ كَذَبَ فِي الرُّؤْيَا مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو خواب میں جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کرلے۔''

فوائد:...... لوگ اپنی شہرت، ناموری اور نیک نامی کے لیے جھوٹے خوابوں کا سہارا لیتے ہیں، ان احادیث میں خلافِ حقیقت خواب بیان کرنے کو سب سے بڑا جھوٹ کہا گیا ہے اور اس کو عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔

(۷۸۲۷) تخريج: أخرجه البخارى: ۷۰۴۳ (انظر: ۵۷۱۱)

(۷۸۲۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذى: ۲۲۸۱ (انظر: ۱۰۷۰)

(۷۸۲۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۸۲۹) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۱۰۸۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَأْوِيْلِ الرُّؤْيَا
خوابوں کی تعبیر کا بیان

(۷۸۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ بِالسَّمْنِ وَالْعَسَلِ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ فَانْقَطَعَ، ثُمَّ وُصِلَ۔ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ! وَاللّٰهِ! لَتَدَعُنِّيْ فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ((أُعْبُرْهَا۔)) قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ: فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا الَّذِيْ يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ، فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَالْحَقُّ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُوْ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهُ فَيَعْلُوْ بِهِ، فَأَخْبِرْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ! أَصَبْتُ أَوْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے رات کو ایک خواب دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان ہے، اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا، میں نے دیکھا کہ لوگ اُس سے چلو بھر رہے ہیں، کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی کم۔ ادھر ایک رسی ہے، جو زمین سے آسمان تک پہنچ رہی ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے آدمی نے اس کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے آدمی نے پکڑا، اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک آدمی نے اس کو پکڑا لیکن وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر اسے جوڑا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر بیان کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) تم اس کی تعبیر بیان کرو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: سائبان اسلام ہے اور اس سے ٹپکنے والے شہد اور گھی سے مراد قرآن کی مٹھاس ہے۔ پس کوئی قرآن کا زیادہ حصہ سیکھنے والا ہے اور کوئی کم اور جو آسمان سے زمین تک پہنچنے والی رسی ہے، وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے ذریعے سر بلند فرمائے گا۔ پھر اس کو ایک آدمی پکڑے گا، وہ بھی اس کے ساتھ بلندی پر فائز ہوگا، پھر اس کو ایک دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر اس کو تیسرا آدمی پکڑے گا، پس وہ ٹوٹ جائے گی۔ پھر اس کو جوڑا جائے گا، پھر وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا۔ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے بتلایئے میری یہ بیان کردہ

(۷۸۳۰) تخريج: أخرجه البخاري (انظر:)

أَخْطَأْتُ، قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ۔)) (مسند احمد: ۲۱۱۳)

تعبیر صحیح ہے یا غلط؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بعض حصہ درست بیان کیا اور بعض میں غلطی کی۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ضرور میری غلطی کو بیان کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر! قسم نہ اٹھاؤ۔''

فوائد:...... اس حدیث میں دو امور قابل وضاحت ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کا ابو بکر صدیق کی قسم پوری نہ کرنا اور...... (۲) اس خواب اور اس کی تعبیر کا مفہوم۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر قسم ڈال دے تو وہ اسے پورا کرے، جیسا سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات امور کا حکم دیا، (ان میں سے ایک یہ تھا کہ) کہ ((اِبْرَارُ الْمُقْسِمِ))...... ''قسم دینے والے کی قسم کو پورا کیا جائے۔'' (بخاری: ۵۸۶۳)

اس حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ پر قسم ڈالی، لیکن آپ ﷺ نے اسے پورا نہ کیا، بلکہ دوبارہ قسم نہ اٹھانے کی تلقین کر دی۔ امام نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس موقع پر سیدنا ابو بکر کی قسم پوری کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا جواب دینے میں کوئی مفسدت یا کوئی مشقت تھی، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے جواب دینا نامناسب سمجھا۔ ممکن ہے کہ مفسدت سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور اس موقع پر جنگوں اور فتنوں کے نمودار ہونے کی خبر دینا ہو، جس سے مسلمان وقت سے پہلے غمگین ہو جائیں گے۔ (شرح مسلم) کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنی چاہیے، بشرطیکہ ایسا کرنے میں کوئی مفسدت اور خرابی نہ ہو۔

(۲) خواب کی وضاحت: نبی کریم ﷺ کے ساتھ تین افراد کا ذکر کیا گیا ہے، پہلے فرد سے مراد خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے سے مراد خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تیسرے سے مراد خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن تیسرے فرد پر رسی کے ٹوٹ جانے سے کیا مراد ہے؟ اس کے دو جواب دیے گئے ہیں: (۱) ممکن تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان قضایا کی بنا پر صدیق و فاروق کو نہ مل پاتے، جن کا لوگوں نے انکار کر دیا تھا، اس خلا کو رسی کے کٹنے سے تعبیر کیا گیا، پھر ان کے حق میں شہادتیں دی گئیں تو وہ ان کے ساتھ مل گئے اور ان کی خلافت مکمل ہو گئی۔ (۲) رسی کے ٹوٹنے سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے اس رسی کو جوڑا گیا۔ لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوئے تھے، ان کی شہادت کو رسی کے ٹوٹنے سے تعبیر کیوں نہیں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ان کا قتل مخصوص عداوت کی بنا پر تھا، جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اس ولایت کی وجہ سے تھا، جس کے ذریعے وہ بلند ہوئے تھے۔ (تلخیص از عون المعبود)

تنبیہ:...... نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی غلطی کی وضاحت کیوں نہیں کی؟ مذکورہ بالا وجہ کے علاوہ اس سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ اگر کسی خواب کی تعبیر نہ کرنے میں کوئی مصلحت ہو یا تعبیر کرنے سے کوئی

مفسدت لازم آتی ہو تو تعبیر کرنے والے کو خاموش رہنا چاہیے۔

(۷۸۳۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بِيَدِيْ قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ وَلَا أُشِيْرُ بِهَا إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔)) (مسند احمد: ٤٤٩٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے، جنت میں جس جگہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں، وہ مجھے اڑا کر لے جاتا ہے، جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ) تمہارا بھائی عبداللہ نیک آدمی ہے۔''

فوائد:...... ۱۵ فروری ۲۰۱۴ء کو میری اہلیہ محترمہ ام میمون وفات پا گئی تھیں، ان کی سہیلیوں نے ان کے بارے میں بڑے اچھے اچھے خواب دیکھے، میرے محترم والد نے رات ایک بجے ان کے بارے میں یہ خواب دیکھا کہ وہ ایسی گھوڑی پر سوار ہو کر گھر آئی ہیں، جو اڑ کر ہمارے گھر آئی ہے اور انھوں نے بہت اچھا اور خوبصورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا، آتے ہی والدہ محترمہ سے محو کلام ہو گئیں، ابو جی ملاقات کرنے کے لیے اٹھے، اتنے میں آنکھ کھل گئی، ابو جی نے اسی وقت ہماری والدہ کو بیدار کر کے یہ خواب سنا کر خوش کیا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد فوراً میرے سسر کے گھر گئے اور ان کو یہ خواب سنایا۔

جب مجھے یہ تفصیل بتائی گئی تو اس وقت یہ حدیث مبارکہ ذہن میں آ گئی کہ جنت میں اڑنے والے گھوڑے ہوں گے۔ اے اللہ کریم! میری اہلیہ کو میرے ابو جان کے خواب کا حقیقی مصداق بنا دے اور ان کو جنت کی بہاروں میں لطف اندوز ہونے کا موقع عطا فرما۔ آمین ثم آمین، یارب العالمین۔

(۷۸۳۲)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا فَأَقُصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَأَيْتُ فِي

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تو وہ آتا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر وہ خواب بیان کرتا، میری بھی آرزو تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم ﷺ پر بیان کروں، میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا اور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا ہے اور مجھے آگ کی جانب لے جا رہے ہیں، وہاں ایک منڈیر تھی، جس طرح کنوئیں کی منڈیر ہوتی ہے اور

(۷۸۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۵٦، ۷۰۱۵، ومسلم: ۲٤۷۸ (انظر: ٤٤٩٤)

(۷۸۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۳۷۳۸، ومسلم: ۲٤۷۹ (انظر: ٦۳۳۰)

النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ۔)) قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔ (مسند احمد: ٦٣٣٠)

اس کے دوستون تھے، اس میں کچھ لوگ تھے، جنہیں میں پہچانتا تھا میں نے یہ دیکھ کر کہنا شروع کر دیا: میں آگ سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں، میں آگ سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں، ان دو فرشتوں کو ایک اور فرشتہ ملا، اس نے مجھ سے کہا: عبداللہ آپ ہرگز نہ ڈریں، میں نے یہ خواب اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا، انہوں نے اس کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے، بس ایک بات ہے کہ اگر وہ رات کو قیام کرنا شروع کر دے (تو بہت اچھا ہو گا)۔'' سالم کہتے ہیں: (یہ تعبیر سننے کے بعد) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو کم ہی سویا کرتے تھے (یعنی رات کا زیادہ حصہ عبادت میں مصروف رہتے تھے)۔

(٧٨٣٣)۔عَنْ وَاهِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ لَكَأَنَّ فِي إِحْدَى إِصْبَعَيَّ سَمْنًا وَفِي الْأُخْرٰى عَسَلًا فَأَنَا أَلْعَقُهُمَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((تَقْرَأُ الْكِتَابَيْنِ التَّوْرَاةَ وَالْفُرْقَانَ۔)) فَكَانَ يَقْرَؤُهُمَا۔ (مسند احمد: ٧٠٦٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا، جیسے سونے والا دیکھتا ہے گویا کہ میری دو انگلیوں میں سے ایک پر گھی لگا ہے اور دوسری پر شہد اور میں دونوں انگلیوں کو چاٹ رہا ہوں، جب صبح ہوئی تو میں نے نبی کریم ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے تعبیر بتائی کہ ''تم دو کتابیں تورات اور قرآن مجید پڑھو گے۔'' پس وہ یہ دونوں کتابیں پڑھتے تھے۔

(٧٨٣٤)۔قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: رَأَيْتُ رُؤْيَا وَأَنَا أَكْتُبُ سُورَةَ ص قَالَ فَلَمَّا بَلَغْتُ السَّجْدَةَ رَأَيْتُ الدَّوَاةَ وَالْقَلَمَ وَكُلَّ شَيْءٍ بِحَضْرَتِي انْقَلَبَ سَاجِدًا قَالَ فَقَصَصْتُهَا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں سورۂ ص لکھ رہا ہوں، جب میں سجدہ والی آیت پر پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور میرے اردگرد موجود ہر چیز نے سجدہ کیا، جب میں نے یہ خواب

(٧٨٣٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٦٧٢ (انظر: ٧٠٦٧)

(٧٨٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، بكر بن عبد الله المزني لم يسمع من ابي سعيد الخدري، أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٣٢، والبيهقي: ٢/ ٣٢٠ (انظر: ١١٧٤١)

عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يَسْجُدُ بِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۷۶۳)

نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو اس کے بعد آپ ﷺ ہمیشہ اس سورت میں سجدۂ تلاوت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

(۷۸۳۵)۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ وَخُزَيْمَةُ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ عَنْ عَمِّهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ رَأٰى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ يَسْجُدُ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَاضْطَجَعَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۳۰)

عمارہ بن خزیمہ، یہ سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کی شہادت کو دو افراد کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا، تو عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا، جو صحابی تھے، سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خزیمہ بن ثائب انصاری رضی اللہ عنہ نے نیند میں نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ ﷺ لیٹ گئے اور سیدنا خزیمہ نے آپ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

(۷۸۳۶)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَخْبَرَنِيْ عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ اَنَّ خُزَيْمَةَ رَاٰى فِي الْمَنَامِ اَنَّهُ يَسْجُدُ عَلٰى جِبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاَتٰى خُزَيْمَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((صَدِّقْ رُؤْيَاكَ۔)) فَسَجَدَ عَلٰى جِبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۲۹)

(دوسری سند) سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی، نبی کریم ﷺ لیٹ گئے اور ان سے فرمایا: ''اپنا خواب سچا کرلو۔'' پس انہوں نے نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

(۷۸۳۷)۔عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے

(۷۸۳۵) تخریج: اسناده ضعيف جدا، عامر بن صالح الزبيري متروك، وفيه الاختلاف الذي وقع فيه على يونس بن يزيد وعلى الزهري، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۷۶۳۰ (انظر: ۲۱۸۸۵)

(۷۸۳۶) تخريج: اسناده ضعيف، صالح بن ابي الاخضر ضعيف، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۷۸۳۷) تخريج: ضعيف لاضطراب سنده ومتنه، أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۱/ ۷۸، والطبراني: ۳۷۱۷ (انظر: ۲۱۸۷۸)

أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرُّوحَ لَيَلْقَى الرُّوحَ۔)) وَأَقْنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ هٰكَذَا فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۲۲)

ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کررہا ہوں، جب میں نے یہ خواب آپ ﷺ کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک روح روح کو مل ہی جاتی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اوپر اٹھایا یہاں تک کہ سیدنا خزیمہ نے اپنی پیشانی آپ ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

(۷۸۳۸)۔عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَاٰى فِيْ مَنَامِهِ اَنَّهُ يُقَبِّلُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۰۷)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کا بوسہ لے رہے ہیں، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس چیز کی خبر دی، آپ ﷺ نے ان کو پکڑا اور انھوں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

(۷۸۳۹)۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ فَرُبَّمَا قَالَ: ((هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟)) فَإِذَا رَأَى الرَّجُلُ رُؤْيَا سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ كَانَ أَعْجَبَ لِرُؤْيَاهُ إِلَيْهِ قَالَ فَجَائَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ بِهَا وَجْبَةً ارْتَجَّتْ لَهَا الْجَنَّةُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا قَدْ جِيءَ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ حَتّٰى عَدَّتْ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا وَقَدْ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اچھے خواب بہت بھلے لگتے تھے، بعض اوقات آپ خود سوال کرتے تھے کہ ''تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور جب کسی آدمی نے دیکھا ہوتا وہ اس کے متعلق خود پوچھ لیتا تھا، اگر کوئی نقصان دہ نہ ہوتا تو وہ اس خواب کی وجہ سے آپ کی نظر میں زیادہ پسندیدہ ہو جاتا ایک عورت آئی اور کہا اے اللہ کے رسول! گویا کہ میں جنت میں داخل ہوئی ہوں اور وہاں میں نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی ہے، جس سے جنت لرز اٹھی ہے میں نے دیکھا تو اچانک فلاں کا بیٹا فلاں کا اور فلاں کا بیٹا فلاں، یہاں تک کہ اس نے بارہ آدمی شمار کئے، اس سے پہلے حقیقی طور پر نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا تھا، عورت خواب بتاتی ہے کہ

(۷۸۳۸) تخریج: ضعیف لاضطراب اسناده ومتنه، وانظر الحدیث السابق، أخرجه عبد الرزاق: ۲۳۹٤ (انظر: ۲۱۸٦۳)

(۷۸۳۹) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابویعلی: ۳۲۸۹، وابن حبان: ٦۰٥٤، والنسائی فی ''الکبری'': ۷٦۲۲ (انظر: ۱۲۳۸٥)

قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَتْ فَجِيءَ بِهِمْ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ طُلْسٌ تَشْخُبُ أَوْدَاجُهُمْ قَالَ فَقِيلَ اذْهَبُوا بِهِمْ إِلَى نَهْرِ الْبَيْدَخِ أَوْ قَالَ إِلَى نَهَرِ الْبَيْذَجِ قَالَ فَغُمِسُوا فِيهِ فَخَرَجُوا مِنْهُ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ ثُمَّ أَتَوْا بِكَرَاسِيَّ مِنْ ذَهَبٍ فَقَعَدُوا عَلَيْهَا وَأُتِيَ بِصَحْفَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوِهَا فِيهَا بُسْرَةٌ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَمَا يَقْلِبُونَهَا لِشِقٍّ إِلَّا أَكَلُوا مِنْ فَاكِهَةٍ مَا أَرَادُوْا وَأَكَلْتُ مَعَهُمْ قَالَ: فَجَاءَ الْبَشِيرُ مِنْ تِلْكَ السَّرِيَّةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَانَ مِنْ أَمْرِنَا كَذَا وَكَذَا وَأُصِيبَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ حَتّٰى عَدَّ الِاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ عَدَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيَّ بِالْمَرْأَةِ۔)) فَجَائَتْ قَالَ: ((قُصِّي عَلٰى هٰذَا رُؤْيَاكِ۔)) فَقَصَّتْ قَالَ: ((هُوَ كَمَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ)) (مسند احمد: ١٢٤١٢)

انہیں لایا گیا ان پر میلے کچیلے کپڑے دیئے گئے تھے، ان کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا، ان کے متعلق کہا گیا کہ انہیں نہر بیدخ یا نہر بیدج میں لے جاؤ، انہوں نے اس میں غوطہ لگایا وہ اس سے باہر آئے ان کے چہرے اس طرح چمک رہے ہیں، جیسا کہ چودھویں کا چاند ہے، پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں، وہ ان پر بیٹھ گئے اور ایک پیالہ لایا گیا، جس میں ڈوکا کھجوریں تھیں، انہوں نے اس میں سے کھایا، وہ کسی بھی پہلو میں اسے پلٹتے ہیں تو پھل ہی پھل کھاتے تھے، میں بھی ان کے ساتھ کھاتی ہوں، اتنی دیر میں حقیقی طور پر اس دستہ کے متعلق اطلاع دینے والا آیا اس نے ساری تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ فلاں، فلاں، فلاں حتیٰ کہ بارہ آدمی شمار کئے، وہ سب شہید ہو گئے ہیں، یہ اتنی ہی تعداد تھی جتنی اس عورت نے بیان کی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو میرے پاس لے آؤ۔'' آپ نے اس سے فرمایا: ''اسے اپنا خواب سناؤ۔'' اس عورت نے اسی طرح بیان کیا جس طرح نبی کریم ﷺ کے لئے بیان کیا تھا۔

فوائد: ...... یہ خواب سچ تھا اور حقیقت کے عین مطابق تھا، اس خواب کی روشنی میں سابقہ ان احادیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے، جن میں نیک خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ لَا يُخْبَرُ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ
نیند میں شیطان کے کھیلنے کی اطلاع نہ دینے کا بیان

(٧٨٤٠)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ فَسَقَطَ رَأْسِي فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ مَكَانَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری گردن مار دی گئی ہے اور میرا سر گر پڑا، میں اس کے پیچھے جاتا ہوں، اسے پکڑ کر پھر اس کی جگہ پر لگا دیتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کے ساتھ

(٧٨٤٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٦٨ (انظر: ١٤٣٨٣)

لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٣٦)

شیطان کھیل کرے تو ہرگز لوگوں کو نہ بتائے۔''

(٧٨٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((يَطْرُقُ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ ثُمَّ يَغْدُو يُخْبِرُ النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ٨٧٤٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر مار دیا گیا ہے، پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ لڑھکتا گیا، نبی کریم ﷺ مسکرا پڑے اور پھر فرمایا: ''تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور اسے ہولناکی میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر وہ صبح کو لوگوں کو بتا رہا ہوتا ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آدمی جن خوابوں کو برا اور شیطانی سمجھتا ہے، ان کو لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے، بلکہ آپ ﷺ نے ان کے خیال کو دفع کرنے کا جو طریقہ بتلایا، اس پر عمل کرے اور ان کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

(٧٨٤٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ الْجُشَمِيُّ عَنْ شَيْخٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهُ جَعْدَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى لِرَجُلٍ رُؤْيَا قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَجَعَلَ يَقُصُّهَا عَلَيْهِ وَكَانَ الرَّجُلُ عَظِيمَ الْبَطْنِ قَالَ فَجَعَلَ يَقُولُ بِأُصْبُعِهِ فِي بَطْنِهِ ((لَوْ كَانَ هَذَا فِي غَيْرِ هَذَا لَكَانَ خَيْرًا لَكَ۔)) (مسند احمد: ١٩١٩٣)

ابو اسرائیل جشمی اپنے قبیلے کے جعدہ نامی بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا، پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے وہ خواب اس کے سامنے بیان کیا، وہ آدمی بڑے پیٹ والا تھا، آپ ﷺ اپنی انگلی اس کے پیٹ میں لگا کر فرمانے لگے: ''اگر یہ اس پیٹ کی جگہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں بڑا ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔''

فوائد:...... اس حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیٹ کے بجائے دوسرے اعضا میں یہ بڑا پن ہوتا، جیسے بازو یا سر وغیرہ، پیٹ بڑا ہونے کی بجائے اس کی ذہانت اور عقل زیادہ ہوتی تو یہ بہتر ہوتا، پیٹ کے بڑا ہونے میں تو کوئی خوبی نہیں ہے، بلکہ یہ تو قابل مذمت چیز ہے، کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے، طبیعت میں کاہلی اور سستی آ جاتی ہے۔

(٧٨٤١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٣٩١١ (انظر: ٨٧٦٣)

(٧٨٤٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو اسرائيل الجشمي في عداد المجهولين، أخرجه القصة الاولى الطبراني في "الكبير": ٢١٨٥، والحاكم: ٤/ ١٢١، والقصة الثانية النسائي في "الكبرى": ١٠٩٠٣ (انظر: ١٨٩٨٤)

(۷۸۴۳)۔عَنْ جَعْدَةَ مَوْلٰی اَبِی اِسْرَائِیْلَ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ يَقُصُّ عَلَيْهِ رُؤْيَا، وَذَكَرَ سِمَنَهُ وَعِظَمَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ هٰذَا فِي غَيْرِ هٰذَا كَانَ خَيْرًا لَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۶٤)

مولائے ابو اسرائیل سیدنا جعدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، جبکہ ایک آدمی آپ ﷺ پر خواب بیان کر رہا تھا، اس نے اپنے موٹاپے اور بڑے پیٹ کا ذکر کیا، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تیرا یہ بڑا ہونا دوسرے اعضاء (یا صلاحیت) میں ہوتا تو بہتر تھا۔''

(۷۸٤٤)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَاٰى رَجُلًا سَمِيْنًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُوْمِي اِلٰى بَطْنِهِ بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((لَوْ كَانَ هٰذَا فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَكَانِ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۹٦۲)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے ایک موٹے آدمی کو دیکھا اور آپ ﷺ نے اس کے پیٹ کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا: ''اگر یہ بڑا پن کسی دوسرے (عضو یا عقلی صلاحیت وغیرہ) میں ہوتا تو بہتر تھا۔''

فوائد:...... یہ روایات ضعیف ہے، بہر حال بسیار خوری کی وجہ سے پیٹ کا بڑا ہونا قابل مذمت ہے۔

بَابُ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے خوابوں کا بیان

(۷۸٤۵)۔قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذَكَرَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَظِعْتُهُمَا فَكَرِهْتُهُمَا وَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُ كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ۔)) قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۳)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کا خواب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں دو کنگن سونے کے رکھ دیئے گئے ہیں، میں ان کی وجہ سے گھبرا گیا اور میں نے انہیں ناپسند کیا، مجھے اجازت ملی کہ میں ان پر پھونک ماروں، پس جب میں نے ان پر پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ یہ نمودار ہونے والے دو جھوٹے نبی ہوں گے۔'' عبیداللہ کہتے ہیں: ایک ان میں سے اسود عنسی ہے، جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

(۷۸٤۳) تخريج: انظر الحديث السابق (۷۸٤٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(۷۸٤۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٤۳۷۹، ۷۰۳۳، وأما قول ابن عباس فيه: "ذُكر لي" فقد جاء من غير هذا الطريق ان الذي حدثه بذالك وهو ابو هريرة فقد أخرجه البخاري: ۳٦۲۱، ٤۳۷٤، ومسلم: ۲۲۷٤ (انظر: ۲۳۷۳)

فوائد:...... پھونک مارنے سے مراد ان جھوٹے مدعیان نبوت کی ہلاکت تھی۔

(٧٨٤٦)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٨٢٣٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے دیئے گئے ہیں اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے، جو مجھ پہ بڑے گراں گزرے اور انہوں نے مجھے بہت غمگین کیا، میری طرف وحی کی گئی کہ آپ ان پر پھونک مار دیں، پس جب میں نے ان پر پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس کی تاویل یہ کی کہ اس سے مراد وہ دو کذاب ہیں کہ میں جن کے درمیان ہوں، ایک صنعاء والا یعنی اسود عنسی ہے اور دوسرا صاحبِ یمامہ یعنی مسیلمہ کذاب۔''

فوائد:...... زمین کے خزانوں سے مراد قیصر و کسری کی سلطنتیں اور مال و دولت کے خزانے ہیں، یہ خزانے بھی آپ ﷺ کی امت کو مل گئے تھے اور صنعاء اور یمامہ میں دو جھوٹوں نے نبوت کا دعوی بھی کیا تھا، لیکن ہلاکت ان کا مقدر بنی۔

(٧٨٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ مَلَكَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ اضْرِبْ مَثَلَ هٰذَا وَمَثَلَ أُمَّتِهِ فَقَالَ إِنَّ مَثَلَهُ وَمَثَلَ أُمَّتِهِ كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ انْتَهَوْا إِلَى رَأْسِ مَفَازَةٍ فَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ مِنَ الزَّادِ مَا يَقْطَعُونَ بِهِ الْمَفَازَةَ وَلَا مَا يَرْجِعُونَ بِهِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَتَاهُمْ رَجُلٌ فِي حُلَّةٍ حِبَرَةٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ دو فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک آپ ﷺ کی پاؤں کی جانب اور دوسرا سر کی جانب بیٹھ گیا، جو پائنتی کی جانب بیٹھا تھا، اس نے اس فرشتہ سے کہا جو سرہانے بیٹھا تھا، آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی امت کی مثال بیان کرو، اس نے کہا آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی امت کی مثال اس قوم کی مانند ہے، جو ایک چٹیل میدان میں پہنچتی ہے، اس کے پاس نہ تو توشہ سفر ہے کہ اس جنگل کو طے کر سکے اور نہ ہی واپس لوٹنے کی گنجائش ہے، یہ قوم اسی حالت میں تھی کہ اس کے پاس ایک آدمی آتا

(٧٨٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٧٥، ٧٠٣٧، ومسلم: ٢٢٧٤ (انظر: ٨٢٤٩)

(٧٨٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، ولين يوسف بن مهران، أخرجه البزار: ٢٤٠٧، والطبراني: ١٢٩٤٠ (انظر: ٢٤٠٢)

وَحِيَاضًا رُوَاءً أَتَتَّبِعُونِي فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمْ فَأَوْرَدَهُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً وَحِيَاضًا رُوَاءً فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا وَسَمِنُوا فَقَالَ لَهُمْ أَلَمْ أَلْقَكُمْ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَجَعَلْتُمْ لِي إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً وَحِيَاضًا رُوَاءً أَنْ تَتَّبِعُونِي فَقَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ رِيَاضًا أَعْشَبَ مِنْ هٰذِهِ وَحِيَاضًا هِيَ أَرْوَى مِنْ هٰذِهِ فَاتَّبِعُونِي قَالَ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ صَدَقَ وَاللّٰهِ لَنَتَّبِعَنَّهُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ قَدْ رَضِينَا بِهٰذَا نُقِيمُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۲)

ہے، جو دھاری دار جوڑا زیب تن کئے ہے اور وہ کہتا ہے: کیا میں تمہیں سرسبز و شاداب باغیچے میں لے چلوں، جس کا منظر نہایت ہی دلربا ہے، کیا تم میرے پیچھے چلو گے؟ وہ قوم کہتی ہے: جی ہاں چلیں گے، وہ انہیں لے کر چلتا ہے اور انہیں سرسبز و شاداب باغیوں اور حسین منظر حوضوں میں وارد کرتا ہے، وہ ان میں کھاتے پیتے ہیں اور موٹے تازے صحت مند ہو جاتے ہیں تو وہ انہیں یاد دہانی کراتا ہے، جب میری تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم کس حال میں تھے، پھر تم نے مجھ پر اعتماد کیا، میں نے تم سے عہد کیا تھا کہ میں تمہیں سرسبز و شاداب باغیچوں اور حسین منظر حوضوں میں وارد کروں گا، اگر تم میرے پیچھے چلو گے تو میں نے وارد کیا ہے، وہ قوم کہتی ہے: کیوں نہیں، ایسا ہی ہوا ہے، وہ کہتا ہے تو اب میں پھر کہتا ہوں: ان باغوں سے بھی زیادہ سرسبز باغ اور حسین منظر حوض اس سے آگے ہیں، میرے پیچھے چلو تو ایک گروہ نے کہا: اس نے سچ کہا ہے، ہم پیچھے جائیں گے، دوسرا گروہ کہتا ہے اتنا ہی ہمیں کافی ہے، ہم اسی پر مقیم رہنا پسند کرتے ہیں، ساتھ نہیں جاتے۔''

فوائد:...... اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق دنیا میں رہ کر جنت کے حصول کی فکر کرے گا، وہ اس کے باغوں اور حوضوں میں جائے گا اور جو دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا رہا وہ جنت سے محروم رہے گا۔

(۷۸٤۹)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أُتِيتُ وَأَنَا نَائِمٌ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى جَعَلَ اللَّبَنُ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي ثُمَّ نَاوَلْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ۔)) (مسند احمد: ٥٥٥٤)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پیا، یہاں تک کہ دودھ میرے ناخنوں سے پھوٹنا شروع ہو گیا، پھر جو بچ گیا، وہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد علم ہے۔''

(۷۸٤۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٦۸۱، ۷۰۰٦، ومسلم: ۲۳۹۱ (انظر: ٥٥٥٤)

فوائد:...... ثابت ہوا خواب میں دودھ پینا یا کسی کو دینا یہ علم دین کی اشاعت ہے اور اس علم دین کو حاصل کرنا ہے۔

(٧٨٥٠)۔ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ نَزَعَ عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔)) (مسند احمد: ٤٨١٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے متعلقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ابوبکر کھڑے ہوئے ایک یا دو ڈول کنوئیں سے پانی کے کھینچتے ہیں، ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ تعالی انہیں معاف فرمائے، پھر عمر نے ڈول کھینچا ہے، پس وہ بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا، میں نے لوگوں میں سے اتنا قوی کسی کو نہیں دیکھا، (انھوں نے اس قدر ڈول کھینچے کہ) لوگوں نے اپنے اونٹ بٹھا لیے۔''

فوائد:...... یہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف اشارہ ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمزوری سے مراد ان کی مدتِ خلافت کا مختصر ہونا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دس برس سے بھی زیادہ تھی، انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خوب خدمت کی۔

(٧٨٥١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّا ذِكْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَوْطِ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٤٨٨١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ ایک نیک آدمی ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ وابستہ ہوگئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہوگئے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ وابستہ ہوگئے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کھڑے ہوئے تو ہم نے کہا: نیک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے ساتھ وابستہ یکے بعد دیگرے وابستہ ہونے والوں سے مراد اس دین کے والی اور خلیفے ہیں، جس دین کے ساتھ اللہ تعالی نے اپنی نبی کو مبعوث فرمایا۔

(٧٨٥٢)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ رَجُلٍ

اسود بن ہلال اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، یہ

(٧٨٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٣٣، ومسلم: ٢٣٩٣ (انظر: ٤٨١٤)

(٧٨٥١) تخريج: ضعيف، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤٦٣٦ (انظر: ١٤٨٢١)

(٧٨٥٢) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٦٦٠٤)

مِنْ قَوْمِهِ قَالَ كَانَ يَقُولُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَا يَمُوتُ عُثْمَانُ حَتَّى يُسْتَخْلَفَ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ تَعْلَمُ ذَلِكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ مِنْ أَصْحَابِي وُزِنُوا فَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ فَوَزَنَ ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَنَقَصَ صَاحِبُنَا وَهُوَ صَالِحٌ۔ (مسند احمد: ١٦٧٢١)

آدمی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کہا کرتا تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے بغیر وفات نہیں پائیں گے، ہم نے اس سے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے رات کو خواب دیکھا کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو یہ وزن میں بڑھ گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وزن کئے گئے تو یہ بھی وزن میں بھاری ہوئے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ان کا وزن کچھ کم نکلا، بہرحال وہ نیک اور صالح ہیں۔''

فوائد:...... اگر چہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد تھے، لیکن ان کے دورِ خلافت میں جو افراتفری بپا ہوئی تھی، اس کو کم وزن سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

(٧٨٥٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَنَفَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي سَيْفِي ذِي الْفَقَارِ فَلًّا فَأَوَّلْتُهُ فَلًّا يَكُونُ فِيكُمْ وَرَأَيْتُ أَنِّي مُرْدِفٌ كَبْشًا فَأَوَّلْتُهُ كَبْشَ الْكَتِيبَةِ وَرَأَيْتُ أَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِينَةَ وَرَأَيْتُ بَقَرًا تُذْبَحُ فَبَقَرٌ وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَبَقَرٌ وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَكَانَ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذوالفقار تلوار جنگ بدر کے دن بطور انعام دی، یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن خواب دیکھا تھا، اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''میں نے اپنی اس تلوار ذوالفقار میں ایک شگاف اور رخنہ دیکھا ہے، اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے اندر رخنہ پڑے گا (یعنی شکست ہوگی)، میں نے دیکھا ہے کہ میں نے مینڈھے کو پیچھے سوار کیا ہوا ہے، میں نے تاویل کی ہے کہ دشمن لشکر کا بہادر شہید ہوگا، میں نے دیکھا ہے کہ میں نے محفوظ زرہ پہنی ہوئی ہے میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ محفوظ رہے گا اور میں نے دیکھا ہے کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے، اللہ بھلائی والا ہے اور اللہ بھلائی والا ہے۔'' وہی ہوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔

فوائد:...... یہ تعبیریں غزوۂ احد کے موقع پر پوری ہوئیں، گائے ذبح ہونے کی تعبیر اسی غزوہ کے موقع پر ستر

(٧٨٥٣) تخريج: اسناده حسن، أخرج أوله الى قوله "يوم احد": الترمذي: بعد الحديث: ١٥٦١، وابن ماجه: ٢٨٠٨، وأخرج بأطول مما هنا الحاكم: ٢/ ١٢٨، والبيهقي: ٧/ ٤١ (انظر: ٢٤٤٥)

صحابۂ کرام کی شہادت ہے۔

طلحہ بن ابوطلحہ مشرکوں کا علم بردار تھا، یہ قتل ہو گیا تھا، مینڈھے سے مراد اسی کا قتل ہے۔

(۷۸۵٤)۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي مُرْدِفٌ كَبْشًا وَكَأَنَّ ظُبَةَ سَيْفِي انْكَسَرَتْ فَأَوَّلْتُ أَنِّي أَقْتُلُ صَاحِبَ الْكَتِيبَةِ وَأَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُقْتَلُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸٦۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا، جیسا کہ سونے والا خواب دیکھتا ہے کہ میں نے ایک مینڈھا اپنے پیچھے بٹھایا ہوا ہے اور میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے، میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ دشمن لشکر کا آدمی قتل ہوگا اور میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی شہید ہوگا۔''

فوائد:...... دشمنوں کا علم بردار طلحہ بن ابی طلحہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔

(۷۸۵۵)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنِّي أَتَيْتُ بِكُتْلَةِ تَمْرٍ فَعَجَمْتُهَا فِي فَمِي فَوَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً آذَتْنِي فَلَفَظْتُهَا ثُمَّ أَخَذْتُ أُخْرٰى فَعَجَمْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً فَلَفَظْتُهَا ثُمَّ أَخَذْتُ أُخْرٰى فَعَجَمْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً فَلَفَظْتُهَا۔)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي فَلَأَعْبُرْهَا قَالَ: قَالَ: ((أُعْبُرْهَا۔)) قَالَ هُوَ جَيْشُكَ الَّذِي بَعَثْتَ يَسْلَمُ وَيَغْنَمُ فَيَلْقَوْنَ رَجُلًا فَيَنْشُدُهُمْ ذِمَّتَكَ فَيَدَعُونَهُ ثُمَّ يَلْقَوْنَ رَجُلًا فَيَنْشُدُهُمْ ذِمَّتَكَ فَيَدَعُونَهُ ثُمَّ يَلْقَوْنَ رَجُلًا فَيَنْشُدُهُمْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا ہے کہ کھجوروں کا ایک ٹوکرا ہے، میں نے اس میں سے کچھ کھجوریں جمع کی ہیں اور منہ میں ڈال لی ہیں، میں نے ان میں ایسی گٹھلی پائی کہ جس سے مجھے تکلیف ہوئی، میں نے وہ کھجوریں منہ سے پھینک دی ہیں، پھر میں نے اور لے لیں اور انہیں جمع کیا ہے، ان میں گٹھلی موجود تھی، انہیں بھی میں نے پھینک دیا ہے، پھر اور لے لیں اور جمع کر کے منہ میں ڈالی ہیں، ان میں بھی میں نے گٹھلی پائی اور انہیں پھینک دیا۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس کی تعبیر کی اجازت دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی تعبیر کرو۔'' انہوں نے کہا: اس سے مراد آپ کا وہ لشکر ہے جو آپ نے بھیجا ہے وہ صحیح سلامت آئے گا اور مال غنیمت لے کر آئے گا، وہ

(۷۸۵٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، أخرجه ابن ابى شيبة: ۱۱/ ٦۹، والبزار: ۲۱۳۱ (انظر: ۱۳۸۲۵)

(۷۸۵۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد، أخرجه الدارمى: ۲۱٦۲، والحميدى: ۱۲۹٦ (انظر: ۱۵۲۸۸)

ذِمَّتَكَ فَيَدْعُونَهُ قَالَ: ((كَذٰلِكَ۔)) قَالَ الْمَلَكُ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦٢)

ایک آدمی سے ملیں گے، وہ انہیں آپ کے ذمہ کا واسطہ دے گا، وہ اسے چھوڑ دیں گے، پھر وہ ایک اور آدمی سے ملیں گے، وہ بھی آپ کے ذمہ کا واسطہ دے گا، وہ اسے بھی چھوڑ دیں گے، پھر وہ ایک اور آدمی سے ملیں گے، وہ بھی آپ کے ذمہ کا حوالہ دے گا، وہ اسے بھی چھوڑ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نے مجھے یہی تعبیر بتلائی ہے۔''

(٧٨٥٦)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنِّي اللَّيْلَةَ فِي دَارِ رَافِعِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَسَنٌ فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَأُوتِينَا بِتَمْرٍ مِنْ تَمْرِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ لَنَا الرِّفْعَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ۔)) (مسند احمد: ١٣٢٥١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں رافع بن عقبہ کے گھر میں ہوں، ہمارے پاس ابن طاب کھجوریں لائی گئیں، میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ ہمیں دنیا میں رفعت ملے گی اور آخرت میں حسن انجام ملے گا اور ہمارا دین نہایت عمدگی اختیار کر چکا ہے۔''

فوائد:...... ابن طاب، مدینہ منورہ کی کھجوروں کی ایک قسم ہے، جو ابن طاب کی طرف منسوب تھی۔

(٧٨٥٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَهَا نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔)) (مسند احمد: ٥٨٤٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا ہے، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، وہ مدینہ سے نکل کر مہیعہ یعنی جحفہ مقام میں ٹھہر گئی، میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ مدینہ کی وبا وہاں منتقل ہوگئی ہے۔''

(٧٨٥٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرَانِي فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنَ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ قَدْ رُجِّلَتْ وَلِمَّتُهُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں کعبہ کے پاس ہوں، میں نے ایک گندمی رنگ کا بہت زیادہ حسین، جو ایک آدمی ہوسکتا ہے، دیکھا، اس کے بال کانوں تک تھے، کنگھی

(٧٨٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٧٠ (انظر: ١٣٢١٩)

(٧٨٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٠٣٨، ٧٠٤٠ (انظر: ٥٨٤٩)

(٧٨٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٠٢، ٦٩٩٩، ومسلم: ١٦٩ (انظر: ٦٠٩٩)

تَقْطُرُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ رَجِلَ الشَّعْرِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ۔)) (مسند احمد: ٦٠٩٩)

کی ہوئی تھی اور اس کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اس کے بال لہردار تھے، میں نے کہا: یہ آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ مسیح ابن مریم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں، پھر میں نے ایک اور آدمی دیکھا، اس کے بال سخت گھنگھریالے تھے، دائیں آنکھ سے کانا تھا، اس کی آنکھ ابھرے ہوئے انگور کی مانند تھی، یوں سمجھیں کہ لوگوں میں اس کی مشابہت ابن قطن سے پڑتی تھی، یہ بھی دو آدمیوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ مسیح دجال ہے۔''

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کے مختلف خواب تھے، آپ ﷺ نے ان کی تعبیر بھی بیان کر دی ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ خوابوں سے متعلقہ درج بالا ابواب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس اہل ہو گئے ہوں کہ کون سے خواب کو کتنی اہمیت دی جائے، آپ کسی اچھے اور خیر خواہ معبّر سے ان خوابوں کی تعبیر پوچھ سکتے ہیں، جن کو آپ اچھا سمجھتے ہوں، جس خواب کو آپ برا سمجھیں، اس پر استغفار کریں، اللہ تعالی پر توکل کر کے اس سے مت ڈریں اور وہ خواب کسی کو بیان نہ کریں۔

بَابُ رُؤْيَتِهِ ﷺ لِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ فِي الرُّؤْيَا
نبی کریم ﷺ کا خواب میں اللہ تعالی کو دیکھنے کا بیان

(٧٨٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَتَانِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ اَحْسِبُهُ يَعْنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِيْ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ نَحْرِيْ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا پروردگار انتہائی خوبصورت شکل میں میرے خواب میں میرے پاس آیا، میرا خیال ہے کہ یہ نیند کا واقعہ ہے، اور اللہ تعالی نے فرمایا: اے محمد! آپ جانتے ہیں یہ مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جی نہیں، پھر اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان میری کمر پر رکھا یہاں تک کہ میں نے اپنی چھاتی میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی، مجھے زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا علم ہو گیا، پھر اللہ تعالی

(٧٨٥٩) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٣٢٣٣ (انظر: ٣٤٨٤)

الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ نَعَمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا الْكَفَّارَاتُ وَالدَّرَجَاتُ قَالَ الْمَكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقُلْ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ بَذْلُ الطَّعَامِ وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔)) (مسند احمد: ٣٤٨٤)

نے فرمایا: اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جی وہ کفاروں اور درجات میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: کفارے اور درجات کیا کیا ہیں؟ میں نے کہا: کفارات یہ ہیں: مساجد میں ٹھہرنا، جماعتوں کے لیے قدموں پر چل کر جانا، تنگی کے باوجود وضو پورا کرنا، جس نے یہ اعمال کیے، وہ زندہ بھی خیر سے رہا اور اس کی موت بھی خیر پر آئی اور وہ اپنی خطاؤں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جیسے اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا: اور اے محمد! جب آپ نماز ادا کرلیں تو یہ دعا پڑھا کرو: ''اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ'' (اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں کو کرنے، برائیوں کو چھوڑنے اور مسکینوں کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اور جب تو اپنے بندوں سے فتنہ کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں مبتلا کیے بغیر فوت کر دینا۔) اور درجات یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام کہنا اور رات جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھنا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کا اپنے ربّ کو دیکھنے کا یہ واقعہ خواب میں پیش آیا، جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((...... فَنَعِسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ .)) ......''پس میں نماز میں اونگھنے لگ گیا، یہاں تک کہ میں بوجھل ہو گیا، پس اچانک میں اپنے رب کے ساتھ تھا اور اللہ تعالی انتہائی خوبصورت شکل میں تھے۔'' (ترمذی) اور اس حدیث کے شروع میں بھی نیند کا ذکر ہے۔

لہٰذا اس رویت کی کوئی تأویل، تکییف، تعطیل اور تشبیہ بیان نہ کی جائے اور آپ ﷺ کے الفاظ اور ان کے ظاہری مفہوم پر اکتفا کیا جائے۔

جھگڑا کرنے سے مراد کفارات و درجات کے موضوع پر بحث و مباحثہ ہے۔

کفارات سے مراد وہ اعمال ہیں، جو گناہوں کے اثرات کو ختم کرتے ہیں اور درجات سے مراد وہ اعمال ہیں، جن

سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی رفعت و منزلت اور سردیوں میں مکمل وضو کرنے، نماز باجماعت کے لئے (مساجد کی طرف) چل کر جانے، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے انتظار کرنے، کھانا کھلانے، سلام عام کرنے اور نمازِ تہجد پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ نیز درج ذیل دعا کی تعلیم دی گئی ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَلاً بِالْحَسَنَاتِ ، وَتَرْكًا لِلْمُنْكَرَاتِ وَإِذَا أَرَدتَّ فِي قَوْمٍ فِتْنَةً وَأَنَافِيهِمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے اور برائیوں کو ترک کر دینے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہے اور میں وہاں موجود ہوں تو مجھے فتنے سے بچا کر موت دے دینا۔''

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ یہ کتنی مقدس اور مبارک مجلس تھی، لیکن اس میں کون سے اعمال کا ذکر کیا گیا، سبحان اللہ! کیا مسجد میں ٹھہرنے، نماز باجماعت کے لیے پیدل چل کر جانے، وضو کرنے، سلام کہنے، کھانا کھلانے اور رات کو قیام کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ اس بابرکت موقع پر ان کے بارے میں بات ہو رہی ہے اور یہ اعمال مقرب فرشتوں کی بحث کا موضوع ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ ''جس نے مجھے نیند میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا''

(٧٨٦٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَكَانَ يَزِيدُ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي۔)) فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا

یزید فارسی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، یہ اس وقت کی بات ہے، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ابھی تک زندہ تھے اور یزید مصحف لکھا کرتے تھے، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ میری صورت اختیار کر سکے، جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا۔'' پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا ایسا ممکن ہے کہ تم اس آدمی کا حلیہ بیان کر سکو جو تم نے دیکھا ہے؟ یزید کہتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں، میں نے درمیانے قد کا آدمی دیکھا ہے،

(٧٨٦٠) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد الفارسى فى عداد المجهولين، أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٣٩٢، وابن ابى شيبة: ١١/ ٥٦ (انظر: ٣٤١٠)

هٰـذَا الـرَّجُـلَ الَّـذِي رَأَيْـتَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ رَأَيْـتُ رَجُلًا بَيْـنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ حَسَنُ الْمَضْحَكِ أَكْحَلُ الْـعَيْـنَيْـنِ جَـمِيـلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِـحْيَتُـهُ مِنْ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ حَتّٰى كَادَتْ تَمْلَأُ نَـحْـرَهُ قَالَ عَوْفٌ لَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هٰذَا مِـنَ الـنَّـعْتِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا۔

(مسند احمد: ۳٤۱۰)

اس کا گوشت اور چمڑا سفیدی مائل گندمی رنگ ہے، حسین انداز میں مسکراتے ہیں، آنکھیں سرمگین ہیں، آپ کا چہرہ اور دھاریاں نہایت حسین وجمیل گولائی والا ہے اور داڑھی سینے کو بھرے ہوئے ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھ لیتے تو اس سے بہتر بیان نہ کر سکتے، (یعنی بالکل حلیہ ٹھیک بتایا ہے)۔

(۷۸٦۱)۔ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ رَآنِـيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ (وَفِـيْ لَفْظٍ: فَقَدْ رَآى الْحَقَّ) فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَـمَثَّـلُ بِيْ (وَفِـيْ رِوَايَةٍ: لَا يَتَشَبَّـهُ بِيْ) (وَفِـيْ رِوَايَةٍ: لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ) فَإِنَّ رُؤْيَا الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ الصَّادِقَةَ الصَّالِحَةَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ)) (مسند احمد: ۷۱٦۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تحقیق اس نے حق دیکھا، کیونکہ شیطان میری تمثیل اختیار نہیں کر سکتا، ایک روایت میں ہے: وہ میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا، ایک روایت میں ہے: وہ میری یکسانیت اختیار کر کے میری صورت ذہن میں نہیں ڈال سکتا، پس بیشک مؤمن بندے کا نیک اور سچا خواب نبوت کا سترھواں حصہ ہے۔''

(۷۸٦۲)۔ (وَعَـنْـهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْـمَـنَـامِ فَـقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِـي۔)) قَـالَ عَـاصِمٌ قَالَ أَبِي فَحَدَّثْنِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُهُ قَالَ رَأَيْتَهُ قُلْتُ إِي وَالـلّٰـهِ لَـقَدْ رَأَيْتُهُ قَالَ فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ إِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ ذَكَرْتُهُ وَنَعَتُّهُ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔'' عاصم کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، انہوں نے کہا: پھر تم نے واقعی آپ کو ہی دیکھا ہے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، پھر میں

(۷۸٦۱) تخریج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ۳۹۰۱ (انظر: ۷۱٦۸)

(۷۸٦۲) تخریج: اسناده قوی، أخرجه الترمذی فی "الشمائل: ۳۹۱، والحاکم: ٤/ ۳۹۳، واسحاق بن راهویه: ۲٦۱ (انظر: ۸۵۰۸)

مِشْيَتِهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ۔ (مسند احمد: ٨٤٨٩)

نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی شکل کا ذکر کیا کہ (وہ ہستی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شکل کی لگ رہی تھی)، اللہ کی قسم! میں نے ان کا ذکر کیا اور ان کے چلنے کا انداز بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ صورت تو واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے۔

(٧٨٦٣)۔وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مِثْلُ الْمَرْفُوْعِ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ١٣٨٨٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی مرفوع حدیث مروی ہے۔

(٧٨٦٤)۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقْظَةِ اَوْ فَكَاَنَّمَا رَآنِیْ فِی الْيَقْظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ۔)) فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ: قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَآى الْحَقَّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٩٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا، یا فرمایا: گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے، شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا۔''

(٧٨٦٥)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْبَغِیْ لَهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ بِمِثْلِیْ۔)) (مسند احمد: ٣٥٥٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، شیطان کے لائق نہیں کہ وہ میری صورت اختیار کر سکے۔''

(٧٨٦٦)۔عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ نِ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٥٠)

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔''

(٧٨٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٩٤ (انظر: ١٣٨٤٩)

(٧٨٦٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٩٣، ومسلم: ٢٢٦٦(انظر: ٢٢٦٠٦)

(٧٨٦٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الدارمي: ٢/ ١٢٣، والطبراني في "الكبير": ١٠٥١٠، وفي "الاوسط": ١٢٥٦ (انظر: ٣٥٥٩)

(٧٨٦٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: في "الشمائل": ٣٨٩، وابن ابي شيبة: ١١/ ٥٥ (انظر: ٢٧٢٠٨)

(۷۸۶۷)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فِی الْیَقْظَةِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ عَلٰی صُوْرَتِیْ۔)) (مسند احمد: ۳۷۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے، پس بیشک شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

فوائد:...... بیداری میں دیکھنے سے مراد صحتِ رؤیت ہے۔

(۷۸۶۸)۔(وَعَنْهُ اَیْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِی، اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَصَوَّرُبِیْ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: اَوْ قَالَ: لَا یَتَشَبَّهُ بِیْ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۹۳۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا ہے، شیطان میری صورت اور میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا اور جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا تیار کر لے۔''

(۷۸۶۹)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَاِیَّایَ رَاٰی فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) لَا یَتَخَیَّلُنِیْ۔)) (مسند احمد: ۴۳۰۴)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں اختیار کرسکتا۔''

(۷۸۷۰)۔حَدَّثَنَا أَبُو سَعِیدٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّی قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا یَقُولُ: قَلَّ لَیْلَةٌ تَأْتِی عَلَیَّ إِلَّا وَأَنَا أَرٰی فِیهَا خَلِیلِی عَلَیْهِ السَّلَام، وَأَنَسٌ یَقُولُ ذٰلِكَ وَتَدْمَعُ عَیْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۰۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کم ہی کوئی رات ایسی گزرتی ہے، جس میں نے اپنے خلیل ﷺ کو خواب میں نہ دیکھا ہو، (یعنی تقریباً ہر رات کو آپ ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہوں)، جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے تھے تو ان کی آنکھیں اشک بار تھیں۔

فوائد:...... ہم نے ایم فل کے مقالہ میں ''نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا اور اس کی حقیقت'' کے عنوان پر

(۷۸۶۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۰، ۶۱۹۷ (انظر: ۳۷۹۸)

(۷۸۶۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۰، ۶۱۹۷، أخرج الشطر الثانی منه مسلم: ۳ (انظر: ۹۳۱۶)

(۷۸۶۹) تخریج: صحیح، أخرجه الدارمی: ۲/ ۱۲۳، والطبرانی فی "الاوسط": ۱۲۵۶، وفی "الکبیر": ۱۰۵۱۰ (انظر: ۴۳۰۴)

(۷۸۷۰) تخریج: اسناده صحیح علی شرط البخاری (انظر: ۱۳۲۶۷)

ایک مختصر بحث کی تھی، قارئین کے استفادے کے لیے وہ بحث ہو بہو پیش کی جا رہی ہے، اگرچہ اس بحث کی بعض احادیث اوپر گزر چکی ہے، لیکن مکمل فائدے کے لیے ساری احادیث کا ذکر کرنا ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:

نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا اور اس کی حقیقت

یہ نبی کریم کا امتیازی وصف ہے کہ آپ ﷺ جس آدمی کو خواب میں نظر آئیں گے، اس کو حقیقت پر ہی محمول کیا جائے گا، کیونکہ شیطان کو آپ ﷺ کی صورت میں ڈھلنے کی طاقت حاصل نہیں ہے۔ چونکہ مختلف افکار ونظریات کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں، اس لیے سلف صالحین اور ائمۂ دین نے اس موضوع کی احادیث کی مختلف تاویلات اور تشریحات پیش کی ہیں، ہم سب سے پہلے اس موضوع پر دلالت کرنے والی تمام مرفوع روایات کا تذکرہ کرتے ہیں:

حدیث نمبر (1): عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَآنِيْ فِيْ الْمَنَامِ، فَكَاَنَّمَا رَآنِيْ فِيْ الْيَقْظَةِ، اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَتَمَثَّلَ بِيْ۔)) (ابن ماجه: ٣٩٠٤، صحيحه: ١٠٠٤) ''سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا' گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا' کیونکہ شیطان میری صورت میں ڈھلنے کی سکت نہیں رکھتا۔''

حدیث نمبر (2): عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: كَانَ ﷺ لَا يُخَيَّلُ عَلٰى مَنْ رَآهُ۔ (صحيحه: ٢٧٢٩، معجم كبير طبراني: ١٠/ ٢٦٤ رقم ١٠٥١٠) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھتا' وہ محض خیالی چیز نہ ہوتی تھی۔

حدیث نمبر (3): عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَآنِيْ فِيْ الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِيْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ بِمِثْلِيْ۔)) (مسند احمد: ٣٥٥٩، سنن دارمی ٢/ ١٦) وفی روایة احمد بلفظ: ((مَنْ رَآنِيْ فِيْ الْمَنَامِ، فَاَنَا الَّذِيْ رَآنِيْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ۔)) (مسند احمد: ٤٣٠٤) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے نیند میں دیکھا، پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ میری صورت اختیار کر سکے۔''

اور مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس وہ میں ہی ہوں گا، جسے اس نے دیکھا، کیونکہ شیطان میری (صورت) کی مشابہت اور یکسانیت اختیار نہیں کر سکتا۔''

یزید فارسی، جو مصاحف لکھتے تھے، کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے خواب میں رسول

اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ لا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّتَشَبَّهَ بِیْ، فَمَنْ رَآنِیْ فِی النَّوْمِ، فَقَدْ رَآنِیْ۔)) یعنی: ''بیشک شیطان کو یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ وہ میری مشابہت اختیار کر سکے، اس لیے جو مجھے خواب میں دیکھے گا، سو وہ مجھے ہی دیکھے گا۔''

پھر انھوں نے مجھے کہا: تو نے جو آدمی خواب میں دیکھا ہے، کیا اس کا حلیہ بیان کر سکتا ہے؟

میں نے کہا: نَعَمْ، رَاَیْتُ رَجُلًا بَیْنَ رَجُلَیْنِ، جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ اَسْمَرُ اِلَی الْبَیَاضِ، حَسَنَ الْمُضْحَكِ، اَكْحَلَ الْعَیْنَیْنِ، جَمِیْلَ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْیَتُهُ مِنْ هٰذِهِ اِلٰی هٰذِهِ، حَتّٰی كَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهُ۔ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ رَاَیْتَهُ فِی الْیَقْظَةِ ما استطعت ان تنعته فوق هذا۔

یعنی: جی ہاں، میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا، اس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل گندمی رنگ کے تھے، اس کی آنکھیں سرگیں تھیں، حسین انداز میں مسکراتا تھا، اس کا چہرہ خوبصورت گولائی لیے ہوئے تھا، سینے کے بالائی حصے کو بھرنے والی بڑھی اور گھنی داڑھی تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو آپ ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تو آپ کی صفات اس سے زیادہ بیان نہ کر سکتا۔ (مسند احمد: ۳۴۱۰، شمائل ترمذی: ص ۳۵۱، رقم: ۴۱۲)

لیکن اس حدیث کی سند میں یزید فارسی مجہول ہے، بہر حال دوسرے شواہد اور متابعات کی بنا پر اس کا مرفوع متن درست ہے۔

حدیث نمبر (4): عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ، فَاِیَّایَ رَاٰی، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لا یَتَخَیَّلُ بِیْ۔)) وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: ((لَا یَتَخَیَّلُنِیْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۲۵، سنن ابن ماجه: ۳۹۰۵، وفی سنده جابر بن یزید الجعفی ضعیف لکن له شواهد کثیرة)

یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، سو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا۔''

حدیث نمبر (5): عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((تَسَمَّوْا بِاَسْمِیْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْیَتِیْ، وَمَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔))

(صحیح بخاری: ۱۱۰، صحیح مسلم: ۲۲۶۶)

وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ، وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔))

(صحیح بخاری: ۶۹۹۳)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ، اَوْ لَكَاَنَّمَا رَآنِیْ فِیْ

الْيَقْظَةِ ، لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ۔)) (صحیح مسلم: ٢٢٦٦)

یعنی: ''میرا نام رکھ لو، لیکن میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تمثیل پیش نہیں کر سکتا۔''

اور ایک روایت میں ہے: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔''

حدیث نمبر (6): عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ۔))

(صحیح البخاری: ٦٩٩٦، صحیح مسلم: ٢٢٦٧)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے دیکھا، پس تحقیق اس نے حق دیکھا۔''

حدیث نمبر (7): عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَکَوَّنُنِیْ۔)) (صحیح بخاری: ٦٩٩٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مجھے دیکھا، پس تحقیق اس نے مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل وصورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حدیث نمبر (8): عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِیْ ، فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِلشَّیْطَانِ اَنْ یَتَشَبَّہَ بِیْ۔)) (صحیح مسلم: ٢٢٦٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے نیند میں دیکھا، پس تحقیق اس نے مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ میری مشابہت اختیار کر سکے۔''

حدیث نمبر (9): عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ ، وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (صحیح بخاری: ٦٩٩٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا، اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

خلاصۂ کلام: نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا، اس موضوع پر اٹھارہ صحابہ کرام کی احادیث موجود ہیں، اس کثرت کی وجہ سے یہ حدیث متواتر ہے۔ ہم نے مختلف متون کے ساتھ نو دس احادیث ذکر کی ہیں، بقیہ احادیث کے متون درج بالا روایات سے ملتے جلتے ہیں، اس لیے تمام احادیث کا احاطہ ضروری محسوس نہیں ہوتا۔

ان احادیث کو ذکر کر دینے کے بعد اصل اور پیچیدہ مسئلہ مُتلف متون کے مختلف الفاظ کی فقہ پر بحث کرنا ہے۔ اتنی حقیقت پر تو اتفاق ہے کہ ایسا خواب دیکھنے والے کا خواب صحیح اور معتبر ہوگا اور یہ کوئی پراگندہ خیال یا شیطان کی تشبیہات میں سے نہیں ہوگا۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس ضمن میں سب سے پہلے شارحین احادیث اور سلف صالحین کے نکات، مناہج اور استدلالات پیش کریں۔

سب سے پہلے شیخ البانی کا کلام پیش کرتے ہیں، وہ اس قسم کی احادیث کے شواہد کا ذکر کرتے ہوئے اور ان پر طویل بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(طوالت سے بچنے کے لیے بعض شواہد پر کی گئی جرح نقل نہیں کی جائے، کیونکہ دوسرے طرق اور مرویات کی وجہ سے یہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ، فَأَنَا الَّذِی رَآنِی، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِی۔)) یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا ہے۔'' (مسند احمد: ١/ ٤٥٠)

اس کے ایک طریق میں ''لَا يَتَمَثَّلُ بِیْ'' (شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کرسکتا) کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد: ١/ ٣٧٥، ٤٠٠، ٤٤٠، سنن ترمذی: ٢٢٧٧، سنن ابن ماجه: ٣٩٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من رآنی فی المنام فایای رآنی، فان الشيطان لايتخيل بی۔ وفی لفظ: لايتخيلنی۔)) یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا۔''

اسی حدیث کا ایک اور طریق: نذیر فارسی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور ان کو یہ خواب بیان کیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِی، فَمَنْ رَآنِی فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِی۔)) یعنی: ''بیشک شیطان میری مشابہت اختیار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس اس نے مجھے دیکھا۔''

پھر سیدنا عبداللہ نے اس آدمی سے کہا: تو نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا ہے، کیا اس کی صفات بیان کرسکتا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں، میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا، اس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل گندمی رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں سرمگیں تھیں، حسین انداز میں مسکراتا تھا، اس کا چہرہ خوبصورت گولائی لیے ہوئے تھا، سینے کے بالائی حصے کو بھرنے والی اور گھنی داڑھی تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو آپ ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تو آپ کی صفات اس سے زیادہ

بیان نہ کر سکتا۔ (مسند احمد: ۱/۳۶۱، شمائل ترمذی ص ۳۵۱، رقم: ۴۱۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی شاہد میں یہ الفاظ ہیں: ((...... فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي، وَقَالَ بْنُ فُضَيْلٍ مَرَّةً: يَتَخَيَّلُ بِي۔)) (مسند احمد: ۱/۳۳۲، ۲/۳٤۲)

تیسرا شاہد سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي۔)) یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، سو اس نے مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کر سکتا۔'' ((شمائل ترمذی: صـ ۳۵۳، رقم: ٤۱۵، معجم اوسط طبرانی ۱/ ۲۹۱)

امام بخاری (۶۹۹۴) نے اسی روایت کو بلفظ ((...... لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ۔)) روایت کیا ہے اور معنی ایک ہی ہے۔

مناوی نے (شرح الشمائل) میں کہا: "لا يتخيل بی" کا معنی ہے: شیطان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ کسی کے لیے میری صورت میں ظاہر ہو۔ تخیّل کا معنی تصوّر کے قریب قریب ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

"لَا يَتَزَايَا بِيْ، لَا يَتَرَاءٰى بِيْ، لَا يَتَكَوَّنُنِيْ" لیکن یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے، میں نے (الروض النضیر) میں (۹۹۵ نمبر) کے تحت دس صحابہ سے اس کی تخریج پیش کی ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷/ ۱۸۱۔ ۱۸۲) میں مزید صحابہ کے نام مل سکتے ہیں۔

ان احادیثِ مبارکہ میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے، اگرچہ دیکھنے والا آپ ﷺ کا ہم زمانہ نہ ہو۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کو آپ کی صورتِ مبارکہ میں دیکھے۔ علماء کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے اور تعبیر کرنے والوں کے امام جناب محمد بن سیرین کی بھی یہی رائے ہے۔ (فتح الباری ۱۲/۳۸۴)

ایوب کہتے ہیں: جب کوئی آدمی امام ابن سیرین کو یہ خواب بیان کرتا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، تو وہ اسے کہتے کہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو۔ اگر وہ آپ ﷺ کی صفات درست بیان نہ کرتا تو اسے کہتے کہ تو نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔

علامہ ابن رشد مالکی (م: ۵۹۵ھ) نے کہا، جیسا کہ (الاعتصام للامام شاطبی: ۱/ ۳۵۵) میں ہے:

((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَآنِي حَقًّا)) (جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا۔) کا یہ مطلب

نہیں کہ جو آدمی بھی آپ ﷺ کو دیکھتا ہے، وہ حق دیکھتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو خوابوں میں مختلف صورتوں میں دیکھا جاتا ہے، اب یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کی تصویر اور صفات بدلتی رہتی ہوں۔

اس حدیث کا معنی تو یہ ہے کہ جس نے مجھے اس صورت میں دیکھا، جس پر میں پیدا کیا گیا ہوں، کیونکہ شیطان یہ صورتِ مبارکہ اختیار نہیں کرسکتا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: کچھ لوگوں نے اس معاملے میں تنگی پیدا کر دی ہے اور کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کو اس صورت میں دیکھے، جس پر آپ ﷺ فوت ہوئے تھے، حتی کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کے سفید بالوں کی کمیت کی بھی شرط لگائی ہے، جو کم و بیش بیس تھے۔ حالانکہ درست موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی حقیقی صورت میں دیکھا جائے، اگرچہ اس صورت کا تعلق نوجوانی سے ہو یا مردانگی سے ہو یا ادھیڑ عمری سے ہو یا آخری عمر سے۔

شیخ ملا علی قاری (م: ۹۱۸ھ) نے (شرح الشمائل: ۲/۲۹۳) میں کہا: ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والی احادیث کا تعلق آپ کے اہل زمانہ کے ساتھ خاص ہے، یعنی جو شخص آپ ﷺ کو خواب میں دیکھ لیتا، اللہ تعالی اسے بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار نصیب کر دیتا۔ لیکن یہ معنی بعید ہے اور آپ ﷺ کی احادیث میں پائے جانے والے عموم کے بھی منافی ہے، بہرحال کچھ قیود تو ہیں، جن کے ساتھ اس حدیث کے عموم کو مقید کیا جائے گا، مثلا ایسے شخص نے آپ ﷺ کو پہلے نہ دیکھا ہو یا صحابی اس عموم میں داخل نہیں ہے، ......۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ تخصیص بے سہارا ہے، البتہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ، وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِی۔)) یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھ لے گا، اور شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کرسکتا۔''

(صحیح بخاری: ٦٩٩٣)

لیکن دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ''فَسَیَرَانِیْ فِیْ الْیَقْظَةِ'' کے الفاظ مزید درج ذیل صورتوں میں بھی روایت کیے گئے ہیں:

((فَکَاَنَّمَا رَآنِیْ فِیْ الْیَقْظَةِ۔))

((فَقَدْ رَآنِیْ فِیْ الْیَقْظَةِ۔))

اکثر احادیث میں تو صرف ((فَقَدْ رَآنِیْ)) کے الفاظ ہیں اور ساری روایات ایسے خواب کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہیں، سابقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معنی کو دیکھا جائے تو اس روایت میں ((فَکَاَنَّمَا رَآنِیْ فِیْ

اَلْیَقْظَۃِ۔)) کے الفاظ زیادہ صحیح نظر آتے ہیں، اس سے بھی زیادہ تاکید درج ذیل روایت سے پیدا ہوتی ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ((فَقَدْ رَآنِیَ الْحَقَّ۔)) (صحیح بخاری: ٦٩٩٧) یہ حدیث ابن حبان (٦٠١٩، ٦٠٢٠) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٢٧٢٩)

امام بخاری نے "کتاب التعبیر" میں "باب من رای النبی ﷺ فی المنام" میں پانچ احادیث اور ابن سیرین کا ایک قول نقل کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان پر بحث کرتے ہوئے کہا:

ہمیں ابن سیرین کا جو قول قاضی اسماعیل بن اسحاق کی سند سے موصول ملا ہے، اس کے مطابق جب کوئی آدمی، ابن سیرین کے سامنے یہ دعوی کرتا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، تو وہ اس سے کہتے: جو شخصیت دیکھی ہے اس کی صفات بیان کرو۔ اگر وہ ایسے اوصاف بیان کرتا جو آپ ﷺ میں نہیں پائے جاتے تھے تو ابن سیرین کہتے: تو نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ اس کی تائید مستدرک حاکم کی روایت سے ہوتی ہے، جس کے مطابق کلیب نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: صفات بیان کرو۔ میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو ان سے تشبیہ دی۔ ابن عباس نے کہا: تو نے واقعی آپ ﷺ کو دیکھا ہے۔ اس اثر کی سند جید ہے۔ لیکن ابن ابی عاصم کی درج ذیل روایات اس قسم کے آثار کے معارض ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِیْ فِیْ الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَإِنِّیْ أُرٰی فِیْ کُلِّ صُوْرَۃٍ۔)) یعنی: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا اور مجھے ہر صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔''

لیکن اس حدیث کی سند میں صالح مولی التوأمہ ہے، جو اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے اور یہ حدیث اس سے روایت کرنے والے نے اختلاط کے بعد سنی ہے۔

قدریہ کا یہ قول شاذ ہے کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور بعض صالح لوگوں کا یہ قول بھی خلاف قانون ہے کہ خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ سر کی آنکھوں سے حقیقی طور پر نظر آ رہا ہوتا ہے۔

بعض متکلمین نے کہا: خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے، وہ دل کی آنکھوں کے ذریعے نظر آتا ہے۔ حدیث کے الفاظ "فسیرانی" کے الفاظ کا معنی یہ ہے کہ وہ آدمی عنقریب خواب میں دیکھی ہوئی چیز کی تفسیر دیکھے گا، کیونکہ یہ خواب حق اور غیب ہے جو اس کے دل میں ڈال دیا گیا۔ ایک قول کے مطابق "فسیرانی" کا معنی یہ ہے کہ وہ آدمی بروز قیامت آپ ﷺ کا دیدار کرے گا، لیکن اس تخصیص کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

"فَكَأَنَّمَا رَآنِيْ" ایک تشبیہ ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ آدمی آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھتا تو آپ ﷺ کو اپنے خواب کے موافق پاتا، اس طرح پہلی چیز حق اور حقیقت ہو جاتی اور دوسری حق اور تمثیل۔

لیکن اس ساری تفصیل کا محل وہ خواب ہے، جس میں آپ ﷺ کو آپ کی معروف شکل وصورت میں دیکھا جائے، وگرنہ غیر صورت والے خواب محض مثالیں ہوں گے۔ اگر کوئی آدمی خواب میں آپ ﷺ کو آتا ہوا دیکھے تو یہ اس کے لیے خیر کا پیغام ہوگا اور اس کے برعکس صورت میں خیر نہیں ہوگی۔ (متکلمین کی بات ختم ہوئی)۔

قاضی عیاض نے کہا: کہا جا سکتا ہے کہ "فَقَدْ رَآنِیْ" اور "فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" سے مراد یہ ہو کہ جو آدمی آپ ﷺ کو آپ کی زندگی میں خواب میں دیکھے گا، اس کا خواب حق ہوگا، لیکن جو شخص آپ ﷺ کو آپ کی غیر معروف شکل میں دیکھے گا تو اس کے خواب کی کوئی اور تاویل کی جائے گی۔

لیکن امام نووی نے ان کا تعاقب کیا اور کہا: یہ قول ضعیف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا آپ ﷺ کو معروف صورت میں دیکھے یا غیر معروف صورت میں، وہ حقیقت ہی دیکھتا ہے۔

لیکن مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی عیاض کا کلام نووی کے کلام کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ان کے قول سے تو یہی بات ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ دونوں صورتوں میں حقیقتاً آپ ﷺ کو ہی دیکھے گا، فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور دوسری صورت میں تاویل کی جائے گی۔

امام قرطبی (م: ۶۷۱ھ) نے کہا: ان احادیث کا معنی ومفہوم مختلف فیہ ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا، وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے آپ ﷺ کا بیداری میں دیدار کیا۔ لیکن یہ ایسا خیال ہے جس کا فاسد ہونا واضح ہے اور اس سے یہ امور لازم آتے ہیں:

(۱) آپ ﷺ کو اس صورت پر دیکھا جائے جس پر آپ فوت ہوئے۔

(۲) ایک وقت میں دو آدمی یہ خواب نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ آپ ﷺ کا ایک وقت میں دو مکانات میں ہونا ناممکن ہے۔

(۳) آپ ﷺ اس خواب کے وقت میں زندہ ہوں، قبر سے نکلیں، بازاروں میں چلیں، لوگوں سے مخاطب ہوں اور آپ کی قبر خالی ہو جائے اور قبر کی زیارت کرنے والا صرف قبر کی زیارت کرے اور ایسی شخصیت پر سلام کہے جو اس وقت غائب ہو۔ بہرحال یہ جہالتیں ہیں، جن کا معمولی عقل رکھنے والا بھی انکار کرتا ہے۔

جبکہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ان احادیث کا مصداق وہ شخص ہے جو آپ ﷺ کو اس شکل میں دیکھے جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا، لیکن اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کو پہلے والی صورتوں پر دیکھنا محض الجھا ہوا

پراگندہ خواب ہوگا۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ جو آدمی آپ ﷺ کو خواب میں اس ہیئت پر دیکھے، جو آپ کی دنیوی زندگی سے مختلف ہو، تو اس کے خواب کو بھی حق پر محمول کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ ہیئت آپ ﷺ کے شایانِ شان ہو، مثال کے طور میں اگر ایک آدمی یہ خواب دیکھتا ہے کہ اس کا گھر آپ ﷺ کے وجود سے بھر گیا ہے، تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے گھر میں خیر ہی خیر ہے۔

اگر شیطان کو اتنی قدرت ہو کہ وہ ایسی چیز کی تمثیل اختیار کر سکے جس سے آپ ﷺ متصف ہوں یا آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کر سکے تو اس کا یہ فعل درج ذیل حدیثِ مبارکہ کے عموم کے معارض ہوگا:

((فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ))

چونکہ آپ ﷺ حرمت اور عفت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، بلکہ دنیوی زندگی میں بھی آپ ﷺ شیطان سے محفوظ تھے، اس لیے اس قسم کے خوابوں کو پاک وصاف رکھا جائے اور ان کو بہترین مفہوم پر محمول کیا جائے۔

پھر انھوں نے کہا: اس قسم کی احادیث کی صحیح اور معتبر تاویل یہ ہے کہ جس حالت میں بھی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا جائے، وہ خواب باطل نہیں ہوگا اور نہ کوئی وہمی چیز ہوگا، بلکہ وہ فی نفسہ حق ہوگا۔ اگر آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی غیر صورت پر دیکھا جائے، پھر بھی شکل شیطان کی طرف سے نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوگی، یہی قاضی ابو بکر بن طیب وغیرہ کا قول ہے، اس کی تائید حدیث کے ان الفاظ ((فقد رای الحق)) ہوتی ہے، اگر وہ حق اپنے ظاہر پر ہوا تو ٹھیک، وگرنہ اس کی تعبیر کی جائے گی اور اس کے معاملے کو مہمل نہیں چھوڑ دیا جائے گا، مثلا اس سے خیر کی خوشخبری یا کسی شرّ سے متنبہ کرنے کا مفہوم کشید کر لینا۔ (قرطبی کی بات ختم ہوئی)۔

ابن بطال نے کہا: حدیث کے الفاظ ((فَسَيَرَانِيْ فِيْ الْيَقْظَةِ)) اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ بیداری میں اس خواب کی تصدیق کی جائے اور اس کو صحیح اور حق کے ساتھ صادر ہونے والا تسلیم کیا جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ آخرت میں آپ ﷺ کا دیدار کرے گا، کیونکہ کسی نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، اس دن تو آپ ﷺ کی ساری امت آپ کا دیدار کرے گی۔

ابن تین نے کہا: ان احادیث کا مصداق وہ شخص ہے جو آپ ﷺ کی زندگی میں ایمان لایا، لیکن غائب ہونے کی وجہ سے آپ کو نہ دیکھ سکا، ان احادیث کے ذریعے اس کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ ایسا شخص آپ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ ﷺ کو بیداری میں دیکھ لے گا۔

مازری نے کہا: اگر ((فَكَأَنَّمَا رَآنِيْ فِيْ الْيَقْظَةِ)) کے الفاظ محفوظ ہیں تو ان کا معنی تو واضح ہے اور

((فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ)) کے الفاظ کے محفوظ ہونے کی صورت میں یہ احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والے آپ کے ہم زمانہ لوگ ہوں گے۔ ایسے لوگ جب آپ ﷺ کو خواب میں دیکھ لیتے تو یہ اس حقیقت کی علامت ہوتی کہ وہ عنقریب بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار کر لیں گے اور اللہ تعالی آپ ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیتا۔

قاضی عیاض نے کہا: ایک قول یہ ہے کہ بیداری میں دیکھنے کا معنی یہ ہے کہ وہ آدمی بیداری میں اس خواب کی تعبیر اور صحت کو دیکھ لے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ آخرت میں آپ ﷺ کو دیکھے گا۔

لیکن اس قول کا تعاقب یوں کیا گیا ہے کہ آخرت میں تو آپ ﷺ کی ساری امت آپ کا دیدار کرے گی، اس میں خواب دیکھنے والے کا کون سا امتیاز باقی رہا۔

قاضی عیاض نے اس تعاقب کا جواب دیتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ ایسے شخص کی رؤیت اسی صفت پر ہو، جس پر اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا، یہ آخرت میں اس کی عزت کا سبب بنے گا اور اس امر کا بھی امکان ہے کہ ایسے شخص کی رؤیت ایسے خاص انداز میں ہو کہ جس میں زیادہ قرب پایا جاتا ہو اور شفاعت بھی نصیب ہو جائے۔ اور یہ بات بھی کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالی بعض گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے کچھ مدت تک آپ ﷺ کے دیدار سے محروم رکھے۔

ابن ابی جمرہ نے ان احادیث کا ایک عجیب مفہوم بیان کیا ہے، یہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ یا کسی اور سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، جب وہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اس حدیث کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا، پھر وہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کا آئینہ نکالا، جب انھوں نے وہ آئینہ اپنے سامنے کیا تو انھیں اپنا عکس نظر آنے کی بجائے نبی کریم ﷺ کی تصویر نظر آ رہی تھی۔ اسی طرح صالحین کی ایک جماعت سے یہ بات منقول ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو نیند میں دیکھا، پھر بیداری میں ان کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے اپنی بعض مشاکل کے بارے میں آپ ﷺ سے سوالات کیے اور آپ ﷺ نے ان کی رہنمائی کی، پھر معاملہ اسی طرح واقع ہوا۔

میں (ابن حجر) کہتا ہوں: یہ واقعات انتہائی مشکل ہیں، اگر ان کو ظاہری مفہوم پر محمول کر لیا جائے تو ان لوگوں کا صحابہ ہونا لازم آتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قیامت تک صحبت ممکن ہے۔ اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر تسلیم شدہ ہے کہ ایک جمِّ غفیر نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا، لیکن پھر انھوں نے بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار کرنے کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ امام قرطبی نے بھی ان لوگوں پر سخت انکار کیا جو خواب کے بعد بیداری میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے قائل ہیں۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ان احادیث کے بارے میں کل چھ اقوال پیش کیے گئے ہیں:

(۱) یہ محض تشبیہ و تمثیل ہے۔ ((فَكَأَنَّمَا رَآنِیْ فِی الْیَقْظَةِ)) کے الفاظ اسی صورت پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) عنقریب وہ آدمی اس خواب کی تاویل دیکھ لے گا، حقیقت کی صورت میں یا تعبیر کی صورت میں۔

(۳) یہ احادیث آپ ﷺ کے ہم زمانہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہیں، جو آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔

(۴) اگر ممکن ہوا تو وہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے آئینے میں دیکھے گا۔ لیکن یہ سب سے بعید تاویل ہے۔

(۵) وہ روزِ قیامت آپ ﷺ کا دیدار عام لوگوں کی بہ نسبت مخصوص انداز میں کرے گا۔

(۶) ایسا خواب دیکھنے والا آپ ﷺ کو دنیا میں حقیقت میں دیکھے گا اور آپ کے ساتھ ہم کلام ہو گا۔ یہ قول بھی اشکال سے خالی نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۷۳۔ ۴۷۶)

سب سے مفصل گفتگو تو حافظ ابن حجر نے ہی پیش کی ہے، بہرحال دوسرے شارحین کا مختصر جائزہ لینے کے بعد ہم اپنا نظریہ پیش کریں گے۔

امام یحییٰ بن شرف نووی کہتے ہیں: اہل علم نے ان احادیث کا معنی و مفہوم بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ ابن باقلانی نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا خواب صحیح ہے، وہ کوئی پراگندہ خیال نہیں ہے، اس کی تائید حدیث کے ان الفاظ ((فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ)) سے ہوتی ہے۔

لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو غیر معروف صورت میں دیکھا جاتا ہے، مثلاً گوشت کی سفید رنگت کے ساتھ اور بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ دو آدمی ایک وقت میں اپنی اپنی جگہ میں نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھتے ہیں، جبکہ ان میں سے ایک مشرق میں ہوتا ہے اور دوسرے مغرب میں۔ لیکن یہ معنی غلط معلوم ہوتا ہے۔

قاضی عیاض نے کہا: بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کے اس معاملے میں آپ ﷺ کو خاص کیا ہے، لوگوں کو آپ کے بارے میں جو خواب آئے گا وہ صحیح اور سچا ہو گا، کیونکہ شیطان آپ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا، اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر اس کو اتنی طاقت دے دی جائے تو وہ ایسا کر کے جھوٹ بولے گا اور اس طرح حق و باطل میں اشتباہ پیدا ہو جائے گا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان خوابوں کو شیطانوں سے محفوظ کر دیا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا اور اس کا معنی یہ ہو گا کہ جس آدمی نے آپ ﷺ کو دیکھا، پس تحقیق اس نے آپ کو پا لیا۔ کوئی مانع نہیں جو اس مفہوم کو رد کر سکے اور عقل بھی اس کو محال نہیں سمجھتی، اس لیے ظاہری معنی سے انحراف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (شرح مسلم نووی ۲/۲۴۲، ۲۴۳)

محمد اشرف عظیم آبادی نے ''عون المعبود'' میں، عبد الرحمن مبارکپوری نے ''تحفۃ الاحوذی'' میں، علی بن سلطان محمد قاری نے ''مرقاۃ المفاتیح'' میں اور دوسرے شارحین نے اس موضوع جو بحثیں پیش کی ہیں، وہ درج بالا تاویلات وتشریحات پر ہی مشتمل ہیں یا ان سے ملتی جلتی ہیں، اس لیے الگ سے ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی۔

احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ خواب کی کل تین اقسام ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ (۲) وأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا(۳) وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ: وَقَالَ: (٤)الرُّؤْيَاثَلَاثَةٌ: فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ والرُّؤْيَا مِنَ الشَّيْءِ يُحَدِّثُ بِهِ الإِنْسَانُ نَفْسَهُ (٥) فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلاَ يُحَدِّثْهُ أَحَدًا، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ (٦) وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ، وَأَكْرَهُ الغُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ۔)) (مسند أحمد: ۲/۵۰۷، سنن ترمذی: ۲۲۷۱، سنن ابوداود: ۵۰۱۹، وأخرجہ البخاری: ۷۰۱۷ دون الجملۃ الاولی والثالثۃ)

یعنی: ''(۱) جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان کا خواب جھوٹا ثابت ہو (۲) اور خوابوں میں زیادہ سچا وہی ہوگا جو اُن میں سے گفتگو کے لحاظ سے زیادہ سچا ہوگا (۳) مسلمان کا خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''(۴) خواب کی تین (اقسام) ہیں: نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے' برا خواب شیطان کی طرف سے رنج وغم ہے اور (ان کے علاوہ) عام چیزوں سے متعلقہ خواب انسان کے اپنے خیالات ہیں۔ (۵) جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے (۶) میں خواب میں زنجیر کو پسند اور طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ دراصل زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔''

اس حدیث میں خواب کی درج ذیل تین اقسام بیان کی گئیں ہیں:

(۱) ایسا خواب' جسے دیکھنے والا اپنے حق میں یا کسی کے حق میں بشارت خیال کرتا ہے اور تعبیر کرنے والے بھی اس کی موافقت کرتے ہوں' مثلا اذان سننا' نبی کریم ﷺ کو دیکھنا' تلاوت کرنا' وغیرہ۔

(۲) برا خواب' جس میں بندہ ڈر جاتا ہے یا کسی اعتبار سے وہ اس پر گراں گزرتا ہے' مثلا سر کٹ جانا' مختلف انداز میں ڈرایا جانا' کسی گناہ کی وجہ سے بے عزتی ہونا' وغیرہ۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوت میں آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''جب شیطان تم سے نیند کی حالت میں کھیلنا شروع کر دے تو لوگوں کو بیان مت کیا کرو۔'' (صحیح مسلم: ۷/۵۵)

(۳) ایسے خواب، جن کو برا کہا جا سکتا ہے نہ اچھا، ان کا تعلق حدیثِ نفس یعنی دلی خیالات کے انعکاس سے ہوتا ہے، مثلا بعض لوگ دن کو کام کاج کے دوران جو کچھ کہتے ہیں، اسے اپنے خواب میں دوہراتے رہتے ہیں۔ ایسے خواب بے حقیقت ہوتے ہیں۔

نیک اور برے خوابوں کے احکام اور تعبیریں اور نیک خواب کا نبوت کا پچیسواں، یا چھیالیسواں، یا سترہواں حصہ ہونا وغیرہ جیسے عنوان ہمارے موضوع سے خارج ہیں، اس لیے ہم اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا، یہ انتہائی نیک خواب ہے اور اس کا تعلق پہلی قسم سے ہے۔

یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ اور شان وعظمت ہے کہ شیطان آپ ﷺ کی صورتِ مبارکہ اختیار کر کے خواب دیکھنے والے کو دھوکہ نہیں دے سکتا، کیونکہ آپ ﷺ مظہرِ ہدایت ہیں اور شیطان مظہرِ ضلالت ہے اور ہدایت وضلالت ضد ہیں۔

''نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا''، اس عنوان کی ابتدا میں اس موضوع کی مختلف الفاظ کے ساتھ نو احادیث پیش کی جا چکی ہیں، ان کے متون کے الفاظ کو بار بار پڑھا جائے، ان پر غور کیا جائے اور ان سے کشید ہونے والے فرق کو سمجھا جائے۔ ایک ہی حدیث کے مختلف الفاظ میں سے ان جملوں کو زیادہ قابل توجہ سمجھا جائے جن کا مفہوم دوسری احادیث سے ملتا جلتا ہو، کیونکہ روایت بالمعنی کرتے وقت اس قسم کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر اس موضوع کی تمام روایات کو سامنے رکھا جائے تو راجح مفہوم یہ سمجھ آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والے سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا جائے، اگر وہ احادیث میں بیان کی گئی شکلِ مبارک اور آپ ﷺ کی عادات واطوار سے ملتا جلتا ہو تو ایسے شخص کو ان احادیث کا مصداق سمجھا جائے اور اس کا مزید کوئی مفہوم یا تعبیر بیان نہ کی جائے، کیونکہ اس خواب کا تعلق ایسے غیبی امر سے ہے کہ جس کی حقیقت کا سراغ نہیں لگایا جا سکتا اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ یہ خواب دیکھنے والا صحابی بھی نہیں ہے، لیکن احادیثِ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس نے واقعی نبیٔ مہربان ﷺ کو دیکھا ہے، اگرچہ سلف صالحین کے مختلف اقوال گزر چکے ہیں، لیکن ہم اس رائے کے قائل ہیں کہ ایسے خواب کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نتیجہ سمجھ لیا جائے اور اس حقیقت کو منکشف کرنے کی کوشش نہ کی جائے (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ).

اگر یہ صورت پیدا ہو جائے کہ خواب دیکھنے والا یہ دعوی کرے کہ اس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، لیکن اس کا بیان کردہ حلیہ یا اوصاف آپ ﷺ کی ذات میں نہ پائے جاتے ہوں تو اس خواب کوئی اور تعبیر کی جائے گی اور قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ان احادیث کی فقہ یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ شیطان کوئی اور شکل اختیار کر کے یہ

جھوٹا دعوی باور کرانے کی کوشش کرے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا وجود ہے۔ یہ دعوی کوئی ہماری اختراع یا ایجاد نہیں ہے، متقدمین میں بھی یہ قول مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے، جیسا کہ ہم شیخ البانی کے کلام درج ذیل اقتباس پیش کر چکے ہیں:

ان احادیثِ مبارکہ میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے، اگرچہ دیکھنے والا آپ ﷺ کا ہم زمانہ نہ ہو۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کو آپ کی صورتِ مبارکہ میں دیکھے۔ علماء کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٢/ ٣٨٤) میں کہا ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے اور تعبیر کرنے والوں کے امام جناب محمد بن سیرین کی بھی یہی رائے ہے۔

ایوب کہتے ہیں: جب کوئی آدمی امام ابن سیرین کو یہ خواب بیان کرتا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، تو وہ اسے کہتے کہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو۔ اگر وہ آپ ﷺ کی صفات درست بیان نہ کرتا تو اسے کہتے کہ تو نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ خواب کیسے ممکن ہے؟ اس کی کیفیت کیا ہے؟ نہ آپ ﷺ نے ان سوالات کے جوابات دیئے اور نہ آپ ﷺ کی زبان سے یہ احادیث سننے والے صحابہ کرام کے ذہنوں میں یہ اشکالات پیدا ہوئے۔ سو ہمیں بھی بغیر کسی تاویل، تعبیر، تشبیہ اور تکییف کے اس امر عظیم کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

جہاں یہ خواب آپ ﷺ کی ذات کے حق میں اعجاز ہے، وہاں یہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے کسی سعادت سے کم نہیں ہے، لیکن اس ضمن میں اس نقطے پر توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نجات کا انحصار ایمان اور اعمالِ صالحہ پر ہے، ایسے خوابوں سے تو انسان میں اپنی اصلاح کی مزید رغبت پیدا ہونی چاہیے، نہ کہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سعادت مند سمجھ نیک اعمال کی سابقہ روٹین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

یہ تنبیہ کرنے کی دو وجوہات ہیں: (١) نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کا دیدار کرنے کا ان لوگوں کو فائدہ ہوا جو صاحبِ ایمان تھے، کتنے ہی ایسے لوگ تھے، جو آپ ﷺ کو دیکھنے کے باوجود اپنے کفریہ اور شرکیہ عقائد پر نہ صرف ڈٹے رہے، بلکہ آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے میں اور نبوی منہج کو منہدم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا، جبکہ آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کو دیکھنا بڑا شرف تھا۔

(٢) آج کل بھی بعض کافر اپنے خوابوں میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہیں اور ان کا بیان کردہ خواب آپ ﷺ کے خَلقی اور خُلقی اوصاف سے سو فیصد ملتے جلتا ہوتا ہے۔ میانوالی کے قریب ''میانی'' نامی بستی میں مقیم ایک عیسائی نے آپ ﷺ کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، بعد میں یہی شخص مسلمان ہو

گیا تھا، یہ ۱۹۹۵ء کا واقعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا، اس ضمن میں آپ ﷺ کی اس حالت کی قید لگانا، جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا، یا دیکھنے والے کو کسی زمانہ یا شخصیت کے ساتھ خاص کرنا، یا ایمان کی شرط لگانا، یہ سب امور اس موضوع کی احادیثِ مبارکہ میں پائے جانے والے عموم کے منافی ہیں۔ جب آپ ﷺ نے اپنی احادیث میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ یہی فرمایا کہ ((مَنْ رَآنِيْ فِيْ الْمَنَامِ……)) (جس نے بھی مجھے خواب میں دیکھا) تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بغیر کسی دلیل کے اس عموم کو کسی زمانہ یا کسی شخصیت کے ساتھ خاص کر دے۔

خلاصۂ کلام: نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا، اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے، یہ آپ ﷺ کا اعجاز ہے، اس کی کوئی تاویل وتعبیر نہ کی جائے اور صحیح العقیدہ مسلمان کے حق میں بڑی سعادت سمجھی جائے، بشرطیکہ خواب دیکھنے والے کا بیان کردہ حلیہ اور صفات آپ ﷺ کی شکل مبارک اور اوصاف سے ملتے ہوں، وگرنہ اس کی کوئی تعبیر کی جائے گی۔ اس ضمن میں کسی زمانے یا صحابہ کرام کی شخصیات کی قید لگانا اس موضوع کی احادیث کے عموم کے مخالف ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

كِتَابُ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ
لہو ولعب کے بارے میں مسائل

اَبْوَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ
لہو ولعب کی جائز صورتوں کے ابواب

بَابُ لَهْوَ الرَّجُلِ مَعَ زَوْجَتِهِ
خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا

(۷۸۷۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَةَ الرَّجُلِ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ، وَمَنْ نَسِيَ الرَّمْيَ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عُلِّمَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷٤۳۳)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ چیز جس کے ساتھ انسان کھیلتا ہے۔ وہ باطل ہے، ما سوائے اس کے کہ آدمی کمان سے تیر پھینکے، اپنے گھوڑے کو آداب جنگ سکھائے یا اپنی بیوی سے دل لگی کرنے کے لیے کھیلے، یہ تینوں کھیل درست ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیراندازی سیکھنے کے بعد جو اسے بھلا دے، اس نے اس نعمت کی ناشکری کی، جو اس کو عطا کی گئی۔''

فوائد:...... تیراندازی اور گھوڑے کی تربیت کا تعلق جہاد سے ہے، اس لیے یہ بڑے عظیم اعمال ہیں، البتہ عورت کے ساتھ کھیلنا، اس سے میاں بیوی کے مابین بڑی محبت پیدا ہوتی ہے، اس لیے جائز کھیل کا اہتمام کرنا چاہیے، جیسے آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ ؓ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تھا۔

کوئی بھی جہادی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد اس کو بھلانہیں دینا چاہیے۔

(۷۸۷۱) تخريج: حديث حسن بمجموع طرقه وشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۵۱۳ وأخرج القطعة الاخيرة بنحوه مسلم: ۱۹۱۹ (انظر: ۱۷۳۰۰)

(۷۸۷۱)۔(وَفِیْ رِوَایَةٍ) ((اِلَّا ثَلَاثَةً، رَمْیَةُ الرَّجُلِ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِیْبُهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ، وَمَنْ نَسِیَ الرَّمْیَ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْ عُلِّمَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۴۳۳)

(دوسری روایت) آپ ﷺ نے فرمایا: ”(آدمی کا ہر کھیل باطل ہے) ماسوائے تین چیزوں کے: آدمی کا اپنے کمان سے تیر پھینکنا، اپنے گھوڑے کو سکھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ امورِ حق ہیں، اور جو آدمی تیراندازی سیکھنے کے بعد اس کو بھلا دیتا ہے، وہ اس چیز کا کفر کرتا ہے جو اس نے سیکھی تھی۔“

(۷۸۷۲)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَابَقَنِی النَّبِیُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ فَلَبِثْنَا حَتّٰی إِذَا أَرْهَقَنِی اللَّحْمُ سَابَقَنِیْ فَسَبَقَنِیْ فَقَالَ: ((هٰذِهِ بِتِلْكِ۔)) (مسند احمد: ۲۶۸۰۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، میں آگے نکل گئی، پھر ہم کچھ عرصہ ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ میرا وجود بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے پھر مجھ سے مقابلہ کیا اور اس بار آپ ﷺ آگے نکل گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اُس کے مقابلے میں ہے۔“

(۷۸۷۳)۔عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَتْنِی عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی سَفَرٍ وَهِیَ جَارِيَةٌ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((تَقَدَّمُوا۔)) فَتَقَدَّمُوا ثُمَّ قَالَ لَهَا: ((تَعَالَیْ أُسَابِقْكِ۔)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ (مسند احمد: ۲۴۶۲۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھی، میں ابھی لڑکی ہی تھی، اس لیے آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”تم آگے نکل جاؤ۔“ پس وہ آگے چلے گئے، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”آؤ میں تم سے دوڑ کا مقابلہ کرتا ہوں۔“ پھر مذکورہ بالا روایت کا باقی حصہ ذکر کیا۔

(۷۸۷۴)۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَبَشَةَ كَانُوا يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی يَوْمِ عِيدٍ قَالَتْ فَاطَّلَعْتُ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَطَأْطَأَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْكِبَيْهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ حَتّٰی شَبِعْتُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۰۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حبشہ کے لوگ عید کے دن نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے، میں بھی آپ ﷺ کے کندھوں کے اوپر سے کھیل کی طرف دیکھ رہی تھی، نبی کریم ﷺ نے اپنے کندھے میرے لئے جھکا دیئے تھے، پس میں آپ ﷺ کے کندھوں پر سے ان کے کھیل کو دیکھتی رہی حتی کہ میں خود اپنی مرضی کے مطابق پیچھے ہٹی۔

(۷۸۷۱) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۷۸۷۲) تخریج: اسنادہ جیّد، أخرجہ ابوداود: ۲۵۷۸ (انظر: ۲۶۲۷۷)

(۷۸۷۳) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۷۸۷۴) تخریج: أخرجہ البخاری: ۵۱۹۰، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲۴۲۹۶)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کا دل بہلانے کی کوشش کرتے تھے، یہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کا ایک طریقہ ہے، اس موضوع سے متعلقہ روایات کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۵ے) کا باب۔

بَابُ جَوَازِ الضَّرْبِ بِالدُّفِّ فِي الْعِيدَيْنِ وَنَحْوِهِمَا

عیدین جیسے مواقع پر دف بجانے کے جواز کا بیان

(۷۸۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِي وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِي فَلَا تَفْعَلِي۔)) فَضَرَبَتْ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ قَالَ فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ أَنَا جَالِسٌ هَاهُنَا وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۷۷)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام لونڈی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، یہ اس وقت کی بات ہے، جب آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس لوٹے تھے، اس نے آ کر کہا: میں نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ واپس لوٹائے گا تو میں دف بجاؤں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے یہ نذر مانی ہے تو اسے پورا کر لے اور اگر ایسی بات نہیں ہے تو اس طرح نہ کر۔'' پس اس نے دف بجایا، اتنے میں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، اور بھی لوگ آتے رہے اور وہ بجاتی رہی، لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو اس نے دف اپنے پیچھے رکھ دی اور کپڑا اوڑھ لیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! تجھ سے شیطان بھی ڈرتا ہے، میں بیٹھا ہوا تھا، یہ دف بجا رہی تھی، یہ یہ افراد بھی آئے، لیکن یہ دف بجاتی رہی، جب تو داخل ہوا تو اس نے ایسے ایسے کر لیا۔''

فوائد:...... عربوں کا دف گول اور چھلنی کی شکل کا ہوتا ہے، اس کے چمڑے میں سوراخ نہیں ہوتے اور اس میں گھنٹیاں اور گھنگرو لگے ہوتے ہیں۔

اگرچہ اس موقع پر اس لونڈی کا دف بجانا جائز تھا، تبھی تو نبی کریم ﷺ نے اجازت دی۔ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رعب اور ہیبت تھی، جس کا رسول اللہ ﷺ بھی لحاظ کرتے تھے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے ہیں اور وہ یہ کہ نکاح اور عید کے علاوہ دف بجانا معصیت اور نافرمانی کا کام ہے اور نافرمانی پر مشتمل نذر ماننا بھی ناجائز ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ناجائز ہے، لیکن اس موقع پر اجازت کیوں دی گئی؟

(۷۸۷۵) تخريج: اسناده قوى، أخرجه الترمذى: ۳۶۹۰ (انظر: ۲۲۹۸۹)

مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کی نذر کا تعلق اس خوشی سے تھا، جو غزوے سے نبی کریم ﷺ کے فاتح لوٹنے سے نصیب ہونی تھی، اس لیے اسے اس خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دے دی گئی، لیکن یہ چیز آپ ﷺ کی فتح کے ساتھ مخصوص رہنی چاہیے، اس گنجائش کا مطلب یہ نہیں کہ تمام خوشیوں کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت دے دی جائے، کیونکہ کوئی خوشی بھی آپ ﷺ کے فاتح لوٹنے کی خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے عام شرعی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کے آلات اور دف وغیرہ کا استعمال حرام ہے، مگر وہ صورتیں جن میں دف کی اجازت دی گئی۔ (صحیحہ: ۱۶۰۹)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا: یہ بات تو معروف ہے کہ دُف، موسیقی اور ساز کے ان آلات میں سے ہے، جو شریعتِ اسلامیہ میں حرام ہیں اور فقہائے اربعہ سمیت بڑے بڑے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں، اس موضوع پر صحیح احادیث پائی جاتی ہیں، البتہ شادی بیاہ اور عیدین کے موقع پر صرف دُف بجانے کی اجازت دی گئی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دف بجانے کی نذر پوری کرنے کی اجازت کیوں دی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی نذر پوری نہیں کی جاتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نذر کا تعلق اس خوشی سے تھے، جو اس کو نبی کریم ﷺ کے فاتح اور سالم لوٹنے سے نصیب ہونی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو شادی اور عیدین کے موقع پر بجائے جانے والے دف کا حکم دیا، اور بلاشک وشبہ آپ ﷺ کا غزوہ سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ لوٹنے کی خوشی اتنی بڑی ہے کہ اس کو شادی اور عید کی خوشی پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس حکم کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا جائے گا اور کسی دوسرے کے معاملے کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ لوہاروں کو فرشتوں پر قیاس کرنے والی بات ہوگی۔

امام خطابی نے (معالم السنن) میں اور علامہ صدیق حسن خان نے (الروضة الندية: ۲/۱۷۷۔ ۱۷۸) میں جمع وتطبیق کی یہی صورت ذکر کی۔ (صحیحہ: ۲۲۶۱)

(۷۸۷۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعْهُنَّ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا۔)) (مسند احمد: ۲٥٤٦٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میرے پاس دو لونڈیاں دو دف بجا رہی تھیں، انھوں نے ان کو ڈانٹا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو، بیشک ہر قوم کی عید ہوتی ہے (جس پر وہ خوشی کرتی ہے)۔''

(۷۸۷۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۹۸۷، ۹۸۸، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲٤۹٥۲)

فوائد:...... ثابت ہوا کہ بچیاں دُف (ڈھولکی) بجا کر جائز کلام، وہ نظم ہو یا نثر، پڑھ سکتی ہیں، ہمیں بھی شادی بیاہ اور عید کے موقعوں پر ایسا ہی اندازِ خوشی اپنانا چاہیے، نہ کہ بے پردگی اور بے حیائی پر مشتمل باطل رسومات۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لَعِبِ الْحَبَشَةِ وَرَقْصِهِمْ

حبشیوں کے کھیل اور رقص کا بیان

(۷۸۷۷)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْحَبَشَةُ يَزْفِنُونَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْقُصُونَ وَيَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَقُولُونَ؟)) قَالُوا: يَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۶۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حبشہ کے لوگ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھیلتے اور خوشی سے اچھلتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد ﷺ صالح بندے ہیں، نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ "یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟" انہوں نے بتایا یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ صالح اور نیک بندے ہیں۔

(۷۸۷۸)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۲٦۷۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کی آمد کی خوشی میں حبشہ کے لوگوں نے اپنے جنگی ہتھیاروں کے ساتھ کھیل پیش کیا۔

فوائد:...... اس مفہوم کی ایک اور حدیث درج ذیل ہے:

(۲٤۷۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَيِّ بَنِي النَّجَّارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِ يَقُلْنَ: نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ، يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ قَلْبِيْ يُحِبُّكُنَّ۔)) (الصحيحة: ۳۱۵٤)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو نجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجا کر یہ گا رہی تھیں: ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں: "واہ! واہ! محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں۔" (مسند ابو یعلی: ٦/ ۱۳٤، ۳٤۰۹، صحیحہ: ۳۱۵٤)

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے دلی محبت کرتا ہوں۔

(۷۸۷۷) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم، أخرجه ابن حبان: ۵۸۷۰ (انظر: ۱۲۵٤۰)

(۷۸۷۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ٤۹۲۳ (انظر: ۱۲٦٤۹)

(۷۸۷۹)۔عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ إِلَّا شَيْئًا وَاحِدًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَالَ جَابِرٌ هُوَ اللَّعِبُ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۵۸)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت مآب ﷺ کی ہر چیز دیکھی ہے، صرف اس دور کی ایک چیز نہیں دیکھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے عید الفطر کے دن کھیل پیش کیا جاتا تھا۔

فوائد:...... ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جائز طریقہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں مسرت کا اظہار کرتے تھے، یہ خوشی کے وقت اور عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر جائز ہے، لیکن وہ آلات استعمال نہ کئے جائیں جو ناجائز ہیں۔

اَبْوَابُ مَا لَایَجُوْزُ مِنَ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ
لہو ولعب کی ناجائز صورتوں کے ابواب

باب: النهي عَنْ اللعب بالحيوان
حیوان کے ساتھ کھیلنے کی ممانعت کا بیان

(۷۸۸۰)۔عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: مَرَّ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلٰى أُنَاسٍ قَدْ وَضَعُوا حَمَامَةً يَرْمُوْنَهَا، فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَّخَذَ ذُو الرُّوْحِ غَرَضًا۔ (مسند احمد: ۲۴۷۴)

عکرمہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، وہ ایک کبوتری کو سامنے باندھ کر اس کو تیر مار رہے تھے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی روح اور جاندار چیز کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... یہ جانور کے ساتھ ظلم ہے، ذبح اور شکار کے طریقے پچھلے ابواب میں گزر چکے ہے، جس شکاری جانور یا پرندے کو ذبح کرنا ممکن ہو جائے، اس کو ذبح ہی کیا جائے گا۔

(۷۸۸۱)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ: ((شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً۔)) (مسند احمد: ۸۵۲۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ کبوتری کے پیچھے دوڑ رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''شیطان شیطانی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔''

(۷۸۷۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، أخرجه ابن ماجه: ۱۳۰۳(انظر: ۱۵۴۷۹)

(۷۸۸۰) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۳۱۸۷، والترمذي: ۱۴۷۵(انظر: ۲۴۷۴)

(۷۸۸۱) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۴۹۴۰، وابن ماجه: ۳۷۶۵(انظر: ۸۵۴۳)

فوائد:...... کبوتر بازی، بٹیر بازی اور مرغ لڑانا وغیرہ سب ناجائز مشاغل ہیں، ہاں اگر بطورِ تجارت یہ پرندے رکھے جائیں اور کھانے کے لیے ان کی خرید فروخت کی جائے اور شکار کر کے ایسے پرندوں کو پکڑا جائے تو پھر جائز ہے۔

امام ابوداود کی تبویب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آدمی کبوتر سے کھیل رہا تھا، اگر اس سے مراد شکار لیا جائے تو وہ ایسی حد تک پہنچ چکا ہوگا، جو شریعت میں مناسب نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ۔)) ......''جو شخص صحرا میں رہے گا، سخت طبیعت ہو جائے گا، جو شخص شکار کے پیچھے لگ گیا، وہ (ہر چیز سے) غافل ہو گیا اور جو شخص بادشاہ کے پیچھے چلا، وہ آزمائش میں پڑ گیا۔'' (نسائی: ۴۳۱۴، ترمذی: ۲۲۵۶)

شرعاً ایک حد تک شکار کرنے کی اجازت ہے، تاہم یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ کسی انسان کو محض شکار کا ہو کر رہ جانا انتہائی مذموم ہے، اس لیے کہ ایسا شخص اپنے دینی اور دنیوی واجبات و فرائض سے غافل ہو جاتا ہے، بہر حال شکار کے لیے جانا بالکل ممنوع نہیں۔

(۷۸۸۲)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَإِذَا فِتْيَةٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا لَهُمْ كُلُّ خَاطِئَةٍ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا قَالَ فَتَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُمَثِّلُ بِالْحَيَوَانِ۔ (مسند احمد: ۳۱۳۳)

سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ کے ایک راستے سے گزر رہا تھا، کچھ نوجوان مرغی کو باندھ کر اس پر تیر چلا رہے تھے اور انھوں مرغی کے مالک کو ہر وہ تیر دینا تھا، جو نشانے پر نہیں لگتا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر غصے ہوئے اور کہا: کس نے ایسے کیا ہے؟ پس وہ تتر بتر ہو گئے، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے، جو حیوان کا مثلہ کرتا ہے۔

فوائد:...... اس موقع پر حیوان کا مثلہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنا ممکن ہو، اس پر تیر چلائے جائیں، جن کی وجہ سے اس کا چہرہ زخمی ہو جائے اور اس کی صورت بدل جائے اور تیر لگنے سے اس کے گوشت کے ٹکڑے گرنے لگیں۔

(۷۸۸۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ خَرَجْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ مَنْزِلِهِ فَمَرَرْنَا بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ نَصَبُوا طَيْرًا يَرْمُونَهُ وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ

(دوسری سند) سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر سے نکلا، ہم قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے، جنھوں نے پرندہ گاڑ رکھا تھا اور اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، انہوں نے پرندے کے مالک کو نشانے پر نہ

(۷۸۸۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۷ (انظر: ۳۱۳۳)

(۷۸۸۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

نَبْلِهِمْ قَالَ فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔ (مسند احمد: ٦٢٥٩)

لگنے والا ہر تیر دینے کا تقرر کر رکھا تھا، جب انہوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یہ کس نے کیا ہے، اللہ تعالی اس پر لعنت کرے جس نے یہ کیا ہے، بیشک نبی کریم ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو ذی روح اور جاندار چیز پر نشانہ بازی کرتا ہے۔

(٧٨٨٤)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔ (مسند احمد: ١٢٧٧٦)

ہشام بن زید بن انس بن مالک کہتے ہیں: ہم اپنے دادا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر داخل ہوا، کچھ لوگ مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ زندہ جانور کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کی جائے۔

(٧٨٨٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي دَارَ الْإِمَارَةِ فَإِذَا دَجَاجَةٌ مَصْبُورَةٌ تُرْمٰى، فَكُلَّمَا أَصَابَهَا سَهْمٌ صَاحَتْ فَقَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔ (مسند احمد: ١٣٠١٣)

(دوسری سند) ہشام بن زید کہتے ہیں: میں اپنے دادا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ دارالامارت میں داخل ہوا، پس کیا دیکھا کہ زندہ مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جا رہی ہے، جب اسے تیر لگتا تو وہ چلاتی تھی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(٧٨٨٦)۔ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَبْرِ الدَّابَّةِ، قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ: لَوْ كَانَتْ لِيْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا۔ (مسند احمد: ٢٣٩٨٧)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے سے منع فرمایا ہے، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میرے پاس مرغی ہوتی تو میں اسے نہ باندھتا۔

فوائد:...... مذکورہ بالا تمام احادیث میں جانوروں کے ساتھ ظلم کی جو مثالیں پیش کی گئی ہیں، یہ ناعاقبت اندیش لوگوں کے کھیل ہیں، جبکہ ان کھیلوں میں جانوروں کے ساتھ بڑا ظلم کیا جا رہا ہے، شریعت تو ذبح کے وقت بھی جانور

(٧٨٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٥٦ (انظر: ١٢٧٤٦)

(٧٨٨٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٨٨٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الدارمي: ١٩٧٤، والطبراني: ٤٠٠١، والبيهقي: ٩/ ٧١، وابن حبان: ٥٦٠٩ (انظر: ٢٣٥٨٩)

کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتی ہے، یعنی ذبح کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس سے جانور کو کم از کم تکلیف کا احساس ہو۔ایسے تمام کھیل ناجائز ہیں، جانوروں کو لڑانا بھی اسی میں داخل ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْقِمَارِ وَاللَّعْبِ بِالنَّرْدِ وَمَا فِي مَعْنٰى ذٰلِكَ

جوا اور نرد (چوسر) جیسے کھیل کھیلنے کی حرمت کا بیان

(٧٨٨٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: وَاللَّاتِ، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ٨٠٧٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم اٹھائے اور اپنی قسم میں کہے: مجھے لات کی قسم! تو وہ (اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لیے) کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ ہم جوا کھیلیں وہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرے۔''

فوائد:...... عربوں کی زبانوں پر کچھ کلمات بلا قصد جاری ہو جاتے تھے، ابتدائے اسلام میں بھی ایسے ہو جاتا تھا کہ ممنوعہ کلمات ان کی زبان پر آ جاتے تھے، لات وعزی کی قسموں کا تعلق بھی ان ہی کلمات سے ہے، یا اس سے مراد وہ شخص ہے جو جہالت یا بھول کر لات وعزی کی قسم کھالے، وگرنہ جو آدمی جان بوجھ کر تعظیماً لات وغیرہ کی قسم کھاتا ہے، وہ کافر ہے، اس کے کفر میں کسی کو اختلاف نہیں، وہ خارج از اسلام ہو گا، دیکھیں حدیث نمبر (٥٢٩٢) والے باب کی احادیث اور ان کے فوائد۔

جوا: جوا کا اطلاق ان کھیلوں اور ان کاموں پر ہوتا ہے جن میں اشیاء کی تقسیم کا دار و مدار حقوق، خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ مثلا یہ کہ لاٹری میں فلاں شخص کا نام نکل آیا، اس لیے ہزارہا آدمیوں کی جیب سے نکلا ہوا روپیہ اس ایک شخص کی جیب میں چلا گیا۔ ٢٠٠٧ء کے عالمی کرکٹ کپ کے موقع پر دو ٹیموں کے درمیان میچ شروع ہونے سے پہلے دو آدمی یا دو پارٹیاں یہ شرط لگاتی تھیں کہ اگر فلاں ٹیم جیت گئی تو ایک پارٹی دوسری کو اتنا سرمایہ دے گی اور فلاں جیت گئی تو دوسری پارٹی پہلی پارٹی کو اتنا سرمایہ دے گی۔ یہ جوے کی واضح ترین شکل تھی۔

جوا ایسا قبیح فعل ہے کہ جو آدمی لفظوں کی حد تک کسی کو جوا کھیلنے کا کہہ دیتا ہے، وہ صدقہ کر کے اس جرم کا ازالہ کرے، جوا انسان کو مادہ پرست، کنجوس، خودغرض اور پتھر دل بنا دیتا ہے، جبکہ صدقہ انسان کو الٰہ پرست، سخی، ہم درد اور نرم دل بنا دیتا ہے۔

(٧٨٨٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٠٧، ٦٣٠١، ومسلم: ١٦٤٧ (انظر: ٨٠٨٧)

(۷۸۸۸)۔عَنْ أَبِی مُوْسٰی قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ (وَفِی رِوَایَةٍ: بِالْكِعَابِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۵۰)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو نردشیر کے ساتھ کھیلا، ایک روایت میں ہے: جو نرد کھیل کے نگینوں کے ساتھ کھیلا، اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔''

فوائد:...... ''نَرْد'' کا ترجمہ ''لُعْبَةَ الطَّاوِلَة'' کیا گیا ہے، یعنی لکڑی کے تختے پر کھیل، جس سے چوسر، کیرم بورڈ اور لڈو وغیرہ کی قسم کے کھیل مراد لیے جا سکتے ہیں۔

(۷۸۸۹)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یُقَلِّبُ كَعَبَاتِهَا أَحَدٌ یَنْتَظِرُ مَا تَأْتِی بِهِ إِلَّا عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸۸۳)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نرد کھیل کے نگینوں کو پلٹتا ہے اور یہ انتظار کرتا ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے، وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔''

(۷۸۹۰)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((إِیَّاكُمْ وَهَاتَانِ الْكَعْبَتَانِ الْمَوْسُوْمَتَانِ اللَّتَانِ تُزْجَرَانِ زَجْرًا، فَإِنَّهُمَا مَیْسِرُ الْعَجَمِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٣)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان دو قسم کے نگینوں سے بچو، جو علامت شدہ ہوتے ہیں، انہیں روکا جاتا ہے، یہ عجمی لوگوں کا جوا ہے۔''

(۷۸۹۱)۔عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ أَبِیهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِیرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ یَدَهُ فِی لَحْمِ خِنْزِیرٍ وَدَمِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٤٤)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو نردشیر کے ساتھ کھیلتا ہے، وہ گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈالتا ہے۔''

(۷۸۸۸) تخریج: حسن، أخرجه ابن ابی شیبة: ۸/ ۷۳۷، والحاکم: ۱/ ۵۰، وابویعلی: ۷۲۸۹، والبیهقی: ۱۰/ ۲۱۵ (انظر: ۱۹۵۲۱)

(۷۸۸۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۷۸۹۰) تخریج: اسناده ضعیف، ابراهیم الهجری لین الحدیث، وعلی بن عاصم صدوق یخطیء ویصر علی الخطأ، وصوب الدارقطنی وقفه، أخرجه الطبرانی (انظر: ٤٢٦٣)

(۷۸۹۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲٦۰ (انظر: ۲۳۰٥٦)

(۷۸۹۲)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخَطْمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مَثَلُ الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ بِالْقَيْحِ وَدَمِ الْخِنْزِيْرِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ)) (مسند احمد: ۲۳۵۲۶)

عبدالرحمٰن خطمی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نرد شیر کھیل کھیل کر نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور خنزیر کے خون کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث میں نرد شیر (چوسر) کے کھیل سے منع کیا گیا ہے، جبکہ اس باب کی احادیث کا مقصود یہ نہیں ہے کہ اس باب میں صرف یہ کھیل منع ہے، کھیل کے ناموں اور طریقوں میں بڑا فرق اور اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے ہم شرعی مزاج اور مقصود کو دیکھ کر ہر کھیل کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔

جو کھیل وقت اور سرمائے کے لیے ضیاع کا باعث ہوں، وہ قطعا ناجائز ہیں، جیسے لڈو، چوسر، کیرم بورڈ، بلیرڈ وغیرہ، یہ کھیل لغو اور بے مقصد ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہیں، ان سے دنیوی فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ اخروی مفاد، یہ محض وقت اور مال کا ضیاع ہیں، جبکہ وقت اور مال مسلمان کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں، اور اگر یہ کھیل جوے کا سبب بن جائیں تو پھر تو ان کی مذمت اور خرابی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کھیل کا اصل مقصد ذہنی راحت اور جسمانی ورزش ہوتا ہے۔

کھیل کے بارے میں درج ذیل ہدایات کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

اگر اس کھیل میں جہادی ٹریننگ مقصود ہو تو وہ مسلمان کی زندگی کا مقصود بن جائے گا، جیسے گھڑ دوڑ، اونٹ دوڑ، نیزہ بازی، تیر بازی، گنوں کی مشق، بم وغیرہ پھینکنے کے لیے پتھر پھینکنے کی مشق کرنا، وزن اٹھانے کی تمرین کرنا، دوڑ لگانا وغیرہ وغیرہ۔

کوئی کھیل محض اغیار کی نقالی میں نہ کھیلا جائے، یعنی کوئی کھیل کھیلنے کا مقصد یہ نہ ہو کہ اس میں مسلمان کا مقصد کافروں کی نقالی کرنا ہو۔

وہ ایسا کھیل نہ ہو، جو نہ شریعت کا تقاضا ہو اور نہ اس سے جسمانی ورزش ہو، جیسے لڈو، چوسر، شطرنج وغیرہ۔

وہ ایسا کھیل ہو، جس کو واقعی لوگ کھیل ہی سمجھتے ہوں، لیکن اس کا مقصد جسمانی ورزش ہو، مثلا فٹ بال، والی بال، کبڈی وغیرہ، (لیکن کبڈی میں بے حیائی اور بے پردگی سے بچنا ضروری ہے)۔

وہ ایسا کھیل نہ ہو، جس میں شریعت کے احکام کی مخالفت ہوتی ہو، جیسے مرد وزن کا مل کر کھیلنا۔

کھیلوں میں بازی لگانا، ہارنے والے کی بے عزتی کرنا، شکست خوردہ پر جرمانے ڈالنا، رقم جمع کر کے جیتنے والے کو انعام دینا، کھیلوں کی وجہ سے نماز جیسے فریضوں سے غافل ہو جانا، کھیلوں کی خاطر راتوں کو جاگتے رہنا، قومی یا بین الاقوامی سطح پہ یا مختلف کالجز اور یونیورسٹیز کا کھیلوں کا اہتمام کرنا، یہ سب امور اسلام کے احکام کے منافی ہیں۔

(۷۸۹۲) تخريج: اسناده ضعيف، موسى بن عبد الرحمن الخطمى مجهول واختلف عليه فى اسناده، أخرجه ابويعلى: ۱۱۰٤، والبيهقى: ۱۰/ ۲۱۵، والطبرانى: ۲۲/ ۷٤۸ (انظر: ۲۳۱۳۸)

بَابُ مَا جَاءَ فِي آلَةِ اللَّهْوِ وَ الْقَيْنَاتِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ

لہو کے آلات، گانے والیوں اور شراب کے پینے کا بیان

اہم تنبیہ: عصر حاضر میں مسلمانوں میں جو بے حسی اور رواج رائج ہو چکے ہیں، ان کی وجہ سے شرّ والے امور کی شناخت بہت مشکل ہو گئی ہے، اس باب کے معاملے میں بے پردہ بلکہ نیم برہنہ خاتون، موسیقی کے آلات، ڈھول، بینڈ باجے، انتہائی بے حیا عورتوں کا مردوں کے سامنے ڈانس کرنا، تمباکو نوشی، نسوار، بیڑی، فلمیں، ڈرامے، ٹی وی پر پیش کیا جانے والا خبر نامہ، ٹی وی پر میچ دیکھنے کے بہانے کیا کچھ دیکھا اور سنا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، یہ ایسے امور ہیں، جن کو شرّ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی کوئی نہیں ہے، یہی سب سے بڑی مصیبت ہے، اصلاح کی راہ میں یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اب آپ درج ذیل احادیث پر غور کریں:

(۷۸۹۳)۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَافِعُ! أَتَسْمَعُ؟ فَأَقُولُ: نَعَمْ فَيَمْضِي حَتَّى قُلْتُ لَا فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٤٩٦٥)

نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر ڈال لیں اور اپنی سواری راستے سے ہٹا کر دور لے گئے، (کچھ آگے جا کر) کہا: اے نافع! کیا تم آواز سن رہے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پس وہ چلتے رہے، یہاں تک کہ جب میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آ رہی، تب انھوں نے ہاتھ نیچے کیے اور اپنی سواری کو راستے پر ڈالا اور کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

فوائد:...... ایک بانسری کی آواز سے بچنے کے لیے نبی معظم ﷺ اور آپ ﷺ کی اقتدا میں صحابہ نے انداز اختیار کیا اور ہم الیکٹرانک میڈیا کے بہانے کن کن چکروں میں پڑھ چکے ہیں، صرف بچوں کے کارٹونوں کے بہانے ہمارے گھروں میں انتہائی ناپسندیدہ آوازیں اٹھ رہی ہوتی ہیں، شادیوں پر تو ہم بے غیرتی اور بے حسی کی انتہا کر دیتے ہیں، کیا بنے گا ہمارا؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ: صَوْتُ مِزْمَارٍ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَصَوْتُ وَيْلٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ۔)) ...... ''دو آوازیں ملعون ہیں: خوشی کے وقت بانسری کی آواز اور مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی آواز۔'' (مسند بزار: ۱/ ۳۷۷/ ۷۹۵، صحیحہ: ۴۲۷)

(۷۸۹۳) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٩٢٤ (انظر: ٤٩٦٥)

(۷۸۹٤)۔عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ امْرَأَةً جَائَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَتَعْرِفِينَ هٰذِهِ؟)) فَقَالَتْ: لَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَقَالَ: ((هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ تُحِبِّينَ أَنْ تُغَنِّيَكِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخِرَيْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۱۱)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تم اس کو پہچانتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بنوفلاں کی گانے والی لونڈی ہے، کیا تم پسند کرو گی کہ یہ گائے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے اسے ایک تھال سا دیا، اس پر اس نے گایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔''

فوائد:...... ''شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے'' اسی وجہ سے اس نے اس کو عادت بنالی ہے، رہا مسئلہ کبھی کبھار، تو وہ جائز ہے، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دینے اور اس گانے والی کی مذمت کرنے میں کوئی تضاد نہیں ہے، ذہن نشین کرلیں کہ اجازت دینے کا تعلق بعض اوقات سے ہے، جائز کلام سے ہے اور بے پردگی سے بچنے کی صورت سے ہے اور مذمت کا تعلق عادت سے ہے، بے ہودہ اور گندے کلام سے ہے اور بے پردگی سے ہے۔

اردو زبان بولنے والے عجمی لوگ، عربی زبان کے الفاظ "مُغَنِّيَة، غِنَاء، تُغَنِّي، غَنَّتْ" وغیرہ سمجھنے میں شبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں، کیونکہ عام طور پر ان الفاظ کے معانی ''گانے والی، گانا، گاتی ہے، اس نے گایا'' کیا جاتا ہے اور ہمارے ہاں گویوں کے فحش، بے ہودہ اور بے حیائی و بے شرمی پر مشتمل کلام کو بھی ''گانا'' کہا جاتا ہے۔

قارئین کرام! بعض نام نہاد اور جدت پسند عجمی علماء اس لفظی شبہ میں پڑ گئے اور "غِنَاء" والے الفاظ پر مشتمل احادیث کی روشنی میں پاکستان میں گائے جانے والے گانوں اور موسیقی وغیرہ کو جائز قرار دیا، حالانکہ ان کا یہ نظریہ محض عربی زبان سے ناواقفیت اور علم حدیث سے جہالت پر مبنی ہے۔

اصل میں عربی زبان کے لفظ "غِنَاء" کا معنی ''کسی کلام کو سریلی آواز میں پڑھنا ہے، وہ کلام نثر ہو یا شعر، جائز ہو یا ناجائز، جیسے ہمارے ہاں حمد، نعت، نظم یا شعری کلام لَے اور سریلی آواز کے ساتھ پڑھنے کا رواج ہے''۔ عربی زبان کے ان الفاظ کا ترجمہ اردو زبان میں لفظ ''گانا'' سے کیا گیا، جس سے ان لوگوں کو شبہ ہوا۔ یہ لوگ عربی زبان سمجھنے سے کورے تھے، اس لیے انھوں نے اپنی مادری زبان میں کئے گئے ترجمہ سے استدلال کر کے مرّوجہ گانوں اور موسیقی وغیرہ کو جائز قرار دیا۔ جیسا کہ ماہنامہ ''اشراق' مارچ ۲۰۰۴ء کے صفحہ (۳۳) پر ایک ''روشن خیال'' نے جرأت کرتے ہوئے لکھا ہے: ''بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہر فن مغنی اور مغنیات، رقاص اور رقاصائیں عرب میں

(۷۸۹٤) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۹٦۰، والطبراني في "الكبير": ٦٦٨٦ (انظر: ۱۵۷۲۰)

موجود تھیں اور نبی ﷺ ان کے فن سے لطف اندوز ہونے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔'' انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ گھٹیا اور جہالت محض پر مشتمل کلام اس قابل نہیں کہ اس کا ردّ کیا جائے، ہر صاحب بصیرت خود سمجھ سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن احادیث مبارکہ میں موسیقی، فحش کلام اور مروّجہ گانوں کا سختی سے ردّ کیا گیا ہے، معلوم نہیں کہ یہ احادیث ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھیں یا پھر......

اس حدیث مبارکہ سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ بسا اوقات تھال پر ہاتھ مار کر کوئی جائز کلام سر لگا کر پڑھنا اور سننا جائز ہے، جیسا کہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں شادی بیاہ کے موقع پر بعض عورتیں اپنا کلام پیش کرتی ہیں، جس میں وہ اپنے رشتہ داروں کی اعلی صفات کا تذکرہ کرتی ہیں، یا بعض سکولوں میں بعض بچے مخصوص انداز میں نعتیں، نظمیں اور ترانے پیش کرتے ہیں۔ لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ ایسے کلام میں بے حیائی، بے شرمی، سب وشتم، بیہودگی اور فحش گوئی کا تذکرہ نہ ہو، وگرنہ وہ کلام حرام ہوگا۔

ناجائز کلام اور ساز وموسیقی کے حرام ہونے کے چند دلائل یہ ہیں:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورۂ لقمان: ٦) ...... ''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں تاکہ بے علمی کی وجہ سے لوگوں کو اللہ تعالی کی راہ سے بہکا دیں۔''

اس آیت مبارکہ میں ''لهو الحديث'' سے مراد انسان کو خیر و بھلائی سے غافل کر دینے والی اشیاء ہیں، مثلاً: گانا بجانا، گانے کے آلات، ساز وموسیقی، نغمہ وسرود، جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، بے حیائی کے پرچارک اخبارات وجرائد وغیرہ وغیرہ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ مَسْخٌ وَقَذْفٌ)) ...... ''اس امت میں زمین میں دھنسنا، شکلیں بگڑنا اور پتھر برسنا بھی ہوں گے۔''

ایک مسلمان نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایسے کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ)) ...... جب گانے والیاں اور آلاتِ موسیقی (اور باجے) عام ہوں گے اور (اعلانیہ) شراب نوشی کی جائے گی۔ (جامع ترمذی)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ: صَوْتُ مِزْمَارٍ عِنْدَ نَغْمَةٍ، وَصَوْتُ وَيْلٍ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ)) (راوہ ابوبکر الشافعی فی الرباعیات ٢/ ٢٢/ ١) ...... ''دو آوازیں ملعون ہیں: خوشی کے وقت بانسری کی آواز اور مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی آواز۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا یہ شاہد پیش کیا ہے: سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف جا رہے تھے، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ (میں نے کیا دیکھا کہ) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ موت وحیات کی کشمکش میں تھے، آپ ﷺ نے ان کو اپنی گودی میں لیا، اتنے میں ان کی روح پرواز

کر گئی۔ آپ ﷺ نے رونا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روتے ہیں، حالانکہ آپ نے تو رونے سے منع کر رکھا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے رونے سے منع نہیں کیا، میں نے تو ان دو بری اور احمقانہ آوازوں سے روکا ہے: (۱) نعمت کے وقت لہو ولعب اور شیطان کی بانسریوں پر مشتمل آواز اور (۲) مصیبت کے وقت منہ پیٹنا اور گریبان چاک کرنا۔ (رہا مسئلہ رونے اور آنسو بہانے کا تو) یہ تو رحمت ہے اور جو کسی پر رحمت نہیں کرتا، اس پر رحمت نہیں کی جاتی ......''

((سکت علیه الحاکم والذهبی ورجال اسناده ثقات، الا ان ابن ابی لیلی سیء الحفظ فمثله یستشهد به ویعتضد)) (صحیحه: ٤٢٧)

شیخ البانی نے مزید لکھا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گانا گانے والے (اور بے خودی اور مستی کا سبب بننے والے) آلات حرام ہیں، کیونکہ بانسریوں سے مراد وہ آلہ ہے جس کے ذریعے بانسری بجائی جاتی ہے، اس طرح کئی اور احادیث ہیں جو ابن حزم پر ردّ کرنے کے لیے کافی ہیں جو کہ موسیقی کے جواز کے قائل ہیں، ایک حدیث صحیحہ کے نمبر (۹۰) میں گزر چکی ہے۔ (صحیحہ: ۴۲۷)

(٧٨٩٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ وَأَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِهِ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِي جَرْعَةً مِنْ خَمْرٍ إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفُورًا لَهُ أَوْ مُعَذَّبًا وَلَا يَسْقِيهَا صَبِيًّا صَغِيرًا ضَعِيفًا مُسْلِمًا إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفُورًا لَهُ أَوْ مُعَذَّبًا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِي إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حِيَاضِ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ حَظِيرَةِ)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالی نے مجھے جہانوں کے لئے رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے آلات موسیقی، بانسریاں، بت، صلیب اور جاہلیت کے کام مٹانے کا حکم دیا اور میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھا کر کہا کہ کوئی بھی میرا بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا، تو وہ اسے روز قیامت اس کی مثل پیپ پلائے گا، یہ الگ بات یہ ہے کہ اس کو بخشا جائے یا عذاب دیا جائے، اگر وہ چھوٹے اور ضعیف مسلمان بچے کو پلائے گا، تو وہ اس کو بھی روز قیامت اس کی مثل پیپ پلائے گا، اسے بخشا جائے یا عذاب دیا جائے اور جو بھی میرے خوف سے اسے پینا چھوڑ دے گا، میں اسے روز قیامت قدس کے حوض سے پلاؤں گا، ان چیزوں کی خرید وفروخت، ان کی تعلیم اور تجارت حلال نہیں اور گانے والیوں کی قیمت حرام ہے۔''

(٧٨٩٥) تخریج: اسناده ضعیف جدا، فرج بن فضالة التنوخی ضعیف، وعلی بن یزید الالهانی ضعیف بمرة، أخرجه الطیالسی: ١١٣٤، والطبرانی: ٧٨٠٣ (انظر: ٢٢٣٠٧)

الْقُدُسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَحِلُّ بَيْعُهُنَّ وَلَا شِرَاؤُهُنَّ وَلَا تَعْلِيمُهُنَّ وَلَا تِجَارَةٌ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَكْلُ أَثْمَانِهِنَّ) حَرَامٌ يَعْنِي الضَّارِبَاتِ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَلْمُغَنِّيَاتِ)۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٦٣)

(٧٨٩٦)۔ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ حَاتِمٍ ثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ: أَتَيْتُ فَرْقَدًا يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ خَالِيًا، فَقُلْتُ: يَا ابْنَ أُمِّ فَرْقَدٍ لَأَسْأَلَنَّكَ الْيَوْمَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِكَ فِي الْخَسْفِ وَالْقَذْفِ أَشَيْءٌ تَقُولُهُ أَنْتَ أَوْ تَأْثُرُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا بَلْ آثُرُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَحَدَّثَنِي بِهِ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَبِيتُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَلَهْوٍ وَلَعِبٍ ثُمَّ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ فَيُبْعَثُ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَائِهِمْ رِيحٌ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْخُمُورَ وَضَرْبِهِمْ بِالدُّفُوفِ وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٨٤)

جعفر کہتے ہیں: میں فرقد بن یعقوب کے پاس آیا، جب میں نے انہیں تنہا پایا تو کہا: اے ام فرقد کے بیٹے! آج میں آپ سے ایک حدیث کے متعلق سوال کروں گا، وہ یہ ہے کہ مجھے زمین میں دھنسنے اور پتھر برسنے کے بارے میں مطلع کرو، یہ تم خود کہتے ہو یا نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، میں خود یہ نہیں کہتا، میں نے یہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتا ہوں، میں نے کہا: یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ مجھے عاصم بن عمرو بجلی نے بیان کی ہے، انہوں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور سیدنا ابو امامہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے اور مجھ سے قتادہ نے سعید بن مسیّب سے بیان کی ہے اور مجھ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور کھیل کود میں رات گزارے گا، جب صبح ہو گی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے، ان کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ پر ہوا بھیجی جائے گی، وہ انہیں اس طرح نیست و نابود کردے گی، جس طرح ان سے پہلے والوں کو نیست و نابود کیا تھا، یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے شراب اور ڈھولک اور گانے والیوں کو حلال سمجھ کر اختیار کیا ہوگا۔''

(٧٨٩٦) تخريج: هذا الحديث له ثلاثة اسانيد: (١): ضعيف لضعف سيار بن هاتم، وضعف فرقد بن يعقوب السبخي، و(٢) فرقد عن قتادة عن سعيد بن المسيب مرسلا و(٣) فرقد عن ابراهيم النخعي، وهذا اسناد معضل، أخرجه الطيالسي: ١١٣٧، والحاكم: ٤/ ٥١٥ (انظر: ٢٢٢٣١)

(۷۸۹۷)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَوْ حُدِّثْتُ عَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَبِيتَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَلٰى أَشَرٍ وَبَطَرٍ وَلَعِبٍ وَلَهْوٍ فَيُصْبِحُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْمَحَارِمَ وَالْقَيْنَاتِ وَشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيرَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۷۶)

سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا عبدالرحمٰن بن غنم، سیدنا ابوامامہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ سخت ترین تکبر، سرکشی اور کھیل کود میں رات گزاریں گے، وہ صبح کے وقت بندر اور خنزیر ہو جائیں گی، کیونکہ وہ حرام چیزوں اور گانے والیوں کو حلال سمجھیں گے، شراب پئیں گے، سود کھائیں گے اور ریشم پہنیں گے۔''

فوائد:...... اب ہم اس موضوع سے متعلقہ مزید کچھ احادیث اور اقتباسات پیش کرتے ہیں:

سیدنا ابوعامر یا سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُوْنَ: اِرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) ...... ''میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز و حلال سمجھیں گے، کچھ قومیں بلند پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالیں گی، شام کو چرواہا اپنے مویشی لے کر ان کے پاس کسی حاجت کے لیے آئے گا، لیکن وہ کہیں گے: (آج لوٹ جاؤ) کل آنا۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو ان پر دے مارے گا اور دوسروں کو روزِ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔'' (ابوداود: ۴۰۳۹، صحیح بخاری معلقا، صحیحہ: ۹۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بعض فاسقوں کو دنیا میں مادی سزا دیتا ہے اور ان کی صورتیں مسخ کر دیتا ہے۔

(۷۸۹۷) تخریج: هذا الحدیث له اربعة اسانید، کلها ضعیفة (انظر: ۲۲۷۹۰)

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/ ۴۹) میں کہا: ابن عربی کہتے ہیں: ممکن ہے کہ اس حدیث کے مصداق کو سابقہ امتوں کی طرح حقیقت پر محمول کیا جائے، لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد لوگوں کے اخلاق کا تبدیل ہونا ہو۔ لیکن پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر ان دونوں اقوال کو سامنے رکھا جائے اور دونوں ہی مراد لیے جائیں تو بہتر ہو گا، بلکہ یہی مفہوم متبادر الی الذہن لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید کا بیان ہے، جو حرام چیزوں کے نام تبدیل کر کے ان کو حلال کا حکم دینے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہاں حرام کے حکم کا تعلق علت سے ہے اور شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے، جب بھی نشہ پایا جائے گا تو اسے حرام کا حکم دے دیا جائے گا، اگرچہ اس چیز کا نام کوئی بھی ہو۔ ابن عربی نے حرمت کو لفظ پر محمول کرنے والوں کا ردّ کرتے ہوئے کہا: اس حدیث میں یہ قانون پیش کیا گیا ہے کہ احکام کا تعلق اسماء کی حقیقتوں سے ہے، نہ کہ الفاظ و القاب سے۔ (صحیحہ: ۹۱)

اسلامی ممالک میں زنا، بے پردگی، ریشم کے لباس، شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں، سونے کی انگوٹھی اور چین اور آلاتِ موسیقی کے ساتھ مسلمانوں کے رویے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ چیزیں حلال ہو چکی ہے، ان کے استعمال میں حد درجہ لاپرواہی برتی جا رہی ہے، شریعت کا فیصلہ سنانے کے باجود لوگ انتہائی بے توجہی اور بے رخی کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور بعض تو اتنا بھی کہہ دیتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے، بظاہر ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيَبِيتَنَّ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوا قَدْ مُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ۔)) ......''اس امت کے بعض افراد کھانے پینے اور لہو و لعب میں رات گزار دیں گے، جب صبح ہو گی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔'' (مسند طیالسی: ۱۱۳۷، شعب الایمان للبیہقی: ۲/ ۱۵۳/ ۱، صحیحہ: ۱۶۰۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيَكُونَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ، وَقَذْفٌ، وَمَسْخٌ، وَذٰلِكَ إِذَا شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ، وَاتَّخَذُوْا الْقَيْنَاتَ، وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ۔)) ......
''اس امت میں بھی دھنسنے، سنگ باری ہونے اور مسخ ہونے (جیسے امور نمودار ہوں گے) اور یہ اس وقت ہو گا جب لوگ شراب پئیں گے، گانے گانے والیوں کا اہتمام کریں گے اور آلاتِ موسیقی استعمال کریں گے۔'' (ذم الملاھی (ابن ابی الدنیا): ۱۵۳/ ۱، ۱۵۴/ ۱، صحیحہ: ۲۲۰۳)

ان احادیثِ مبارکہ میں زمین میں دھنسنے، سنگ باری ہونے اور مسخ ہونے کی جتنی علامتیں بیان کی گئی ہیں، وہ کسی نہ کسی حد تک پوری ہو چکی ہیں، دیکھیں اللہ تعالیٰ کب تک مہلت دیتے ہیں۔ عافیت کا سوال کرنا چاہیے۔ اکثر اسلامی ممالک میں سادے پانی کی طرح شراب عام ہے۔ ہوٹلوں اور تھیٹروں میں اور شادی کے موقعوں پر گانے گانے والیوں

کی کثرت ہے، رہی سہی کمی میڈیا نے پوری کر دی ہے۔ رہا مسئلہ موسیقی اور آلات موسیقی کا، تو وہ تو ہر جگہ اور ہر وقت اور غیر محسوس انداز میں دستیاب ہیں، جب لوگ خبر نامے کے بہانے ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں، اس وقت ان کو موسیقی، بے پردگی اور اشتہاروں کے بہانے پیش کی جانے والی بے حیائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ زنا نہ صرف عام ہے، بلکہ مخصوص مقامات کی صورت میں زنا گاہیں قائم ہو چکی ہے، جہاں کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ ہائے خرابی! تعلیم وتعلم کے لیے حکومت کی قائم کردہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بے حیائی، بے شرمی اور بے پردگی بلکہ نیم برہنگی کے مناظر عام ہیں۔ سینموں، تھیٹروں اور مختلف اداروں اور مخصوص ہوٹلوں میں لہو ولعب، شراب و کباب اور ساز وموسیقی کی انتہائی صورتیں موجود ہیں۔

لیکن ابھی تک اللہ تعالی نے مذکورہ بالا احادیث میں پیش کردہ آزمائشوں کی صورت میں گرفت کا آغاز نہیں کیا، ہر وقت اس کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور اس کے انتقام کو دعوت دینے والے عوامل سے دور رہنا چاہیے۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّيْنَةِ
لباس اور زینت کے مسائل

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ وَاِظْهَارِ نِعْمَةِ اللّٰهِ بِاللِّبَاسِ الْحَسَنِ وَمَا يَسْتَحِبُّ لُبْسُهُ
صاف ستھرا رہنے کا، اچھے لباس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنے کا اور مستحب ملبوسات کا بیان

(٧٨٩٨)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فِي مَنْزِلِنَا فَرَأٰى رَجُلًا شَعِثًا فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ رَأْسَهُ۔)) وَرَأٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهِ ثِيَابَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٩١١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ہمارے گھر ہم سے ملنے کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے پاس سر کے بالوں کو سنوارنے کے اسباب نہیں ہیں اور آپ ﷺ نے ایک اور آدمی کو دیکھا، اس نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس کے ذریعے یہ اپنا لباس دھو سکے۔''

(٧٨٩٩)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلٰى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بھائیوں کے پاس آنے والے ہو، پس اپنی سواریاں اور اپنے لباس درست کرلو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو ناپسند کرتا ہے۔''

(٧٨٩٨) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه ابوداود: ٤٠٦٢ (انظر: ١٩٨٥٠)

(٧٨٩٩) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه ابوداود: ٤٠٨٩ (انظر: ١٧٦٢٢)

يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ۔)) (مسند احمد: ١٧٧٧٠)

فوائد:...... دوسرے لوگوں سے ملتے وقت اچھی ہیئت اختیار کرنی چاہیے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ جمعہ کے روز اور مختلف وفود سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے فلاں ریشمی پوشاک خرید لیں، آگے سے آپ ﷺ نے ریشم ہونے کی وجہ تردید کی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مقصد کی تردید نہیں کی تھی۔

(٧٩٠٠)۔ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ أَوْ شَمْلَتَانِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَرَآنِي رَثَّ الْهَيْئَةِ) فَقَالَ لِي: ((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَدْ آتَانِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ كُلِّ مَالِهِ مِنْ خَيْلِهِ وَإِبِلِهِ وَغَنَمِهِ وَرَقِيقِهِ، فَقَالَ: ((فَإِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيَرَ عَلَيْكَ نِعْمَتَهُ۔)) فَرُحْتُ إِلَيْهِ فِي حُلَّةٍ (وَفِي لَفْظٍ) فَغَدَوْتُ عَلَيْهِ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ۔ (مسند احمد: ١٧٣٦١)

سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے اپنے اوپر ایک یا دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور میری حالت پراگندہ سی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: ''کیا تمہارے پاس مال ہے؟'' میں نے کہا: جی بالکل، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کا مال عطاء کر رکھا ہے، گھوڑے ہیں، اونٹ ہیں، بکریاں ہیں اور غلام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دے رکھا ہے تو پھر اس کی نعمت کے اثرات تجھ پر نظر آنے چاہئیں۔'' میں یہ سن کر پھر جب آپ ﷺ کے پاس گیا تو میں نے سرخ رنگ کا حلہ پہن رکھا تھا۔''

(٧٩٠١)۔ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعَطَارِدِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَعَلَيْهِ مِطْرَفٌ مِنْ خَزٍّ لَمْ نَرَهُ عَلَيْهِ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا بَعْدَهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰى خَلْقِهِ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((عَلٰى عَبْدِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٠١٧٦)

سیدنا ابو رجاء عطاردی کہتے ہیں ہمارے سامنے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اون اور ریشم سے بنی چادر زیبِ تن کر رکھی تھی، ہم نے اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسی چادر نہیں دیکھی، نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں عطا کر رکھی ہوں، تو وہ اللہ یہ بھی پسند کرتا ہے کہ اپنی مخلوق پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔''

(٧٩٠٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مطولا ومختصرا ابوداود: ٤٠٦٣، والنسائي: ٨/ ١٨٠، ١٨١، ١٩٦ (انظر: ١٧٢٢٩)

(٧٩٠١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢١٨، والبيهقي: ٣/ ٢٧١ (انظر: ١٩٩٣٤)

فوائد:...... ممکن ہے کہ اس چادر میں ریشم کی اتنی معمولی مقدار ہو، جتنی کی شرعاً جائز ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ریشم کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہو۔

(۷۹۰۲)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۰۲)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید لباس زیب تن بھی کیا کرو اور اس میں مردوں کو کفن بھی دیا کرو۔''

(۷۹۰۳)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''تم اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو۔''

(۷۹۰۴)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى عُمَرَ ثَوْبًا اَبْيَضَ فَقَالَ: اَجَدِيْدٌ ثَوْبُكَ اَمْ غَسِيْلٌ؟ فَقَالَ: فَلَا اَدْرِيْ مَارَدَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَمُتْ شَهِيْدًا۔)) ، اَظُنُّهُ قَالَ: ((وَيَرْزُقُكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ۵۶۲۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر سفید رنگ کا کپڑا دیکھ کر پوچھا: ''یہ نیا ہے یا دھویا ہوا ہے۔'' ابن عمر کہتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سیدنا عمر نے کیا جواب دیا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ دعا دی: ''اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَمُتْ شَهِيْدًا'': (تم نیا لباس پہنو، قابل تعریف حالت میں زندگی گزارو اور شہادت کی موت پاؤ)۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دعا بھی دی تھی: ''اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرے۔''

فوائد:...... اس باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق لباس اور وضع قطع کا خیال رکھنا چاہیے، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس پر شکر ادا کرنے کا تقاضا ہے، ہاں اس وجہ سے فخر و مباہات، نمود و نمائش، ریا کاری اور تکبر سے بچنا چاہیے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر سادہ لباس پہننا پسندیدہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

(۷۹۰۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۴/ ۳۴، وابن ماجه: ۳۵۶۷، والترمذی: ۲۸۱۰ (انظر: ۲۰۱۴۰)

(۷۹۰۳) تخریج: صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۸۷۸ (انظر: ۲۲۱۹)

(۷۹۰۴) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابن ماجه: ۳۵۵۸ (انظر: ۵۶۲۰)

کے اظہار کی غرض سے عمدہ لباس پہننا، اعمال خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، محتاجوں اور ضرورت مندوں کے تعاون اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی بہت پسندیدہ ہے۔ عمدہ اور قیمتی لباس تکبر اور برتری کے اظہار کے طور پر پہننا سخت جرم ہے، فی نفسہ جرم نہیں، بلکہ اظہارِ نعمت کی نیت سے پہننا بہت پسندیدہ ہے۔ گویا نیتوں کے اعتبار سے ایک ہی عمل ایک شخص کے لیے اچھا دوسرے کے لیے برا ہے۔ اس لیے اخلاص عمل اور تصحیح نیت بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اتباع سنت بھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَآدَابِ تَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ

تہبند اور قمیص اور ان سے متعلقہ آداب کا بیان

(۷۹۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ فَأَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى مَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، فَمَا كَانَ مِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا تہبند پنڈلی کے نصف تک ہوتا ہے، اس سے نیچے بھی کر سکتا ہے، لیکن ٹخنوں سے اوپر اوپر تک، ٹخنوں کا جو حصہ تہبند میں آئے گا، وہ آگ میں ہوگا۔''

فوائد:...... مردوں کے لباس میں ٹخنوں کو ازار، شلوار اور پینٹ میں چھپانے کی قطعا اجازت نہیں ہے، اس بارے میں آپ ﷺ نے بہت وعید بیان کی ہے۔

(۷۹۰۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْإِزَارِ فَهُوَ فِي الْقَمِيْصِ۔ (مسند احمد: ۵۸۹۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو تہبند کا حکم دیا ہے، وہی قمیص کے بارے میں حکم ہے۔

(۷۹۰۷)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَمِيْصٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۲۳۰)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لباس میں سب سے زیادہ پسندیدہ لباس نبی کریم ﷺ کے ہاں قمیص کا پہننا تھا۔

فوائد:...... قمیص بہت باپردہ اور خوبصورت لباس ہے، ایک دفعہ پہن کر آدمی بے فکر ہو جاتا ہے، یہ لباس نہ دوڑنے سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ اس سے کوئی کام کرنے میں حرج محسوس ہوتا ہے۔

(۷۹۰۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابویعلی: ۶۶۴۸، وابوعوانة: ۵/ ۴۸۴، والنسائی فی "الکبری": ۹۷۱۲ (انظر: ۱۰۵۵۵)

(۷۹۰۶) تخریج: اسناده قوی، أخرجه ابوداود: ۴۰۹۵ (انظر: ۵۸۰۱)

(۷۹۰۷) تخریج: اسناده ضعیف، والدة عبد الله بن بریدة لم نقف لها علی ترجمة، أخرجه ابوداود: ۴۰۲۶، والترمذی: ۱۷۶۳ (انظر: ۲۶۶۹۵)

(۷۹۰۸)۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَءُ وْا بِاَیَامِنِکُمْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) بِمَیَامِنِکُمْ۔)) (مسند احمد: ۸۶۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لباس پہنو یا وضوء کرو تو دائیں جانب سے ابتدا کرو۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ قمیص، بنیان، جرسی اور شلوار وغیرہ پہنتے وقت دائیں بازو یا ٹانگ سے ابتداء کی جائے، لیکن اتارتے وقت بائیں طرف سے۔

(۷۹۰۹)۔وَعَنْهُ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ لِبْسَتَیْنِ الصَّمَّاءِ، وَاَنْ یَحْتَبِیَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهٖ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ۔)) (مسند احمد: ۹۴۲۵)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا: بولی بکل مارنے سے اور آدمی کے کپڑے کے ساتھ اس طرح گوٹھ مارنے سے کہ اس کی شرمگاہ پر اس میں سے کچھ نہ ہو۔''

فوائد:...... ''اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء'' سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: ''صمّاء'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۲۹) سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے لباس کی دوقسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔''

اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہاء کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ ''صَمّاء'' کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔ (عون المعبود: ۱/ ۱۱۲۲)

جب فقہاء والا معنی صحابی رسول سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو یہ مراد لینے میں کوئی خرابی یا قباحت نہیں۔

اہل لغت کا معنی لفظ ''صماء'' کے زیادہ قریب ہے تو فقہاء کا والا معنی صحابی رسول ﷺ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریب ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۷۹۰۸) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداوود: ۴۱۴۱، وابن ماجه: ۴۰۲ (انظر: ۸۶۵۲)

(۷۹۰۹) تخریج: أخرجه مقطعا مسلم: ۱۵۱۱، ۱۵۴۵ (انظر: ۹۴۳۵)

حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ ﷺ خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

(۷۹۱۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْتَدُوْا الصَّمَّاءَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا يَاْكُلُ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدٍ، وَلَا يَحْتَبِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔)) (مسند احمد: ۱٤۹۱۷)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک کپڑے میں بولی بکل نہ مارو اور تم میں سے کوئی نہ بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے، نہ ایک جوتے میں چلے اور نہ ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھے۔''

فوائد: ...... ''اشتمال الصماء'' اور گوٹھ مارنے کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتے میں چلنے سے منع کیا گیا، کیونکہ یہ دونوں شیطان کی عادتیں ہیں:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ.)) یعنی: ''ہر کوئی دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں سے پیے، دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے ہی دے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔'' (ابن ماجہ: ۲/۳۰۳، احمد: ۲/۳۲۵/ ۳٤۹، صحیحہ: ۱۲۳۶)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْشِيْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ.)) یعنی: ''بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔'' (''مشكل الآثار'' للطحاوی: ۲/۱٤۲، الصحيحة: ۳٤۸)

بَابُ مَاجَاءَ فِي النِّعَالِ وَلُبْسِهَا وَآدَابٍ تَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ
جوتا پہننے کے آداب کا بیان

(۷۹۱۱)۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ السِّبْتِيَّةَ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ۔ (مسند احمد: ۵۲۵۱)

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سبتی جوتے پہنتے اور ان میں وضو کرتے اور بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد: ...... ''سِبْت'' سے مراد گائے کا رنگا ہوا چمڑا یا مطلق طور پر رنگا ہوا چمڑا ہے، ''سِبْت'' کا لفظی معنی زائل کرنا ہے، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رنگائی کے ذریعے چمڑے سے بال زائل کیے جاتے ہیں۔

(۷۹۱۰) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في ''الكبرى'': ۹۷۹۹، وابويعلى: ۲۲۵٤ (انظر: ۱٤۸۵٦)
(۷۹۱۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري: ۱٦٦، ۵۸۵۱، ومسلم: ۱۱۸۷ (انظر: ۵۲۵۱)

(۷۹۱۲)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا: ((اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ)) (مسند احمد: ۱٤۹۳۵)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے ایک غزوہ کے موقع پر فرمایا: ''جوتے کثرت سے پہنا کرو، کیونکہ آدمی جب تک جوتا پہنے رکھے، وہ گویا سوار رہتا ہے۔''

فوائد:...... امام نووی نے کہا ہے کہ جوتیاں پہن کر چلنے والا، ننگے پاؤں چلنے والے کی بہ نسبت راستے کی سختی و کرختگی، کانٹوں اور دوسری موذی چیزوں سے سالم رہتا ہے، اس کے پاؤں محفوظ رہتے ہیں، مشقت وتھکاوٹ کم ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں ایسے شخص کو سوار آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کو دورانِ سفر اپنی معاون چیزوں کا استعمال کرنا چاہیے۔

یقیناً وہ شخص اس حدیث کی صداقت کو فوراً تسلیم کرے گا، جس نے کعبۃ اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی پیدل اور ننگے پاؤں کی ہوگی۔ یہ کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے، لیکن سعی سے فارغ ہونے والا اپنے پاؤں میں عجیب قسم کی درد اور تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔

(۷۹۱۳)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَشْيَخَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ بِيضٌ لِحَاهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَسَرْوَلُونَ وَلَا يَأْتَزِرُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَسَرْوَلُوا وَائْتَزِرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَخَفَّفُونَ وَلَا يَنْتَعِلُونَ، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَتَخَفَّفُوا وَانْتَعِلُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انصاریوں کے عمر رسیدہ لوگوں کے پاس تشریف لائے، ان کی داڑھیاں سفید ہو چکی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصاریوں کی جماعت! اپنی داڑھیوں کو سرخ اور زرد کیا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کیا کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب تو شلواریں پہنتے ہیں، تہبند نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم شلواریں بھی پہنا کرو اور تہبند بھی اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم موزے بھی پہنو اور جوتے بھی اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب اپنی داڑھیاں خراشتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی مونچھیں کاٹو اور

(۷۹۱۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۹٦ (انظر: ۱٤۸۷٤)

(۷۹۱۳) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۷۹۲٤ (انظر: ۲۲۲۸۳)

أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّونَ عَثَانِينَهُمْ وَيُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٣٩)

داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔''

فوائد:...... سفید بالوں کو سرخ یا زرد کرنا مستحب اور افضل ہے، اکثر مسلمان بزرگ اس سنت کا احیا نہیں کر رہے اور وہ اپنے حق میں سفید بالوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

داڑھی رکھنا فرض ہے، لیکن امت مسلمہ کی اکثریت مغربی اور یورپی دنیا سے متاثر ہو کر اس فرض کی ادائیگی سے محروم ہے۔

(٧٩١٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتْ نِعَالُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا قِبَالَانِ۔ (مسند احمد: ١٢٢٥٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے جوتوں کے دو تسمے تھے۔

(٧٩١٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِشِمَالِهِ)) وَقَالَ: ((أَنْعِلْهُمَا جَمِيعًا)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((وَإِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ لِيَحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا)) (مسند احمد: ٧١٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جوتا پہنے تو وہ دائیں جانب سے ابتدا کرے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے اور دونوں جوتے پہن کر چلے۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو آدمی ایک جوتے میں نہ چلے، بلکہ دونوں جوتے اتار لے، یا دونوں پہن لے۔''

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں جوتا پہننے کے آداب کا ذکر ہے، پہنتے وقت دائیں پاؤں کو مقدم کرنا چاہیے، جبکہ اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا چاہیے۔ عصرِ حاضر میں ایسی سنتوں سے مسلمان غافل ہو چکے ہیں، اس کی دو وجوہات ہیں: ایک، جہالت کا غلبہ ہے اور دوسرا، اسلامی تربیت کرنے والے لوگوں کا فقدان ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ بزعمِ خود ایسے داعیانِ اسلام بھی موجود ہیں، جن کا خیال یہ ہے کہ یہ آداب کمتر اور گھٹیا ہیں۔

اے مسلمان! تجھے ایسے داعیوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، یہ لوگ اسلامی تعلیمات سے جاہل ہیں، بلکہ دشمن ہیں، معلوم نہیں کہ ان کو اپنے کیے کا شعور بھی ہے یا کہ نہیں۔ کہا جاتا ہے: جو شخص جس چیز سے جاہل ہوتا ہے، وہ اس کا دشمن ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے خطبوں، مجلسوں اور محاضروں میں اسلام کے حق میں اور اس کو پورا پورا اپنانے کی بڑی بڑی بڑھکیں مارتے ہیں، لیکن سب سے پہلے خود اپنی دعوت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ صرف دعوی نہیں، بلکہ ان کی عادات و اطوار اس

(٧٩١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٥٧ (انظر: ١٢٢٢٩)

(٧٩١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٩٧ (انظر: ٧١٧٩)

فرق پر شاہد ہیں، یہ سرے سے نبی کریم ﷺ کی ہیئت اور وضع قطع ہی اختیار نہیں کرتے، اہل علم کے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں، کسی نے پگڑی باندھی ہوئی ہے، کسی نے عورتوں کی طرح لمبا ساجبہ پہنا ہوا، لیکن چھوٹی سی داڑھی ہے، اغیار سے مشابہت اختیار کی جارہی ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ (صحیحہ: ۲۵۷۰)

(۷۹۱۶)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيَمِيْنُ اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَ آخِرَ هُمَا تُنْزَعُ۔)) (مسند احمد: ۱۰۰۰٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جوتا پہنے تو وہ دائیں جانب سے ابتدا کرے اور جب جوتا اتارے تو بائیں جانب سے ابتدا کرے، یعنی پہنتے وقت دایاں پہلے پہنے اور اتارتے وقت دایاں آخر میں اتارے۔''

(۷۹۱۷)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَاِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلِهِ الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا)) (مسند احمد: ۷٤٤۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھوئے اور جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے، یہاں تک کہ دوسرے جوتے کو مرمت کر لے (اور دونوں اکٹھے پہن لے)۔''

(۷۹۱۸)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يَمْشِيَ فِيْ خُفٍّ وَاحِدَةٍ اَوْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۹٤۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک موزے یا ایک جوتے میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِمَامَةِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَحُلَلِ الْحِبَرَةِ
پگڑی، شلوار اور دھاری دار پوشاکیں پہننے کا بیان

(۷۹۱۹)۔عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ۱٤۹٦٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے اور آپ ﷺ پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔

(۷۹۱٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٥٦ (انظر: ۱۰۰۰۳)

(۷۹۱۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۹ (انظر: ۷٤٤۷)

(۷۹۱۸) تخريج: اسناده ضعيف جدا، الحسن بن ذكوان، ضعفه احمد، وابن معين، وابو حاتم وغيرهم، بل قال بعضهم: متروك الحديث، ذاهب الحديث، لايُشتغل به (انظر: ۲۹٤۸)

(۷۹۱۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳٥۸ (انظر: ۱٤۹۰٤)

(۷۹۲۰)۔عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ (مسند احمد: ۱۸۹٤۱)

سیدنا حریث ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا، جبکہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر کالے رنگ کی پگڑی تھی۔

فوائد:...... ابوداود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ منبر پر خطاب کر رہے تھے، آپ ﷺ کے سر پر پگڑی تھی اور اس کا ایک کنارہ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔

امام نووی نے ''شرح المہذب'' میں کہا: دونوں طرح درست ہے کہ پگڑی کا کنارہ کندھوں کے درمیان لٹکایا جائے یا نہ لٹکایا جائے، کسی ایک طریقے میں کراہت نہیں ہے، اس قسم کی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، جس میں کنارہ لٹکانے سے منع کیا گیا ہو، البتہ لٹکنے والا یہ کنارہ اس قدر لمبا نہ ہو کہ تکبر کی صورت میں حرام ہو جائے اور کوئی اور مقصد ہو تو مکروہ بن جائے۔

پگڑی باندھنے کا مسئلہ رواجی مسئلہ ہے، کسی علاقے میں جس طرح پگڑی باندھی جاتی ہو، جائز ہوگی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پگڑی باندھنے کا کوئی خصوصی طریقہ بیان نہیں کیا، لیکن بہتر طریقہ وہی ہے، جو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا، ہاں غلو اور علامتی پگڑی سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(۷۹۲۱)۔عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَ مَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ ؓ ثِيَابًا مِنْ هَجَرَ قَالَ فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا فِي سَرَاوِيلَ وَعِنْدَنَا وَزَّانُونَ يَزِنُونَ بِالْأَجْرِ فَقَالَ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَأَرْجِحْ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۰۸)

سیدنا سوید بن قیس ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا مخرمہ عبدی ؓ ہجر سے کپڑا لائے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، جبکہ ہمارے پاس اجرت لے کر وزن کرنے والے بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا: ''اس کا وزن کرو اور ترازو کا یہ والا پلڑا جھکاؤ۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ بائع کو چاہیے کہ جب وہ کوئی چیز بیچے تو جس مقدار کا سودا ہوا ہو، اپنی رضامندی سے اس مقدار میں کچھ مقدار کا اضافہ کر دے، اس سے برکت ہوگی، ان شاء اللہ۔

(۷۹۲۲)۔عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَعْجَبَ (وَفِي رِوَايَةٍ) أَحَبَّ

قتادہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس ؓ سے کہا: کون سا لباس رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند

(۷۹۲۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۵۹ (انظر: ۱۸۷۳٤)

(۷۹۲۱) تخريج: اسناده حسن، اخرجه ابوداود: ۳۳۳٦، وابن ماجه: ۲۲۲۰، ۳۵۷۹، والترمذي: ۱۳۰۵، والنسائي: ۷/ ۲۸٤ (انظر: ۱۹۰۹۸)

(۷۹۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۸۱۲، ومسلم: ۲۰۷۹ (انظر: ۱۲۳۷۷)

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: اَلْحِبَرَۃُ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۰۴) تھا؟ انھوں نے کہا: دھاری دار۔

فوائد: …… عہدِ نبوی میں یہ دھاری دار کپڑا یمن میں بنتا تھا، دھاری دار کپڑا جلدی میلا محسوس نہیں ہوتا، نیز ایسا کپڑا دیکھنے میں بھلا محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۷۹۲۳)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَانَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ اَرَادَ اَنْ يَنْهٰى عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ لَهُ اُبَيٌّ: (يَعْنِي ابْنَ كَعْبٍ) لَيْسَ ذَاكَ لَكَ قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْ ذٰلِكَ، فَاَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ وَأَرَادَ أَنْ يَنْهٰى عَنْ حُلَلِ الْحِبَرَةِ لِأَنَّهَا تُصْبَغُ بِالْبَوْلِ، فَقَالَ لَهُ أُبَيٌّ: لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ قَدْ لَبِسَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَبِسْنَاهُنَّ فِي عَهْدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۰۷)

سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے حج تمتع یعنی حج کے ساتھ عمرہ کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا ابی بن کعب ؓ نے ان سے کہا: یہ آپ کا حق نہیں ہے، کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے اور آپ ﷺ نے ہم کو منع نہیں کیا، پس سیدنا عمر ؓ نے منع کرنے کے ارادے کو ترک کر دیا، پھر سیدنا عمر ؓ نے ارادہ کیا کہ وہ دھاری دار پوشاکوں سے منع کر دیں، لیکن ان کو پیشاب سے رنگا جاتا تھا، لیکن سیدنا ابی ؓ نے ان سے کہا: اس کا آپ کو اختیار نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسا لباس زیبِ تن کیا ہے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے عہد مبارک میں پہنا ہے۔

فوائد: …… اگر پیشاب سے رنگنے کی بات درست ہو تو اس سے کپڑے کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ رنگنے کے بعد جب اس کو دھویا جائے گا تو وہ پاک ہو جائے گا، ایسا پیشاب کپڑے کے ساتھ تو نہیں لگا رہتا۔

اگر کسی ماکول اللحم جانور کے پیشاب سے کپڑا رنگا جاتا ہوگا تو وہ سرے سے نجس ہی نہیں ہوگا۔ (عبداللہ رفیق)

اس حدیث میں حج تمتع سے مراد یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کر لیا جائے، اس طرح سے یہ حج کی دو قسموں کو شامل ہے: حج تمتع اور حج قران۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ مَنِ اسْتَجَدَّ ثَوْبًا
نیا کپڑا پہننے والے کی دعا کا بیان

(۷۹۲۴)۔ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ؓ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَجَدَّ

سیدنا عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو نیا لباس زیب تن کرے اور پہنتے ہوئے جب وہ

(۷۹۲۳) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن الحسن البصري لم يلق عمر ولا أُبيا، لكن قد صح نهي عمر عن متعة الحج، وأما شطره الثاني فقد جاء من طرق عن عمر، وهي وان كانت منقطعة لكن بمجموعها تدل على ان لها اصلا عن عمر (انظر: ۲۱۲۸۳)

(۷۹۲۴) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي العلاء الشامي، أخرجه ابن ماجه: ۳۵۵۷، والترمذي: ۳۵۶۰ (انظر: ۳۰۵).

ثَوْبًا فَلَبِسَهُ فَقَالَ حِينَ يَبْلُغُ تَرْقُوَتَهُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ، أَوْ قَالَ: أَلْقَى فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِي جِوَارِ اللّٰهِ وَفِي كَنَفِ اللّٰهِ، حَيًّا وَمَيِّتًا، حَيًّا وَمَيِّتًا، حَيًّا وَمَيِّتًا۔)) (مسند احمد: ۳۰۵)

کپڑا ہنسلی کی ہڈی تک پہنچے تو وہ یہ دعا پڑھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي'' (ساری تعریف اس اللہ کے لئے، جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس کے ساتھ میں اپنی شرمگاہ چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت اختیار کرتا ہوں۔) پھر پرانے لباس کا صدقہ کر دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ، اس کی پناہ اور اس کی حفاظت میں آ جاتا ہے، وہ زندہ ہو یا میت، وہ بقید حیات ہو یا بقید ممات، وہ زندہ ہو یا میت، (وہ ہر حال میں اللہ تعالی کی حفاظت میں آ جائے گا)۔''

(۷۹۲۵)۔ عَنْ أَبِي مَطَرٍ الْبَصْرِيِّ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا اشْتَرٰى ثَوْبًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا لَبِسَهُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۳)

ابو مطر بصری، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پایا تھا، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا تین درہم سے خریدا، جب انھوں نے وہ پہنا تو یہ دعا پڑھی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي'' (ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے شاندار لباس کے ذریعہ لوگوں میں زینت دی اور اس کے ذریعہ میں اپنی شرمگاہ ڈھانپتا ہوں۔) اور پھر کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

(۷۹۲۶)۔ وعَنْ أَبِي مَطَرٍ أَيْضًا أَنَّهُ رَأٰى عَلِيًّا أَتَى غُلَامًا حَدَثًا فَاشْتَرٰى مِنْهُ قَمِيصًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَلَبِسَهُ إِلَى مَا بَيْنَ الرُّسْغَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ يَقُولُ وَلَبِسَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ

ابو مطر سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ابھی تک وہ نوعمر لڑکا ہی تھا، انہوں نے تین درہم سے قمیص خریدی، جب اسے گٹوں سے ٹخنوں تک پہن لیا تو یہ دعا پڑھی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي'' (ساری تعریف اس اللہ

(۷۹۲۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف المختار بن نافع، ولجهالة ابى مطر البصرى، أخرجه ابويعلى: ۲۹۵ (انظر: ۱۳۵۳)

(۷۹۲۶) تخريج: اسناده ضعيف لضعف المختار بن نافع، ولجهالة ابى مطر البصرى، أخرجه عبد بن حميد: ۹۶ (انظر: ۱۳۵۵)

وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي۔ فَقِيلَ هٰذَا شَيْءٌ تَرْوِيهِ عَنْ نَفْسِكَ أَوْ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ هٰذَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ عِنْدَ الْكُسْوَةِ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۵)

کے لئے ہیں، جس نے مجھے شاندار لباس کے ذریعہ لوگوں میں زینت دی اور اس کے ذریعہ میں اپنی شرمگاہ ڈھانپتا ہوں۔) جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ یہ دعا اپنی طرف سے پڑھ رہے ہیں یا نبی کریم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں تو انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي۔''

(۷۹۲۷)۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاِسْمِهِ قَمِيْصًا اَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۸۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو اس کا نام لیتے کہ وہ قمیص ہے یا پگڑی اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔'' (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لئے ہے، تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا (اب) میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور اس کی برائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔)

فوائد:...... کسی انداز میں اس لباس کا نام لیا جا سکتا ہے، مثلا: هٰذَا قَمِيْصٌ، هٰذِهِ عَمَامَةٌ، هٰذَا رِدَاءٌ، رَزَقَنِيَ اللّٰهُ قَمِيْصًا، اَعْطَانِيَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْعَمَامَةَ، یا اس قسم کا کوئی جملہ۔

اس باب کی صرف آخری حدیث صحیح ہے، مزید ایک دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (تمام تعریف اُس اللہ کیلئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور اس نے مجھے میری کسی بھی طاقت اور قوت کے بغیر یہ رزق عطا فرمایا۔)

جو آدمی کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (ابوداود، ترمذی)

کپڑا اتارتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھنی چاہیے۔ (ترمذی)

(۷۹۲۷) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۴۰۲۰، والترمذي: ۱۷۶۷ (انظر: ۱۱۴۶۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاَسْوَدِ وَالْاَخْضَرِ وَ الْمُزَعْفَرِ وَالْمُلَوَّنَاتِ

سیاہ، سبز، زعفرانی اور رنگین ملبوسات کا بیان

(۷۹۲۸)۔ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا جَعَلَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ مِنْ صُوفٍ، فَذَكَرَ سَوَادَهَا وَبَيَاضَهُ فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرِقَ وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ قَذَفَهَا، وَكَانَ يُحِبُّ الرِّيحَ الطَّيِّبَةَ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۱۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اون کی سیاہ رنگ کی چادر بنائی، پھر انھوں نے اس چادر کی سیاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفیدی کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر پہن لی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی بو محسوس کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اتار کر پھینک دیا، دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ اور اچھی خوشبو پسند کرتے تھے۔

(۷۹۲۹)۔ وعَنْ اَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ اَبِي فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدْنَاهُ جَالِسًا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ۔ (مسند احمد: ۱۷۶۳۳)

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ تھا اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اوپر دو سبز چادریں تھیں۔

فوائد:...... ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ کالے اور سبز رنگ کا لباس پہننا درست ہے۔

(۷۹۳۰)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۰۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی زعفران لگائے۔

(۷۹۳۱)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَمَّارًا قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَضَمَّخُونِي بِالزَّعْفَرَانِ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي فَقَالَ:

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا، جبکہ میرے ہاتھ پھٹ چکے تھے، گھر والوں نے زعفران لگا دیا، جب میں صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ ہی مجھے مرحبا کہا، بلکہ فرمایا: ''اسے دھو

(۷۹۲۸) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٧٤ (انظر: ٢٥٠٠٣)

(۷۹۲۹) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٧٢١ (انظر: ١٧٤٩٤)

(۷۹۳۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٤٦، ومسلم: ٢١٠١ (انظر:)

(۷۹۳۱) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، يحيى بن يعمر لم يلق عمار بن ياسر، بينهما رجل، أخرجه ابوداود: ٢٢٥، ٤١٧٦ (انظر: ١٨٨٨٦)

((اِغْسِلْ هٰذَا۔)) قَالَ فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقَالَ: ((اِغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ۔)) فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَرَحَّبَ بِي وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِزَعْفَرَانٍ وَلَا الْجُنُبَ۔)) وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (مسند احمد: ١٩٠٩٢)

دے۔'' میں گیا اور اس کو دھویا، لیکن ابھی تک زعفران کا کچھ حصہ مجھ پر باقی تھا، بہرحال میں پھر آیا اور آپ ﷺ پر سلام کہا، آپ ﷺ نے نہ سلام کا جواب دیا اور نہ مجھے مرحبا کہا، بلکہ فرمایا: ''اس کو دھو۔'' پس میں چلا گیا اور اس کو دھو کر پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کہا، اس بار آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا: ''فرشتے نہ کافر کے جنازہ پر حاضر ہوتے ہیں، نہ اس آدمی کے پاس آتے ہیں، جو زعفران سے لت پت ہو اور نہ جنابت والے شخص کے پاس آتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے جنبی کو رخصت دی کہ جب وہ سوئے یا کھانا پینا چاہے تو وہ وضو کر لے۔

(٧٩٣٢)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ وَيَدَّهِنُ بِالزَّعْفَرَانِ، قِيلَ لَهُ: لِمَ تَصْبُغُ ثِيَابَكَ وَتَدَّهِنُ بِالزَّعْفَرَانِ؟ قَالَ: لِأَنِّي رَأَيْتُهُ أَحَبَّ الْأَصْبَاغِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَدَّهِنُ بِهِ، وَيَصْبُغُ بِهِ ثِيَابَهُ۔ (مسند احمد: ٥٧١٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے لباس کو زعفران کے ساتھ رنگتے اور زعفران بطور تیل بھی ملتے تھے، جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے کپڑے زعفران کے ساتھ کیوں رنگتے ہیں اور زعفران کو بطور تیل کیوں استعمال کرتے ہیں تو انہوں نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام رنگوں میں سب سے پیارا رنگ زعفران تھا، جسے آپ ﷺ اپنے کپڑوں پر لگاتے تھے اور بطورِ تیل بھی استعمال کرتے تھے۔''

فوائد:...... بطورِ تیل لگانے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اس کے ذریعے بالوں کو رنگتے تھے، ابوداود کی روایت میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک رنگتے تھے۔

(٧٩٣٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الثَّوْبِ الْمَصْبُوغِ مَا لَمْ يَكُنْ بِهِ نَفْضٌ وَلَا رَدْعٌ۔ (مسند احمد: ٣٤١٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رنگے ہوئے کپڑے کی رخصت دی ہے، جب تک کہ اس کا رنگ جسم پر نہ چڑھے اور نہ ہی جسم پر داغ لگے۔

فوائد:...... زعفران: ایک خوشبودار مشہور پودا، جس کے باریک زرد سرخی مائل ریشے ہوتے ہیں۔
مرد کے لیے اپنے جسم کو زعفران لگانا متفقہ حرام ہے، داڑھی کو لگانا متفقہ حلال ہے اور کپڑوں کو لگانا مختلف فیہ ہے،

(٧٩٣٢) تخريج: صحيح، أخرجه بنحوه ابوداود: ٤٠٦٤، والنسائي: ٨/ ١٤٠ (انظر: ٥٧١٧)

(٧٩٣٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ص ١٠٤، وابويعلى: ٢٥٧٩ (انظر: ٣٤١٨)

عورتوں کے جسم میں بھی جائز ہے اور کپڑوں میں بھی۔

اوپر دو قسم کی روایات گزری ہیں، ایک میں مرد کو زعفران سے روکا گیا ہے، جبکہ آپ ﷺ نے خود کپڑوں پر یہ رنگ لگایا ہے۔

جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ مرد کو روکنے کا تعلق اس کے جسم سے ہے اور جواز کا تعلق کپڑوں سے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کبھار ایک آدھ بار جواز کے لیے یہ استعمال کیا ہو، جبکہ اصل مسئلہ یہی ہو کہ مردوں کے لیے اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ عَنِ الْمُعَصْفَرِ وَمَا جَاءَ فِي الْأَحْمَرِ

مرد کو عصفر بوٹی سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے ممانعت اور سرخ رنگ کے استعمال کا بیان

وضاحت: معصفر سے مراد وہ کپڑا ہے، جس عصفر یعنی کسنبے سے رنگا گیا ہو، یہ زرد سرخ سا رنگ ہوتا ہے، دیکھنے میں عجیب سا لگتا ہے، مردوں کی مردانگی کے خلاف ہے، باوقار نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ یہ کپڑا عورتوں کے لیے جائز ہے۔

عصفر ایک زرد رنگ کی بوٹی ہے، جس سے رنگائی کا کام کیا جاتا ہے، جن کپڑوں کو عصفر سے رنگا جاتا ہے، وہ سرخ ہو جاتے ہیں۔

(٧٩٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ، قَالَ: ((هٰذِهِ ثِیَابُ الْكُفَّارِ، لَا تَلْبَسْهَا۔)) وَفِیْ لَفْظٍ قَالَ: ((اَلْقِهَا فَاِنَّهَا ثِیَابُ الْكُفَّارِ۔)) (مسند احمد: ٦٥١٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے اوپر دو معصفر رنگ کے کپڑے دیکھے تو فرمایا: ''یہ کافروں کا لباس ہے، یہ لباس نہ پہنا کر۔'' ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پھینک دے، یہ کافروں کا لباس ہے۔''

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کافروں کا لباس پہنے یا ان کی وضع قطع اور عادات و اطوار کو اپنائے، کافی ساری احادیث میں اس موضوع کو بیان کیا گیا ہے، ......۔ لیکن اب تو بعض بلادِ اسلامیہ میں کفار کے ملبوسات اور ان کی عادات عام ہو چکی ہیں، بلکہ بعض یا تمام اسلامی ممالک کے فوجیوں پر کافروں کی تہذیب کے بعض امور فرض کر دیے گئے ہیں، مثلا ہیٹ (یعنی انگریزی ٹوپی)۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ لوگوں میں یہ شعور ہی نہیں رہا کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کی مخالفت کر رہے ہیں یا موافقت۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (صحیحہ: ١٧٠٤)

(٧٩٣٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٠٧٧ (انظر: ٦٥١٣)

(٧٩٣٥)۔ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِعُصْفُرٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ؟)) فَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَهَا فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ فَلَفَفْتُهَا ثُمَّ أَلْقَيْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟)) قَالَ قُلْتُ: قَدْ عَرَفْتُ مَا كَرِهْتَ مِنْهَا فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ فَأَلْقَيْتُهَا فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهَلَّا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ۔)) وَذَكَرَ أَنَّهُ حِينَ هَبَطَ بِهِمْ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ صَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى جَدْرٍ اتَّخَذَهُ قِبْلَةً فَأَقْبَلَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا وَيَدْنُو مِنَ الْجَدْرِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى بَطْنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَصِقَ بِالْجِدَارِ وَمَرَّتْ مِنْ خَلْفِهِ۔ (مسند احمد: ٦٨٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع) اذاخر گھاٹی سے اتر رہے تھے، آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا، میرے اوپر ایک چادر تھی جو عصفر بوٹی سے رنگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں پہچان گیا کہ آپ ﷺ اس کو ناپسند کر رہے ہیں، میں وہاں سے نکل کر اپنے گھر والوں کے پاس گیا، انھوں نے تنور جلا رکھا تھا، میں نے وہ چادر لپیٹی اور اسے تنور میں پھینک دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چادر کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: مجھے آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہو گیا تھا، سو میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا، وہ تنور جلا رہے تھے، میں نے وہ چادر اس میں پھینک دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو پہنا دینا تھی۔'' پھر نبی کریم ﷺ اذاخر گھاٹی سے نیچے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی، سامنے ایک دیوار تھی، اس کو سترہ بنا لیا، ایک بکری یا بھیڑ کا بچہ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے سے گزرنے لگا، آپ ﷺ اس سے بچنے کے لیے دیوار کے قریب ہوتے گئے، یہاں تک کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیٹ مبارک کو دیکھا، وہ دیوار کے ساتھ مل گیا اور جانور آپ ﷺ کے پیچھے سے گزر گیا۔

(٧٩٣٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاحَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ إِلَى مَكَّةَ حَاجًّا وَدَخَلَتْ عَلَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج کے لئے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے، اور محمد بن جعفر بن ابی طالب کے

(٧٩٣٥) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٧٠٨ (انظر: ٦٨٥٢)

(٧٩٣٦) تخريج: اسناده ضعيف، عبيد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله مختلف فيه، ضعفه يحيى بن معين في رواية عباس الدوري، ووثقه في رواية اسحاق بن منصور، وقال النسائي: ليس بذالك القوي، وقال الحافظ في "التقريب": ليس بالقوي، وعمّه عبيد الله بن عبد الله، لا يعرف، أخرجه ابن ابي شيبة: ٨/ ٣٧١، والبزار: ٣٥٢، ٤٧٦ (انظر: ٥١٧)

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ امْرَأَتُهُ، فَبَاتَ مَعَهَا حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ غَدَا عَلَيْهِ رَدْعُ الطِّيبِ وَمِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ مُفْدَمَةٌ فَأَدْرَكَ النَّاسَ بِمَلَلٍ قَبْلَ أَنْ يَرُوحُوا فَلَمَّا رَآهُ عُثْمَانُ انْتَهَرَ وَأَفَّفَ وَقَالَ أَتَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَقَدْ نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَنْهَهُ وَلَا إِيَّاكَ إِنَّمَا نَهَانِي۔ (مسند احمد: ٥١٧)

پاس ان کی بیوی داخل ہوئی، انہوں نے اس کے ساتھ رات گزاری، جب صبح ہوئی تو یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ان پر عورتوں والی خوشبو کا داغ تھا اور خوب سرخ چادر تھی، جس کو عصفر بوٹی میں رنگا گیا تھا، انھوں نے ملل مقام پر لوگوں کو پا لیا، وہ وہاں سے ابھی تک سفر کے لئے چلے نہ تھے، جب انہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ڈانٹا اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا: کیا تم معصفر کپڑا پہنتے ہو، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اس رنگ کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نہ محمد بن جعفر کو اور نہ ہی سیدنا عثمان کو منع کیا، بلکہ صرف مجھے منع کیا تھا۔

(٧٩٣٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى رَجُلٍ صُفْرَةً فَكَرِهَهَا قَالَ: ((لَوْ أَمَرْتُمْ هٰذَا أَنْ يَغْسِلَ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ۔)) قَالَ: وَكَانَ لَا يَكَادُ يُوَاجِهُ أَحَدًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ۔ (مسند احمد: ١٢٣٩٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی پر زرد رنگ کا لباس دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور فرمایا: ''اگر تم اس کو حکم دو کہ یہ اس زردی کو دھو دے۔'' جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے تو آپ ﷺ کم ہی کسی سے براہ راست بات کرتے تھے چہرے سے اس کا پتہ چل جاتا تھا۔

بعض اہل علم نے اس روایت کو مسلم علوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے امام ابو داود نے آگے حدیث نمبر ۴۷۸۹ کے آخر میں مسلم علوی کے ضعیف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (دیکھیں ضعیف ابی داود اور انوار الصحیفہ) (عبداللہ رفیق)

(٧٩٣٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ عَنِ الْمُعَصْفَرِ وَالتَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ۔ (مسند احمد: ٩٢٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے عصفر بوٹی سے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا ہے۔

فوائد: ...... یہ حکم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نہیں تھا، ان کا مقصد نبی کریم ﷺ کے الفاظ کو ہو بہو نقل کرنا ہے۔

(٧٩٣٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤١٨٢، ٤٧٨٩ (انظر: ١٢٣٦٧)

(٧٩٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٧٨ (انظر: ٩٢٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَحْمَرِ
سرخ رنگ کے استعمال کا بیان

(٧٩٣٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي حَارِثَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدَاءِ قَالَ عَلَّقَ كُلُّ رَجُلٍ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ ثُمَّ أَرْسَلَهَا تَهُزُّ فِي الشَّجَرِ قَالَ ثُمَّ جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرِحَالُنَا عَلٰى أَبَاعِرِنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَرَأٰى أَكْسِيَةً لَنَا فِيهَا خُيُوطٌ مِنْ عِهْنٍ أَحْمَرَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَرٰى هٰذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ۔)) قَالَ فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا مِنْهَا۔ (مسند احمد: ١٥٩٠٠)

سیدنا رافع بن بن خریج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر گئے، نبی کریم ﷺ ایک جگہ پر صبح کے کھانے کے لئے اترے، ہر آدمی نے اونٹنی کی لگام لٹکا دی اور اسے چھوڑ دیا، وہ درختوں میں پھرنے لگیں، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور ہمارے کجاوے ہمارے اونٹوں پر ہی رکھے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ چادریں ہیں، جن میں سرخ اون کے دھاگے لگے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ سرخی تم پر غالب آ گئی ہے۔'' ہم نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہونے کے لئے اتنی تیزی سے اٹھے کہ اس کی وجہ سے بعض اونٹ بھی بدکنے لگے، ہم نے وہ تمام چادریں جو ان پر ڈالی ہوئی تھیں وہ سب اتار پھینکیں۔

(٧٩٤٠)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى حُمْرَةً قَدْ ظَهَرَتْ فَكَرِهَهَا، فَلَمَّا مَاتَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ جَعَلُوْا عَلٰى سَرِيْرِهٖ قَطِيْفَةً حَمْرَاءَ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٧٤٠٦)

سیدنا رافع بن خریج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سرخ رنگ کی چادریں نمایاں طور پر دیکھ کر اظہارِ ناپسندیدگی فرمایا، جب سیدنا رافع بن خریج رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو لوگوں نے ان کی چارپائی پر سرخ چادر بچھا دی، اس سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا تھا۔

(٧٩٣٩) تخريج: اسناده ضعيف لابهام راويه عن رافع بن خديج، أخرجه ابوداود: ٤٠٧٠ (انظر: ١٥٨٠٧)

(٧٩٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، فيه انقطاع بين عثمان بن محمد ورافع بن خديج، وانظر الحديث السابق

(۷۹٤۱)۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ إِلٰى مَنْكِبَيْهِ، قَالَ ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ بِهِ مِرَارًا مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ۔(مسند احمد: ۱۸۸۱٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کی مخلوق میں سے میں نے کسی کو نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے سرخ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا اور سر کے بال کندھوں سے ٹکرا رہے تھے۔ ابن ابی بکیر راوی نے کہا: آپ ﷺ کے سر کے بال کندھوں کے قریب تک آ رہے تھے، میں نے کئی بار اسرائیل کو سنا، وہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو مسکراتے تھے۔

(۷۹٤۲)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحُمْرَةِ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (مسند احمد: ۸۲۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی اور سرخ رنگ کا لباس پہننے اور رکوع و سجود میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... دو قسم کی روایات اوپر گزری ہیں، سرخ لباس سے منع بھی کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے سرخ لباس پہنا بھی ہے، مزید درج ذیل دو احادیث اور جمع و تطبیق کی صورت پر غور کریں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نَهٰى ﷺ عَنِ الْمُفَدَّمِ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے خوب لال (اور ڈھڈھاتے سرخ) کپڑے سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ: ۲/ ۳۷۷، صحیحہ: ۲۳۹۵)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں خوب سرخ کپڑے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ ایسے کپڑے سے کافروں کے ساتھ تشبیہ لازم آتی ہے۔ یا پھر یہ عورتوں کا لباس ہے۔ (صحیحہ: ۲۳۹۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ ﷺ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ۔ ......رسول اللہ ﷺ عید والے روز سرخ رنگ کی چادر زیب تن کرتے تھے۔ (معجم اوسط طبرانی: ۲/۵۳، صحیحہ: ۱۲۷۹)

حافظ ابن قیم نے کہا: جس بندے نے کہا کہ یہ خالص سرخ رنگ کا حلہ تھا اور اس میں کوئی دوسرا رنگ مکس نہیں تھا، اس نے غلطی کی۔ کیونکہ یہ حلّہ، دو یمنی چادروں پر مشتمل تھا، ان کو سرخ اور سیاہ دھاگوں سے بنایا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ خالص سرخ لباس سے بچا جائے، جن احادیث میں سرخ رنگ سے منع کیا گیا ہے، ان کو اسی رنگ پر محمول کیا جائے، اگر اس کا رنگ ہلکا سرخ ہو یا کسی اور رنگ کے ساتھ مکس ہو تو وہ جائز ہوگا، البتہ عورتیں یہ لباس پہن سکتی ہیں۔

(۷۹٤۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۹۰۱، ومسلم: ۲۳۳۷ (انظر: ۱۸٦۱۳)

(۷۹٤۲) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٤۵۵ (انظر: ۸۲۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَرِيْرِ وَمَا يَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُهُ مِنْهُمَا وَمَا لَا يَجُوْزُ

سونے، چاندی اور ریشم اور ان کے استعمال کی جائز اور ناجائز صورتوں کا بیان

بَابُ اَحَادِيْثَ جَامِعَةٍ لِأُمُوْرٍ مِنْ ذٰلِكَ مَنْهِيٍّ عَنْهَا

ممنوعہ امور سے متعلقہ جامع احادیث کا بیان

(۷۹۴۳)۔ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي شَيْخٍ الْهُنَائِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَلَإٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جَمْعٍ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ؟ قَالُوا: أَمَّا هٰذَا فَلَا قَالَ أَمَا إِنَّهَا مَعَهُنَّ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۵۸)

ابو شیخ ہنائی کہتے ہیں: میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ ان کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے سونا پہننے سے منع کیا ہے، مگر تھوڑا تھوڑا استعمال کر سکتے ہیں؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ پھر انھوں نے کہا: میں تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا ہے؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کے برتن میں پانی پینے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرہ کو جمع کرنے سے منع کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: نہیں، ایسی بات تو کوئی نہیں ہے، لیکن انھوں نے کہا: خبردار یہ بھی ان کے ساتھ ہے۔

(۷۹۴۳) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۱۷۹۴ وأخرجه مختصرا النسائی: ۸/ ۱۶۱، وابن ماجه: ۳۶۵۶ (انظر: ۱۶۸۳۳)

فوائد:...... ''تھوڑا تھوڑا سونا'' عربی میں لفظ ''مُقَطَّع'' استعمال کیا گیا ہے، یعنی قلیل ہو اور مختلف جگہوں پر ہو، مثلا: تلوار کے دستے پر نقش و نگار کی صورت میں ہو یا نقاط کی صورت میں ہو، پورے دستے پر سونا نہ چڑھایا جائے، اسی طرح چاندی کی انگوٹھی پر سونے کے نشانات ہوں۔

آخری جملے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا منع ہے، لیکن جمہور اہل علم کی یہ رائے نہیں ہے، واضح طور پر احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے۔

(۷۹٤٤)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ يُقَالُ لَهُ: فَلَانُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُجِيبٍ قَالَ: لَقِيَ أَبُو ذَرٍّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَجَعَلَ أُرَاهُ قَالَ قَبِيعَةَ سَيْفِهِ فِضَّةً فَنَهَاهُ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ إِنْسَانٍ أَوْ قَالَ أَحَدٍ تَرَكَ صَفْرَاءَ أَوْ بَيْضَاءَ إِلَّا كُوِيَ بِهَا۔))

(مسند احمد: ۲۱۸۱۲)

ابو مجیب کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلواور کی مٹھی چاندی سے بنا رکھی تھی، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان بھی چاندی یا سونا چھوڑ کر جائے گا تو اس کو اس کے ساتھ داغا جائے گا۔''

فوائد:...... سونے اور چاندی کا کاروبار کرنا، ان کو اپنے پاس رکھنا، عورت کا دونوں کا زیور پہننا اور مرد کے لیے چاندی کا استعمال کرنا، یہ سب امور جائز اور حلال ہیں، اس حدیث میں دراصل دنیوی زینت و آرائش سے نفرت دلائی جا رہی ہے، کیونکہ زیادہ تر دنیوی مال و دولت خرابی کا ہی باعث بنتا ہے۔

(۷۹٤٥)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثَةٍ، نَهَانِي عَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ۔

(مسند احمد: ۱۰۰٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے تین چیزوں سے روکا ہے، ریشمی لباس سے، ریشمی گدیلوں سے اور اس سے کہ میں رکوع میں قرآن مجید کی تلاوت کروں۔

فوائد:...... قس مصر کی ایک بستی ہے، اس میں جو ریشمی لباس تیار کیا جاتا تھا، اس کو قسی کہتے تھے، مراد ریشمی لباس ہے، وہ جہاں مرضی بنایا جائے۔

''مِيْثَرَة'' اگلی احادیث میں ''مِيْثَرَة الأُرْجُوَان'' کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے:

(۷۹٤٤) تخريج: المرفوع منه صحيح بالشاهد، وهذا اسناد ضعيف لجهالة فلان بن عبد الواحد الثقفى، ولجهالة ابى مجيب (انظر: ۲۱٤۸۰)

(۷۹٤٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٤۸۰ (انظر: ۱۰۰٤)

یہ سرخ رنگ کی ریشمی چیز ہے، وہ زین کی صورت میں یا زین پوش کی صورت میں ہو یا وہ کجاوہ پوش کی صورت میں ہو یا کجاوہ پر رکھی جانے والی گدی کی صورت میں ان اقوال سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ممانعت کی وجہ سرخ رنگ ہے یا ریشم اور یہ دونوں ہی ممنوع ہیں۔

صحیح تر رائے کے مطابق: اگر عورتوں کے ساتھ مشابہت نہ ہوتی ہو تو سرخ لباس پہننا جائز ہے۔ میثرۃ: کپڑے سے ممانعت کی اصل وجہ اس کا ریشم سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ کما مر۔ (عبداللہ رفیق)

(۷۹۴٦)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمَيَاثِرِ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَالرَّجُلُ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ۔ (مسند احمد: ۸۳۱)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے ریشمی لباس، ریشمی گدیلے، معصفر کپڑے اور اس سے منع کیا ہے کہ آدمی رکوع و سجود کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرے۔

فوائد:...... پہلے معصفر کی وضاحت ہو چکی ہے، مرد کے لیے ریشم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، وہ لباس کی صورت میں ہو یا گدیلے کی صورت میں یا زین یا زین پوش کی صورت میں۔

(۷۹۴۷)۔عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِيثَرَةِ وَعَنِ الْقَسِّيَّةِ قُلْنَا لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَيُّ شَيْءٍ الْمِيثَرَةُ؟ قَالَ: شَيْءٌ يَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلٰى رِحَالِهِنَّ، قَالَ قُلْنَا: وَمَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنْ قِبَلِ الشَّامِ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ، قَالَ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَلَمَّا رَأَيْتُ السَّبَنِيَّ عَرَفْتُ أَنَّهَا هِيَ۔ (مسند احمد: ۱۱۲٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے میثرہ اور قسی سے منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے امیر المومنین! میثرہ کیا چیز ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ (ریشمی گدیلے) ہوتے ہیں، جو عورتیں اپنی رہائش گاہوں میں اپنے خاوندوں کے لیے بناتی ہیں، ہم نے کہا: قسی کیا چیز ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ شام کی طرف سے ہمارے ہاں ایک پھول دار (ریشمی) کپڑا لایا جاتا ہے، اس میں نارنگی کی مانند بیل بوٹے بنائے جاتے تھے، ابو بردہ کہتے ہیں: جب میں نے سبن علاقہ کے بنے ہوئے کپڑے دیکھے تو میں جان گیا کہ وہ یہی ہیں۔

(۷۹٤۸)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِيثَرَةِ وَالْقَسِّيَّةِ وَحَلْقَةِ الذَّهَبِ وَالْمُفْدَمِ قَالَ يَزِيدُ وَالْمِيثَرَةُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ریشمی گدیلوں، ریشمی لباس، سونے کا چھلہ اور انتہائی سرخ لباس سے منع فرمایا ہے۔ یزید راوی کہتے ہیں: میثرہ سے مراد درندوں

(۷۹٤٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۹٤۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۷۸ (انظر: ۱۱۲٤)

(۷۹٤۸) تخريج: صحيح لغيره، قوله "نهى عن حلقة الذهب والمفدم" أخرجه ابن ماجه: ۳٦٤۳، ۳٦۰۱ (انظر: ۵۷۵۱)

جُلُودُ السِّبَاعِ وَالْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ مِنْ إِبْرَيْسَمٍ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ وَالْمُفْدَمُ الْمُشْبَعُ بِالْعُصْفُرِ۔ (مسند احمد: ۵۷۵۱)

کے چمڑے ہیں، قسی عمدہ ریشم سے تیار کیا جانے والا ایک پھول دار لباس ہوتا ہے، یہ مصر سے لایا جاتا ہے اور عصفر بوٹی سے خوب رنگے ہوئے لباس کو ''مُفْدَم'' کہتے ہیں۔

فوائد:...... یزید راوی نے ''مِیثَرَۃ '' کے معانی درندوں کے چمڑے کے کیے ہیں، لیکن امام نووی نے کہا: یہ باطل تفسیر ہے اور محدثین کے اجماع کے مخالف ہے۔

(۷۹۴۹)۔ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ: سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مِیْثَرَةِ الْاُرْجُوَان، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا اَرْکَبُهَا وَلَا اَلْبَسُ قَمِیْصًا مَکْفُوْفًا بِحَرِیْرٍ، وَلَا اَلْبَسُ الْقَسِّیَّ۔)) (مسند احمد: ۱۴۷۳۸)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ ایسے گدیلے رکھ کر سوار ہوتا ہوں، نہ ایسی قمیص پہنتا ہوں، جس کے کنارے ریشم کے ہوں اور نہ ریشمی لباس پہنوں گا۔''

فوائد:...... ہم نے ''الْاُرْجُوَان'' کے معانی سرخ کے کیے ہیں، دراصل یہ لفظ ارغوان سے معرب ہے، یہ سرخ رنگ کا پھول ہوتا ہے، گدیلوں کو ارغوان کہنے کا مطلب رنگ میں تشبیہ دینا ہے، یعنی سرخ رنگ کے گدیلے، پہلے گزر چکا ہے کہ میثرۃ (گدیلا) سے روکنے کی وجہ ریشم تھا جو اس کی بنتی میں استعمال ہوتا تھا۔

(۷۹۵۰)۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِیَ عَنْ مَیَاثِرِ الْاُرْجُوَان، وَلُبْسِ الْقَسِّیِّ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِأَخِي يَحْيَى بْنِ سِيرِينَ، فَقَالَ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ هٰذَا؟ نَعَمْ وَكِفَافِ الدِّيبَاجِ۔ (مسند احمد: ۹۸۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں سے، ریشمی کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی سے منع کیا گیا ہے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں: جب میں نے یہ بات اپنے بھائی یحییٰ بن سیرین سے ذکر کی تو انھوں نے کہا: کیا تو نے یہ سنا نہیں ہے؟ جی ہاں اور ریشم سے بنے ہوئے کناروں والا لباس پہننا بھی منع ہے۔

(۷۹۵۱)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ قَعِدًا عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَاءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ

مالک بن عمیر کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ان کے پاس صعصعہ بن صوحان آئے، سلام کہا اور پھر کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! جس چیز سے آپ کو نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، آپ اس سے ہمیں بھی منع کر

(۷۹۴۹) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۱٤٦٨٢)

(۷۹۵۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٤٠٥٠، والنسائي: ٨/ ١٧٠ (انظر: ٩٨١)

(۷۹۵۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٣٦٩٧، والنسائي: ٨/ ١٦٦ (انظر: ٩٦٣)

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نَهَانَا عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَنَهَانَا عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْحِلَقِ الذَّهَبِ ثُمَّ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً مِنْ حَرِيرٍ فَخَرَجْتُ فِيهَا لِيَرَ النَّاسُ عَلَيَّ كِسْوَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي بِنَزْعِهِمَا فَأَرْسَلَ بِإِحْدَاهُمَا إِلَى فَاطِمَةَ وَشَقَّ الْأُخْرٰى بَيْنَ نِسَائِهِ۔ (مسند احمد: ۹۶۳)

دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کدو سے بنے ہوئے برتن، سبز مٹکے، تارکول والے برتن اور تنا کرید کر بنائے ہوئے لکڑی کے برتن سے منع فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشمی لباس، سرخ رنگ کے ریشمی گدیلے، ریشم، سونے کی انگوٹھی اور چھلے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا علی نے کہا: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشم کا ایک جوڑا دیا، میں وہ پہن کر باہر آیا تا کہ لوگ میرے اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنا ہوا لباس دیکھیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر یہ دیکھ کر مجھے اتارنے کا حکم دیا، پس اس کا ایک حصہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھیج دیا اور دوسرا حصہ اپنی دیگر عورتوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

(۷۹۵۲)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَالْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالْمَيَاثِرِ الْحُمُرِ، وَالْقَسِّيِّ۔ (مسند احمد: ۱۸۸٤۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھیاں، چاندی کے برتن، حریر، دیباج اور استبرق، سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں اور قسی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... باریک ریشم کو سندس، موٹے اور کھردرے ریشم کو استبرق کہتے ہیں، جب ریشم میں سونے کی تاریں بنی جائیں، تب بھی اسے استبرق کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کا ریشم مردوں پر حرام ہے، باریک ہو یا موٹا، نرم ہو یا سخت۔

(۷۹۵۳)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَقُولُ نَهَاكُمْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَالْمُعَصْفَرِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ، وَكَسَانِي حُلَّةً مِنْ سِيَرَاءَ

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ تمہیں منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی، پہننے، ریشمی لباس اور معصفر لباس سے اور رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی دھاری دار ایک

(۷۹۵۲) تخريج: أخرجه بتمامه ومختصرا البخاري: ۵۸۳۸، ۵۸٤۹، ٦٦۵٤، ومسلم: ۲۰٦٦ (انظر: ۱۸٦٤٤)

(۷۹۵۳) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ۳۲۹، وابوعوانة: ۲/ ۱۷٤، وأخرجه مختصرا مسلم: ٤۸۰ (انظر: ۷۱۰)

فَخَرَجْتُ فِيهَا فَقَالَ: ((يَا عَلِيُّ! إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا۔)) قَالَ: فَرَجَعْتُ بِهَا إِلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَعْطَيْتُهَا نَاحِيَتَهَا، فَأَخَذَتْ بِهَا لِتَطْوِيَهَا مَعِي فَشَقَقْتُهَا بِثِنْتَيْنِ، قَالَ: فَقَالَتْ: تَرِبَتْ يَدَاكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! مَاذَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِهَا، فَالْبَسِي وَاكْسِي نِسَاءَكِ۔ (مسند احمد: ۷۱۰)

پوشاک مجھے دی، جب میں اسے پہن کر نکلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! میں نے تمہیں یہ پہننے کے لئے تو نہیں دی، میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابن ابی طالب! آپ نے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ پہننے سے منع فرمایا ہے، تم پہن لو اور دیگر عورتوں کو پہنا دو۔

فوائد:...... اس حدیث میں ایک اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز معاشرے کے بعض افراد کے لیے جائز ہو یا جس چیز میں مفید پہلو بھی موجود ہو، وہ ایک دوسرے کو تحفہ بھی دی جا سکتی ہے اور اس کا کاروبار بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۷۹۵٤)۔عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۸۲)

سیدنا اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درندوں کے چمڑوں سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... درندوں کے چمڑوں سے ممانعت کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: یہ اسراف اور تکبر والے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ان کے چمڑے استعمال کرتے ہیں یا ان چمڑوں کی نجاست کی وجہ سے ان سے منع کیا گیا ہے۔

درندے حرام ہیں اور ان کے چمڑے استعمال کرنے سے ممانعت کی وجہ بھی ان کی حرمت ہو سکتی ہے البتہ ان کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نظر سے نہیں گذری ان کی حرمت سے نجاست کا استدلال مشکل اور غیر مناسب ہے۔ کیونکہ ضروری نہیں کہ حرام چیز نجس بھی ہو۔ (عبداللہ رفیق)

(۷۹۵۵)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْمِيثَرَةِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْجِعَةِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، ریشمی گدیلے اور ریشمی لباس اور جو کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... نبیذ بالاتفاق جائز ہے، نبیذ کی بعض اقسام میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے ایسی بعض اقسام کو ناپسند کیا گیا ہے، وگرنہ جب تک نبیذ میں نشہ پیدا نہ ہو، اس وقت تک اس کو پینا جائز ہوگا۔

(۷۹۵٤) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابوداود: ٤١٣٢، والترمذی: ۱۷۷۰ (انظر: ۲۰۷۰٦)

(۷۹۵۵) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الترمذی: ۲۸۰۸، والنسائی: ۸/ ۱٦٥ (انظر: ۱۱۰۲)

(٧٩٥٦)۔عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَآنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: ((هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ٢٣٦٥٨)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عام حریر، دیباج اور سونے اور چاندی کے برتنوں سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔''

(٧٩٥٧)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَمْسٍ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَيْءٌ رَقِيقٌ مِنْ الذَّهَبِ يُرْبَطُ بِهِ الْمِسْكُ أَوْ يُرْبَطُ بِهِ قَالَ: ((لَا، اِجْعَلِيهِ فِضَّةً وَصَفِّرِيهِ بِشَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ۔)) (مسند احمد: ٢٦٤٣٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پانچ چیزوں سے نبی کریم ﷺ نے ہمیں منع فرمایاہے: ریشم اور سونا پہننے سے، سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے، سرخ رنگ کے ریشمی گدیلے سے اور ریشمی لباس پہننے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی! باریک سی سونے کی زنجیر، جس کے ساتھ کنگن باندھا جاتا ہے، وہ بھی جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اسے چاندی سے بناؤ یا زعفران سے زرد کرلو۔''

بَابُ تَحْرِيمِ اَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
سونے اور چاندی کے برتنوں کا مردوزن پر حرام ہونے کا بیان

(٧٩٥٨)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ خَرَجْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ إِلٰى بَعْضِ هٰذَا السَّوَادِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ قَالَ فَرَمَاهُ بِهِ فِي وَجْهِهِ قَالَ قُلْنَا: اُسْكُتُوا اُسْكُتُوا وَإِنَّا إِنْ سَأَلْنَاهُ لَمْ يُحَدِّثْنَا قَالَ فَسَكَتْنَا قَالَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ رَمَيْتُ بِهِ فِي وَجْهِهِ؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا، قَالَ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُهُ، قَالَ فَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا

عبدالرحمن بن ابولیلی کہتے ہیں: میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی زمین کی طرف گیا، انہوں نے پینے کے لئے پانی مانگا، کسان چاندی کے برتن میں ان کے پاس پانی لایا، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن اس کے منہ پر دے مارا، ہم نے کہا: خاموش رہو، خاموش رہو، اب اگر ہم نے ان سے کچھ اس بارے میں پوچھا تو وہ کچھ نہیں بتائیں گے، ہم خاموش رہے، کچھ دیر بعد انھوں نے خود کہا: کیا تمہیں معلوم ہے میں نے یہ برتن اس کے چہرے پر کیوں پھینکا؟ ہم نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: میں نے اسے اس سے پہلے بھی روکا تھا کہ

(٧٩٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٣٢، ٥٨٣١، ومسلم: ٢٠٦٧(انظر: ٢٣٢٦٩)

(٧٩٥٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف خصيف بن عبد الرحمن الجزري، أخرجه ابويعلى: ٤٧٨٩ (انظر: ٢٥٩١١)

(٧٩٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٣٣، ومسلم: ٢٠٦٧ (انظر: ٢٣٣٦٤)

فِی آنِیَةِ الذَّهَبِ قَالَ مُعَاذٌ لَا تَشْرَبُوا فِی الذَّهَبِ وَلَا فِی الْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ فَإِنَّهُمَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۵۶)

چاندی کے برتن میں پانی پینا منع ہے اور بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے برتنوں میں نہ پیو۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو، حریر اور دیباج نہ پہنو، یہ چیزیں دنیا میں ان کے لیے ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔

فوائد:...... سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی معصیت پر ناگواری کا کیسا اظہار کیا، سچی محبت کا نتیجہ اور اخلاص کے جذبے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

(۷۹۵۹)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۰۳)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کے گھونٹ بھرتا ہے۔''

(۷۹۶۰)۔عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ إِنَاءِ فِضَّةٍ ((كَأَنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارًا)) (مسند احمد: ۲۵۱۶۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کے برتن میں پینے والے کے بارے میں فرمایا: ''گویا کہ وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کے گھونٹ بھرتا ہے۔''

فوائد:...... سونے کے زیورات عورت کے لیے جائز ہیں، لیکن جہاں تک سونے اور چاندی کے برتنوں کی حرمت کا تعلق ہے تو اس میں خواتین و حضرات کا معاملہ یکساں ہے، یہ برتن مردوں کے لیے بھی حرام ہیں اور عورتوں کے لیے بھی۔

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَمَا فِيْ مَعْنَاهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْحُلِيِّ
سونے کی انگوٹھی اور اس قسم کے دوسرے زیورات کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَاتَمِ الذَّهَبِ
سونے کی انگوٹھی کا بیان

(۷۹۶۱)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ، فَرَمٰى بِهِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور آپ ﷺ اس کا نگینہ ہتھیلی کی اندر والی طرف رکھتے تھے، لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں،

(۷۹۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۳٤، ومسلم: ۲۰۶۵ (انظر: ۲۶۵٦۸)

(۷۹۶۰) تخریج: صحیح من حدیث ام سلمة، أخرجه ابن ماجه: ۳٤۱۵ (انظر: ۲٤٦٦۲

(۷۹۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸٦۵، ۵۸٦٦، ومسلم: ۲۰۹۱ (انظر: ٤٦٧٧)

وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ۔ (مسند احمد: ٤٦٧٧)

پس آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔

(٧٩٦٢)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهٖ۔)) وَفِيْهِ: فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الذَّهَبِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اِنِّيْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا۔)) فَنَبَذَهٗ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔ (مسند احمد: ٥٨٨٧)

(دوسری سند) اس میں ہے: لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں، پس نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں نے یہ انگوٹھی پہنی تھی، اب میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا، یہ منظر دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

(٧٩٦٣)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثالث) قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ يَدِهٖ، قَالَ: فَطَرَحَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهُ۔ (مسند احمد: ٦١٠٧)

(تیسری سند) نبی کریم ﷺ کی سونے کی انگوٹھی تھی، آپ ﷺ اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی اندرونی طرف رکھتے تھے، ایک دن آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا، سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں، پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوا لی، آپ ﷺ اس کے ساتھ مہر لگاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے۔

(٧٩٦٤)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ لَهُ: لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْبَرَاءُ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ غَنِيمَةٌ يَقْسِمُهَا سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ قَالَ فَقَسَمَهَا حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَى أَصْحَابِهٖ ثُمَّ خَفَّضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ خَفَّضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ: ((أَيْ بَرَاءُ۔)) فَجِئْتُهُ حَتّٰى قَعَدْتُ

محمد بن مالک کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، لوگوں نے ان سے کہا: تم نے سونے کی انگوٹھی کیوں پہن رکھی ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، جبکہ آپ کے سامنے مال غنیمت پڑا تھا، جسے آپ ﷺ تقسیم کر رہے تھے، قیدی تھے اور گھر کا ساز و سامان تھا، آپ ﷺ نے اسے تقسیم کیا، یہاں تک کہ یہ انگوٹھی باقی رہ گئی، آپ ﷺ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور اپنے صحابہ کی طرف دیکھا، پھر نگاہ جھکائی، پھر اٹھائی اور انہیں دیکھا، پھر نگاہ جھکائی اور پھر نگاہ اٹھا کر ان کو دیکھا۔

(٧٩٦٢) تخريج: اسناده صحيح، وانظر الحديث بالطريق الاول، أخرجه النسائي: ٨/ ١٦٥ (انظر: ٥٨٨٧)

(٧٩٦٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث بالطريق الاول، أخرجه النسائي: ٨/ ١٧٩ (انظر: ٦١٠٧)

(٧٩٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن مالك الجوزجاني على نكارة في متنه، أخرجه ابويعلى: ١١٧٠٨، وابن ابي شيبة: ٨/ ٤٧٠ (انظر: ١٨٦٠٢)

بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰى كُرْسُوعِي ثُمَّ قَالَ: ((خُذْ، اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُولُ: كَيْفَ تَأْمُرُونَنِي أَنْ أَضَعَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۸۰۳)

پھر فرمایا: ''اے براء!'' پس میں آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے یہ انگوٹھی اٹھائی اور مجھے پہنا دی اور فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تجھے پہنایا ہے، وہ لے لو۔'' سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اب تم مجھے یہ اتارنے کا حکم کیوں دیتے ہو؟ جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اے براء جو تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پہنایا ہے وہ پہن لے۔''

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، بہر حال اس قسم کے واقعے کو اس وقت پر محمول کیا جائے، جب سونا حلال تھا۔

(۷۹۶۵)۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمُ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَحَدَّثَهَا فَقَالَتْ إِنَّ لَكَ لَشَأْنًا، فَارْجِعْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَأَلْقَى خَاتَمَهُ وَجُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ أُذِنَ لَهُ وَسَلَّمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعْرَضْتَ عَنِّي قَبْلُ حِينَ جِئْتُكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكَ جِئْتَنِي وَفِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ۔)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ جِئْتُ إِذًا بِجَمْرٍ كَثِيرٍ وَكَانَ قَدْ قَدِمَ بِحُلِيٍّ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجران کے وفد میں سے ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا اور پرواہ تک نہ کی، وہ آدمی اپنی بیوی کی طرف گیا اور اس سے یہ سلوک بیان کیا، اس نے کہا: کوئی بات ہوئی ہوگی، تم نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹو، وہ واپس آیا اور اپنی انگوٹھی اور جبہ اتار دیا تھا، اب آپ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی، اس نے سلام کہا، تو آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب بھی دیا، اس نے کہا! اے اللہ کے رسول! اس سے پہلے میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو جب اس وقت آیا تھا تو تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارا تھا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو پھر بہت زیادہ انگارے لے کر آیا ہوں، وہ بحرین سے زیورات لے کر آیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو جو کچھ بھی لے کر آیا ہے، یہ ہمارے کام کا نہیں، بس یہ حرہ کے پتھروں جتنا مفید ہے، یہ دنیا کی زندگانی کا سامان ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے

(۷۹۶۵) تخريج: اسناده ضعيف، ابو النجيب لايُعرف، أخرجه ابن حبان: ۵۴۸۹، وأخرجه مختصرا النسائي: ۸/ ۱۷۰ (انظر: ۱۱۱۰۹)

جِئْتَ بِهِ غَيْرُ مُغْنٍ عَنَّا شَيْئًا إِلَّا مَا أَغْنَتْ حِجَارَةُ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهُ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.)) فَقَالَ الرَّجُلُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اعْذُرْنِي فِي أَصْحَابِكَ لَا يَظُنُّونَ أَنَّكَ سَخِطْتَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَعَذَرَهُ وَأَخْبَرَ أَنَّ الَّذِي كَانَ مِنْهُ إِنَّمَا كَانَ لِخَاتَمِهِ الذَّهَبِ. (مسند احمد: ١١١٢٥)

رسول! اپنے صحابہ میں میرا عذر بیان کر دیں، کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ﷺ کسی وجہ سے مجھ سے غصے ہو گئے ہیں، پس نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی کی معذوری بیان کی کہ اس کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے، وہ اس کی سونے کی انگوٹھی کی بنا پر تھا۔

(٧٩٦٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحُمْرَةِ، وَعَنِ الْقِرَائَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. (مسند احمد: ٩٣٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی، سرخ رنگ کا لباس اور رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(٧٩٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا فَلَبِسَهُ ثُمَّ قَالَ: ((شَغَلَنِي هٰذَا مِنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ، إِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ.)) ثُمَّ رَمٰى بِهِ. (مسند احمد: ٢٩٦٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوا کر پہنی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تو آج مجھے تم سے مشغول کر دیا ہے، میں کبھی اسے دیکھتا رہا ہوں اور کبھی تمہیں دیکھتا رہا ہوں۔'' پھر وہ انگوٹھی پھینک دی۔

فوائد:...... اس حدیث کے بارے میں ہم صرف مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی بحث کا خلاصہ لکھتے ہیں:
اس حدیث میں جس انگوٹھی کا ذکر ہے، اس سے مراد مہر والی انگوٹھی نہیں ہے، بلکہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے زینت کے لیے انگوٹھی بنوائی تھی، لیکن جب دیکھا کہ آپ ﷺ صحابہ کی طرف توجہ نہیں کر پا رہے تو آپ ﷺ نے حرمت کی وجہ سے نہیں، بلکہ کراہت کی بنا پر اس کو پھینک دیا، بعد میں مہر والی انگوٹھی کا مسئلہ پیش آیا۔ (التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی: ٢/ ٢٩٠)

اس میں بڑا اہم نقطہ یہ ہے کہ آدمی کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جو دوسرے لوگوں سے بے توجہی اور بے رخی کرنے کا سبب بنے۔

(٧٩٦٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ

سیدنا یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٧٩٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٤٥٥ (انظر: ٩٣٩)
(٧٩٦٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائى: ٨/ ١٩٤ (انظر: ٢٩٦٠)
(٧٩٦٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابراهيم بن ابى الليث كذبه غير واحد، وعمرو بن عثمان لا يعرف حاله، أخرجه البيهقى: ٤/ ١٤٥، والطبرانى: ٦٧٧ (انظر: ١٧٥٥٦)

عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنَ الذَّهَبِ عَظِيمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتُزَكِّي هٰذَا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا زَكَاةُ هٰذَا؟ فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَمْرَةٌ عَظِيمَةٌ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٩٩)

کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے سونے کی بڑی انگوٹھی پہن رکھی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کی زکوٰۃ کتنی کیا ہے؟ پس جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے آگ کا بڑا انگارا پہن رکھا ہے۔''

(٧٩٦٩)۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى فِي يَدِي خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَقْرَعُ يَدَهُ بِعُودٍ مَعَهُ، فَغَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ فَأَخَذَ الْخَاتَمَ فَرَمٰى بِهِ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَرَهُ فِي إِصْبَعِهِ فَقَالَ: ((مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ أَوْجَعْنَاكَ وَأَغْرَمْنَاكَ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٠١)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ ﷺ اس کے ساتھ میرے ہاتھ پر مارنے لگے، پھر جب نبی کریم ﷺ کی توجہ ہٹی تو میں نے وہ انگوٹھی اتاری اور اس کو پھینک دیا۔ اب جب نبی کریم ﷺ نے میری طرف دیکھا تو وہ انگوٹھی آپ کو میرے ہاتھ میں نظر نہ آئی تو فرمایا: ''میرا خیال ہے ہم نے تجھے تکلیف پہنچائی ہے اور چٹی ڈالی ہے۔''

فوائد:...... ممکن تھا کہ سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی کسی اور استعمال میں لے آتے، لیکن انھوں نے آپ ﷺ کے انداز کو دیکھ کر اس انگوٹھی کو پھینک دینا مناسب سمجھا۔

(٧٩٧٠)۔عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيَّ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَخَذَ جَرِيدَةً فَضَرَبَ بِهَا كَفِّي وَقَالَ: ((اطْرَحْهُ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَطَرَحْتُهُ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ الْخَاتَمُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: طَرَحْتُهُ، قَالَ: ((إِنَّمَا أَمَرْتُكَ أَنْ تَسْتَمْتِعَ بِهِ، وَلَا تَطْرَحْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٩٢)

سالم بن ابی جعد اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا، میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، آپ ﷺ نے ایک چھڑی لی اور میرے ہاتھ پر ماری اور فرمایا: ''اسے پھینک دو۔'' وہ آدمی کہتا ہے: میں باہر نکلا اور واقعی اس کو پھینک دیا، پھر جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''انگوٹھی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: میں نے تو اسے پھینک دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو حکم دیا تھا کہ تو اس سے فائدہ اٹھا لے اور اس کو مت پھینک۔''

(٧٩٦٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٨/ ١٧٧٤٩١٧١ (انظر:)

(٧٩٧٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٢٣٣٦)

(۷۹۷۱)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَجُلٍ مِنَّـا مِنْ اَشْـجَعَ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: فَطَرَحْتُهُ اِلٰی يَوْمِيْ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۱۸٤۷۹)

(دوسری سند) اشجع قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس انگوٹھی کوآج تک پھینک دیا ہے۔

فوائد:...... اگر چہ آپ ﷺ کے الفاظ پھینک دینے کے تھے،لیکن آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ یہ صحابی اس کا اتار لے اور کسی اور مقصد میں استعمال کر لے۔

لیکن یہ صحابۂ کرام کا جذبۂ اطاعت تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے مقصد تو مقصد، آپ ﷺ کے ظاہری الفاظ کا بھی لحاظ رکھتے تھے اور جب انھوں نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انگوٹھی ایک بار پھینک دی تو دوبارہ اٹھانا گوارہ نہ کیا۔

(۷۹۷۲)۔عَنْ أَبِی الْكَنُوْدِ قَالَ: أَصَبْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِی بَعْضِ الْمَغَازِی فَلَبِسْتُهُ، فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ فَأَخَذَهُ فَوَضَعَهُ بَيْنَ لِحْيَيْهِ فَمَضَغَهُ وَقَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَخَتَّمَ بِخَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ: بِحَلْقَةِ الذَّهَبِ۔ (مسند احمد: ۳۸۰٤)

ابو کنود کہتے ہیں: میں نے ایک سونے کی انگوٹھی حاصل کی، یہ مجھے ایک غزوہ سے ملی تھی، میں سیدنا عبداللہ کے پاس آیا، انہوں نے اس انگوٹھی کو اپنے جبڑوں کے درمیان رکھ کر اس پر دانت دبا کر اس کو ٹیڑھا میڑھا کر دیا اور کہا: نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(۷۹۷۳)۔عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَعَنَا زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ فَدَخَلَ عَلَيْنَا خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَكُلُّ هٰؤُلَاءِ يَقْرَأُ كَمَا تَقْرَأُ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ أَمَرْتَ بَعْضَهُمْ فَقَرَأَ عَلَيْكَ، قَالَ أَجَلْ فَقَالَ لِی: اقْرَأْ، فَقَالَ ابْنُ حُدَيْرٍ تَأْمُرُهُ يَقْرَأُ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شِئْتَ لَأُخْبِرَنَّكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِقَوْمِكَ وَقَوْمِهِ قَالَ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ آيَةً مِنْ مَرْيَمَ

علقمہ کہتے ہیں ہم ایک دن سیدنا عبداللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن حدیر بھی ہمارے ساتھ تھے، پھر ہمارے پاس سیدنا خباب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! یہ تمام اسی طرح قرأت کرتے ہیں، جس طرح تم پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں ان میں سے بعض کو حکم دیتا ہوں کہ وہ آپ پر پڑھے؟ انھوں نے مجھے کہا: جی ہاں، پڑھو۔ ابن حدیر نے کہا: آپ اسے حکم دیتے ہیں کہ یہ پڑھے، حالانکہ وہ ہم سے زیادہ پڑھا ہوا نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں تمہیں وہ خبر دے دیتا ہوں، جو نبی کریم ﷺ

(۷۹۷۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۹۷۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطيالسی: ۳۸٦، والطبرانی فی "الكبير": ۱۰٤۹٤ (انظر: ۳۸۰٤)

(۷۹۷۳) تخريج: أخرجه البخاری: ٤۳۹۱ (انظر: ٤۰۲٥)

فَـقَالَ خَبَّابٌ: أَحْسَنْتَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَا أَقْـرَأُ شَيْـئًـا إِلَّا هُـوَ قَرَأَهُ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِخَبَّابٍ أَمَا آنَ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَا تَـرَاهُ عَـلَـيَّ بَـعْـدَ الْيَـوْمِ وَالْخَاتَمُ ذَهَبٌ۔ (مسند احمد: ٤٠٢٥)

نے تیری قوم اور اس کی قوم کے لئے فرمائی تھی، وہ کہتے ہیں: میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھیں۔ جناب نے کہا: آپ نے اچھا کیا، سیدنا عبداللہ نے کہا: میں کوئی بھی چیز پڑھوں گا، تو اس نے بھی وہ پڑھا ہوا ہے، پھر عبداللہ نے سیدنا کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اب اس انگوٹھی کا وقت آ گیا ہے کہ اسے پھینک دیا جائے، انہوں نے کہا: آپ آج کے بعد میرے اوپر سونے کی انگوٹھی نہیں دیکھیں گے۔

فوائد:...... اس باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ مرد سونا نہیں پہن سکتا، البتہ عورتیں جیسے چاہیں پہن سکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهَةِ خَاتَمِ الصُّفْرِ وَالْحَدِيْدِ وَاسْتِحْبَابِ خَاتَمِ الْفِضَّةِ

پیتل اور لوہے کی انگوٹھی کی کراہت اور چاندی کی انگوٹھی کے استحباب کا بیان

(٧٩٧٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِ رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلِحُلِيِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) قَالَ فَجَاءَ وَقَدْ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ: ((أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ أَهْلِ الْأَصْنَامِ۔)) قَالَ: فَمِمَّ أَتَّخِذُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مِنْ فِضَّةٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٢٢)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا: ''کیا ہو گیا ہے تجھے؟'' تو نے جنت والوں کے زیورات پہن رکھے ہیں (جو کہ دنیا میں جائز نہیں ہیں)؟'' اس نے کہا: پھر میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا، لیکن آپ ﷺ نے اس بار فرمایا: ''میں تجھ سے بت پرستوں کی بو پا رہا ہوں۔'' اس نے کہا: تو پھر اے اللہ کے رسول! میں کس چیز سے انگوٹھی بنواؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چاندی سے بنوالو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوہے اور پیتل کی انگوٹھی منع ہے۔

(٧٩٧٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک صحابی پر سونے کی انگوٹھی دیکھی اور اس وجہ سے اس سے رخ پھیر لیا، اس نے وہ پھینک دی اور

(٧٩٧٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٢٢٣، والترمذي: ١٧٨٥، والنسائي: ٨/ ١٧٢ (انظر: ٢٣٠٣٤)

(٧٩٧٥) تخريج: صحيح، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ١٠٢١، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٢٦١ (انظر: ٦٦٨٠)

فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَلْقَاهُ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ: ((هٰذَا شَرٌّ، هٰذَا حِلْيَةُ أَهْلِ النَّارِ۔)) فَأَلْقَاهُ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَسَكَتَ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٦٦٨٠)

لوہے کی انگوٹھی بنا لی، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ تو اس سے بھی بدتر ہے، یہ تو دوزخیوں کا زیور ہے۔'' انہوں نے وہ بھی اتار دی اور چاندی کی انگوٹھی بنوا لی، اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی۔

(٧٩٧٦)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّهُ كَرِهَهُ فَطَرَحَهُ ثُمَّ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ: ((هٰذَا أَخْبَثُ وَأَخْبَثُ۔)) فَطَرَحَهُ ثُمَّ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَسَكَتَ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٦٩٧٧)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سونے کی انگوٹھی پہنی، جب نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو گویا آپ نے ناپسند فرمایا، میں نے وہ اتار کر پھینک دی، پھر میں نے لوہے کی انگوٹھی بنوا لی، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اس سے بھی زیادہ خبیث ہے، یہ بہت خبیث ہے۔'' پس میں نے اس کو بھی پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوالی، اس پر آپ ﷺ خاموش رہے۔

(٧٩٧٧)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي يَدِ رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((أَلْقِ ذَا۔)) فَأَلْقَاهُ فَتَخَتَّمَ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ: ((ذَا شَرٌّ مِنْهُ۔)) فَتَخَتَّمَ بِخَاتَمٍ مِنْ فِضَّةٍ فَسَكَتَ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٣٢)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی اور فرمایا: ''اسے اتار دو۔'' اس نے وہ اتار دی اور لوہے کی انگوٹھی بنوالی، لیکن اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔'' پھر اس نے چاندی کی انگوٹھی بنوا لی، اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لوہے کی انگوٹھی ممنوع اور حرام ہے، اس لیے اس کے جواز کا فتوی دینے والوں کو دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے۔

جواز کے قائلین نے اپنے حق میں درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

جس آدمی کے پاس عورت کو حق مہر دینے کے لیے کچھ نہ تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ۔)) ...... ''تم تلاش کرو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

لیکن یہ حدیث لوہے کی انگوٹھی پہننے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ لوہے کی انگوٹھی لانے سے پہننا تو لازم نہیں آتا، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا ارادہ یہ ہو کہ عورت اسے فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال کر لے گی۔

(٧٩٧٦) تخريج: صحيح لغيره، وانظر الحديث بالطريق الاول

(٧٩٧٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٣٢)

فرض کریں کہ یہ حدیث لوہے کی انگوٹھی کے جواز پر دلالت کرتی ہے، ایسی صورت میں اسے منسوخ سمجھا جائے گا، کیونکہ اباحت اور حرمت میں جمع و تطبیق کا یہی قانون ہے (یعنی مختلف روایات میں جمع تطبیق نہ ہو سکے تو حرمت کو اباحت پر مقدم کیا جائے)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، امام احمد، امام مالک اور امام ابن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

لوہے کی انگوٹھی کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث اور درج ذیل حدیث میں کوئی مخالفت نہیں ہے:

سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی، اس پر چاندی کا خول چڑھایا گیا تھا، وہ بعض اوقات میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ (ابوداود: ٤٢٢٤، نسائی: ٥٢٢٠)

اس حدیث کی سند صحیح ہے، (طبقات ابن سعد: ١/ ٢/ ١٦٣۔ ١٦٤) میں اس کے تین مرسل شواہد موجود ہیں اور ایک شاہد (طبرانی: ١/ ٢٠٦/ ٢) میں ہے۔

ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حرمت والی احادیث کا تعلق اس انگوٹھی سے ہے، جو صرف لوہے سے تیار کی گئی ہو، اگر اس میں کسی اور دھات کی ملاوٹ ہو تو کوئی حرج نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ حرمت کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے اور جواز کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ہے، ایسی صورت میں قول کو مقدم کیا جاتا ہے۔ اور اگر جمع و تطبیق ناممکن نظر آئے تو حرمت والی دلیل کو مقدم کرنا زیادہ بہتر ہے۔ تلخیص از (آداب الزفاف: ص ۱۴۵۔ ۱۴۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صرف لوہے کی انگوٹھی ناجائز ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال، دونوں ہی امت کے لیے حجت ہیں، اس لیے جمع و تطبیق کی یہی صورت بہتر ہے کہ جس انگوٹھی میں صرف لوہا استعمال کیا گیا ہو، اس سے اجتناب کرنا چاہیے، اور جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ بھی ہو، اس کا پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَّهُ كَانَ مِنْ فِضَّةٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اور اس کا چاندی کے ہونے کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کے بارے میں تنبیہ

وضاحت: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی نقش کی تین سطریں تھیں، ایک سطر میں ''محمد''، ایک میں ''رسول'' اور ایک میں ''اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا، اسماعیلی کی روایت میں یہ تفصیل ہے: (پہلی) سطر میں ''محمد''، دوسری میں ''رسول'' اور تیسری میں ''اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔ (ملاحظہ ہو: بخاری: ۵۸۷۸ اور فتح الباری: ۱۰/ ۴۰۴)

ہمارے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا جو نقش معروف ہے، اس میں ان تین کلمات کی ترتیب اس روایت کے الٹ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(٧٩٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُوْلُ ... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٧٩٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٦٦، ومسلم: ٢٠٩١ (انظر: ٦٢٧١)

اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِيْ يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ مِنْ بَعْدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ، نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ٦٢٧١)

چاندی کی انگوٹھی بنوائی، وہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں رہی، پھر آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ نقش تھے۔

فوائد:...... اگلی احادیث میں آ رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی والے الفاظ نقش کرنے سے منع فرما دیا تھا۔
رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگوٹھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے ہاتھ میں بطور ضرورت اور تبرک رہی، نہ کہ بطور ملکیت، اس جیسے نقش والی انگوٹھی بنوانے سے ممانعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ اس نقش کی حیثیت سرکاری تھی، اس لیے آپ ﷺ کے خلفائے راشدین وہ انگوٹھی استعمال کرتے رہے اور اس کے گم ہونے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی نقش والی انگوٹھی بنوائی تھی۔

(٧٩٧٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَئُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا قَالَ فَاتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ١٢٧٥٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب روم والوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے آپ سے کہا کہ وہ لوگ تو صرف وہی خط پڑھتے ہیں، جس پر مہر لگی ہوئی ہو، پس نبی کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، گویا کہ میں اب بھی اس انگوٹھی کی سفیدی نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں، اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ تھے۔

فوائد:...... انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروانے کی وجہ مہر بنانا تھی۔

(٧٩٨٠)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: اِصْطَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا فَقَالَ: ((اِنَّا قَدْ اِصْطَنَعْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ اَحَدٌ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ١٢٠١٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں (محمد رسول اللہ کے الفاظ) کندہ کروائے ہیں، تم میں کوئی آدمی یہ نقش نہیں بنوا سکتا۔

(٧٩٨١)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی

(٧٩٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٦٢، ومسلم: ٢٠٩٢ (انظر: ١٢٧٢٠)
(٧٩٨٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٩٢، وأخرجه بنحوه البخاري: ٥٨٧٤ (انظر: ١٢٩٨٩)
(٧٩٨١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٩٤ (انظر: ١٣٣٥٨)

اللّٰہِ ﷺ خَاتَمُ وَرِقٍ، فَصُّہٗ حَبَشِیٌّ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۹۱) انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشہ کا بنا ہوا تھا۔

فوائد:…… اس کا نگینہ حبشی تھا، یعنی وہ نگینہ عقیق کا تھا، جو حبشہ سے لایا گیا تھا، عام طور پر اس وقت عقیق کی کانیں حبشہ اور یمن میں تھیں، یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نگینے کا رنگ کالا تھا، یا وہ نگینہ حبشہ سے لائی ہوئی چاندی کا تھا یا حبشہ کی طرز کا بنایا ہوا تھا۔

(۷۹۸۲)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ فِضَّۃً، فَصُّہٗ مِنْہُ۔ (مسند احمد: ۱۳۸۳۸) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی بھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

فوائد:…… ممکن ہے کہ نگینہ چاندی کا بھی ہو اور حبشہ میں بنایا گیا ہو، یا مختلف اوقات میں مختلف انگوٹھیاں ہوں، ایک انگوٹھی کا نگینہ حبشی ہو اور ایک کا چاندی کا، اس طرح سے درج بالا دو روایات میں اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

(۷۹۸۳)۔ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ رَاٰی فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ یَوْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اِضْطَرَبُوْا الْخَوَاتِیْمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْھَا، فَطَرَحَ النَّبِیُّ ﷺ خَاتَمَہٗ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَھُمْ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۷۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی، لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں اور پہن لیں، آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی اتار کر پھینک دی، لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فوائد:…… قاضی عیاض نے کہا: تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ابن شہاب راوی کو وہم ہوا اور اس نے سونے کی انگوٹھی کی جگہ پر چاندی کی انگوٹھی کا ذکر کر دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایات سے معروف بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پھینک کر چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی۔

بعض اہل علم نے ابن شہاب کی اس روایت کی یوں تاویل کی ہے: جب نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کو حرام قرار دینے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے پہلے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، پھر جب آپ ﷺ نے لوگوں کو دکھانے کے لیے چاندی والی انگوٹھی پہنی اور پھر سونے کی انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں کو اس کی حرمت سے آگاہ کیا، پھر لوگوں نے بھی اپنی سونے والی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (یعنی اس حدیث میں جس انگوٹھی کو پھینک دینے کا ذکر ہے، وہ دراصل سونے کی انگوٹھی ہی ہے)۔

(۷۹۸۲) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۸۷۰ (انظر: ۱۳۸۰۲)

(۷۹۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۹۳ (انظر: ۱۳۱٤۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَقْشِ الْخَاتَمِ وَلُبْسِهِ فِي الْيَمِيْنِ وَكَرَاهَتِهِ فِي الْوُسْطٰى

انگوٹھی کا نقش بنوانے، اس کو دائیں ہاتھ میں پہننے اور اس کو درمیانی انگلی میں پہننے کی کراہت کا بیان

(۷۹۸٤)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَنَقَشَ فِيْهِ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَنْقُشُوْا عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۲٦۷۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: '''تم لوگ اس طرح کا نقش نہ بنواؤ۔''

(۷۹۸۵)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ فِيْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۵٦۸۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کا نقش تھا۔

(۷۹۸٦)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلَا تَنْقُشُوْا خَوَاتِيْمَكُمْ عَرَبِيًّا۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۷٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل کرو اور نہ اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش بنواؤ۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کی انگوٹھی سے قبل عربوں کے ہاں کسی قسم کا نقش معروف نہیں تھا، اس لیے عربی نقش سے مراد ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ ہیں۔

مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرنے کے دو معانی ہو سکتے ہیں: مسلمانوں کو ان کے قریب نہیں رہنا چاہیے، یا مسلمانوں کو اپنے امور میں ان سے مشورہ نہیں لینا چاہیے۔ جبکہ اب معاملہ اس کے برعکس ہو چکا ہے، مسلمانوں کی یہی تمنا ہے کہ وہ کفر گاہوں میں جا کر رہیں، وہاں اپنا سرمایہ استعمال کریں یا بھاری تنخواہ والا کوئی کام کریں، رہا مسئلہ مشورے کا، تو وہ تو گنجائش ہی ختم ہو گئی ہے، کیونکہ مسلم حکمرانوں کے دماغوں اور صلاحیتوں پر اغیار کے احکام کا تسلط ہو چکا ہے۔

(۷۹۸۷)۔حَدَّثَنَا يَزِيْدُ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، جب میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے سیدنا

(۷۹۸٤) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۳۱۰٦، ۵۸۷۸ (انظر: ۱۲٦٤۷)

(۷۹۸۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه النسائی: ۸/ ۱۹۲ (انظر: ۵٦۸۵)

(۷۹۸٦) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة الازهر بن راشد البصری، أخرجه النسائی: ۸/ ۱۷٦ (انظر: ۱۱۹۵٤)

(۷۹۸۷) تخریج: صحیح، أخرجه الترمذی: ۱۷٤٤، وابن ماجه: ۳٦٤۷ (انظر: ۱۷٤٦)

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٤٦)

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

فوائد:...... بعض روایات میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا بھی ذکر ہے، اس لیے بائیں ہاتھ میں بھی پہننا درست ہے، مگر ترجیح دائیں ہاتھ کو ہے، کیونکہ یہ اکثر روایات میں ہے اور زینت کے مناسب بھی دایاں ہاتھ ہے۔

(٧٩٨٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَجْعَلَ خَاتَمِيْ فِيْ هٰذِهِ السَّبَّاحَةِ اَوِ الَّتِيْ تَلِيْهَا۔ (مسند احمد: ٥٨٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے منع کیا تھا کہ میں انگشتِ شہادت یا اس کے ساتھ والی یعنی درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔

فوائد:...... اس حدیث میں مردوں کو دو انگلیوں میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا گیا ہے، امام نووی نے کہا: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ (مردوں کے لیے) چھنگلی انگلی میں انگوٹھی پہننا مسنون ہے، جبکہ عورت اپنی تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے۔

بَابُ مَنْعِ النِّسَاءِ مِنَ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ وَجَوَازِهٖ لَهُنَّ بِالْفِضَّةِ
خواتین کو سونے کے زیورات سے منع کرنے اور ان کے لیے چاندی کے جائز ہونے کا بیان

(٧٩٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَائَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! طَوْقٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: ((طَوْقٌ مِنْ نَارٍ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: ((سِوَارَانِ مِنْ نَارٍ۔)) قَالَتْ: قُرْطَانِ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: ((قُرْطَانِ مِنْ نَارٍ۔)) قَالَ وَكَانَ عَلَيْهَا سِوَارٌ مِنْ ذَهَبٍ فَرَمَتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ إِحْدَانَا إِذَا لَمْ تَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ، قَالَ فَقَالَ: ((مَا يَمْنَعُ إِحْدَاكُنَّ تَصْنَعُ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرُهُمَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سونا کا طوق بنانا جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو آگ کا طوق ہوگا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سونے کے دو کنگن پہننا جائز ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو آگ کے دو کنگن ہوں گے۔ اس نے کہا: کیا سونے کی دو بالیاں جائز ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو آگ کی دو بالیاں ہیں۔'' اس نے سونے کا ایک کنگن پہن رکھا تھا، یہ سن کر اسے پھینک کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے اگر کوئی اپنے خاوند کے لئے نہ سنورے تو اس کے نزدیک اس کی قدر اور اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

(٧٩٨٨) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٠٧٨ (انظر: ٥٨٦)

(٧٩٨٩) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابی زید صاحب ابی هريرة، أخرجه النسائی: ٨/ ١٥٩ (انظر: ٩٦٧٧)

بِالزَّعْفَرَانِ)) (مسند احمد: ٩٦٧٥)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس سے کس چیز نے روک رکھا ہے کہ چاندی کی دو بالیاں بنوا کران کو زعفران سے رنگ لو۔''

(٧٩٩٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَحَلّٰى أَوْ حُلِّيَ بِخَرْزٍ بَصِيصَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، كُوِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٦٠)

سیدنا عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو معمولی سونے کے ساتھ بھی آراستہ ہوگا، اسے روز قیامت داغا جائے گا۔''

فوائد:...... ''بِخَزْ بَصِيصَةٍ'' یہ طبع یا کاتب کی غلطی ہے، اصل الفاظ یہ ہیں: ''بِخَرْزٍ بَصِيصَةٍ''، اصل الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

(٧٩٩١)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ جَعَلَتْ شَعَائِرَ مِنْ ذَهَبٍ فِي رَقَبَتِهَا فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا فَقُلْتُ: أَلَا تَنْظُرُ إِلَى زِينَتِهَا، فَقَالَ: ((عَنْ زِينَتِكِ أُعْرِضُ۔)) قَالَ زَعَمُوا أَنَّهُ قَالَ: ((مَا ضَرَّ إِحْدَاكُنَّ لَوْ جَعَلَتْ خُرْصًا مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ جَعَلَتْهُ بِزَعْفَرَانٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٢١٧)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سونے کی چین گردن میں پہنی ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مجھ سے رخ پھیر لیا، میں نے کہا: کیا آپ میری زینت نہیں دیکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری زینت سے ہی اعراض کر رہا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہوگا کہ چاندی کی انگوٹھی یا کڑا بنوا کر اس کو زعفران سے رنگ لے۔''

(٧٩٩٢)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَبِسْتُ قِلَادَةً فِيهَا شَعَرَاتٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَتْ فَرَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقَالَ: ((مَا يُؤَمِّنُكِ أَنْ يُقَلِّدَكِ اللّٰهُ مَكَانَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَعَرَاتٍ مِنْ نَارٍ۔)) قَالَتْ فَنَزَعْتُهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٢٧١)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے ایک ہار پہنا، اس میں سونے کی لڑیاں تھیں، آپ ﷺ نے دیکھ کر مجھ سے اعراض کر لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے تجھے اس سے باامن کر دیا ہے کہ اللہ تعالی تجھے اس کی جگہ پر آگ کی لڑیاں پہنا دے۔'' وہ کہتی ہیں: پس میں نے اسے اتار دیا۔

(٧٩٩٠) تخريج: اسناده ضعيف، شهر بن حوشب ضعيف (انظر: ١٧٩٩٧)

(٧٩٩١) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عطاء بن ابى رباح لم يسمع من ام سلمة، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٣/ ٦١٤ (انظر: ٢٦٦٨٢)

(٧٩٩٢) تخريج: اسناده فيه ضعف وانقطاع، ليث بن ابى سليم ضعيف، وعطاء لم يسمع من ام سلمة، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٣/ ٦١٠ (انظر: ٢٦٧٣٥)

(۷۹۹۳)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَةَ هُبَيْرَةَ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهَا خَوَاتِيمُ مِنْ ذَهَبٍ يُقَالُ لَهَا الْفَتَخُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَعُ يَدَهَا بِعُصَيَّةٍ مَعَهُ يَقُولُ لَهَا: ((يَسُرُّكِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِي يَدِكِ خَوَاتِيمَ مِنْ نَارٍ۔)) فَأَتَتْ فَاطِمَةَ فَشَكَتْ إِلَيْهَا مَا صَنَعَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَانْطَلَقْتُ أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ خَلْفَ الْبَابِ وَكَانَ إِذَا اسْتَأْذَنَ قَامَ خَلْفَ الْبَابِ قَالَ فَقَالَتْ لَهَا فَاطِمَةُ: أُنْظُرِي إِلٰى هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الَّتِي أَهْدَاهَا إِلَيَّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ وَفِي يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! بِالْعَدْلِ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَفِي يَدِكِ سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ۔)) ثُمَّ عَذَمَهَا عَذْمًا شَدِيدًا ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ فَأَمَرَتْ بِالسِّلْسِلَةِ فَبِيعَتْ فَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا عَبْدًا فَأَعْتَقَتْهُ فَلَمَّا سَمِعَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ كَبَّرَ وَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي نَجّٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷٦۱)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ، جو نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، بیان کرتے ہیں: ہبیرہ کی بیٹی نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں سونے کی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے چھڑی سے اس کے ہاتھ کو مارا اور فرمایا: ''کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں آگ کی انگوٹھیاں ڈال دے۔'' تو وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ میرے پاس آئی اور جو نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ کیا تھا، اس کی شکایت کی، میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کے گھر گیا، (راوی ثوبان رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ جب بھی اجازت طلب کرتے تھے تو دروازے کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے، بنت ہبیرہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ زنجیری دیکھ لو، یہ سیدنا ابوحسن علی رضی اللہ عنہ نے مجھے دی ہے، یہ انہوں نے سونے کی زنجیری اپنے ہاتھ میں ڈال رکھی تھی، نبی کریم ﷺ داخل ہوئے اور کہا: ''اے فاطمہ! انصاف سے کام لو، لوگ کہیں گے فاطمہ بنت محمد نے آگ کی زنجیری ہاتھ میں پہن رکھی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے سخت برا بھلا کہا اور آپ ﷺ بیٹھے تک نہیں اور باہر تشریف لے گئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ زنجیری فروخت کرنے کا حکم دیا اور اس کی قیمت سے غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''ساری تعریف اس اللہ کے لئے جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دلائی۔''

اس جگہ عبارت میں کچھ تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے۔ اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب فاطمہ بنت ہبیرہ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے نبی کریم ﷺ کے طرز عمل (جو حدیث میں مذکور ہے) کی شکایت کی تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ بھی سختی والا معاملہ کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ سونے کی زنجیری آگ کی زنجیری ہے۔

(۷۹۹۳) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه النسائي: ٥١٤٣ (انظر: ٢٢٣٩٨)

ثوبان مولائے رسول، نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تھے اور فاطمہ سے زنجیری کے متعلق بات کی تھی۔ (عبداللہ رفیق)

(۷۹۹٤)۔عَنْ أُمِّ الْكِرَامِ أَنَّهَا حَجَّتْ قَالَتْ: فَلَقِيتُ امْرَأَةً بِمَكَّةَ كَثِيرَةَ الْحَشَمِ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ حُلِيٌّ إِلَّا الْفِضَّةُ فَقُلْتُ لَهَا: مَا لِي لَا أَرٰى عَلٰى أَحَدٍ مِنْ حَشَمِكِ حُلِيًّا إِلَّا الْفِضَّةَ، قَالَتْ كَانَ جَدِّي عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ عَلَيَّ قُرْطَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((شِهَابَانِ مِنْ نَارٍ فَنَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا يَلْبَسُ حُلِيًّا إِلَّا الْفِضَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۹۱۰)

ام کرام سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے حج کیا، میری ملاقات ایسی عورت سے ہوئی جس کے خدمت گاروں کی کافی تعداد تھی، جتنی عورتیں خدمت گزاری پر مامور تھیں، سب نے چاندی کے زیورات پہن رکھے تھے۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ کی خدمت گاروں میں سے ہر ایک کے زیورات چاندی کے ہیں۔ اس نے کہا: میرے دادا نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھی میں نے سونے کی دو بالیاں پہنی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو انگارے ہیں۔'' اس وقت سے لے کر ہمارے گھر والوں میں سے ہر ایک چاندی کے زیورات ہی پہنتا ہے۔

(۷۹۹۵)۔عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ جَمَعَ نِسَاءَ الْمُسْلِمِينَ لِلْبَيْعَةِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ: أَلَا تَحْسُرُ لَنَا عَنْ يَدِكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَسْتُ أُصَافِحُ النِّسَاءَ وَلٰكِنْ آخُذُ عَلَيْهِنَّ۔)) وَفِي النِّسَاءِ خَالَةٌ لَهَا عَلَيْهَا قُلْبَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَخَوَاتِيمُ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا هٰذِهِ هَلْ يَسُرُّكِ أَنْ يُحَلِّيَكِ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ سِوَارَيْنِ وَخَوَاتِيمَ۔))

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیعت کے لئے مسلم خواتین کو جمع کیا، آپ ﷺ سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنا دست مبارک نمایاں کریں تا کہ ہم بیعت کریں۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا، ان سے بیعت بغیر مصافحہ کے کرتا ہوں۔ ان عورتوں میں ان کی ایک خالہ تھی، اس نے سونے کے دو کنگن اور دو انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''او فلاں عورت! کیا تم یہ پسند کرو گی کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ کے انگاروں کے کنگن اور انگوٹھیاں بطور زیور دے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ سیدہ اسماء کہتی ہیں: میں نے کہا:

(۷۹۹٤) اسناده ضعیف لجهالة ام الکرام، أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۲/ ۳۳٦ (انظر: ۲۷۳٦٦)

(۷۹۹۵) تخریج: قوله "انی لست اصافح النساء" صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲٤/ ٤۱۷ (انظر: ۲۷۵۷۲)

فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَتْ: قُلْتُ: يَا خَالَتِي! أُطْرُحِي مَا عَلَيْكِ فَطَرَحَتْهُ فَحَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّ لَقَدْ طَرَحَتْهُ فَمَا أَدْرِي مَنْ لَقَطَهُ مِنْ مَكَانِهِ وَلَا الْتَفَتَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَيْهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ إِحْدَاهُنَّ تَصْلَفُ عِنْدَ زَوْجِهَا إِذَا لَمْ تُمَلَّحْ لَهُ أَوْ تَحَلّٰى لَهُ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا عَلٰى إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَتَّخِذَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ وَتَتَّخِذَ لَهَا جُمَانَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَتُدْرِجَهُ بَيْنَ أَنَامِلِهَا بِشَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَإِذَا هُوَ كَالذَّهَبِ يَبْرُقُ.)) (مسند احمد: ٢٨١٢٤)

اے خالہ! جو پہنا ہے، اسے پھینک دو، پس انہوں نے پھینک دیا، بعد میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اس خاتون نے وہ زیور پھینک دیا تھا، اب مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس جگہ سے کس نے اٹھایا تھا اور ہم میں سے کسی نے اس کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اگر کوئی ہم سے کوئی زیبائش نہ اپنائے تو خاوند کے ہاں کم قدر ہو جاتی ہے، وہ کس چیز سے آراستہ ہو، اے اللہ کے نبی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ چاندی کی بالیاں بنوا لو اور چاندی کے موتیوں سے زیبائش اختیار کر لو اور اس میں زعفران کا رنگ دے دو، یہ سونے کی مانند ہی چمکے گا۔''

(٧٩٩٦)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَايِعَهُ فَدَنَوْتُ وَعَلَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَبَصُرَ بِبَصِيصِهِمَا فَقَالَ: ((أَلْقِي السِّوَارَيْنِ يَا أَسْمَاءُ أَمَا تَخَافِينَ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِسِوَارٍ مِنْ نَارٍ۔)) قَالَتْ فَأَلْقَيْتُهُمَا فَمَا أَدْرِي مَنْ أَخَذَهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٨١١٥)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تاکہ آپ ﷺ کی بیعت کروں، جب میں قریب ہوئی تو مجھ پر سونے کے دو کنگن تھے، آپ ﷺ نے ان کی چمک دیکھ کر فرمایا: ''یہ کنگن اتار دو، اے اسماء! کیا تمہیں خوف نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟'' میں نے انہیں اتار پھینکا اور مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کس نے ان کو اٹھایا ہے۔

(٧٩٩٧)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ كَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ جَائَتْهُ خَالَتِي قَالَتْ فَجَعَلَتْ تُسَائِلُهُ وَعَلَيْهَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ:

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں، کہتی ہیں: میں ایک دفعہ آپ کے پاس تھی کہ میری خالہ آ گئیں اور آپ ﷺ سے سوال کرنے شروع کر دیئے، انھوں نے سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھے، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہیں

(٧٩٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف داود بن يزيد الاودى، وشهر بن حوشب، أخرجه مطولا الطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٤٥٩ (انظر: ٢٧٥٦٣)

(٧٩٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ٢٧٦٠٢)

((أَيَسُرُّكِ أَنَّ عَلَيْكِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا خَالَتِي! إِنَّمَا يَعْنِي سِوَارَيْكِ هٰذَيْنِ، قَالَتْ: فَأَلْقَتْهُمَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّهُنَّ إِذَا لَمْ يَتَحَلَّيْنَ صَلِفْنَ عِنْدَ أَزْوَاجِهِنَّ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَمَا تَسْتَطِيعُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَجْعَلَ طَوْقًا مِنْ فِضَّةٍ وَجُمَانَةً مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُخَلِّقَهُ بِزَعْفَرَانٍ فَيَكُونُ كَأَنَّهُ مِنْ ذَهَبٍ فَإِنَّ مَنْ تَحَلّٰى وَزْنَ عَيْنِ جَرَادَةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جِرَّ بَصِيصَةٍ كُوِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٥٤)

آگ کے دو کنگن پہنائے جائیں؟'' میں نے خالہ سے کہا: یعنی تمہارے یہ دو کنگن آگ کے بن جائیں، انہوں نے وہ اتار پھینکے اور کہا: تو پھر اگر عورتیں زیبائش اختیار نہ کریں تو اپنے خاوندوں کے ہاں قابل توجہ نہیں رہتیں، اے نبی اللہ! آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''کیا تم ایسا نہ کرسکو گی کہ چاندی کا ہار بنا لو، یا چاندی سے تیار کردہ موتیوں کا ہار بنا لو، پھر اسے زعفران سے رنگ لو، یہ سونے کی مانند ہی ہوجائے گا، یاد رکھو کہ جس نے ایک ٹڈی کے وزن برابر سونے سے زیبائش اختیار کی یا معمولی سونا بھی پہنا تو اسے روز قیامت داغا جائے گا۔''

(٧٩٩٨)۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَحَلَّتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي عُنُقِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصَةً مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٢٩)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے بھی سونے کا ہار پہنا، روز قیامت اس کی گردن میں اس کی مانند ہی آگ پہنائی جائے گی اور جو عورت بھی اپنے کان میں سونے کی بالی ڈالے گی، روز قیامت اس کی مثل ہی دوزخ کی آگ اس کے کان میں ڈال دی جائے گی۔''

(٧٩٩٩)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَصْلُحُ مِنَ الذَّهَبِ شَيْءٌ وَلَا بَصِيصَةٌ)) (مسند احمد: ٢٨١١٦)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سونے سے کچھ مقدار بھی جائز نہیں ہے، بلکہ سونے کی چمک ہی ٹھیک نہیں ہے۔''

(٨٠٠٠)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اور میری خالہ نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن

(٧٩٩٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمود بن عمرو في عداد المجهولين، أخرجه ابوداود: ٤٢٣٨، والنسائي: ٨/ ١٥٧ (انظر: ٢٧٥٧٧)

(٧٩٩٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف داود و شهر بن حوشب (انظر: ٢٧٥٦٤)

(٨٠٠٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن عاصم الواسطي وشهر بن حوشب، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٤٣١ (انظر: ٢٧٦١٤)

وَعَلَيْنَا أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا: ((أَتُعْطِيَانِ زَكَاتَهُ؟)) قَالَتْ: فَقُلْنَا: لَا قَالَ: ((أَمَا تَخَافَانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ أَسْوِرَةً مِنْ نَارٍ أَدِّيَا زَكَاتَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٦٦)

پہن رکھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟'' ہم نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے خوف نہیں آتا کہ ان کے عوض تمہیں اللہ تعالیٰ آگ کے دو کنگن پہنا دے، ان کی زکوۃ ادا کیا کرو۔''

(٨٠٠١)۔عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ أُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ أَمَا إِنَّهُ مَا مِنْكُنَّ مِنْ امْرَأَةٍ تَلْبَسُ ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٧٢)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس چاندی نہیں، جس کے ذریعے تم زینت اختیار کر لو، خبردار! تم میں سے کوئی عورت بھی جو سونا پہنے اور اسے نمایاں کرے گی، اس کو اس کے ساتھ روز قیامت عذاب دیا جائے گا۔''

(٨٠٠٢)۔عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ مَرْوَانُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَتْ: لَمَّا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا نَرْبِطُ الْمَسَكَ بِشَيْءٍ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: ((أَفَلَا تَرْبِطُونَهُ بِالْفِضَّةِ ثُمَّ تَلْطَخُونَهُ بِزَعْفَرَانٍ فَيَكُونَ مِثْلَ الذَّهَبِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے سونا پہننے پر پابندی لگا دی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس کی زنجیر سے کڑھا باندھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چاندی سے کیوں نہیں باندھ لیتیں، پھر اس پر زعفران لگا لو، سو وہ سونے کی مانند ہو جائے گا۔''

(٨٠٠٣)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَيْفٍ وَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: ثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٤٩)

عطاء نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(٨٠٠١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة امرأة ربعي بن حراش، أخرجه ابو داود: ٤٢٣٧، والنسائي: ٨/ ١٥٦ (انظر: ٢٣٣٨٠)

(٨٠٠٢) تخريج: اسناده ضعيف، خصيف بن عبد الرحمن الجزري سيىء الحفظ، وقد اضطرب في اسناد هذا الاسناد، أخرجه النسائي: ٨/ ١٥٩ (انظر: ٢٤٠٤٧)

(٨٠٠٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٨٠٠٤)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الذَّهَبِ يُرْبَطُ بِهِ أَوْ تُرْبَطُ بِهِ الْمِسَكُ قَالَ: ((اِجْعَلِيهِ فِضَّةً وَصَفِّرِيهِ بِشَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٢٧٠)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ سونے کی زنجیر سے کنگن وغیرہ باندھ لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چاندی سے کرلو اور اس پر کچھ زعفران مل کر اس کو زرد رنگ کا بنالو۔''

فوائد: ...... اس باب میں مذکورہ احادیث میں سے صرف (٧٩٩٣) نمبر حدیث صحیح ہے، نیز درج ذیل احادیث اور ان کی فقہ پر غور کریں:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کو زیورات اور ریشم سے روکتے تھے اور فرماتے تھے: ((اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا۔)) ...... ''اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پہننا چاہتے ہو تو ان کو دنیا میں نہ پہنو۔'' (نسائی: ٥١٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَحْمَرَيْنِ: الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ۔)) ...... ''عورتوں کے لیے دو چیزوں سے ہلاکت ہے: سونا اور معصفر۔'' (ابن حبان: ١٤٦٤، صحیحہ: ٣٣٩)

یہاں سونے اور معصفر کپڑے کی حرمت بیان نہیں کی جارہی، بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ عام طور پر ان دو چیزوں سے عورتوں کو مذہبی طور پر نقصان ہو جاتا ہے، جیسے مردوں کے لیے عمدہ پوشاک پہننا جائز ہے، لیکن اگر وہ اس پر اترانا شروع کر دیں، تو یہ لباس ان کے لیے ہلاکت کا سبب بن جائے گا، جبکہ وہ حرام نہیں ہوگا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مناوی نے کہا: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں جب سونے کے زیورات اور زرد رنگ کے کپڑے زیبِ تن کر کے اور خوشبوؤں میں معطر ہو کر اترا اترا کر چلتی ہیں تو ان کی وجہ سے فتنے برپا ہو جاتے ہیں، جیسا کہ آج کل نظر آرہا ہے۔ (صحیحہ: ٣٣٩)

اس موضوع سے متعلقہ صحیح احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ خوش عیشی سے کیوں منع کیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ اپنے بیٹیوں اور بیویوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر وہ جنت کے زیورات اور ریشم پہننا چاہتی ہیں تو دنیا کے زیورات اور ریشم سے گریز کریں۔ آپ ﷺ کا قطعی طور پر یہ مقصود نہیں ہے کہ یہ چیزیں عورتوں کے لیے حرام ہیں، اصل وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت دنیا کی زینت و آرائش کو اختیار کرتا ہے تو پھر وہ مزید امداف کی تلاش میں پڑ جاتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فکرِ آخرت سے محروم اور دنیا کی طرف راغب ہو جاتا ہے، درج ذیل روایت پر غور کریں:

(٨٠٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف خصيب بن عبد الرحمن الجزري، أخرجه النسائي: ٨/ ١٥٩ (انظر: ٢٦٧٣٤)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا۔)) ......''جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا چھوڑ دیا، درآں حالیکہ وہ اس کی طاقت رکھتا تھا، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے اسے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا پسند کرے، پہن لے۔'' (ترمذی: ۲/ ۷۹، صحیحہ: ۷۱۸)

خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور ریشم جیسی نعمتیں خواتین کے لیے فی نفسہ ممنوع اور حرام نہیں ہیں، نہ یہ پہلے حرام تھیں، بعد میں ان کی اجازت مل گئی، تاہم مسلم خواتین کے شایانِ شان اور ان کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ جنت کے زیورات سے آراستہ ہونے اور جنت کے ریشم سے شادکام ہونے کی خاطر دنیا کے سونے اور ریشم سے مزین ہونے سے حتی الامکان پرہیز کریں، اگرچہ ریشم اور سونا عورتوں کے لیے مباح اور حلال ہے، تاہم عزیمت و استحباب اس میں ہے کہ ممکن حد تک دنیوی بناؤ سنگھار اور زیب و زینت سے محتاط رہا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ عَامًّا فِيْ تَحْرِيْمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ

سونے اور ریشم کی عام حرمت کا بیان

(۸۰۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ بِسِوَارٍ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلِّقَ حَبِيبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ الْعَبُوا بِهَا لَعِبًا الْعَبُوا بِهَا لَعِبًا۔ (مسند احمد: ۸۳۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی خواہش ہو کہ وہ اپنے پیارے کو آگ کا طوق پہنائے، تو پھر وہ اسے سونے کا ہار پہنا دے، جس کی خواہش ہو کہ وہ اپنے پیارے کو آگ کا کنگن پہنائے تو وہ اسے سونے کا کنگن پہنا دے اور جس کی آرزو ہو کہ وہ اپنے پیارے کو آگ کی انگوٹھی پہنائے تو وہ اسے سونے کی انگوٹھی پہنا دے، چاندی اختیاور کرو، اس سے شوق پورا کرو، اسی سے اپنی خواہشات پوری کرلو۔''

(۸۰۰۶)۔ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ، وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۵۶)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(۸۰۰۵) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۴۲۳۶ (انظر: ۸۴۱۶)

(۸۰۰۶) تخریج: اسناده ضعیف، لکن یشهد له الحدیث السابق (انظر: ۱۹۷۱۸)

(۸۰۰۷)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَلَتْنَا الضَّبُعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيْرُ الضَّبُعِ عِنْدِي أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِنَ الضَّبُعِ، إِنَّ الدُّنْيَا سَتُصَبُّ عَلَيْكُمْ صَبًّا فَيَا لَيْتَ أُمَّتِي لَا تَلْبَسُ الذَّهَبَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۱۰)

زید بن وھب ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! قحط سالی نے ہمارا ستیاناس کر دیا ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس قحط سالی کے علاوہ ایک اور چیز ہے، جس کا مجھے تمہارے بارے میں بہت زیادہ ڈر ہے، وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کھول دی جائے گی، اے کاش! میری امت سونا نہ پہنے۔''

(۸۰۰۸)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَلَتْنَا الضَّبُعُ يَعْنِي السَّنَةَ قَالَ: ((غَيْرُ ذٰلِكَ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا إِذَا صُبَّتْ عَلَيْكُمْ صَبًّا فَيَا لَيْتَ أُمَّتِي لَا يَلْبَسُونَ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا يَتَحَلَّوْنَ) الذَّهَبَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۹۷)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قحط سالی نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کا اتنا خوف نہیں، جتنا اس سے زیادہ ایک اور چیز کا ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا تم پر بارش کی مانند برسے گی، کاش! میری امت سونا نہ پہنے۔''

(۸۰۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ لَبِسَ الذَّهَبَ مِنْ أُمَّتِي فَمَاتَ وَهُوَ يَلْبَسُهُ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ذَهَبَ الْجَنَّةِ وَمَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ مِنْ أُمَّتِي فَمَاتَ وَهُوَ يَلْبَسُهُ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حَرِيرَ الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ۶۵۵۶)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس نے سونا پہنا اور وہ اس حالت میں مرا کہ وہ اسے پہنا کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کا سونا حرام کر دے گا اور میری امت میں سے جس نے ریشم پہنا اور وہ اسی حالت میں مر گیا کہ وہ اس کو پہنا کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کا ریشم حرام کر دے گا۔''

(۸۰۱۰)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ سَمِعَ (وَفِي

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۸۰۰۷) تخریج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد الهاشمى، أخرجه البزار: ۳۹۸۶، والطيالسى: ۴۴۷ (انظر: ۲۳۱۲۲)

(۸۰۰۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۰۰۹) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۶۵۵۶)

(۸۰۱۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۳۱۹۲، والحاكم: ۴/ ۱۹۱، وأخرجه مسلم: ۲۰۷۴ بلفظ: "من لبس الحرير فى الدنيا، لم يلبسه فى الآخرة" (انظر: ۲۲۲۴۹)

لَفْظٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ حَرِيْرًا وَلَا ذَهَبًا۔))، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هَارُوْنَ بْنِ مَعْرُوْفٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٦٠٤)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ نہ ریشم پہنے اور نہ سونا۔''

(٨٠١١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ فِي خُطْبَتِهِ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَا يُكْسَاهُ فِي الْآخِرَةِ (وَفِيْ لَفْظٍ) مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ١٢٣)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے اپنے خطبے میں کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، اس کو آخرت میں یہ نہیں پہنایا جائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔''

(٨٠١٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٥٣٦٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ریشم صرف وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔''

(٨٠١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا يَرْجُو أَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ۔)) قَالَ الْحَسَنُ: فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَبْلُغُهُمْ هٰذَا عَنْ نَبِيِّهِمْ فَيَجْعَلُوْنَ حَرِيرًا فِي ثِيَابِهِمْ وَفِي بُيُوتِهِمْ۔ (مسند احمد: ٨٣٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جو آخرت میں اسے پہننے کی امید نہ رکھتا ہو، بس ریشم صرف وہی پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔'' حسن بصری کہتے ہیں: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا، جن تک ان کے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان پہنچ چکا ہے، لیکن پھر بھی وہ اپنے لباس اور گھروں میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔

(٨٠١٤)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٨٠١١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٣٤، ومسلم: ٢٠٦٩ (انظر: ١٢٣)

(٨٠١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٤١، ومسلم: ٢٠٦٨ (انظر: ٥٣٦٤)

(٨٠١٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطيالسي: ٢٤٦٤ (انظر: ٨٣٥٥)

(٨٠١٤) تخريج: اسناده محتمل للتحسين (انظر: ٨٢٦١)

اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الْحَرِيرَ مِنَ الثِّيَابِ فَيَنْزِعُهُ. (مسند احمد: ٨٢٤٤)

ریشم کے کپڑوں کی تاڑ میں رہتے اور ان کو اتروا دیتے۔

(٨٠١٥)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ١٢٠٠٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ اس کو آخرت میں ہرگز نہیں پہنے گا۔''

(٨٠١٦)۔عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَاهِبًا أَهْدٰى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةَ سُنْدُسٍ فَلَبِسَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ فَوَضَعَهَا وَأَحَسَّ بِوَفْدٍ أَتَوْهُ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَلْبَسَ الْجُبَّةَ لِقُدُومِ الْوَفْدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَصْلُحُ لِبَاسُهَا لَنَا فِي الدُّنْيَا وَيَصْلُحُ لَنَا فِي الْآخِرَةِ وَلٰكِنْ خُذْهَا يَا عُمَرُ۔)) فَقَالَ: يَكْرَهُهَا وَآخُذُهَا فَقَالَ إِنِّي لَا آمُرُكَ أَنْ تَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ أَرْسِلْ بِهَا إِلٰى أَرْضِ فَارِسَ فَتُصِيبَ بِهَا مَالًا، فَأَرْسَلَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى النَّجَاشِيِّ وَكَانَ قَدْ أَحْسَنَ إِلٰى مَنْ فَرَّ إِلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٤٦٧٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک راہب نے رسول اللہ ﷺ کو باریک ریشم کا جبہ دیا، آپ ﷺ نے اسے پہنا، پھر آپ گھر میں آئے اور اس کو اتار دیا، اتنے میں آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ ایک وفد آیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ وفد کی آمد پر وہی جبہ پہن لیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لباس دنیا میں ہمارے لئے درست نہیں، یہ ہمارے لئے آخرت میں ہوگا، لیکن اے عمر! تم یہ لے لو۔'' انہوں نے عرض کی: آپ اسے ناپسند کرتے ہیں اور میں لے لوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس لیے نہیں دے رہا کہ تم اس کو پہن لو، میں تو اس لئے دے رہا ہوں کہ تم اسے فارس کے علاقے کی طرف بھیج دو اور اس کے عوض مال حاصل کر لو۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے نجاشی کی طرف بھیج دیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ان صحابہ کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا، جو ہجرت کر کے اس کے پاس گئے تھے۔

(٨٠١٧)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَعَلَيْهِ فَرُّوجُ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ نَزَعَهُ نَزْعًا عَنِيفًا وَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا لَا يَنْبَغِي لِلْمُتَّقِينَ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٢٥)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی، جبکہ آپ ﷺ نے ریشم کے چاک والی قباء پہن رکھی تھی، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو اسے بڑی سختی سے اتارا اور فرمایا: ''یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں ہے۔''

(٨٠١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٣٢، ومسلم: ٢٠٧٣ (انظر: ١١٩٨٥)

(٨٠١٦) تخريج: اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ١٤٦٢٠)

(٨٠١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٧٥ (انظر: ١٧٢٩٣)

(۸۰۱۸)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّـهٗ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَ الْحِلْيَةِ وَالْحَرِيْرِ وَيَقُوْلُ: ((اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ۱۷٤٤۳)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زیورات اور ریشم والوں کو یہ چیزیں پہننے سے منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''اگر تم جنت کا زیور اور اس کا ریشم چاہتے ہو تو انہیں دنیا میں نہ پہنا کرو۔''

(۸۰۱۹)۔عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ حَرِيْرًا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (وَفِيْ لَفْظٍ) اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ اَوْ ثَوْبًا مِنْ نَارٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۹۶۹)

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو ریشم پہنے گا، اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت دوزخ کی آگ سے لباس پہنائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ اسے آگ یا ذلت کا لباس پہنائے گا۔''

(۸۰۲۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدٰى إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةَ سُنْدُسٍ أَوْ دِيبَاجٍ شَكَّ فِيهِ سَعِيدٌ قَبْلَ أَنْ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيرِ فَلَبِسَهَا فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۳۱۸۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دومہ کے رئیس اکیدر نے نبی کریم ﷺ کو باریک ریشم یا مطلق ریشم کا جبہ دیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشم پہننا ابھی تک حرام نہ ہوا تھا، آپ ﷺ نے وہ پہنا اور لوگ اسے دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے بہتر ہے۔''

(۸۰۲۱)۔عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي رُقَيَّةَ حَدَّثَهٗ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْلَمَةَ بْنَ مَخْلَدٍ، وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَمَا لَكُمْ فِي الْعَصَبِ وَالْكَتَّانِ مَا يَكْفِيكُمْ عَنِ الْحَرِيرِ وَهٰذَا رَجُلٌ فِيكُمْ يُخْبِرُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ:

ہشام بن ابو رقیہ کہتے ہیں: میں نے مسلمہ بن مخلد سے سنا، وہ منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، انھوں نے کہا: لوگو! کیا تمہارے پاس یمن کی چادریں اور السی کے کپڑے نہیں، کیا وہ ریشم سے کفایت نہیں کرتے، یہ تمہارے اندر ایک آدمی موجود ہے، یہ تمہیں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے آگاہ کرتا ہے، اے عقبہ! ذرا کھڑے ہو جاؤ، سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

(۸۰۱۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ۸/ ۱۵٦ (انظر: ۱۷۳۱۰)

(۸۰۱۹) تخريج: اسناده مسلسل بالضعفاء والمجاهيل على نسق، شريك النخعي وجابر الجعفي كلاهما ضعيف، وام عثمان والطفيل كلاهما مجهول، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲٤/ ۱۷۰، وعبد بن حميد في "المنتخب": ۱۵۵۸ (انظر: ۲۷٤۲۳)

(۸۰۲۰) تخريج: أخرجه البخاري ۲٦۱۵، ۳۲٤۸، ومسلم: ۲٤٦۹ (انظر: ۱۳۱٤۸)

(۸۰۲۱) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ۱۷۵۱، والطبراني في "الكبير": ۱۷/ ۹۰٤ (انظر: ۱۷٤۳۱)

قُمْ يَا عُقْبَةُ! فَقَامَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَأَنَا أَسْمَعُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) وَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا حُرِمَهُ أَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ١٧٥٦٧)

کھڑے ہوئے اور کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔''

فوائد:...... "عَصَب" (یمنی چادریں): ان سے مراد وہ کپڑا ہے، جس کا دھاگہ بٹ کر اس کو رنگا جاتا ہے اور پھر اس سے کپڑے بنے جاتے ہیں۔

(٨٠٢٢)۔ عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ مُسْلِمٍ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ اِمْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى ابْنِ عُمَرَ بِمِنًى عَلَيْهَا دِرْعُ حَرِيْرٍ، فَقَالَتْ: مَا تَقُوْلُ فِي الْحَرِيْرِ؟ فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٥٧٤٦)

ابو یونس حاتم بن مسلم کہتے ہیں: میں نے قریش کے ایک آدمی سے سنا، اس نے کہا: میں نے ایک عورت کو دیکھا، وہ منیٰ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، اس نے ریشم کی قمیص زیبِ تن کی ہوئی تھی، اس نے کہا: تم ریشم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(٨٠٢٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ عَلَيْهِ جُبَّةُ سِيْجَانٍ مَزْرُوْرَةٌ بِالدِّيْبَاجِ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ وَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنِ فَارِسٍ۔ قَالَ: يُرِيْدُ أَنْ يَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنِ فَارِسٍ، وَيَرْفَعُ كُلَّ رَاعٍ ابْنِ رَاعٍ۔ قَالَ: فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ، وَقَالَ: ((أَلَا أَرٰى عَلَيْكَ لِبَاسَ مَنْ لَا يَعْقِلُ؟)) ثُمَّ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ نُوْحًا ﷺ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ: آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَأَنْهَاكَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، کسی بستی کا باسی سیجان کا جبہ، جس کے بٹن ریشمی تھے، زیبِ تن کر کے آیا اور کہا: خبردار! تمھارے اس ساتھی (محمد ﷺ) نے گھڑسواروں کے مقام کو کم اور چرواہوں کی عزتوں کو بلند کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جبہ کے گریبان سے پکڑا اور فرمایا: ''کیا میں تجھ پر ان لوگوں کا لباس نہیں دیکھ رہا، جو بیوقوف ہیں۔'' پھر فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میں تیرے سامنے ایک وصیت بیان کرتا ہوں، میں تجھے دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تجھے ''لا الہ الا اللہ'' کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر

(٨٠٢٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٠١ (انظر: ٥٧٤٦)

(٨٠٢٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٦٩ (انظر: ٧١٠١)

عَـنِ اثْنَتَيْنِ، آمُرُكَ بِـ(لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)، فَاِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةٍ، وَوُضِعَتْ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) فِيْ كِفَّةٍ، رَجَحَتْ بِهِنَّ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)، وَلَوْ اَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً، اِلَّا قَصَمَتْهُنَّ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فَاِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ۔ وَاَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ۔)) قَالَ: قُلْتُ اَوْ قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا اَصْحَابٌ يَجْلِسُوْنَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْكِبْرُ؟ ((سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمَصُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۷۱۰۱)

ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں اور ''لا الہ الا اللّٰہ'' کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ''لا الہ الا اللّٰہ'' بھاری ہو جائے گا۔ اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند کڑے کی شکل اختیار کرلیں تو اس کو بھی ''لا الہ الا اللّٰہ'' توڑ دے گا، اور (دوسری چیز) ''سبحان اللّٰہ وبحمدہ'' ہے، یہ کلمات ہر چیز کی نماز ہیں اور ان ہی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' میں نے یا کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شرک کو تو پہنچانتے ہیں، تکبر کسے کہتے ہیں؟ کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے جوتے اور ان کے تسمے اچھے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' کسی نے کہا: تو کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے دوست و یار ہوں، جو اس کے پاس بیٹھتے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حق کو جھٹلا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا (تکبر کہلاتا ہے)۔''

(۸۰۲٤)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عُمَرَ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ قَالَ فَلَقِيَ عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بَعَثْتَ إِلَيَّ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَسْتَنْفِعَ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۲٤٦۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ریشم کا جبہ بھیجا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے ملے اور کہا: آپ نے ریشم کا جبہ میری طرف بھیجا ہے، حالانکہ آپ نے تو اس کے بارے میں ایسے ایسے فرمایا تھا، (یعنی مذمت کی تھی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس لئے تو نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو، میں نے تو اس لئے بھیجا ہے کہ تم اسے فروخت کرلو یا کوئی اور فائدہ حاصل کرلو۔''

(۸۰۲٥)۔عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَنَّهُ أَتَى

سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ

(۸۰۲٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۷۲ (انظر: ۱۲٤٤۱)

(۸۰۲٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بقية بن الوليد، فانه كان يدلس عن الضعفاء ويدلس تدليس التسوية، أخرجه البزار: ۲٤۷۰، والطبراني في "الكبير": ۸۱٥۸ (انظر: ۱۸۹۷۹)

النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَا ضَمْرَةُ أَتَرٰى ثَوْبَيْكَ هٰذَيْنِ مُدْخِلَيْكَ الْجَنَّةَ؟)) فَقَالَ: لَئِنْ اسْتَغْفَرْتَ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا أَقْعُدُ حَتّٰى أَنْزَعَهُمَا عَنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ۔)) فَانْطَلَقَ سَرِيعًا حَتّٰى نَزَعَهُمَا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٩١٨٨)

کے پاس آیا میرے اوپر یمن کے دو جوڑے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ضمرہ! کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ یہ دو جوڑے تمہیں جنت میں داخل کریں گے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے لئے استغفار کریں تو میں بیٹھنے سے پہلے انہیں اتار دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کو بخش دے۔'' پس وہ جلدی جلدی گئے اور ان دونوں کو اتار دیا۔

فوائد:...... ظاہر یہی ہے کہ یہ دو جوڑے ریشمی تھے۔

(٨٠٢٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بِحَدِيثِ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عُمَرَ فِي الدِّيبَاجِ قَالَ فَقَالَ الْحَسَنُ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنَ الْحَيِّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ لَبِنَتُهَا دِيبَاجٌ، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَبِنَةٌ مِنْ نَارٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٥٩)

سلیمان تیمی کہتے ہیں: حسن بصری نے مجھے ابوعثمان نہدی والی حدیث سنائی، انہوں نے سیدنا عمر ﷺ سے ریشم کے بارے میں، بیان کی، حسن کہتے ہیں: قبیلہ میں سے ایک آدمی نے مجھے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا، جبکہ اس نے ایک جبہ زیب ِ تن کیا ہوا تھا، اس کا گریبان ریشم کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گریبان آگ کا ہے۔''

(٨٠٢٧)۔ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ عُطَارِدَ بْنَ حَاجِبٍ قَدِمَ مَعَهُ ثَوْبُ دِيبَاجٍ كَسَاهُ إِيَّاهُ كِسْرٰى فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَهُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُهُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٠٢)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عطارد بن حاجب آئے اور ان کے پاس ریشم کی چادر تھی، یہ فارس کے حکمران نے ان کو دی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے آپ اسے خرید لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لباس تو وہ شخص پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔''

(٨٠٢٦) تخريج: اسناده ضعيف، على بن عاصم الواسطى ضعيف، والحديث على ضعفه مخالف لما جاء فى الاحاديث الصحيحة (انظر: ٢٠٦٨٣)

(٨٠٢٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٩٦١٦، والطبرانى فى "الكبير": ٢٣/ ٣٥٧ (انظر: ٢٦٤٦٩)

(۸۰۲۸)۔ عَنْ حَبِیبِ بْنِ عُبَیْدِ الرَّحَبِیِّ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ دَخَلَ عَلٰی خَالِدِ بْنِ یَزِیدَ فَأَلْقٰی لَهُ وِسَادَةً فَظَنَّ أَبُو أُمَامَةَ أَنَّهَا حَرِیرٌ فَتَنَحّٰی یَمْشِی الْقَهْقَرٰی حَتّٰی بَلَغَ آخِرَ السِّمَاطِ وَخَالِدٌ یُکَلِّمُ رَجُلًا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰی أَبِی أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ: یَا أَخِی! مَا ظَنَنْتَ؟ أَظَنَنْتَ أَنَّهَا حَرِیرٌ؟ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا یَسْتَمْتِعُ بِالْحَرِیرِ مَنْ یَرْجُو أَیَّامَ اللّٰهِ۔)) فَقَالَ لَهُ خَالِدٌ: یَا أَبَا أُمَامَةَ! أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ غُفْرًا أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلْ کُنَّا فِی قَوْمٍ مَا کَذَبُونَا وَلَا کُذِّبْنَا۔ (مسند احمد: ۲۲۶۵۸)

حبیب بن عبید رحبی کہتے ہیں: سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ، خالد بن یزید کے پاس گئے، انہوں نے ان کے لیے تکیہ رکھا، سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہ یہ ریشم کا ہے، وہ پچھلے پاؤں ہٹ کر اس سے علیحدہ ہو گئے، یہاں تک کہ مجلس کے آخر تک پہنچ گئے، جبکہ خالد کسی آدمی سے بات کر رہے تھے، پھر جب وہ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ان سے کہا: اے میرے بھائی! آپ نے کیا سمجھا ہے؟ کیا آپ کا خیال ہے یہ ریشم سے ہے؟ تو خالد نے شبہ دور کیا۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی امید رکھتا ہو، وہ ریشم سے فائدہ نہ اٹھائے۔'' خالد نے ابوامامہ سے کہا: کیا تم نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ! معاف کرنا، خالد مجھے کہتا ہے کہ کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے، ہم ایسے لوگوں میں تھے کہ جنہوں نے ہمیں جو کچھ بیان کیا، انھوں نے اس میں جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہمیں جھٹلایا گیا۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مراد اس کی مغفرت، رحمت، جنت میں داخل ہونا اور جنت کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔

اس باب کی احادیث میں سونے اور ریشم کی مذمت کی گئی ہے، جبکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ دو چیزیں امتِ مسلمہ کے مردوں کے لیے حرام ہیں اور عورتوں کے حلال ہیں، لہٰذا ان تمام احادیث کے احکام کو مردوں پر محمول کیا جائے گا۔

مسلم خواتین کے لیے سونے اور ریشم کا استعمال جائز ہے، اگر وہ ان دنیوی نعمتوں سے اجتناب کریں تو یہ عمل ان کی آخرت کے لیے بہتر ہوگا، جیسا کہ سابق باب میں وضاحت ہو چکی ہے۔

(۸۰۲۸) تخریج: المرفوع منه صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابی بکر بن عبد الله بن ابی مریم الغسانی، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۷۵۱۱ (انظر: ۲۲۳۰۲)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ جَوَازِهِمَا لِلنِّسَاءِ دُوْنَ الرِّجَالِ

عورتوں کے لیے سونے اور ریشم کی رخصت کا بیان، نہ کہ مردوں کے لیے

(٨٠٢٩)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ)) (مسند احمد: ٩٣٥)

سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پکڑا اور اسے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا پکڑا اور اسے بائیں میں رکھا اور فرمایا: ''یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔''

(٨٠٣٠)۔عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَرِيْرُ وَالذَّهَبُ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَحِلٌّ لِاُنَاثِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٤٤)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لئے حلال ہیں۔''

(٨٠٣١)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُهْدِيَتْ لَهُ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ، فَاَرْسَلَ بِهَا اِلَيَّ فَرُحْتُ بِهَا فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْغَضَبَ، قَالَ: فَقَسَمْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ۔ (مسند احمد: ٦٩٨)

سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ریشمی دھاریوں والا حلے کا تحفہ دیا گیا، آپ ﷺ نے وہ میری طرف بھیج دیا، جب میں وہ پہن کر گیا تو میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرے میں غصہ محسوس کیا، پس میں نے اسے اپنی عورتوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

(٨٠٣٢)۔(وَعَنْهُ عَنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِحُلَّةِ حَرِيْرٍ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِيْ وَجْهِهِ، فَاَمَرَنِيْ فَاَطَرْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ٩٥٨)

(دوسری سند) سیدنا علی ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ریشمی پوشاک لائی گئی، آپ ﷺ نے وہ میرے پاس بھیج دی اور میں نے اس کو پہن لیا، لیکن میں نے آپ ﷺ کے چہرے میں کراہت دیکھی، پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں اس کے دوپٹے بنا کر اسے عورتوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

(٨٠٣٣)۔عَنْ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُهْدِيَتْ لَهُ حُلَّةٌ مِنْ حَرِيْرٍ

سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے ریشم کا جوڑا تحفہ دیا گیا، آپ ﷺ نے وہ مجھے عطا کر دیا، لیکن

(٨٠٢٩) تخريج: صحيح لشواهده، أخرجه ابوداود: ٤٠٥٧، والنسائي: ٨/ ١٦٠(انظر: ٩٣٥)

(٨٠٣٠) تخريج: حديث صحيح بشواهده، أخرجه الترمذي: ١٧٢٠، والنسائي: ٨/ ١٩٠ (انظر: ١٩٥١٥)

(٨٠٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦١٤، ٥٣٦٦، ومسلم: ٢٠٧١(انظر: ٦٩٨)

(٨٠٣٢) تخريج: صحيح لغيره، وانظر الحديث بالطريق الاول

(٨٠٣٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٩٦(انظر: ١١٥٤)

فَكَسَانِيهَا، قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: فَخَرَجْتُ فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَسْتُ أَرْضٰى لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِيْ-)) قَالَ: فَأَمَرَنِيْ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ خُمُرًا بَيْنَ فَاطِمَةَ وَعَمَّتِهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۵٤)

جب میں اس کو پہن کر نکلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز میں اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں، وہ تمہارے لئے بھی پسند نہیں کروں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں اس کے دوپٹے بنا کر اپنی خواتین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی کی پھوپھی کے مابین تقسیم کر دیئے۔

(۸۰۳٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَّةِ إِسْتَبْرَقٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَتَلْبَسَهَا إِذَا قَدِمَ عَلَيْكَ وُفُودُ النَّاسِ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ-)) ثُمَّ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِحُلَلٍ ثَلَاثٍ فَبَعَثَ إِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَإِلٰى عَلِيٍّ بِحُلَّةٍ وَإِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ، فَأَتٰى عُمَرُ بِحُلَّتِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ وَقَدْ سَمِعْتُكَ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تُشَقِّقَهَا لِأَهْلِكَ خُمُرًا-)) قَالَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ وَأَتَاهُ أُسَامَةُ وَعَلَيْهِ الْحُلَّةُ فَقَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا-)) مَا أَدْرِي أَقَالَ لِأُسَامَةَ تُشَقِّقُهَا خُمُرًا أَمْ لَا۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: وَجَدَ عُمَرُ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ٤٩٧٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ریشم کا جوڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ جوڑا خرید لیں اور جب لوگوں کے وفد آپ کے پاس آئیں گے تو آپ یہ زیب تن کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو وہی پہن سکتا ہے، جس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔'' پھر نبی کریم ﷺ کے پاس ریشم کے تین جوڑے لائے گئے، آپ ﷺ نے ان میں سے ایک جوڑا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو، ایک جوڑا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اور ایک جوڑا سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھیجا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو وہ حلہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ جوڑا میرے پاس بھیج دیا ہے، جبکہ اس سے پہلے آپ اس کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کر چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ریشم کا یہ جوڑا تمہاری طرف اس لیے بھیجا ہے کہ اسے فروخت کرلو یا پھر اس کے دوپٹے بنا کر اپنی عورتوں کے درمیان تقسیم کر دو۔'' لیکن سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ تو وہ جوڑا زیب تن کر کے آ گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں نے یہ تمہارے پاس اس لئے تو نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہن لو، میں نے اس لئے بھیجا تھا کہ اسے فروخت کرلو۔'' راوی کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا یا نہیں کہ اس کے دوپٹے بنا لو۔

(۸۰۳٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۹٤۸، ۳۰۵٤، ومسلم: ۲۰٦۸ (انظر: ٤٩٧٨)

(٨٠٣٥)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَأٰى حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوُفُودِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ۔)) ثُمَّ جَائَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطٰى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَبِيعَهَا أَوْ لِتَكْسُوَهَا۔)) قَالَ فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا مِنْ أُمِّهِ بِمَكَّةَ، زَادَ فِي أُخْرٰى قَالَ سَالِمٌ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ) فَمِنْ اَجْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ۔ (مسند احمد: ٥٧٩٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا دیکھا، جو مسجد کے دروازے کے نزدیک فروخت کیا جا رہا تھا، سو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے اور مختلف وفود سے ملاقات کرتے وقت پہن لیا کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو وہی پہن سکتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔'' پھر نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ ریشمی جوڑے لائے گئے، آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان میں سے ایک جوڑا دے دیا، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے رہے ہیں، جبکہ آپ نے اس کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو، میں نے تو اس لیے دیا ہے کہ اسے فروخت کردو یا (جس کے لئے پابندی نہیں ہے) اسے پہنا دو۔'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مکہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک اخیافی بھائی کو دے دیا تھا۔ سیدنا سالم کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کی وجہ سے ریشم سے بنی ہوئی دھاری والے کپڑے کو پہننا مکروہ جانتے تھے۔

فوائد:...... امام نووی نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کو تحفہ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ مشرک اور کافر ریشم پہن سکتے ہیں، کیونکہ کسی کو کوئی چیز دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہی استعمال کرے، جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا عمر، سیدنا علی اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہم کو ریشمی لباس دیا تھا۔

اخیافی بھائیوں سے مراد وہ بھائی ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف۔

(٨٠٣٦)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس نجاشی کی جانب سے تحفہ میں زیورات آئے، جن میں ایک

(٨٠٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٨٦، ٢٦١٢، ومسلم: ٢٠٦٨ (انظر: ٥٧٩٧)

(٨٠٣٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٢٣٥ (انظر: ٢٤٨٨٠)

لَـهُ فِيهَـا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، فَـأَخَـذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ بِبَـعْـضِ أَصَابِعِهِ مُعْرِضًا عَنْهُ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ بِـنْتَ أَبِي الْعَاصِ ابْنَةَ ابْنَتِهِ فَقَالَ: ((تَحَلَّىْ بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۳۹۲)

سونے کی انگوٹھی تھی، اس کا نگینہ حبشی تھا، نبی کریم ‌ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کی مدد سے ایک لکڑی کے ذریعے اس سے اعراض کرتے ہوئے اس کو پکڑا اور پھر اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا: ''پیاری بیٹی! اسے بطور زیور پہن لو۔''

فوائد:...... اس باب کی تمام روایات سے معلوم ہوا کہ سونا اور ریشم مردوں کے حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے، مردوں کے لیے جن صورتوں میں یہ چیزیں حلال ہو سکتی ہے، ان کا ذکر اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔

اَبْوَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ اِسْتِعْمَالِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ لِلرِّجَالِ لِحَاجَةٍ

مردوں کے لیے ضرورت کے وقت سونا اور ریشم استعمال کرنے کی رخصت کے ابواب

بَابُ مَنْ اُصِيْبَ اَنْفُهُ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ

ناک کٹ جانے والے آدمی کا سونے کا ناک بنوا لینے کا بیان

(۸۰۳۷)۔ عَـنْ عَبْـدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ أَنَّ جَـدَّهُ عَرْفَجَةَ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْـفًـا مِـنْ ذَهَـبٍ، قَـالَ يَـزِيـدُ فَقِيلَ لِأَبِي الْاَشْهَبِ أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَدَّهُ قَالَ نَعَمْ (وَفِـيْ لَفْظٍ) قَالَ اَبُو الْاَشْهَبِ: وَزَعَمَ عَبْدُ الـرَّحْـمٰـنِ اَنَّـهُ رَاٰى جَـدَّهُ يَعْنِيْ عَرْفَجَةَ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۱۵)

عبدالرحمن بن طرفہ کے دادا سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں ہونے والی کلاب کی جنگ میں ان کا ناک کٹ گیا تھا، انہوں نے چاندی کا ناک لگوا لیا، لیکن اس سے بدبو پیدا ہو گئی، پھر نبی اکرم ‌ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ سونے کی ناک بنوا لیں۔

(۸۰۳۸)۔ عَـنْ عَبْـدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ بْنِ عَـرْفَجَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّه قَالَ: اُصِيْبَ اَنْفُهُ يَـوْمَ الْـكُلَابِ يَـعْـنِـيْ مَاءً اِقْتَتَلُوْا عَلَيْهِ فِي

عبدالرحمن بن طرفہ بن عرفجہ اپنے دادا سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کا ناک کلاب والی جنگ میں کٹ گیا تھا، کلاب دراصل ایک پانی (یعنی ایک کنویں یا ایک چشمے) کا

(۸۰۳۷) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٢٣٢، ٤٢٣٣، والترمذي: ١٧٧٠، والنسائي: ٨/ ١٦٤ (انظر: ١٩٠٠٦)

(۸۰۳۸) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٢٣٤ (انظر: ٢٠٢٧٥)

الْجَاهِلِيَّةِ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَمَا أَنْتَنَ عَلَيَّ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٤٠)

نام کلاب تھا، جس کے پاس جاہلیت میں لڑائی ہوئی تھی، پھر درج بالا روایت کی طرح کی روایت ذکر کی، البتہ اس میں ہے: پھر وہ سونے کی وجہ سے بدبو دار نہ ہوا۔

(٨٠٣٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ جَاءَ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ فَاسْتَأْذَنُوا عَلَى أَبِي الْأَشْهَبِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَقَالُوا حَدِّثْنَا قَالَ سَلُوا فَقَالُوا مَا مَعَنَا شَيْءٌ نَسْأَلُكَ عَنْهُ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ سَلُوهُ عَنْ حَدِيثِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٤٢)

ابو عبدالرحمن کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے سنا، انھوں نے کہا: محدثین کا ایک گروہ آیا اور انھوں نے ابو اشہب کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دی، وہ آئے اور انہوں نے ابو اشہب سے کہا: ہمیں حدیث بیان کرو، انہوں نے کہا: تم سوال کرو، انہوں نے کہا: ہمارے پاس تو کوئی سوال نہیں ہے، پھر پردہ کے پیچھے سے ان کی بیٹی نے کہا: ان سے عرفجہ بن اسعد والی حدیث کے بارے میں پوچھو، جن کا ناک کلاب والے دن کٹ گیا تھا۔

فوائد:...... یہ شریعتِ اسلامیہ کا حسن ہے کہ اس میں بندے کی ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، جہاں مرد کے لیے سونے کا استعمال بطورِ زینت منع ہے، وہاں بطورِ ضرورت جائز بھی ہے، مثلا ہلنے والے دانتوں کو سونے کی تار سے باندھنا، سونے کا دانت لگوانا، ناک کی طرح کا عضو کٹ جانے کی صورت میں وہ لگوانا۔

ایک فقہی قاعدہ ہے: اَلضَّرُوْرِيَّاتُ تُبِيْحُ الْمَحْذُوْرَاتِ۔ (ضرورتیں ممنوع امور کو جائز قرار دیتی ہیں)۔ لیکن عوام الناس کو چاہیے کہ وہ اہل علم سے مشورہ لے کر اس قاعدے پر عمل کریں اور سوچیں کہ آیا ان کا عذر معقول ہے یا غیر معقول، یہ کوئی شرعی اصول نہیں ہے کہ ہر عذر اور مجبوری میں حرام کو جائز اور مباح سمجھ لیا جائے۔

چاندی کو زنگ لگ جاتا ہے اور ناک میں عموماً رطوبت رہتی ہے، اس لیے چاندی کو زنگ لگ گیا اور رطوبت اٹکنے لگی اور اس سے بدبو آنے لگی، اس کے برعکس سونا بہت مضبوط اور نفیس دھات ہے، اسے اتنی جلدی زنگ نہیں لگتا اور یہ خراب بھی نہیں ہوتا، اس لیے آپ ﷺ نے سونے کا ناک لگوانے کا مشورہ دیا۔

کُلاب ایک کنویں یا چشمے کا نام تھا، دورِ جاہلیت میں اس کے پاس بڑی زبردست جنگ ہوئی تھی، جو جنگ کُلاب کے نام سے مشہور ہوئی۔

ایک ضرورت کا ذکر درج ذیل حدیث میں ہے:

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا مرد و زن دونوں کے لیے یکساں طور پر حرام ہے، لیکن ضرورت کے پیش نظر چاندی کی معمولی مقدار کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: إِنَّ قَدَحَ

(٨٠٣٩) تخريج: انظر الحديث السابق

النَّبِيِّ ﷺ اِنْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ۔ قَالَ عَاصِمٌ: رَاَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيْهِ۔ ...... نبی کریم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اس ٹوٹی ہوئی جگہ پر چاندی کا تار لگوالیا۔ عاصم کہتے ہیں: میں نے خود وہ پیالہ دیکھا اور اس میں پانی پیا۔ (بخاری: ۳۱۰۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَدِّ الْاَسْنَانِ بِالذَّهَبِ
سونے کے ذریعے دانتوں کو باندھنے کا بیان

(۸۰۴۰)۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ الْكُوْفِيِّ قَالَ: رَاَيْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ شَدَّ اَسْنَانَهُ بِالذَّهَبِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۴۱)

حماد بن ابی سلیمان کوفی کہتے ہیں: میں نے مغیرہ بن عبداللہ کو دیکھا، انہوں نے سونے کی زنجیر سے اپنے دانت باندھ رکھے تھے، جب اس کا ذکر ابراہیم نخعی سے کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۰۴۱)۔ عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّمِيْمِيِّ عَمَّنْ رَاَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ (رضی اللہ عنہ) ضَبَّبَ اَسْنَانَهُ بِذَهَبٍ۔ (مسند احمد: ۵۳۹)

واقد بن عبداللہ تمیمی ایسے آدمی سے بیان کرتے ہیں، جس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، اس نے اپنے دانت سونے کے ساتھ باندھ رکھے تھے۔

فوائد:...... اس باب کا تعلق بھی پچھلے باب سے ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ وَنَحْوِهَا
خارش وغیرہ کی وجہ سے ریشم پہننے کے جواز کا بیان

(۸۰۴۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رُخِّصَ اَوْ رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۲۳۱۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔

(۸۰۴۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَوْا اِلَى

(دوسری سند) سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے جوئیں پڑ جانے کی

(۸۰۴۰) تخریج: هذا الاثر اسناده حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ۴۹۹ (انظر: ۲۰۲۷۶)

(۸۰۴۱) تخریج: اسناده ضعيف لابهام الراوی الذی رأی عثمان، أخرجه ابن سعد: ۳/ ۵۸ (انظر: ۵۳۹)

(۸۰۴۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۲۲، ومسلم: ۲۰۷۶ (انظر: ۱۲۲۸۸)

(۸۰۴۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۲۰، ومسلم: ۲۰۷۶ (انظر: ۱۲۲۳۰)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمْلَ، فَرَخَّصَ لَهُمَا فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ، فَرَاَیْتُ عَلٰی كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَمِیْصًا مِنْ حَرِیْرٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۵۵)

شکایت کی، تو آپ ﷺ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت دی گئی تھی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ہر ایک کو ریشم کی قمیص پہنے دیکھا ہے۔

فوائد:...... یہ حدیث خارش اور جوئیں پڑ جانے کی وجہ سے ریشم کا لباس استعمال کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، معالج حضرات کسی اور بیماری کی وجہ سے بھی ریشمی لباس پہننے کی تجویز دے سکتے ہیں۔

بَابُ اِبَاحَةِ الْیَسِیْرِ مِنَ الْحَرِیْرِ كَالْعَلَمِ وَالرُّقْعَةِ وَنَحْوِهَا

کوئی نقش بنوانے یا پیوند وغیرہ لگانے کے لیے ریشم کی معمولی مقدار کے جواز کا بیان

(۸۰٤٤)۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِیَّ قَالَ جَائَنَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِیْجَانَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَوْ بِالشَّامِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْحَرِیْرِ إِلَّا هٰكَذَا أُصْبُعَیْنِ قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ فَمَا عَتَّمْنَا إِلَّا أَنَّهُ الْأَعْلَامُ۔ (مسند احمد: ۳۵٦)

ابوعثمان ہندی کہتے ہیں: ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک تحریر آئی، ہم آذربائیجان یا شام میں سیدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اس تحریر میں لکھا تھا: أَمَّا بَعْدُ! نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر دو انگلیوں کے برابر اجازت ہے۔ ابوعثمان کہتے ہیں: ہم یہی سمجھے کہ (دو انگلیوں سے مراد یہی ہے کہ) ریشم کی اتنی دھاریاں یا نشانات جائز ہیں۔

(۸۰٤٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ فَكَتَبَ إِلَیْهِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَشْیَاءَ یُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِیْمَا كَتَبَ إِلَیْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا إِلَّا مَنْ لَیْسَ لَهُ فِی الْآخِرَةِ مِنْهُ شَیْءٌ إِلَّا هٰكَذَا۔)) وَقَالَ بِإِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ فَرَأَیْتُ أَنَّهَا أَزْرَارُ الطَّیَالِسَةِ حِیْنَ رَأَیْنَا الطَّیَالِسَةَ۔ (مسند احمد: ۲٤۳)

(دوسری سند) ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: ہم سیدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف کچھ احکام تحریر کر کے بھیجے، جو انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کئے تھے، اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہی آدمی دنیا میں ریشم پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو، مگر دو انگلیوں کے برابر۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا، ابوعثمان کہتے ہیں: جب ہم نے طیالسی لباس دیکھا تو ہم نے اندازہ کیا کہ اسی مقدار کے طیالسی لباس کے بٹن ہیں۔

فوائد:...... عجموں کے ایک لباس کو طیالسہ کہتے ہیں، اس لباس کے ریشمی بٹن کی مقدار دو انگلیوں کے برابر تھی۔

(۸۰٤٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۲۹، ومسلم: ۲۰٦۹ (انظر: ۹۲)

(۸۰٤٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۲۸، ومسلم: ۲۰٦۹ (انظر: ۳۵٦)

(۸۰٤٥) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۳۰، ومسلم: ۲۰٦۹ (انظر: ۲٤۳)

(٨٠٤٦)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثالث) عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: جَاءَ نَا كِتَابُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ يَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ! وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ وَلُبُوسَ الْحَرِيرِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا عَنْ لُبُوسِ الْحَرِيرِ وَقَالَ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِصْبَعَيْهِ۔ (مسند احمد: ٩٢)

(تیسری سند) ابو عثمان کہتے ہیں: ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر آئی، جبکہ ہم آذر بائیجان میں تھے، اس میں لکھا ہوا تھا: اے عتبہ بن فرقد! نعمت پروری، مشرکوں کی وضع قطع اور ریشم کے لباس سے بچو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ریشم پہننے سے منع کیا ہے، مگر اتنی اجازت ہے، ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھا کر وضاحت کی۔

(٨٠٤٧)۔عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ اَنَّ عُمَرَ خَطَبَ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ اَوْ اَرْبَعَةٍ وَاَشَارَ بِكَفِّهِ۔ (مسند احمد: ٣٦٥)

سوید بن غفلہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام پر خطبہ دیا اور کہا: نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کے مقدار کے برابر، ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی سے اشارہ کیا۔

(٨٠٤٨)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنْ قَزٍّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا السَّدَى وَالْعَلَمُ فَلَا نَرٰى بِهِ بَأْسًا۔ (مسند احمد: ١٨٧٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کپڑے سے منع فرمایا ہے، جو سارے کا سارا ریشم کا بنا ہوا ہو، اگر کپڑے کا بانا ریشم کا ہو یا نقش و نگار ریشم کا ہو تو ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔

فوائد:...... یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ذاتی رائے ہے، چار انگلیوں سے زیادہ ریشم نہیں ہونا چاہیے۔

(٨٠٤٩)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَ: أَرْسَلَتْنِي أَسْمَاءُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّكَ تُحَرِّمُ أَشْيَاءَ ثَلَاثَةً، الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ، وَمِيثَرَةَ الْأُرْجُوَانِ، وَصَوْمَ رَجَبٍ كُلِّهِ، فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صَوْمِ رَجَبٍ، فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے مجھے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے یہ بات پوچھوں کہ آپ کی طرف سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام قرار دیتے ہو: کپڑے میں علامات اور نقش و نگار لگانے کو، سرخ رنگ کے ریشمی گدیلوں کو اور رجب کے سارے روزے

(٨٠٤٧) تخريج: أخرجه مرفوعا مسلم: ٢٠٦٩ (انظر: ٣٦٥)

(٨٠٤٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٥٥ (انظر: ١٨٧٩)

(٨٠٤٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٦٩ (انظر: ١٨١)

الْأَبَدَ؟ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱)

رکھنے کو۔ انہوں نے جواباً کہا: جو تم نے یہ کہا ہے کہ میں سارے ماہِ رجب کے روزے نہ رکھوں، تو پھر اس کا روزہ کیسے ہوگا جو ہمیشہ کے روزے رکھے، جو تم نے کپڑے میں علامات کا ذکر کیا ہے کہ میں اس سے منع کرتا ہوں اس بارے میں گزارش ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

فوائد:...... اگر کپڑے پر ریشم کے ذریعے نقش و نگار کیا جائے اور اس ریشم کی مقدار چار انگلیوں سے زائد ہو تو اس کپڑے کا استعمال حرام ہوگا۔

ریشمی گدیلوں کا حکم گزر چکا ہے

(۸۰۵۰)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ أَسْمَاءَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ عَلَيْهَا لِبْنَةُ شِبْرٍ مِنْ دِيبَاجٍ كِسْرَوَانِيٍّ وَفَرْجَاهَا مَكْفُوفَانِ بِهِ، قَالَتْ: هٰذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ عَائِشَةُ قَبَضْتُهَا إِلَيَّ فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيضِ مِنَّا يَسْتَشْفِي بِهَا۔ (مسند احمد: ۲۷٤۸۱)

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے طیالسی جبہ نکالا، اس کے دامن میں فارسی ریشم کا ٹکڑا لگا ہوا تھا اور اس کے چاک بھی ریشم کے تھے۔ کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ تھا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے، یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب وہ فوت ہوئیں تو میں نے لے لیا تھا، ہم اسے مریض کے لئے پانی میں ڈال کر اس کی برکت سے شفاء طلب کرتے ہیں۔

(۸۰۵۱)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا اَسْمَاءُ جُبَّةً مَزْرُوْرَةً بِالدِّيْبَاجِ، فَقَالَتْ: فِيْ هٰذِهِ كَانَ يَلْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَدُوَّ۔ (مسند احمد: ۲۷٤۸۳)

عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک جبہ رکھا، جس میں ریشم کے بٹن تھے، انھوں نے کہا: یہ وہ جبہ ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے بھی ملاقات کرتے تھے، (یعنی امن و جنگ دونوں حالتوں میں پہنتے تھے۔)

فوائد:...... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ زینت یا کسی عام ضرورت کے لیے چار انگلیوں کے بقدر ریشم استعمال کیا جا سکتا ہے، اگر ریشم کے بٹن بنائے جائیں یا بٹنوں پر ریشم چڑھایا جائے تو بھی اسی مقدار کا پابند رہنا چاہیے۔

(۸۰۵۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۶۹ (انظر: ۲٦۹٤۲)

(۸۰۵۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن أرطاة، أخرجه ابن ماجه: ۲۸۱۹ (انظر: ۲٦۹٤٤)

اَبْوَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّصْوِيْرِ وَحُكْمِ مَا فِيهِ صُوَرٌ مِنَ الثِّيَابِ وَالْبُسُطِ وَالسُّتُوْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

تصویر بنانے کی ممانعت اوران کپڑوں، بچھونوں اور پردوں وغیرہ کے حکم کا بیان جن پر تصویریں بنی ہوتی ہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّصْوِيْرِ وَ وَعِيْدِ فَاعِلِهٖ

تصویر سے ممانعت اور تصویر بنانے والے کی وعید کا بیان

(۸۰۵۲)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ، وَمَنْ تَحَلَّمَ عُذِّبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَعْقِدَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَيْسَ عَاقِدًا، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی تصویر بنائی اسے روزِ قیامت عذاب دیا جائے گا اور اس وقت تک ہوتا رہے گا، جب تک اس میں روح نہ پھونک دے، جبکہ وہ روح نہیں پھونک سکے گا، جو خواب میں تکلف کا مظاہرہ کرے گا، اسے روز قیامت عذاب دیا جائے گا اور اس وقت تک دیا جاتا رہے گا، جب تک کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ نہ لگا دے اور جو آدمی ان لوگوں کی بات سنے گا، جو اس سے دور بھاگتے ہوں یعنی اس کو نہ سنانا چاہتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کان میں (سیسہ ڈال کر) اس کو عذاب دیا جائے گا۔“

فوائد:...... جاسوسی کرنے والوں، چھپ کر دوسروں کی باتیں سننے والوں یا ان کو ریکارڈ کر لینے والوں اور دوسروں کے معائب کی تلاش میں رہنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، جب کان میں ایک چیونٹی گھس جائے تو یوں لگتا ہے، جیسے کوئی جہاز داخل ہو گیا، اس سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ پگھلائے ہوئے سیسہ کی کتنی تکلیف ہوگی، العیاذ باللہ۔

(۸۰۵۳)۔وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَفِيْهِ: ((وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَلَا يُعْجِبُهُمْ اَنْ يُسْمَعَ حَدِيْثُهُمْ اُذِيْبَ فِيْ أُذُنِهِ الْآنُكُ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۵٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو ایسے لوگوں کی بات سنے کہ وہ لوگ اس کو بات سنانا گوارا نہ کریں تو سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا جائے گا۔“

(۸۰۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۰٤۲ (انظر: ۱۸٦٦)

(۸۰۵۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط البخاری، أخرجه البخاری معلقا باثر الحدیث: ۷۰٤۲ (انظر: ۱۰۵٤۹)

(٨٠٥٤)۔ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ يُفْتِي النَّاسَ لَا يُسْنِدُ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ فُتْيَاهُ حَتّٰى جَائَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَإِنِّي أُصَوِّرُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: ادْنُهْ إِمَّا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَدَنَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا يُكَلَّفُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٢)

سیدنا نضر بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جبکہ وہ لوگوں کو فتویٰ دے رہے تھے اور اپنے فتووں میں کوئی بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے، ان کے پاس ایک عراقی آدمی آیا اور اس نے کہا: میں عراق کا آدمی ہوں، میں یہ تصاویر بناتا ہوں، اس سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو یا تین بار کہا: قریب ہو جاؤ، پھر انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دنیا میں تصویر بنائی، اسے روز قیامت یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے، جبکہ وہ روح پھونک نہیں سکے گا۔''

(٨٠٥٥)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ وَأَصْنَعُ هٰذِهِ الصُّوَرَ، فَأَفْتِنِي فِيهَا قَالَ: أُدْنُ مِنِّي، فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰى وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ تُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاجْعَلِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٠)

سعید بن ابو حسن کہتے ہیں: ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے ابن عباس! میں تصاویر بناتا ہوں، مجھے ان کے بارے میں فتویٰ دیجئے، انھوں نے کہا: میرے قریب آجا، پس وہ قریب ہو گیا، انھوں نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: میں تجھے اس بات کی خبر دیتا ہوں، جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مصور دوزخ میں جائے گا، اس نے جو تصویریں بنائی ہوں گی، ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنائی جائے گا اور وہ اس کو جہنم میں عذاب دیتی رہے گی، اگر تو نے تصوریں بنانی ہی ہیں تو درخت اور غیر ذی روح چیز کی بنا لے۔''

(٨٠٥٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں میں سب سے سخت عذاب والے لوگوں میں

(٨٠٥٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٩٦٣، ومسلم: ٢١١٠ (انظر: ٢١٦٢)
(٨٠٥٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٢٢٥، ومسلم: ٢١١٠ (انظر: ٢٨١٠)
(٨٠٥٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٩٥٠، ومسلم: ٢١٠٩ (انظر: ٤٠٥٠)

الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرِيْن۔))، وَقَالَ وَكِيْعٌ: اَشَدُّ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٤٠٥٠)

ـے روز قیامت تصویر بنانے والے ہوں گے کو ہوگا۔''

(٨٠٥٧)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُصَوِّرُوْنَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) (مسند احمد: ٤٤٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مصوروں کو روز قیامت عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم نے جو کچھ بنایا تھا، اب اس کو زندہ کرو۔''

(٨٠٥٨)۔حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ مُتَّكِيءٌ عَلَى وِسَادَةٍ فِيهَا تَمَاثِيلُ طَيْرٍ وَوَحْشٍ، فَقُلْتُ: اَلَيْسَ يُكْرَهُ هٰذَا؟ قَالَ: لَا إِنَّمَا يُكْرَهُ مَا نُصِبَ نَصْبًا، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَقَالَ حَفْصٌ مَرَّةً كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)) (مسند احمد: ٦٣٢٦)

لیث کہتے ہیں: میں سالم بن عبداللہ کے پاس گیا، وہ ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، جبکہ اس تکیے میں پرندوں اور وحشی جانوروں کی تصاویر تھیں، میں نے کہا: یہ تو مکروہ نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، مکروہ صورت وہ ہے، جس میں تصویریں سیدھی رکھی گئی ہوں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تصاویر بنائیں، اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کو یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ ان میں روح پھونکے، جبکہ وہ اس میں روح پھونک نہیں سکے گا۔''

(٨٠٥٩)۔عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٩٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تصاویر بنانے والے روز قیامت عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اس میں روح ڈال کر اس کو زندہ کرو۔''

(٨٠٦٠)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ خَلَقَ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا بَعُوْضَةً وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً)) قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: يَخْلُقُ۔ (مسند احمد: ١٠٨٣١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا، جو میری مخلوق کی مانند مخلوق بناتا ہے، ان کو چاہیے کہ یہ مچھر پیدا کریں اور ذرہ پیدا کریں۔''

(٨٠٥٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٩٥١، ومسلم: ٢١٠٨ (انظر: ٤٤٧٥)

(٨٠٥٨) تخريج: المرفوع منه صحيح، واسناد هذا الحديث ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم، أخرج المرفوع منه البزار: ٢٩٩٤ (انظر: ٦٣٢٦)

(٨٠٥٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٥٥٧، ومسلم: ١٢٠٧ (انظر: ٢٥٨٦٩)

(٨٠٦٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٥٥٩، ومسلم: ٢١١١ (انظر: ١٠٨١٩)

(٨٠٦١)۔ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَرَأَى فِيهَا تَصَاوِيرَ وَهِيَ تُبْنَى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً۔)) (مسند احمد: ٧١٦٦)

ابوزرعہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بن حکم کے گھر داخل ہوا، انہوں نے وہاں دیکھا کہ تصویریں بنائی جا رہی ہیں، پس سیدنا ابو ہریرہ نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے روایت کیا کہ ''اللہ تعالی نے فرمایا: اس سے بڑا ظالم کون ہے، جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کرنے لگا ہے، ان کو چاہیے کہ ایک ذرہ پیدا کریں، ایک دانہ پیدا کریں، ایک جو پیدا کریں۔''

(٨٠٦٢)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَأَى أَبُو هُرَيْرَةَ فَرَسًا مِنْ رِقَاعٍ فِي يَدِ جَارِيَةٍ فَقَالَ: أَلَا تَرَى هٰذَا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَعْمَلُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک بچی کے ہاتھ میں کپڑوں کے ٹکڑوں کا بنا ہوا ایک گھوڑا دیکھا اور کہا: کیا تم یہ نہیں دیکھ رہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی یہ کام کرتا ہے، جس کا قیامت کے دن کوئی حصہ نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ذی روح چیز کی تصویر بنانا حرام ہے، وہ انسان ہو، جانور ہو، پرندہ ہو یا درندہ ہو، اس بارے میں شریعت نے بہت، بلکہ ہمارے اندازے اور سوچ سے بڑھ کر مذمت کی ہے، لیکن عصر حاضر کے مزاج کا کیا بنے گا، ہر آدمی اپنی مووی اور البم بنانے کا عشق کی حد تک شوق رکھتا ہے، رہی سہی کمی کیمرہ والے موبائلوں نے پوری کر دی ہے اور کوئی آدمی سنجیدگی سے شرعی فیصلہ سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ شریعت میں جس تصویر سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد مورتی یا مجسم تصویر ہوتی ہے، اگرچہ یہ مجسم تصاویر بھی حرام ہیں، لیکن اکثر احادیثِ مبارکہ میں ان تصاویر کا ذکر ہے، جو کاغذ یا کپڑے یا دیواروں پر سیاہی اور پینٹ وغیرہ کے ساتھ بنائی جاتی ہیں، یا آجکل ایک تصویر سے دوسری تصویریں پرنٹ کروائی جاتی ہیں۔ عصرِ حاضر میں اخبار و جرائد، بچوں کے نصابِ تعلیم والی کتب اور لوگوں کی ذاتی تصویروں نے مسائل کھڑے کر دیے ہیں۔ شاید ہی کوئی گھر ان سے محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ درج ذیل حدیث اس کی فقاہت پر غور کریں:

(٨٠٦١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٥٥٩، ومسلم: ٢١١١ (انظر: ٧١٦٦)

(٨٠٦٢) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الذي من قريش و أبيه، ثم هذا الخبر يخالف ما ثبت من حديث عائشة رضي الله عنها (انظر: ٧٨٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَتَانِی جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَدْخُلَ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي أَنْتَ فِيهِ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَيْتِ تِمْثَالُ رَجُلٍ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ يُقْطَعُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ سِتْرًا فِي الْحَائِطِ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَاقْطَعُوا رُؤُوسَهَا، فَاجْعَلُوهَا بِسَاطًا أَوْ وَسَائِدَ فَأَوْطِئُوهُ، فَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ) فَيُجْعَلُ مِنْهُ وِسَادَتَانِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجُ۔)) فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَإِذَا الْكَلْبُ جَرْوٌ كَانَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمَا۔ قَالَ: ((وَمَا زَالَ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ رَأَيْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔)) ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: میں رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (ملنے کے لیے) آیا تھا، جس گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس میں داخل ہونے سے روکنے والی چیز یہ تھی کہ گھر میں ایک مرد کی تصویر تھی اور گھر میں ایک اور نقشیں پردہ تھا، اس میں بھی تصویریں تھیں۔ آپ حکم دیں کہ تصویر کا سر کاٹ دیا جائے، تاکہ وہ درخت کی مانند ہو جائے اور پردے کے بارے میں حکم دیں کہ اسے بھی کاٹ دیا جائے۔'' ایک روایت میں ہے: ''گھر میں ایک دیوار کے ساتھ پردہ لٹکا ہوا ہے، اس میں تصاویر ہیں، ان کے سروں کو کاٹ دو اور اس کے بچھونے یا تکیے بنا لو اور ان کو روندواؤ، کیونکہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔'' ایک روایت میں ہے: ''اس پردے کے دو ایسے تکیے بنا لیے جائیں، جن کو روندا جائے اور کتے کے بارے حکم دیں کہ اس کو نکال دیا جائے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا، واقعی آپ کے گھر میں کتے کا پلاّ تھا، جو حسن و حسین علیہما السلام کا تھا اور ان کے سامان کے بنڈل کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل مجھے پڑوسی (کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی) وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ خیال آنے لگا کہ وہ ان کو میرا وارث بنا دے گا۔'' (احمد: ۲/ ۳۰۵ و ۴۷۸، ابو داود: ۴۱۵۸، ترمذی: ۲/ ۱۳۲، نسائی: ۲/ ۳۰۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے فقہ الحدیث پر بحث کرتے ہوئے کہا: یہ حدیث مبارکہ کئی فوائد پر مشتمل ہے:

(اولاً)...... تصویریں حرام ہیں، کیونکہ یہ فرشتوں کے دخول سے مانع ہیں، ان کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث مشہور ہیں۔

(ثانیاً)...... وہ تصویریں بھی حرام ہیں، جو مجسّم اور سائے والی نہ ہوں (یعنی کسی کاغذ، کپڑے یا دیوار وغیرہ پر ہوں)، کیونکہ جبریل کا یہ قول عام ہے: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویریں ہوں۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جو تصاویر پردے پر تھیں، ان کا سایہ تو نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ تصویر کپڑے پر ڈیزائن کی صورت میں ہو، یا قلم کے ساتھ ورق پر یا کیمرے کے ساتھ بنائی گئی ہے، کیونکہ ان سب کو تصویر کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہاتھ سے بنائی ہوئی اور کیمرہ سے بنائی ہوئی تصویر کے حکم میں فرق ہے اور وہ

اس طرح کہ اول الذکر حرام ہے اور موخر الذکر جائز ہے۔ درحقیقت یہ قابل مذمت جمود اور ظاہریت ہے۔ میں نے (آداب الزفاف فی السنة المطهرة: ص۔ ١١٢۔ ١١٤) میں اس کی تحقیق پیش کی ہے۔

(ثالثاً)......وہ تصویر بھی حرام ہے، جس کو روندا جاتا ہو، جب تک اسے کاٹ کر اس کا حکم تبدیل نہ کر دیا جائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔

(رابعاً)...... جب تصویر کو کاٹ دیا جائے، تو اس کا حکم بدل جاتا ہے۔

(خامساً)...... جمادات کی تصویریں جائز ہیں، وہ فرشتوں کے دخول سے مانع نہیں ہیں،......۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ((وَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا ؛ فَاصْنَعِ الشَّجَرَةَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ .)) ......

''اگر تو نے تصویریں بنانی ہی ہیں تو درخت کی بنا لیا کر اور ان چیزوں کی، جن میں روح نہیں ہوتی۔'' (مسلم، احمد)

(سادساً)...... کتے کو پالنا حرام ہے، کیونکہ وہ بھی فرشتوں کے دخول کو مانع ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جانوروں کی رکھوالی اور شکار کے لیے پالا گیا کتا فرشتوں کے دخول کو مانع ہوتا ہے یا نہیں؟ ظاہر تو یہی ہے کہ نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا پالنا جائز ہے۔

اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جائز اور مباح تصویر کی وجہ سے فرشتے داخل ہونے سے نہیں رکتے۔ اس کی دلیل صحیح بخاری وغیرہ کی یہ روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں کے کھلونے بناتی اور ان کی سہیلیاں ان کے ساتھ کھیلتیں تھیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے رہتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے، اگر ان سے فرشتوں کا دخول متاثر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو برقرار نہ رکھتے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ٣٥٦)

ضرورت کی بنا پر بنائی ہوئی تصویریں اس حکم سے مستثنی ہوں گی، جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ یا امتحان وغیرہ کے لیے تصویر بنوانا۔

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ أَوْ كَلْبٌ أَوْ جُنُبٌ

اس چیز کا بیان کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر، یا کتا، یا جنابت والا آدمی ہو

(٨٠٦٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَتْ لِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَةٌ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ إِنِّي كُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ

نجی حضرمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں لوگوں میں سے جو شرف مجھے حاصل تھا، وہ کسی اور کو نہیں تھا، میں ہر سحری کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضری دیتا تھا، جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھنکارتے تھے، میں ایک رات کو آیا اور سلام

(٨٠٦٣) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن نجي مختلف فيه، وأبوه في عداد المجاهيل، أخرجه النسائي: ٣/ ١٢، وابن ماجه: ٣٠٧٨ (انظر: ٦٤٧)

فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَتَنَحْنَحَ وَإِنِّي جِئْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((عَلٰى رِسْلِكَ يَا أَبَا حَسَنٍ حَتّٰى أَخْرُجَ إِلَيْكَ۔)) فَلَمَّا خَرَجَ إِلَيَّ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ فَمَا لَكَ لَا تُكَلِّمُنِي فِيمَا مَضٰى حَتّٰى كَلَّمْتَنِي اللَّيْلَةَ قَالَ: ((سَمِعْتُ فِي الْحُجْرَةِ حَرَكَةً، فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا۔ فَقَالَ: أَنَا جِبْرِيلُ، قُلْتُ: أُدْخُلْ۔ قَالَ: لَا، أُخْرُجْ إِلَيَّ فَلَمَّا خَرَجْتُ قَالَ إِنَّ فِي بَيْتِكَ شَيْئًا لَا يَدْخُلُهُ مَلَكٌ مَا دَامَ فِيهِ قُلْتُ مَا أَعْلَمُهُ يَا جِبْرِيلُ قَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ فَفَتَحْتُ الْبَيْتَ فَلَمْ أَجِدْ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَ جَرْوِ كَلْبٍ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ الْحَسَنُ قُلْتُ مَا وَجَدْتُ إِلَّا جَرْوًا قَالَ إِنَّهَا ثَلَاثٌ لَنْ يَلِجَ مَلَكٌ مَا دَامَ فِيهَا أَبَدًا وَاحِدٌ مِنْهَا كَلْبٌ أَوْ جَنَابَةٌ أَوْ صُورَةُ رُوحٍ۔)) (مسند احمد: ٦٤٧)

کہتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوحسن! ذرا ٹھہر جاؤ، میں جب تک باہر نہیں آتا، اندر نہ آنا۔'' جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو کسی نے غضب ناک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: کیا بات ہے کہ اس سے پہلے آپ مجھ سے بات نہیں کرتے تھے، بلکہ صرف اشارہ دیتے تھے، آج رات آپ نے بات کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: دراصل بات یہ ہے کہ میں نے حجرہ میں حرکت سی سنی، پس میں نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں، میں نے کہا: داخل ہو جاؤ، انھوں نے کہا: جی نہیں، میں نہیں آؤں گا، آپ خود باہر آجائیں، جب میں باہر آیا تو انھوں نے کہا: آپ کے کمرہ میں ایک ایسی چیز ہے، جب تک وہ اس میں ہے، میں نہیں داخل ہوسکتا، میں نے کہا: اے جبریل! مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا چیز ہے، انھوں نے کہا: جاؤ اور دیکھو، پس میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ گھر میں ایک کتیا کا بچہ تھا، جس کے ساتھ حسن کھیلتے تھے، میں نے کہا کہ گھر میں صرف کتیا کا ایک بچہ ہے، انھوں نے کہا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک وہ ہوں گی، اس جگہ پر فرشتہ داخل نہ ہوگا، کتا، جنبی آدمی اور ذی روح کی تصویر۔''

(٨٠٦٤)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلَانِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي تَنَحْنَحَ فَأَتَيْتُهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: ((أَتَدْرِي مَا أَحْدَثَ الْمَلَكُ اللَّيْلَةَ كُنْتُ

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ہاں رات دن میں میرا دو مرتبہ آنا جانا تھا، میں جب آپ ﷺ کے پاس داخل ہوتا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ کھنکارتے تھے، ایک رات میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں پتہ ہے کہ فرشتہ نے ایک نیا حکم دے دیا ہے؟'' پھر

(٨٠٦٤) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

أُصَلِّي فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فِي الدَّارِ فَخَرَجْتُ فَإِذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ مَا زِلْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ أَنْتَظِرُكَ إِنَّ فِي بَيْتِكَ كَلْبًا فَلَمْ أَسْتَطِعْ الدُّخُولَ وَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ وَلَا تِمْثَالٌ۔)) (مسند احمد: ٦٠٨)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز پڑھ رہا تھا، میں نے گھر میں حرکت سی سنی، جب میں باہر آیا تو وہ جبریل علیہ السلام تھے، انھوں نے کہا: میں اس رات آپ کے انتظار میں تھا، آپ کے گھر میں ایک کتا تھا، اس لئے میں داخل نہیں ہوسکتا تھا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا، جنبی اور تصویر ہو۔''

فوائد:...... جنبی آدمی کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں کا گھر میں داخل نہ ہونا، اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، نیز بعض اوقات آپ ﷺ غسلِ جنابت کو صبح تک مؤخر بھی کر دیتے تھے، اگر ایسی روایت کسی محقق کے نزدیک صحیح ہو تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا جو غسل جنابت لیٹ کرنے کو اپنی عادت بنا لیتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ جنبی لیا جائے، جو رات کو وضو کر کے نہیں سوتا، کیونکہ امام نسائی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر یہ باب قائم کیا ہے: باب فی الجنب اذا لم یتوضأ (اس اس جنبی کا بیان جو وضو نہیں کرتا)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٨٠٦٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَتَانِي جِبْرِيْلُ علیہ السلام (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: يُسَلِّمُ عَلَيَّ) فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ اَنْ تَدْخُلَ؟)) قَالَ: اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ وَلَا بَوْلٌ۔ (مسند احمد: ١٢٤٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، انھوں نے مجھے سلام تو کہا، لیکن اندر نہ آئے، میں نے ان سے کہا: ''آپ کو اندر آنے میں کیا رکاوٹ ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر اور پیشاب ہو۔''

فوائد:...... پیشاب کے بارے میں یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ درج ذیل روایات پر غور کریں:

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُنْقَعُ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ بَوْلٌ وَلَا يَبُوْلَنَّ فِي مُغْتَسَلٍ)) ''گھر کے اندر تھال میں پیشاب کو نہ پڑے رہنے دیا جائے، کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب ہو۔ نیز کوئی بندہ غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرے۔'' (طبرانی اوسط: ص۳۴، صحیحہ: ۲۵۱۶)

جبکہ سیدنا رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا، جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا، آپ ﷺ رات کو اس میں پیشاب کرتے۔ (ابو داود: ٢٤، نسائی: ١/ ٣١)

ان دو روایات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے کہ گھر میں پیشاب پڑا رہے، کیونکہ کچھ وقت کے بعد اس سے بدبو آنے لگتی ہے، اور دوسری حدیث کو اس معنی پر محمول کریں گے کہ آپ ﷺ

(٨٠٦٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، الحسن بن ذكوان ليس بالقوى، وعمرو بن خالد القرشى متروك، ورماه وكيع واحمد وابن معين وغيره بالكذب (انظر: ١٢٤٧)

کے پیشاب والے برتن کو فوراً اٹھا کر باہر انڈیل دیا جاتا تھا، تاکہ بدبو پیدا نہ ہو سکے۔

اس حدیث کا یہ تقاضا بھی ہے کہ گھروں میں بنے ہوئے بیت الخلا کی صفائی کا خاطر خواہ بندوبست کرنا چاہیے، وگرنہ پورے گھر میں بدبو پھیل جائے گی اور فرشتے داخل نہیں ہوں گے۔

(۸۰۶٦)۔(وَعَنْ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ۔)) اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ اَوْ كَلْبٌ، وَكَانَ الْكَلْبُ لِلْحَسَنِ فِي الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۰)

(دوسری سند) جبریل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بیشک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا ہو۔ یہ جو گھر میں کتا تھا، یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا تھا۔

(۸۰٦۷)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ، فَقَالَ: ((اَمَّا هُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ، وَهٰذَا اِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرًا، فَمَا بَالُهُ يَسْتَقْسِمُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۰۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس وقت بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیم علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی تصویریں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! انہوں نے سنا ہوا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جسم میں تصویر ہو، یہ ابراہیم علیہ السلام کو تصویر میں پیش کیا گیا ہے، ان کو کیا ہوا کہ یہ تیروں سے قسمت آزمائی کر رہے ہیں (یعنی یہ تیروں سے قسمت آزمائی نہیں کرتے تھے)۔''

(۸۰٦۸)۔عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٥۸)

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا، مورتیوں کی تصویر ہو۔''

(۸۰٦۹)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَدْخُلَ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: میں رات آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا، مجھے اس گھر میں جس میں آپ تشریف فرما تھے، داخل ہونے میں رکاوٹ یہ تھی

(۸۰٦٦) تخریج:انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۰٦۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۵۱(انظر: ۲۵۰۸)

(۸۰٦۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۲۵، ٤۰۰۲، ومسلم: ۲۱۰٦ (انظر: ۱٦۳٤٦/ ۲)

(۸۰٦۹) تخریج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤۱۵۸، والترمذی: ۲۸۰٦ (انظر: ۸۰٤۵)

أَنْــتَ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَيْتِ تِمْثَالُ رَجُلٍ وَكَـانَ فِـي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ يُقْطَعْ فَيُصَيَّرَ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُـرْ بِـالسِّتْـرِ يُـقْطَعْ فَيُجْعَلَ مِنْهُ وِسَادَتَانِ تُـوطَـآنِ وَمُـرْ بِـالْكَلْبِ فَيُخْرَجَ۔)) فَفَعَلَ رَسُـولُ اللّٰـهِ ﷺ وَإِذَا الْـكَـلْـبُ جَرْوٌ كَانَ لِـلْـحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَام تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمَا۔ (مسند احمد: ۸۰۳۲)

کہ گھر میں ایک آدمی کی مورتی تھی اور گھر میں ایک باریک پردہ تھا، سو آپ حکم دیں کہ تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں، تاکہ وہ درخت کی مانند ہو جائیں اور پردے کے بارے میں حکم دیں، ان کو کاٹ کر اس سے دو تکیے بنا لے جائیں، جن کو روندا جائے اور کتے کے بارے میں حکم دیں کہ اس کو نکال دیا جائے۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا، وہ کتے کا بچہ دراصل سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تھا، جو سامان والی چارپائی کے نیچے پڑا تھا۔

فوائد:...... تصویر اور کتے کی وجہ سے داخل نہ ہونے والے فرشتے وہ ہوتے ہیں، جو رحمت اور برکت والے ہوتے ہیں۔

مجبوری کی بنا پر بنائی ہوئی تصویر یا کتا ایسے فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ أَوْ جُلْجُلٌ وَلَا تَصْحَبُ رَكْبًا فِيهِ ذٰلِكَ وَالنَّهْيِ عَنْ اتِّخَاذِهِ

اس چیز کا بیان کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں گھنٹی یا گھونگرو ہو، نیز فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں چلتے، جس میں یہ چیزیں ہوں اور ان چیزوں کا اہتمام کرنے سے ممانعت کا بیان

(۸۰۷۰)۔ عَـنْ أَبِـي بَـكْـرِ بْنِ مُوسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَمَرَّتْ رُفْقَةٌ لِأُمِّ الْبَنِينَ فِيهَا أَجْرَاسٌ فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَـنْ أَبِيـهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّـهُ قَالَ: ”لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَعَهُمُ الْـجُـلْـجُـلُ۔)) فَـكَمْ تَرٰى فِي هٰؤُلَاءِ مِنْ جُلْجُلٍ۔ (مسند احمد: ۴۸۱۱)

سیدنا ابو بکر بن ابی موسیٰ کہتے ہیں میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اتنے میں وہاں سے ام بنین کا قافلہ گزرا، اس میں گھونگرو تھے، سالم نے اپنے باپ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں رہتے، جس میں گھونگرو ہو۔'' اور تم دیکھو کہ ان لوگوں میں کتنے زیادہ گھونگرو ہیں۔

(۸۰۷۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه النسائی: ۸/ ۱۸۰ (انظر: ۴۸۱۱)

(۸۰۷۱)۔عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: بَيْنَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ عَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلُوهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا، فَسَأَلَتْهَا بُنَانَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ وَلَا تَصْحَبُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ۔)) (مسند احمد: ۲۶۵۸۰)

بنانہ سے مروی ہے کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کے پاس ایک لڑکی کو لایا گیا، اس پر گھونگرو تھے، جن کی آواز آ رہی تھی، سیدہ نے کہا: اس کو میرے پاس نہ آنے دو، ہاں اگر اس کی جھانجھریں کاٹ دو تو پھر آ سکتی ہے، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو اور فرشتے اس قافلے کے ساتھ بھی نہیں چلتے جس میں گھونگرو ہو۔''

(۸۰۷۲)۔عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالْاَجْرَاسِ اَنْ تُقْطَعَ مِنْ اَعْنَاقِ الْاِبِلِ يَوْمَ بَدْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۵۶۸۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن حکم دیا کہ اونٹوں کی گردنوں سے گھونگرو کاٹ دیئے جائیں۔

(۸۰۷۳)۔عَنْ مُجَاهِدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَوْلًى لِعَائِشَةَ أَخْبَرَهُ كَانَ يَقُودُ بِهَا أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا سَمِعَتْ صَوْتَ الْجَرَسِ أَمَامَهَا، قَالَتْ: قِفْ بِي فَيَقِفُ حَتّٰى لَا تَسْمَعَهُ وَإِذَا سَمِعَتْهُ وَرَآهَا قَالَتْ أَسْرِعْ بِي حَتّٰى لَا أَسْمَعَهُ وَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَهُ تَابِعًا مِنَ الْجِنِّ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۰۳)

مجاہد سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام نے ان کو بیان کیا اور اس نے کہا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری چلایا کرتا تھا، وہ جب بھی اپنے سامنے گھنٹی یا گھونگرو کی آواز سنتیں تو کہتیں: ٹھہر جاؤ، پس میں اتنی دیر ٹھہرا رہتا، جب تک ان کی آواز آنا بند نہ ہو جاتی اور اگر وہ اپنے پیچھے سے گھنٹی کی آواز سنتیں تو کہتیں: تیزی سے نکل جاؤ حتی کہ یہ آواز سنائی نہ دے، سیدہ بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(گھونگرو وغیرہ کی) اس آواز کے پیچھے شیطان ہوتا ہے۔''

(۸۰۷۴)۔عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۸۰۷۱) تخريج: اسناده ضعيف، ابن جريج مدلس ولم يصرح بالتحديث، وبنانة لا تعرف، وقوله "ولا تصحب رفقة فيها جرس" صحيح بالشواهد، أخرجه ابوداود: ۴۲۳۱ (انظر: ۲۶۰۵۲)

(۸۰۷۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۸۰۹، وابن حبان: ۴۷۰۱ (انظر: ۲۵۱۶۶)

(۸۰۷۳) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن عائشة، وعبد الكريم غير منسوب، فان كان ابنَ مالك الجزري، فهو ثقة، وان كان ابنَ ابي المخارق البصري فهو ضعيف (انظر: ۲۵۱۸۸)

(۸۰۷۴) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۲/ ۲۲۹، وابويعلى: ۷۱۳۳، وابن حبان: ۴۷۰۰ (انظر: ۲۷۴۷۸)

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعِيْرَ الَّتِيْ فِيْهَا الْجَرَسُ لَا تَصْحَبُهَا الْمَلَائِكَةُ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ قَوْمًا فِيْهِمْ جَرَسٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٥٤)

''اونٹوں کا وہ قافلہ جس میں گھنٹی ہو، فرشتے اس کے ساتھ نہیں چلتے۔'' ایک روایت میں ہے: ''فرشتے ان لوگوں کے ساتھ شامل نہیں ہوتے، جن میں گھنٹی کی آواز ہو۔''

(٨٠٧٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ اَوْجَرْسٌ)) (مسند احمد: ٨٠٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں چلتے، جس کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔''

(٨٠٧٦)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْجَرَسُ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔''

فوائد:...... شریعت نے صرف گھنٹی اور گھونگرو کے بارے میں اس قدر سختی کی ہے، ان احادیث کو دیکھ کر اپنی زندگی کا جائزہ لیں، خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا کا مسئلہ انتہائی قابل غور ہے، اگر شرعی احکام کو دیکھا جائے تو خبرنامہ سننا اور دیکھنا ہی مسئلہ بن گیا، بے پردگی بلکہ خواتین کا نیم برہنہ پن کیا، آلاتِ موسیقی کیا، لغو ولہو کیا، مرد و زن کے عشقیہ گانے، سفروں میں وڈیو فلموں کی انتہاء درجے کی بے حیائی کیا۔ کاش ہم آخرت کے معاملے میں فکرمند ہو جاتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّصَالِيْبِ تَكُوْنُ فِي الْبُيْتِ وَ فِي السُّتُوْرِ وَالثِّيَابِ وَالْبُسُطِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

گھروں، پردوں، کپڑوں اور چادروں وغیرہ پر موجود تصویروں اور صلیبوں کے حکم کا بیان

(٨٠٧٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ وَنَهَى الرَّجُلَ أَنْ يَصْنَعَ ذٰلِكَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَمَنَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں تصویروں سے اور اس سے منع فرمایا کہ آدمی تصویریں بنائے اور آپ ﷺ نے فتح مکہ والے دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ وہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں، اس وقت آپ ﷺ وادیٔ بطحاء میں تھے،

(٨٠٧٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١١٣ (انظر: ٨٠٩٧)

(٨٠٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١١٤ (انظر: ٨٧٨٣)

(٨٠٧٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه دون قصة عمر الترمذي: ١٧٤٩، وأخرجه قصة عمر دون اوله ابو داود: ٤١٥٦ (انظر: ١٤٦١٤)

الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا وَلَمْ يَدْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَبَلَّ عُمَرُ ثَوْبًا وَمَحَاهَا فَدَخَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِيهَا مِنْهَا شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ١٤٦٦٩)

آپ ﷺ اس وقت تک بیت اللہ میں داخل نہ ہوئے، جب تک اس میں موجود تمام تصویریں مٹا نہ دی گئیں۔ایک روایت میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑا بھگویا اور ان تمام تصویروں کو مٹا ڈالا، جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ایک تصویر بھی باقی نہیں تھی۔

(٨٠٧٨)۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَعَثَ عَامِلَ شُرْطَتِهِ فَقَالَ: لَهُ أَتَدْرِي عَلٰى مَا أَبْعَثُكَ؟ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْحِتَ كُلَّ يَعْنِي صُورَةً وَأَنْ أُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ۔ (مسند احمد: ١٢٨٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی پولیس کا ایک عامل بھیجا اور اس سے کہا: کیا تجھے یہ پتہ ہے میں تجھے کس مہم پر بھیج رہا ہوں؟ اس کام پر جس پر آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو برابر کر دوں۔

فوائد:...... قبر سے متعلقہ مسئلہ کتاب الجنائز میں گزر چکا ہے۔

(٨٠٧٩)۔عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعُوا لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَجَاءَ فَأَخَذَ بِعِضَادَتَيِ الْبَابِ فَإِذَا قِرَامٌ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: اِتْبَعْهُ فَقُلْ لَهُ مَا رَجَعَكَ، قَالَ: فَتَبِعَهُ فَقَالَ: مَا رَجَعَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لَيْسَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٢٦٧)

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا میزبان بنا،انھوں نے اس کے لئے کھانا تیار کیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم نبی کریم ﷺ کو بھی دعوت دے دیں اور آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں (تو بہتر ہوگا)، سوانہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ابھی دروازے کی چوکھٹ پر ہی تھے کہ گھر کے کونے میں لٹکایا ہوا ایک پردہ دیکھا، جب نبی کریم ﷺ نے وہ پردہ دیکھا، تو واپس تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلو اور آپ ﷺ کو مل کر پوچھو کہ آپ کس چیز کی وجہ سے واپس جا رہے ہیں، پس وہ آپ ﷺ کے پیچھے گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ

(٨٠٧٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٥٦٣ (انظر: ١٢٨٤)

(٨٠٧٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣٧٥٥ (انظر: ٢١٩٢٢)

واپس کیوں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے یا نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس طرح کے مزین گھر میں داخل ہو۔''

فوائد: ...... ضرورت کے مطابق پردہ لگانا جائز ہے، اصل وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی آل کو سادگی پر برقرار رکھنا چاہتے تھے اور آپ ﷺ کا ارادہ تھا کہ یہ دنیوی زینت و آرائش سے دور رہیں۔

(۸۰۸۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ مَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟)) فَقُلْتُ: اِشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَلِتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ بِهَا يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔)) وَقَالَ: ((إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۶۶۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک چھوٹا سا تکیہ خریدا، اس میں تصوریں تھیں، جب نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے، میں آپ کے چہرۂ مبارک سے ناراضگی بھانپ گئی اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس تکیے کا کیا معاملہ ہے؟'' میں نے عرض کی: میں نے یہ خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان تصویر والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائی تھیں، اب ان کو زندہ کرو، اور جس گھر میں یہ تصویر ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(۸۰۸۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا قَالَ فَجَاءَ عَلِيٌّ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ: مَا لَكِ؟ فَقَالَتْ جَاءَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے دروازے پر پردہ پایا، پس اس وجہ سے وہ اندر داخل نہ ہوئے، حالانکہ ایسا کم ہی ہوتا کہ آپ ﷺ آئیں اور سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر نہ جائیں، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان دیکھا اور پوچھا: کیا بات ہے؟ انھوں

(۸۰۸۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۲٤، ومسلم: ۲۱۰۷ (انظر: ۲٦۰۹۰)

(۸۰۸۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲٦۱۳ (انظر: ٤۷۲۷)

فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: ((وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالرَّقْمُ۔)) قَالَ فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَقُلْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ فَقَالَ: ((قُلْ لَهَا تُرْسِلُ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ۔)) (مسند احمد: ٤٧٢٧)

نے کہا: نبی کریم ﷺ میری طرف تشریف تو لائے لیکن میرے پاس گھر میں داخل نہیں ہوئے، یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ پر یہ بات بہت گراں گزری ہے کہ آپ تشریف لے بھی گئے، لیکن گھر میں داخل نہ ہوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میرا نقش و نگار سے کیا واسطہ ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا، انھوں نے کہا: تم آپ ﷺ سے پوچھو کہ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ سے کہو کہ یہ کپڑا بنو فلاں کے پاس بھیج دے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کی آل کا دل دنیوی نعمتوں میں لگ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غلام اور خادم کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے خادم کی بجائے رات کو سوتے وقت تسبیحات کا ایک عمل بتا دیا۔

(٨٠٨٢)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ آخِرُ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ فَاطِمَةُ وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ قَالَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ فَأَتَاهَا فَإِذَا هُوَ بِمِسْحٍ عَلَى بَابِهَا وَرَأَى عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ قَلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَرَجَعَ وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ فَاطِمَةُ ظَنَّتْ أَنَّهُ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا مِنْ أَجْلِ مَا رَأَى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَنَزَعَتِ الْقَلْبَيْنِ مِنَ الصَّبِيَّيْنِ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے، اسی طرح آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے تو حسبِ دستور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے، اچانک نظر پڑی تو ان کے دروازے پر پردہ دیکھا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں، پس آپ ﷺ ملے بغیر واپس تشریف لے گئے اور ان کے پاس داخل نہ ہوئے، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو خیال کیا کہ آپ ﷺ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس

(٨٠٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، حميد الشامي و سليمان المنبهي مجهولان، أخرجه ابوداود: ٤٢١٣ (انظر: ٢٢٣٦٣)

فَقَطَعَتْهُمَا فَبَكَى الصَّبِيَّانِ فَقَسَمَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمَا فَقَالَ: ((يَا ثَوْبَانُ! اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى بَنِي فُلَانٍ أَهْلُ بَيْتٍ بِالْمَدِينَةِ وَاشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَلَا أُحِبُّ أَنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۲۱)

کی وجہ سے آپ ﷺ داخل نہیں ہوئے، انہوں نے وہ پردہ پھاڑ دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار لئے اور ان کوٹکڑے ٹکڑے کر دیا، بچے رونے لگے، انھوں نے دونوں میں ان کے حصے بانٹ دیئے، وہ دونوں روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے، آپ ﷺ نے وہ چاندی بچوں سے لے لی اور مجھ سے فرمایا: ''اے ثوبان! یہ بنوفلاں کے پاس لے جاؤ اور ان سے ان کے عوض فاطمہ کے لیے حیوان کے پٹھوں کا ہار اور عاج کے دو کنگن بچوں کے لئے خرید لاؤ، یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ یہ اپنی نیکیوں کو دنیا میں ہی استعمال کر لیں۔''

فوائد: ...... عاج سے مراد سمندری کچھوے کی کمر کی ہڈیاں ہیں، نہ کہ ہاتھی دانت۔

(۸۰۸۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ كَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ أَنْسَخَ إِلَيْهِ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ فَكَانَ فِي وَصِيَّتِهَا السِّتْرُ الَّذِي يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّهَا أَحْدَثَتْهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَآهُ رَجَعَ۔ (مسند احمد: ۲۶۹۵۳)

محمد بن علی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عمر بن عبد العزیز نے میری طرف یہ خط لکھا کہ میں ان کے لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت تحریر کر کے بھیجوں، پس ان کی وصیت میں وہ پردہ بھی تھا، جس کے بارے میں لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے اس کو لگایا تھا، تو جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے تو اس پردے کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔

(۸۰۸٤)۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ فِيهَا تَمَاثِيلُ طَيْرٍ وَوَحْشٍ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ يُكْرَهُ هٰذَا؟ قَالَ: لَا إِنَّمَا يُكْرَهُ مَا نُصِبَ نَصْبًا، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

لیث کہتے ہیں: میں سالم بن عبداللہ کے پاس گیا، وہ ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، جبکہ اس تکیے میں پرندوں اور وحشی جانوروں کی تصاویر تھیں، میں نے کہا: یہ تو مکروہ نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، مکروہ صورت وہ ہے، جس میں تصویریں سیدھی رکھی گئی ہوں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تصاویر بنائیں، اس کو

(۸۰۸۳) تخريج: اثر اسناده منقطع، محمد بن على الباقر، هو حفيد الحسين بن على بن ابى طالب، ولد سنة ٥٦هـ ومات سنة ١١٤هـ، وقيل غير ذالك (انظر: ٢٦٤٢١)

(۸۰۸٤) تخريج: المرفوع منه صحيح، واسناد هذا الحديث ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم، أخرج المرفوع منه البزار: ٢٩٩٤ (انظر: ٦٣٢٦)

((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَقَالَ حَفْصٌ مَرَّةً كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)) (مسند احمد: ٦٣٢٦)

عذاب دیا جائے گا اور اس کو یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ ان میں روح پھونکے، جبکہ وہ اس میں روح پھونک نہیں سکے گا۔"

(٨٠٨٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ، فَكَانَ الدَّاخِلُ إِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ حَوِّلِي هٰذَا فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا)) وَكَانَتْ لَهُ قَطِيفَةٌ كُنَّا نَقُولُ عَلَمُهَا مِنْ حَرِيرٍ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا (مسند احمد: ٢٤٧٢٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارا ایک پردہ تھا، اس میں پرندے کی تصویر تھی، جب اندر آنے والا آتا تو وہ اسے سامنے نظر آتا تھا، ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے عائشہ! اسے پھیر دو، میں جب بھی داخل ہوتا ہوں اور اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آ جاتی ہے۔" آپ ﷺ کی ایک چادر تھی، اس پر ریشم کے نشانات تھے، ہم وہ پہن لیتی تھیں۔

فوائد:...... امام نووی نے کہا: تصویر والے اس پردے کو تصویر کی حرمت سے پہلے پر محمول کریں گے کہ آپ ﷺ داخل ہوتے اور اس کو دیکھتے تھے اور اس کو انکار نہیں کرتے تھے، (بعض میں اس طرح کی تصویریں حرام ہو گئیں)۔

(٨٠٨٦)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا (وَفِي لَفْظٍ: ثَوْبًا) فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٥٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیتے تھے جس میں صلیب کا نشان ہو، مگر اس کو کاٹ دیتے تھے۔

(٨٠٨٧)۔ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي دَقِرَةُ أُمُّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُذَيْنَةَ قَالَتْ كُنَّا نَطُوفُ بِالْبَيْتِ مَعَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَرَأَتْ عَلَى امْرَأَةٍ بُرْدًا فِيهِ تَصْلِيبٌ، فَقَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: اِطْرَحِيهِ اِطْرَحِيهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَحْوَ هٰذَا قَضَبَهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٠٤)

ام عبدالرحمن دقرہ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھیں، انہوں نے ایک عورت پر ایسی چادر دیکھی، جس میں صلیب کا نشان تھا۔ سیدہ نے کہا: اس کو پھینک دو، اس کو پھینک دو، نبی کریم ﷺ جب اس کو دیکھتے تو کاٹ دیتے تھے۔

فوائد:...... صلیب کی تصویر کا حکم وہ نہیں ہے، جو ذی روح چیزوں کی تصاویر کا ہے، چونکہ صلیب کے پیچھے ایک غلط نظریہ ہے، اس لیے مسلمانوں کے گھروں میں اس کا نشان یا اس کی تصویر بھی نظر نہیں آنی چاہیے۔

(٨٠٨٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٠٧ (انظر: ٢٤٢١٨)

(٨٠٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٥٢ (انظر: ٢٥٩٩٦)

(٨٠٨٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٩٧٩٢ (انظر: ٢٥٠٩١)

(۸۰۸۸)۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدْ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا، فَإِنَّ تَصَاوِيرَهُ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۵۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے کونے میں ایک پردہ لٹکا رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ پردہ ہم سے دور کر دو، اس کی تصاویر نماز میں میرے سامنے آتی رہی ہیں۔''

فوائد:...... ان تصاویر سے مراد نقش و نگار والی اور غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں ہیں۔

(۸۰۸۹)۔عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِ اسْتَتَرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ مَرَّةً تَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَهَتَكَهُ بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ أَوْ يُشَبِّهُونَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ سَوَاءٌ۔ (مسند احمد: ۲٤٥۸۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے، جبکہ میں نے تصاویر والا ایک پردہ لٹکا رکھا تھا، جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ کا چہرہ غصے سے تبدیل ہوگیا اور اس پردے کو اپنے دست مبارک سے پھاڑ ڈالا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں روزِ قیامت لوگوں میں سب سے سخت عذاب ان کو ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت اختیار کرتے ہیں (یعنی تصویریں بناتے ہیں)۔'' امام سفیان نے کہا: دونوں الفاظ کا ایک ہی معنی ہے۔

(۸۰۹۰)۔(وَعَنْهَا اَيْضًا) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اتَّخَذْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ الصُّوَرُ (وَفِيْ لَفْظٍ: فِيْهِ الْخَيْلُ أُوْلَاتِ الْاَجْنِحَةِ) فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهَتَكَهُ وَقَالَ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲٥۰٦۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک پردہ بنایا جس میں تصویریں تھیں، ایک روایت میں ہے: اس میں پروں والے گھوڑے تھے۔ نبی کریم ﷺ آئے اور اسے چاک کر دیا اور فرمایا: ''روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مشابہ چیز بناتے ہیں۔''

(۸۰۹۱)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَعَلْتُ عَلٰى بَابِ بَيْتِي سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے دروازہ پر پردہ لٹکایا، اس میں تصویریں تھیں، جب نبی کریم ﷺ داخل

(۸۰۸۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۷٤ (انظر: ۱۲٥۳۱)

(۸۰۸۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٥۹٥٤، ومسلم: ۲۱۰۷ (انظر: ۲٤۰۸۱)

(۸۰۹۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٥۹٥٤، ومسلم: ۲۱۰۷ (انظر: ۲٤٥٥٦)

(۸۰۹۱) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ۲٤۷۹، ومسلم: ۲۱۰۷ (انظر: ۲٤۷۱۸)

اللّٰهِ ﷺ لِيَدْخُلَ نَظَرَ إِلَيْهِ فَهَتَكَهُ قَالَتْ فَأَخَذْتُهُ فَقَطَعْتُ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْتَفِقُهُمَا۔ (مسند احمد: ۲۵۲۲۵)

ہونے کے لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہ پردہ دیکھا اور پھر اس کو چاک کر دیا، میں نے وہ پکڑا اور اس کو کاٹ کر دو تکیے بنا لئے، رسول اللہ ﷺ ان پر ٹیک لگاتے تھے۔

(۸۰۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نَمَطًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَأَرَادَتْ أَنْ تَصْنَعَهُ حَجَلَةً فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَرَتْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا تُرِيدُ أَنْ تَصْنَعَهُ حَجَلَةً فَقَالَ لَهَا: ((اقْطَعِيهِ وِسَادَتَيْنِ۔)) قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَتَوَسَّدُهُمَا وَيَتَوَسَّدُهُمَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۲۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک باریک سی چادر خریدی، اس میں تصویریں تھیں، ان کا ارادہ تھا کہ اس سے دلہن خانہ بناؤں گی، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو وہ پردہ دکھایا اور بتایا کہ وہ اس سے دلہن خانہ بنانا چاہتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے دو تکیے بنا لو۔'' وہ کہتی ہیں: پس میں نے ایسے ہی کیا، پھر میں اور نبی کریم ﷺ دونوں ان تکیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

(۸۰۹۳)۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ۔)) قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَلَمْ يُخْبِرْنَا وَيَذْكُرِ الصُّوَرَ يَوْمَ الْأَوَّلِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ يَقُولُ قَالَ إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ قَالَ هَاشِمٌ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ وَكَذَا قَالَ يُونُسُ۔ (مسند احمد: ۱۶۴۵۶)

زید بن خالد سے مروی ہے کہ صحابی رسول سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔'' بسر کہتے ہیں: پھر زید بن خالد بیمار ہو گئے اور ہم ان کی تیمارداری کے لئے گئے اور دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ لگا ہوا تھا، اس میں تصویر تھی، میں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا انہوں نے ہمیں گزشتہ دنوں میں تصویروں کی مذمت بیان نہیں کی تھی؟ لیکن اب ان کے دروازے پر پردہ تصویر والا ہے، عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ کپڑے میں نقش و نگار کی اجازت ہے؟ ہاشم نے کہا: کیا زید نے ہمیں گزشتہ دنوں بتایا نہیں تھا کہ تصویر نا جائز ہے تو عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ کپڑے میں نقش و نگار مستثنیٰ ہے۔

فوائد: ...... امام نووی نے کہا: جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ (یہ جو کپڑے میں نقش و نگار کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے) اس سے مراد غیر ذی روح کی تصویر ہے، جیسے درخت وغیرہ۔ کیونکہ یہ حدیث قریب ہی گزری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تصویر والے کپڑے کو چاک کر دیا تھا۔

(۸۰۹۲) تخریج: اسنادہ ضعیف بھذہ السیاقۃ، لضعف ابی اویس عبد اللہ بن عبد اللہ الاصبحی (انظر: ۲۴۸۱۲)

(۸۰۹۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۹۵۸، ومسلم: ۲۱۰۶ (انظر: ۱۶۳۴۵)

(٨٠٩٤)۔عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ قَالَ فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ قَالَ فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا تَحْتَهُ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْتَزِعُهُ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ، قَالَ سَهْلٌ: أَوَلَمْ يَقُلْ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي۔ (مسند احمد: ١٦٠٧٥)

عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان کی تیمارداری کی ان کے پاس سہل بن حنیف کو پایا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک انسان کو بلایا اس نے ان کے نیچے سے چادر نکالی، سیدنا سہل نے ان سے کہا: اسے کیوں نکالتے ہو؟ کہا اس میں تصویریں ہیں اور تصویروں کے بارے میں جو نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے وہ تمہیں معلوم ہی ہے، سہل نے کہا نبی کریم ﷺ نے کپڑے میں تصویر کو مستثنیٰ کیا ہے، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، لیکن میرا دل اسی طرح مطمئن ہے۔

فوائد:...... سابق حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(٨٠٩٥)۔عَنْ شُعْبَةَ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ دَخَلَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعُودُهُ مِنْ وَجَعٍ وَعَلَيْهِ بُرْدُ إِسْتَبْرَقٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! مَا هٰذَا الثَّوْبُ؟ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: هٰذَا الْإِسْتَبْرَقُ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ بِهِ وَمَا أَظُنُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هٰذَا حِينَ نَهٰى عَنْهُ إِلَّا لِلتَّجَبُّرِ وَالتَّكَبُّرِ وَلَسْنَا بِحَمْدِ اللّٰهِ كَذٰلِكَ، قَالَ: فَمَا هٰذِهِ التَّصَاوِيرُ فِي الْكَانُونِ؟ قَالَ: أَلَا تَرٰى قَدْ أَحْرَقْنَاهَا بِالنَّارِ، فَلَمَّا خَرَجَ الْمِسْوَرُ، قَالَ: انْزَعُوا هٰذَا الثَّوْبَ عَنِّي وَاقْطَعُوا رُءُ وْسَ هٰذِهِ التَّمَاثِيلِ، قَالُوا يَا أَبَا عَبَّاسٍ لَوْ

شعبہ سے مروی ہے کہ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی وجہ سے ان کی عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس گئے، ان پر ریشم کی چادر تھی، میں (مسور) نے کہا، اے ابو عباس! یہ کپڑا کیوں؟ انھوں نے کہا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: یہ تو ریشم ہے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو پتہ نہیں تھا، لیکن میرا خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بڑائی اور تکبر کی وجہ سے ریشم سے منع کیا ہے اور ہم الحمد اللہ ایسے نہیں ہیں۔ میں نے کہا: تو آتش دان میں یہ تصویریں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا: تم دیکھ نہیں رہے کہ ہم ان کو آگ میں جلانے لگے ہیں۔ جب مسور نکل کر چلے گئے تو انھوں نے کہا: یہ کپڑا مجھ سے اتار دو اور ان تصوریروں کے سر کاٹ دو، لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! اگر آپ اسے بازار میں لے جائیں تو یہ سروں

(٨٠٩٤) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه الترمذى: ١٧٥٠، والنسائى: ٨/ ٢١٢، وأخرجه بنحوه البخارى: ٥٩٥٨، ومسلم: ٢١٠٦ (انظر: ١٥٩٧٩)

(٨٠٩٥) تخريج: اسناده ضعيف، شعبة بن دينار سيىء الحفظ، أخرجه الطيالسى: ٢٧٣٠، والطبرانى: ١٢٢١٨ (انظر: ٢٩٣٢)

ذَهَبْتَ بِهَا إِلَى السُّوقِ كَانَ أَنْفَقَ لَهَا مَعَ الرَّأْسِ قَالَ: لَا، فَأَمَرَ بِقَطْعِ رُءُوسِهَا۔ (مسند احمد: ٢٩٣٢)

سمیت جلدی اور اچھی قیمت میں فروخت ہو جائیں گے، انھوں نے کہا: نہیں، پھر ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کپڑے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے، جس کا بانا ریشم کا ہو یا اس پر نقش و نگار ریشم کا ہوا ہو، اگر چہ وہ چار انگلی سے زائد ہے، بہر حال یہ ان کی ذاتی رائے ہے، دیکھیں حدیث نمبر (٨٠٤٨)

تمام روایات اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ گھروں میں ذی روح چیزوں اور صلیب کی تصویروں کا وجود برداشت نہ کیا جائے۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ "تَصَاوِیر" کے معانی سیاق وسباق کو دیکھ کر کیے جائیں گے، کیونکہ اس کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں، مثلا: ذی روح چیزوں کی تصویریں، غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں اور نقش و نگار وغیرہ۔

جو لوگ تصاویر کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں، وہ درج بالا دو تین ابواب کی احادیث کا بار بار مطالعہ کریں۔

اَبْوَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللِّبَاسِ الْجَمِيْلِ وَاسْتِحْبَابِ التَّوَاضُعِ فِيْهِ وَكَرَاهَةِ الشُّهْرَةِ وَالْإِسْبَالِ

خوبصورت لباس کی رخصت، لیکن اس سلسلے میں تواضع کے مستحب ہونے اور شہرت اور اسبال کی کراہت کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِسْتِحْبَابِ اللِّبَاسِ الْجَمِيْلِ وَالتَّوَاضُعِ فِيْهِ

خوبصورت لباس اور اس میں تواضع کے مستحب ہونے کا بیان

(٨٠٩٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي لَيُعْجِبُنِي أَنْ يَكُونَ ثَوْبِي غَسِيلًا وَرَأْسِي دَهِينًا وَشِرَاكُ نَعْلِي جَدِيدًا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ حَتّٰى ذَكَرَ عِلَاقَةَ سَوْطِهِ،

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں ایک دانے کے برابر تکبر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ پسند ہے کہ میرا لباس دھلا ہوا ہو، میرے سر میں تیل لگا ہو، میرے جوتے کا تسمہ نیا ہو، انھوں نے مزید اشیاء کا بھی ذکر کیا، حتی کہ اپنے کوڑے کے دستے کا بھی تذکرہ کیا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ چیزیں تکبر میں

(٨٠٩٦) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره۔ وهذا اسناد ضعيف لارساله، يحيى بن جعدة لم يلق ابن مسعود، أخرجه الحاكم: ١/ ٢٦، والطبراني في "الكبير": ١٠٥٣٣ (انظر: ٣٧٨٩)

أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((لَا ذَاكَ الْجَمَالُ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ سَفِهَ الْحَقَّ وَازْدَرَى النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ۳۷۸۹)

شامل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو جمال اور خوبصورتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند بھی کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا معنی درست ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ایک آدمی نے کہا کہ اگر آدمی یہ پسند کرتا ہو کہ اس کے کپڑے اور اور جوتے اچھے ہوں تو اس کے جواب میں بھی آپ ﷺ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

(۸۰۹۷)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى دَعَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِي حُلَلِ الْإِيمَانِ أَيَّهَا شَاءَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۱۶)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع کرتے ہوئے قدرت رکھتے ہوئے (شاندار) لباس چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے روبرو بلائیں گے اور اسے اختیار دے گا کہ وہ ایمان کی پوشاکوں میں جو چاہے پہن لے۔''

فوائد:...... اس حدیث پر عمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلق کی ضرورت ہے، وگرنہ عام آدمی ایسا کرنے میں لذت اور حلاوت محسوس نہیں کرے گا۔

اس باب میں دو موضوعات جمع ہیں، ایک طرف اچھے لباس کی تعریف کی جا رہی اور دوسری طرف از راہِ تواضع عمدہ لباس چھوڑنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے، درج ذیل مختلف پیرایوں پر غور کریں:

مقصودِ شریعت یہ ہے کہ مسلمان ایسا نہ ہو کہ وہ ہر روز اور ہر وقت اپنی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر توجہ مرکوز رکھے، کیونکہ ہر وقت کی خوشحالی، آسودگی اور خوش عیشی بھی انسان کے مزاج میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ایک دن صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ .)) ...... ''کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ کہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' (ابوداود: ٤١٦١)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عمدہ لباس کے ساتھ ساتھ سادہ لباس کو بھی ترجیح دینی چاہیے اور مرغوب، لذیذ اور

(۸۰۹۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الترمذی: ۲٤۸۱ (انظر: ۱۵٦۳۱)

انواع و اقسام کی خوراک کے مقابلے میں روکھی سوکھی اور سادہ خوراک بھی استعمال کرنی چاہیے، کیونکہ دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں میں الجھنے کی وجہ سے آخرت کا دھیان کم پڑ جاتا ہے اور تکلفات سے اجتناب کرنے کی صورت میں توجہ آخرت کی طرف رہتی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ پاکیزگی، صفائی اور طہارت کا اہتمام کرنا اور چیز ہے اور عمدہ اور قیمتی لباس کا اہتمام کرنا اور چیز ہے۔ سادگی، صفائی کی متضاد چیز نہیں ہے۔

اس کی دوسری مثال یوں سمجھیں کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی جوتا استعمال کیا ہے اور اس کو پہننے کی ترغیب بھی دلائی ہے، لیکن ننگے پاؤں چلنے کا حکم بھی دیا ہے۔ غور کریں کہ قیمتی اور خوبصورت جوتا پہننے سے انسان کے جذبات کا کیا حال ہوتا ہے، ننگے پاؤں چل کر ان جذبات کو معدوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ درج ذیل حدیث سے اس مسئلہ کی توضیح ہو جائے گی۔

اگر درج ذیل احادیث پر غور کیا جائے تو سادگی سے متعلقہ گزارشات کو آسانی سے سمجھا جا سکے گا:

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((كَانَ ﷺ يَـرْكَـبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيْصَ وَيَقُوْلُ: ((مَـنْ رَغِـبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔)) (الصحيحة: ۲۱۳۰، و رواه أبو الشيخ: ۱۲۸، والسهمي في "تاريخ جرجان": ۳۱۵) ...... آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے، جوتا سلائی کرتے تھے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا۔)) (الصحيحة: ۲۲۱۸، البخاري في "الأدب المفرد": ۵۵۰، و الديلمي: ۴/۳۳) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ میں پھنسا کر اس کو دوہا۔''

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشُّهْرَةِ وَالْإِسْبَالِ وَ وَعِيدِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ

لباس کے معاملے میں شہرت اور کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت اور ایسا کرنے والے کی وعید کا بیان

(۸۰۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۵۶۶۴)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائیں گے۔''

فوائد: ...... سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ

(۸۰۹۸) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، و ابن ماجه: ۳۶۰۷ (انظر: ۵۶۶۴)

اَعْـرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى يَضَعَهُ مَتٰى وَضَعَهُ۔)) ......''جس نے شہرت والا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے گا اور اس کو ذلیل کر دے گا، وہ جب بھی کرے۔'' (ابن ماجہ: ۳۶۰۸)

مخلوقات میں صرف انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے لباس کو زینت قرار دیا ہے، اسی لباس میں انسان کا وقار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن جب تک انسان یہ سمجھے کہ یہ لباس اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اس کے ذریعے پردہ کیا جا سکتا ہے، زینت اختیار کی جا سکتی ہے، موسم کی سختیوں سے بچا جا سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ، تو بندہ خیر پر رہتا ہے اور اگر اس کا نظریہ بدلنے لگے کہ اس کے لباس کا ایسا رنگ ہو، سلائی اور کڑھائی کا ایسا سٹائل ہو اور اتنا قیمتی ہو کہ لوگ عش عش کر اٹھیں اور اس میں خود نمائی اور عجب پسندی جیسی اخلاقی بیماریاں پیدا ہونا شروع ہو جائیں تو یہی نعمت اس کے لیے وبال جان بن جائے گی، مزید درج ذیل پیرائیوں پر غور کریں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر سادہ لباس پہننا پسندیدہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کی غرض سے عمدہ لباس پہننا، اعمال خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا محتاجوں اور ضرورت مندوں کے تعاون اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی بہت پسندیدہ ہے۔ عمدہ اور قیمتی لباس تکبر اور برتری کے اظہار کے طور پر پہننا سخت جرم ہے، فی نفسہ جرم نہیں، بلکہ اظہارِ نعمت کی نیت سے پہننا بہت پسندیدہ ہے۔ گویا نیتوں کے اعتبار سے ایک ہی عمل ایک شخص کے لیے اچھا دوسرے کے لیے برا ہے۔ اس لیے اخلاص عمل اور تصحیح نیت بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اتباع سنت بھی۔

حقیقت یہی ہے کہ خوش پوشاکی اور حسن و جمال سے آراستہ ہو کر انسان اعجابِ نفس، خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنی حیثیت کو فراموش کر کے متکبرانہ طور طریقے اختیار نہ کرے، وگرنہ دولت اور اقتدار تو ڈھلتی چھاؤں ہیں۔

عام طور پر ہمارے ہاں لوگ اپنی خوبصورت اور قیمتی موٹر سائیکلوں، گاڑیوں اور پرشکوہ کوٹھیوں کی وجہ سے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ملبوسات خریدتے وقت ہر شخص کا خیال یہ ہوتا ہے کہ جب وہ یہ لباس زیبِ تن کرے گا تو دیکھنے والے کو کیسا لگے گا، یہی معاملہ موبائل سیٹوں، کمپیوٹروں، گھڑیوں اور جوتیوں وغیرہ کا ہے۔ خوبصورت چیز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کر کے اللہ کے ہاں ماجور بھی ٹھہرا جا سکتا ہے اور اسی چیز پر تکبر کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اسباب بھی جمع کیے جا سکتے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ تکبر کر لینا بہت آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنے کے لیے نیت کو سدھارنا مشکل کام ہے۔

(۸۰۹۹)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین پر

(۸۰۹۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۹۰ (انظر: ۵۳٤۰)

خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٣٤٠)

گھسیٹتا جا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین دھنستا چلا جائے گا۔‘‘

(٨١٠٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٧٦١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی گئی ہے۔

(٨١٠١)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي مَجْلِسِ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ فَمَرَّ فَتًى مُسْبِلًا إِزَارَهُ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَعَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ بَنِي بَكْرٍ فَقَالَ: تُحِبُّ أَنْ يَنْظُرَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ وَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ يَقُولُ: ((مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الْخُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٣٢٧)

مسلم بن یناق کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ کے بیٹوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قریشی نوجوان کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے اپنا تہبند نیچے لٹکایا ہوا تھا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور کہا: تیرا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: بنو بکر سے، انھوں نے کہا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھے دیکھے؟ اس نے کہا: جی بالکل، انھوں نے کہا: تو پھر اپنا تہبند اوپر کر لو، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ’’جس نے تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین پر کھینچا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔‘‘

(٨١٠٢)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ بَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ لَهُ فَجَعَلَ يَمِيسُ فِيهَا حَتّٰى قَامَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلْ عِنْدَكَ فِي حُلَّتِي هٰذِهِ مِنْ فُتْيَا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَّثَنِي الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَا رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ بُرْدَيْنِ

حسن کہتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے بات چیت کر رہے تھے، اچانک ایک آدمی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جبکہ وہ اپنی مجلس میں تھے، اس پر ایک حلہ تھا اور وہ اس میں اترا کے چل رہا تھا، یہاں تک کہ وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر رکا اور اس نے کہا: اے ابو ہریرہ! میری اس پوشاک کے بارے میں آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: مجھے میرے صادق و مصدوق خلیل ابو القاسم ﷺ نے بیان کیا کہ ’’تم سے پہلے ایک آدمی دو چادروں میں اترا کر چلتا ہوا جا رہا تھا کہ اللہ پاک اس پر

(٨١٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٨٨ (انظر: ٧٦٣٠)

(٨١٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٨٣، ومسلم: ٢٠٨٥ (انظر: ٥٣٢٧)

(٨١٠٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٤٥٥)

فَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَمَرَ الْأَرْضَ فَبَلَعَتْهُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) اِذْهَبْ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (مسند احمد: ١٠٤٥٩)

غضبناک ہوئے اور زمین کو حکم دیا، پس اس نے اسے نگل لیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔'' اے آدمی تو بھی قیامت کے دن تک چلتا جا۔

(٨١٠٣)۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ. (مسند احمد: ١١٣٧٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی گئی ہے۔

(٨١٠٤)۔عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ هُبَيْبِ بْنِ مُغْفِلٍ الْغِفَارِيِّ أَنَّهُ رَأٰى مُحَمَّدًا الْقُرَشِيَّ قَامَ يَجُرُّ إِزَارَهُ (وَفِيْ لَفْظٍ: يَجُرُّ رِدَائَهُ خَلْفَهُ وَيَطَؤُهُ) فَنَظَرَ إِلَيْهِ هُبَيْبٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ وَطِئَهُ خُيَلَاءَ وَطِئَهُ فِي النَّارِ (وَفِيْ لَفْظٍ) مَنْ وَطِيَ عَلٰى إِزَارِهِ خُيَلَاءَ وَطِيَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)) (مسند احمد: ١٨٢٤٧)

سیدنا ہبیب بن مغفل انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے محمد قریشی کو دیکھا، وہ کھڑا ہوا اور اپنا تہبند اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا اور وہ اس کو روند رہا تھا، سیدنا ہبیب رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو روندا تو وہ اس کو دوزخ کی آگ میں بھی روندے گا۔''

(٨١٠٥)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا)) (مسند احمد: ٨٩٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوقاسم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا، جس نے تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹا۔''

(٨١٠٦)۔عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ قُرْصٍ أَوْ قُرْطٍ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ الْيَوْمَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ فَقُلْتُ لِأَبِي قَتَادَةَ

سیدنا عبادہ بن قرص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تم آج ایسے اعمال کرتے ہو، جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں، جبکہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ان کو تباہ کن اور مہلک اعمال تصور کرتے تھے۔ میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر وہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ ہمارا زمانہ پا لیتے تو پھر کیا ہوتا؟

(٨١٠٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ٢٩٥٢ (انظر: ١١٣٥٣)

(٨١٠٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ١٥٤٢، والطبراني فى "الكبير": ٢٢/ ٥٤٤(انظر: ١٨٠٧٩)

(٨١٠٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٧٨٨، ومسلم: ٢٠٧٨(انظر: ٩٠٠٤)

(٨١٠٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الدارمى: ٢/ ٣١٥(انظر: ٢٠٧٥١)

فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هٰذَا فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ لَكَانَ لِذٰلِكَ أَقْوَلَ۔ (مسند احمد: ٢١٠٣١)

انھوں نے کہا: تو پھر وہ اور سخت بات کہتے۔

(٨١٠٧)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ عُبَادَةُ بْنُ قُرْطٍ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ أُمُورًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمُوبِقَاتِ قَالَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ فَقَالَ صَدَقَ وَأَرٰى جَرَّ الْإِزَارِ مِنْهَا (مسند احمد: ٢١٠٣٠)

(دوسری سند) سیدنا عبادہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسے ایسے امور سرانجام دے رہے ہو کہ وہ تمہاری نگاہوں میں تو بال سے بھی زیادہ باریک ہیں، لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ان کو تباہ کن گناہ سمجھتے تھے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں: انھوں نے یہ بات سچی بیان کی ہے اور میرا خیال ہے کہ تہبند لٹکانا بھی اسی کی ایک مثال ہے۔

(٨١٠٨)۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ۔)) قَالَ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ۔)) قَالَ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ سَكَتَّ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ عَبْدٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٧٤٥)

عطاء بن یسار ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، جبکہ اس کا ازار اس کے ٹخنوں سے نیچے تک لٹک رہا تھا، کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو جا اور وضو کر۔'' پس وہ گیا اور وضو کر کے آ گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تو جا اور پھر وضو کر۔'' پس وہ گیا اور وضو کر کے آ گیا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا ہے کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ پہلے تو خاموش ہو گئے، لیکن پھر فرمایا: ''اس نے تہبند نیچے لٹکایا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جس نے تہبند نیچے لٹکایا ہوا ہو۔''

(٨١٠٩)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى مُسْبِلٍ۔)) (مسند احمد: ٢٩٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھتا جس نے تہبند لٹکایا ہوا ہو۔''

(٨١١٠)۔عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٨١٠٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨١٠٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى جعفر الانصارى المدنى، أخرجه ابوداود: ٦٣٨، ٤٠٨٦ (انظر: ١٦٦٢٨)

(٨١٠٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائى: ٨/ ٢٠٧ (انظر: ٢٩٥٥)

(٨١١٠) تخريج: حديث حسن بطرقه، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٤١٥٧ (انظر: ١٩٠٣٧)

قَالَ قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ یَا خُرَیْمُ! لَوْلَا خُلَّتَانِ فِیكَ۔)) قُلْتُ: وَمَا هُمَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِسْبَالُكَ إِزَارَكَ وَإِرْخَاؤُكَ شَعْرَكَ)) (مسند احمد: ١٩٢٤٦)

نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے خریم! تو بڑا اچھا آدمی ہے، کاش اگر تجھ میں دو عادتیں نہ ہوتیں۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور بال زیادہ لمبے رکھنا۔''

فوائد:...... کندھوں تک بال رکھنا آپ ﷺ کی سنت ہے، لیکن اگر ان بالوں کا مقصد کوئی اور ہو، جیسے لوگوں کے سامنے اپنے حسن کو ظاہر کرنا، نمود ونمائش اور خودنمائی میں پڑنا، بڑائی کا اظہار کرنا، وغیرہ تو یہی چیز قابل مذمت ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر (٨١٠٦، ٨١٠٧) پر غور کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن گناہوں کو تباہ کن اور مہلک سمجھتے تھے، ہمارے ہاں ان کو ایک بال برابر بھی نہیں سمجھا جاتا، اس کی سب سے بڑی مثال چادر، پینٹ اور شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کرنا ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس قدر مذمت اور عملی طور پر اس قدر سستی کہ اس کو گناہ والا کام ہی تسلیم نہیں کیا جا رہا۔

عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کُلُّ شَیْئٍ جَاوَزَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الإِزَارِ فِی النَّارِ۔)) ......''ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے تجاوز کرے گا، (جسم کا) وہ حصہ آگ میں ہوگا۔'' (معجم الکبیر طبرانی: ٣/١٣٨/٢، صحیحہ: ٢٠٣٧)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں آنے والی حدیث (٨١١٩) ذکر کر کے کہا: تہبند کا نچلا کنارہ کہاں تک ہونا چاہیے؟ اس کی تین حدّیں ہیں: مستحب، مباح اور حرام۔ اس بارے میں کافی ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے اکثر احادیث حافظ منذری نے (الترغیب و الترھیب) میں نقل کی ہیں۔

بڑی عجیب بات ہے کہ شیخ احمد عبدالرحمن بنّا نے (الفتح الربانی: ١٧/٢٣٤) میں کتاب اللباس کے اس باب میں اس حدیث کو ذکر نہیں کیا، مجھے معلوم نہیں ہے کہ آیا انھوں نے اس حدیث کو کسی دوسرے مقام پر نقل کیا ہے، بہرحال ان کو چاہیے تھا کہ اس باب میں تنبیہ کر دیتے، تاکہ اس کا مراجعہ آسان ہو جاتا، پھر مجھے ایک بھائی نے بتلایا کہ انھوں نے اس حدیث کو (١٧/٢٩٤) میں روایت کیا ہے۔

میں نے دو وجوہات کی بنا پر یہ حدیث صحیحہ میں قلمبند کی ہے:

(اولا)...... اس حدیث میں مشروع و غیر مشروع ازار کی بڑی عمدہ اور عملی حد بندی کی گئی ہے۔ ایسی وضاحت دوسری احادیث میں نہیں ہے۔

(ثانیا)...... اگر لوگوں کی تخلیق پر نظر دوڑائی جائے تو کوئی سفید رنگ کا نظر آتا ہے اور کوئی سیاہ رنگ کا، کوئی دراز قد ہے اور کوئی کوتاہ قد، کوئی موٹا ہے اور کوئی پتلا، کسی کے بال گھنے ہیں اور کوئی گنجا ہے، کسی کی داڑھی کے بال زیادہ ہیں اور

کسی کے کم۔ اس حدیث میں اس امر کی بڑی وضاحت کی گئی ہے کہ لوگوں کی تخلیق میں پائے جانے والا یہ فرق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خوبصورت ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت میں تبدیلی کرے، وگرنہ وہ لعنت کا مستحق قرار پائے گا اور درج ذیل حدیث کا مصداق ٹھہرے گا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ الْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْوَاصِلَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔)) (صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیحه: ۲۷۹۲) ......''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں پر، گدوانے والیوں پر، بال جوڑنے والیوں پر، ابروؤں کے بال اکھاڑ کر ان کو باریک کرنے والیوں پر، خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔''

عمرو انصاری نے پتلی پنڈلیوں کو چھپانے کے لیے ان پر ازار کو لٹکا رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''عمرو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے۔''

یہ چیز مسلمان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنی صورت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو جائے۔ یہی چیز اس عورت کو ثابت قدم رکھتی ہے، جس کی ٹھوڑی پر بال اگ آتے ہیں۔ ایسے بالوں کو مونڈنا یا اکھاڑنا ناجائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے۔ اور جب بھی ایسی عورت ایسے بالوں کو اکھاڑے گی تو وہ یہ کام حسن و جمال اختیار کرنے کی نیت سے ہی کرے گی، جیسے بال لگانے والیوں کا معاملہ ہے، اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی مستحق قرار پائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

رہا مسئلہ ٹخنوں سے نیچے ازار کو لٹکانے کا، تو تکبر کی نیت سے ایسا کرنا تو حرام ہے، جیسا کہ واضح احادیث سے ثابت ہوتا ہے......

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مردوں کے لیے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے کرنا جائز نہیں ہے، اگر تکبر کے ساتھ ایسا کیا جائے تو سخت گناہ ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر کے نوجوانوں میں یہ وبا عام پائی جا رہی ہے کہ وہ شلوار اور پینٹ کو ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ پینٹ کی بعض قسموں کے پائنچے بڑے کھلے ہوتے ہیں اور اوپر سے بہت تنگ، پہننے والے کے ران، سرین اور شرمگاہ کا حجم نظر آ رہا ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ گویا برہنہ حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

بڑا تعجب ہے کہ ثقافتِ اسلامیہ کے بعض نام نہاد دعویداروں نے درج ذیل حدیث سے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا استدلال کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنا کپڑا از راہِ تکبر لٹکایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ازار کی ایک طرف ڈھیلی پڑ جاتی ہے، الا یہ کہ

میں اس کا خیال رکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے نہیں ہے، جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔'' امام بخاری اور امام احمد وغیرہ نے یہ حدیث بیان کی ہے، مؤخر الذکر کی روایت میں یہ زیادتی ہے: کبھی کبھی میرے ازار کی ایک طرف ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ امام بیہقی نے بھی یہ حدیث (شعب الایمان: ۲/۲۲۱/۲) میں بیان کی ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اس حدیث سے تو واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ قصداً اپنا ازار نہیں لٹکاتے تھے، بغیر ارادے کے ایسے ہو جاتا تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ (بچنے کے لیے) اس کا خیال بھی رکھتے تھے۔

حافظ ابن حجر نے امام احمد کی روایت بیان کرنے کے بعد کہا: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ چلنے وغیرہ کی وجہ سے ان کا تہبند خود بخود ڈھیلا پڑ جاتا تھا، جب وہ اس کا خیال رکھتے تو وہ ٹخنوں سے نیچے نہ لٹک پاتا تھا، کیونکہ جونہی وہ ڈھیلا پڑتا تھا تو وہ اسے پھر سے اوپر کر کے کس دیتے تھے۔

پھر ایسی روایات ذکر کیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دبلے پتلے تھے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: کیا اس وضاحت کے بعد اس حدیث سے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا استدلال کیا جا سکتا ہے، جبکہ فرق اظہر من الشمس ہے اور وہ اس طرح کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی کبھار بغیر قصد کے ہو جاتا تھا اور دورِ حاضر کا فرزند جان بوجھ کر اور ہمیشہ کپڑے کو نیچے لٹکائے رکھتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خواہش پرستی سے محفوظ رکھے۔

میں نے ان مخلص لوگوں کے لیے یہ بحث کی ہے، جو کسی سابقہ شبہ کی بنا پر کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہوں، ممکن ہے کہ جب ان پر حقیقت واضح ہو گی تو وہ اپنی شلوار، تہبند اور پینٹ کو ٹخنوں سے اوپر اٹھا لیں گے۔ جیسے ایک نوجوان ایک عمدہ پوشاک زیبِ تن کر کے اس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چل رہا تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: او نوجوان! ادھر آؤ۔ وہ آیا اور اس نے کہا: ابو عبد الرحمٰن! کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: تیرا ستیاناس ہو، کیا تو چاہتا ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تجھے دیکھے؟ اس نے کہا: بڑا تعجب ہے (آپ کے اس سوال پر)، بھلا کون سی چیز اس چاہت سے مانع ہو سکتی ہے؟ انھوں نے کہا: تو پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ازار کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والے کی طرف نہیں دیکھتا......''

اس کے بعد اس نوجوان کا ٹخنوں سے نیچے کپڑا نہیں دیکھا گیا۔ اسے امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ اور امام احمد نے ایک دوسرے طریق سے روایت کیا۔ (صحیحہ: ۲۶۸۲)

اس موضوع سے متعلقہ یہ ایک اہم سوال ہے اور اکثر لوگ یہی بہانہ بنا کر ان احادیثِ نبویہ سے منحرف ہیں، اس معاملے میں درج ذیل حدیث فیصلہ کن ہے، یعنی آپ ﷺ نے لباس کی اس کیفیت کو سرے سے تکبر قرار دے کر ہمارے لیے سوچنے کی گنجائش ہی ختم کر دی ہے۔

سیدنا ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، اس حدیث میں آپ ﷺ نے مختلف نصیحتیں

کیں، ایک نصیحت یہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ۔)) ...... اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔ (ابوداود: ۲/۱۷۹، ترمذی: ۲/۱۲۰، صحیحہ: ۱۱۰۹)

اس پوری حدیثِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور قیمتی پند و نصائح سے نوازا گیا ہے۔ ایک بات قابل وضاحت ہے کہ ہمارے ہاں مرد حضرات کو اپنی شلوار یا تہبند میں ٹخنے چھپانے کی عادت پڑ گئی ہے، اب وہ اس کو اپنی زینت سمجھتے ہیں اور ٹخنے ننگے رکھنے کو عار سمجھ کر اس کی بابت کئی عذر پیش کرتے ہیں، حالانکہ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے ٹخنے ننگے رکھا کریں، اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔''

نبی مہربان ﷺ نے ٹخنے چھپانے کو غرور اور تکبر کی علامت قرار دے کر ہمارے فرسودہ خیالات اور حیلوں بہانوں کو ختم کر دیا ہے، اب ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم اپنا تزکیۂ نفس کرتے ہوئے یہ کہیں کہ ہم تکبر نہیں کر رہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے اسے تکبر کی علامت قرار دیا ہے۔ دراصل یہ شیطانی وسوسے ہیں جو ہمیں سنتوں پر عمل پیرا ہونے سے محروم رکھتے ہیں۔ اگر شلوار یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے افراد کو کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی ٹخنے ننگے رکھے، اپنے صحابہ کو ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا، تو پھر ہمارے حیلے بہانوں کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت پر عمل کرنے کو ترجیح نہیں دیں گے؟ کیا صحابہ کرام تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ ان کو منع فرما دیا؟

ابھی تک اس موضوع سے متعلقہ احادیث کا سلسلہ جاری ہے، درج ذیل باب میں اسی قسم کی احادیث آ رہی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَدِّ الْمُسْتَحَبِّ لِلثَّوْبِ وَالْجَائِزِ وَالْحَرَامِ

لباس کی مستحب، جائز اور حرام حد کا بیان

(۸۱۱۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةً مِنْ حُلَلِ السِّيَرَاءِ أَهْدَاهَا لَهُ فَيْرُوزُ فَلَبِسْتُ الْإِزَارَ فَأَغْرَقَنِي طُولًا وَعَرْضًا فَسَحَبْتُهُ وَلَبِسْتُ الرِّدَاءَ فَتَقَنَّعْتُ بِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَاتِقِي فَقَالَ:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے ریشم کی ایک پوشاک دی، جو فیروز نے آپ ﷺ کو بطورِ ہدیہ دی تھی، میں نے تہبند باندھا تو وہ تو کافی لمبا چوڑا تھا، سو میں نے اسے زمین پر گھسیٹا اور اوپر والی چادر بھی پہن لی اور اس طرح میں نے وجود ڈھانپ لیا، لیکن نبی کریم ﷺ

(۸۱۱۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۵۷۱۴ (انظر: ۵۷۱۳)

((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! اِرْفَعِ الْإِزَارَ فَإِنَّ مَا مَسَّتِ الْأَرْضَ مِنَ الْإِزَارِ إِلَى مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ فَلَمْ أَرَ إِنْسَانًا قَطُّ أَشَدَّ تَشْمِيرًا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ (مسند احمد: ۵۷۱۳)

نے مجھے میرے کندھے سے پکڑا اور فرمایا: ''اے عبداللہ! تہبند اٹھا کر رکھو، کیونکہ یہ ٹخنوں سے لے کر زمین تک جتنی مقدار ہے، یہ آگ میں جائے گی۔'' عبداللہ بن محمد کہتے ہیں: میں نے اس کے بعد کسی ایسے انسان کو نہیں دیکھا، جو کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر لباس کو سمیٹ کر رکھنے والا ہو۔

(۸۱۱۲)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ قَالَ) سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُبْطِيَّةً وَكَسَا أُسَامَةَ حُلَّةً سِيَرَاءَ قَالَ فَنَظَرَ فَرَآنِي قَدْ أَسْبَلْتُ فَجَاءَ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِي وَقَالَ: ((يَا ابْنَ عُمَرَ كُلُّ شَيْءٍ مَسَّ الْأَرْضَ مِنَ الثِّيَابِ فَفِي النَّارِ۔)) قَالَ فَرَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَّزِرُ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ۔ (مسند احمد: ۵۷۲۷)

(دوسری سند) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے قبطی چادر دی اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو دھاری دار ریشمی حلہ دیا، پھر آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں نے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکا رکھی ہے، آپ تشریف لائے، میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ''اے ابن عمر! لباس کا جو حصہ زمین کو چھوئے گا، وہ دوزخ میں جائے گا۔'' عبداللہ بن محمد کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس کے بعد اپنا ازار نصف پنڈلی تک رکھتے تھے۔

(۸۱۱۳)۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ زَيْدٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَآهُ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ يَتَقَعْقَعُ، يَعْنِي جَدِيدًا فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا۔)) فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ: ((إِنْ كُنْتَ عَبْدَ اللّٰهِ فَارْفَعْ إِزَارَكَ۔)) قَالَ فَرَفَعْتُهُ قَالَ: ((زِدْ۔)) قَالَ فَرَفَعْتُهُ حَتّٰى بَلَغَ نِصْفَ السَّاقِ، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو تکبر سے اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے کھینچے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ پر تہبند دیکھا جو کہ زمین پر حرکت کر رہا تھا، نیا ہونے کی وجہ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: جی میں عبداللہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم عبداللہ ہو تو اپنا تہبند اوپر اٹھالو۔'' پس میں نے ٹخنوں سے اوپر اٹھا لیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اٹھاؤ۔'' پس میں نے اور اٹھا لیا حتیٰ کہ نصف پنڈلی تک اٹھا لیا، پھر آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جس نے تکبر سے اپنا لباس زمین پر کھینچا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس

(۸۱۱۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۸۱۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۶۶۵، ۵۷۸۴ (انظر: ۶۳۴۰)

يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ: إِنَّهُ يَسْتَرْخِي إِزَارِي أَحْيَانًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَسْتَ مِنْهُمْ)) (مسند احمد: ٦٣٤٠)

کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کبھی کبھی میرا تہبند کچھ لٹک سا جاتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم ان میں سے نہیں ہو۔''

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث مبارکہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ مسلمان پر اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکانا واجب ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے لباس کو ٹخنوں سے اوپر رکھے، اگرچہ ان کا مقصد تکبر نہ ہو۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا واضح ردّ کیا گیا ہے، جن کے چغے زمین پر لگ رہے ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ تکبر کی نیت سے نہیں کر رہے۔

بھلا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے ٹخنوں کو ننگا کیوں نہیں رکھا، کیا یہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ صاف دل ہیں؟ (صحیحہ: ١٥٦٨)

(٨١١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى عَضَلَةِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ إِلَى كَعْبَيْهِ، فَمَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا تہبند اس کی پنڈلی کے پٹھے تک ہونا چاہیے، یا پھر نصف پنڈلی تک کر لے، نہیں تو ٹخنوں تک، جو اس سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں ہے۔''

(٨١١٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْإِزَارِ فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ لَا جُنَاحَ أَوْ لَا حَرَجَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ فِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔)) (مسند احمد: ١١٠٢٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان سے تہبند کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے سائل سے کہا: تو نے واقعی باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مومن کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہوتا ہے اور اس میں کوئی گناہ یا حرج نہیں ہے کہ وہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان درمیان رہے، البتہ ٹخنوں سے نیچے والا جو حصہ تہبند میں آئے گا، وہ آگ میں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا، جو از راہِ تکبر تہبند گھسیٹے گا۔''

(٨١١٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٨١١٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٩٧٠٩ (انظر: ٧٨٥٧)

(٨١١٥) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٤٠٩٣، وابن ماجه: ٣٥٧٣ (انظر: ١١٠١٠)

(٨١١٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الطبراني في "الاوسط" (انظر: ١٣٦٠٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الازَارُ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ۔)) فَلَمَّا رَاٰى شِدَّةَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ: ((اِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَا خَيْرَ فِيْمَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ)) (مسند احمد: ۱۳٦٤٠)

نے فرمایا: ''تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا ہے۔'' لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ حکم مسلمانوں پر گراں گزر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹخنوں تک لٹکایا جا سکتا ہے، البتہ اس سے نیچے کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔''

(۸۱۱۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَحْتَ الْكَعْبِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۲٦۷۳٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کپڑا ٹخنوں کے نیچے لٹکے گا، وہ حصہ آگ میں ہوگا۔''

(۸۱۱۸)۔ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِزَارِ فَقُلْتُ: أَيْنَ أَتَّزِرُ فَأَقْنَعَ ظَهْرَهُ بِعَظْمِ سَاقِهِ وَقَالَ: ((هَاهُنَا اتَّزِرْ فَإِنْ أَبَيْتَ فَهَاهُنَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَهَاهُنَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ، فَإِنْ اَبَيْتَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔))، قَالَ: وَسَاَلْتُهُ عَنِ الْمَعْرُوْفِ الخ۔ (مسند احمد: ۱٦۰٥۱)

ابو تمیمہ ہجیمی نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کیا، اس نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے تہبند کے متعلق پوچھا اور کہا: کہاں تک رکھوں؟ آپ نے اپنی پنڈلی کی ہڈی تک تہبند اٹھا کر دکھایا اور فرمایا: ''یہاں تک ازار باندھ لو، اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو اس سے ذرا نیچے رکھو، اگر اس سے بھی انکار ہے تو ٹخنوں سے اوپر رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' پھر میں نے آپ ﷺ سے نیکی کے متعلق سوال کیا۔

حدیث میں اس جگہ ''ظہرہ'' کا لفظ ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ اصل میں ''ازارہ'' ہے اور ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ (بلوغ الامانی دیکھیں) (عبداللہ رفیق)

(۸۱۱۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ فُلَانٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَيْنَا هُوَ يَمْشِيْ قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، إِذْ لَحِقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَدْ أَخَذَ بِنَاصِيَةِ نَفْسِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ، اِبْنُ عَبْدِكَ، اِبْنُ اَمَتِكَ۔)) قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ رَجُلٌ حَمْشُ السَّاقَيْنِ۔ فَقَالَ:

سیدنا عمرو بن فلاں انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ اس حال میں چل رہا تھا کہ اس نے اپنا ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے جا ملے، اس حال میں کہ آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پکڑی ہوئی تھی اور یہ کہہ رہے تھے: ''اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔'' عمرو کہتے ہیں: میں نے

(۸۱۱۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ۸/ ۳۹۱ (انظر: ۲٦۲۰٤)

(۸۱۱۸) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۸٦، والطيالسى: ۱۲۰۸ (انظر: ۱٥۹٥٥)

(۸۱۱۹) تخريج: صحيح (انظر: ۱۷۷۸۲)

((یَـا عَمْرُو! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحْسَنَ كُلَّ شَـيْءٍ خَـلَـقَهُ۔ یَاعَمْرُو!)) وَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ بِـأَرْبَـعِ أَصَابِعَ مِنْ كَفِّهِ الْيُمْنٰى تَحْتَ رُكْبَةِ عَمْرٍو فَقَالَ: ((وَهٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ۔)) ثُـمَّ رَفَـعَهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِأَرْبَعِ أَصَابِعَ تَحْتَ الْأَرْبَـعِ الْأُوْلٰـى ثُـمَّ قَـالَ: ((یَـاعَمْرُو! هٰذَا مَـوْضِـعُ الْإِزَارِ۔))ثُـمَّ رَفَـعَهَا، ثُمَّ وَضَعَهَا تَحْتَ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ: ((یَاعَمْرُو! هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۳۵)

کہا: اے اللہ کے رسول! میری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے۔ اے عمرو!۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں عمرو کے گھٹنے کے نیچے رکھیں اور فرمایا: ''یہ ازار کی جگہ ہے۔'' پھر ان کو اٹھایا اور پہلے والی چار انگلیوں (کے فاصلے سے) سے نیچے پھر چار انگلیاں رکھیں اور فرمایا: ''یہ ازار کی جگہ ہے۔'' پھر ان کو اٹھایا اور دوسری والی چار انگلیوں کے نیچے رکھا اور فرمایا: ''عمرو! یہ ازار کی جگہ ہے۔''

(۸۱۲۰)۔ عَـنِ الشُّـرَيْـدِ بْـنِ سُـوَيْـدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَبِعَ رَجُلًا مِنْ ثَقِيْفٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَبْـصَـرَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَـجُرُّ اِزَارَهُ) حَتّٰـى هَرْوَلَ فِيْ اَثَرِهٖ حَتّٰى اَخَذَ ثَوْبَهُ فَقَالَ: ((اِرْفَعْ اِزَارَكَ۔)) قَالَ: فَكَشَفَ الرَّجُلُ عَنْ رُكْبَتَيْـهِ، فَـقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِنِّيْ اَحْنَفُ وَتَـصْـطَكُّ رُكْبَتَايَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ خَـلْـقِ الـلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ۔)) قَالَ وَلَمْ يُرَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ إِلَّا وَإِزَارُهُ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۰۱)

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنو ثقیف کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنا تہبند گھسیٹتا جا رہا ہے، آپ ﷺ اس کے پیچھے تیزی سے چلے یہاں تک کہ اس کا کپڑا کپڑا اور فرمایا: ''اپنا تہبند اوپر اٹھا کر رکھ۔'' اس آدمی نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے قدم پڑھے ہیں اور گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر مخلوق خوبصورت اور اچھی ہے۔'' اس کے بعد اس آدمی کو جب بھی دیکھا گیا تو اس کا تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا تھا، موت تک ان کی یہی حالت رہی۔

(۸۱۲۱)۔ عُبَيْـدَةَ بْـنِ خَـلَفٍ قَـالَ قَدِمْتُ الْـمَـدِينَةَ وَأَنَا شَابٌّ مُتَأَزِّرٌ بِبُرْدَةٍ لِي مَلْحَاءَ أَجُـرُّهَـا فَأَدْرَكَنِي رَجُلٌ فَغَمَزَنِي بِمِخْصَرَةٍ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا لَوْ رَفَعْتَ ثَوْبَكَ كَانَ أَبْقٰى وَأَنْقٰى فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

سیدنا عبیدہ بن خلف بیان کرتے ہیں میں مدینہ میں آیا، میں ابھی نوجوان تھا میں نے ایک دھاری دار تہبند باندھ رکھا تھا جو زمین پر کھینچا جا رہا تھا ایک آدمی نے مجھے پا لیا اور مجھے چھڑی لگائی اگر تم یہ کپڑا اوپر اٹھا لو تو تمہارے لئے دیرپا بھی ہوگا اور صاف بھی ہوگا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ تھے، میں

(۸۱۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطبراني (انظر: ۱۹٤۷۲)

(۸۱۲۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف سليمان بن قرم، وجهالة عمة الاشعث، أخرجه الطيالسي: ۱۱۹۰، والترمذي في "الشمائل": ۱۱۳، والنسائي في "الكبرى": ۹٦۸۲ (انظر: ۲۳۰۸۷)

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ قَالَ وَإِنْ كَانَتْ بُرْدَةٌ مَلْحَاءَ أَمَا لَكَ فِي أُسْوَتِي فَنَظَرْتُ إِلٰى إِزَارِهِ فَإِذَا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَتَحْتَ الْعَضَلَةِ۔ (مسند احمد: ٢٣٤٧٥)

نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ ایک سیاہ وسفید دھاری والی چادر ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ یہ سیاہ وسفید چادر ہے لیکن کیا تمہارے لئے میرے اندر بہترین اسوہ نہیں؟ میں نے آپ کے تہبند کی طرف دیکھا تو وہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلی کے پٹھے کے نیچے تھا۔

(٨١٢٢)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ قَالَ هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلُ فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِيمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٣٢)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میری پنڈلی کے پٹھے کو پکڑ کر کہا یہ تہبند باندھنے کی جگہ ہے اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو اس سے ذرا نیچے کر لو، اور اگر اس سے بھی انکار کرتا ہے تو ٹخنوں کے نیچے تہبند رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

فوائد:...... قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مزاج کو نظر انداز کر کے ان احادیث کا مطالعہ کریں اور اپنے وضع قطع کے معاملات میں اسلام میں پورا پورا داخل ہو جائیں۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي إِطَالَةِ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ
عورت کا اپنا دامن لمبا کرنے کی رخصت کا بیان

(٨١٢٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ نَافِعٌ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: فَكَيْفَ بِنَا؟ قَالَ: ((شِبْرًا۔)) قَالَتْ: إِذَنْ تَبْدُو أَقْدَامُنَا قَالَ: ((ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ٥١٧٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنا لباس تکبر سے زمین پر گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' امام نافع کہتے ہیں: مجھے خبر دی گئی ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کپڑا نیچے رکھنے میں ہمیں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بالشت نیچے تک رکھ لو۔'' انھوں نے کہا: تب تو ہمارے قدم نظر آ سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ رکھ لو، اس سے زیادہ نہیں لٹکانا۔''

(٨١٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا فَاسْتَزَدْنَهُ فَزَادَهُنَّ شِبْرًا آخَرَ فَجَعَلْنَهُ ذِرَاعًا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے امہات المومنین کو رخصت دی کہ وہ اپنے دامن کو ایک بالشت کے برابر لٹکا لیا کریں، لیکن جب انہوں نے مزید کا

(٨١٢٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٧٢، والترمذي: ١٧٨٣، والنسائي: ٨/ ٢٠٦ (انظر: ٢٣٢٤٣)

(٨١٢٣) تخريج: صحيح على شرط الشيخين، أما حديث ابن عمر فأخرجه مسلم: ٢٠٨٥، وأما حديث ام سلمة فأخرجه ابوداود: ٤١١٨، والنسائي: ٨/ ٢٠٩، وابن ماجه: ٣٥٨٠ (انظر: ٥١٧٣)

(٨١٢٤) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٤١١٩، وابن ماجه: ٣٥٨١ (انظر: ٤٦٨٣)

فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا نَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا۔ (مسند احمد: ٤٦٨٣)

مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ایک بالشت اور بڑھا رکھنے کی اجازت دے دی، پس وہ ایک ہاتھ تک نیچے لٹکا لیتی تھیں، اور وہ ہمارے پاس کپڑا بھیجتی تھیں، ہم اس کی پیمائش کرتے تھے۔

فوائد:...... دو بالشتوں کا ایک ہاتھ بنتا ہے۔

(٨١٢٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ فَاطِمَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما أَنْ تَجُرَّا الذَّيْلَ ذِرَاعًا۔ (مسند احمد: ٧٥٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے دامن کو ایک ہاتھ تک لٹکایا کریں۔

(٨١٢٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذُيُولِ النِّسَاءِ قَالَ: ((شِبْرٌ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: إِذًا تَخْرُجُ سُوقُهُنَّ، قَالَ: ((فَذِرَاعٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٧٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے دامن کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک بالشت ہونا چاہیے، لیکن میں نے کہا: تب تو ان کی پنڈلیاں نظر آ جائیں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ایک ہاتھ لٹکاؤ۔''

(٨١٢٧)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِالنِّسَاءِ؟ قَالَ: ((يُرْخِينَ شِبْرًا۔)) قُلْتُ: إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَذِرَاعٌ لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٢١٦)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عورتوں کے لئے کپڑا لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بالشت تک دامن لٹکا لیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو ان کے پاؤں ننگے ہو جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ تک رکھ لیں اور اس سے زیادہ نہ کریں۔''

(٨١٢٨)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَبَّرَ لِفَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا شِبْرًا مِنْ نِطَاقِهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٠٨٩)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایڑھیوں سے ایک بالشت ماپ کر کپڑا چھوڑا۔

فوائد:...... طبرانی کی روایت میں ''مِنْ نِطَاقِهَا'' کے بجائے ''مِنْ عَقِبِهَا'' کے الفاظ ہیں، ہم نے طبرانی کے الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

(٨١٢٥) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابو المهزم متروك، أخرجه ابن ماجه: ٣٥٨٢ (انظر: ٧٥٧٣)

(٨١٢٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٤٤٦٩)

(٨١٢٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤١١٨، والنسائي: ٨/ ٢٠٩، وابن ماجه: ٣٥٨٠ (انظر: ٢٦٦٨١)

(٨١٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، أخرجه الترمذي: ١٧٣٢ (انظر: ٢٦٥٥٤)

معاملہ تو بالکل واضح ہے کہ عورت کے پاؤں اور پنڈلیوں کو پردے میں رکھنے کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ وہ ایک ہاتھ کپڑا نیچے لٹکا لے، جس کا کوئی حصہ زمین پر گھسٹے گا اور کچھ ہوا میں رہے گا، اس حکم سے ہمیں بھی اپنے کردار کا جائزہ لگا لینا چاہیے، اس وقت مسلم خواتین کے ملبوسات کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ باریک، تنگ، نامکمل اور جاذب نظر لباس بہت بڑا فتنہ بن گیا ہے، لیکن اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ کوئی اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اَبْوَابُ مَا یَجُوْزُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الزِّیْنَةِ وَغَیْرِهَا وَ مَا لَا یَجُوْزُ لَهُنَّ
خواتین کے لیے زینت وغیرہ کی جائز اور ناجائز صورتوں کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالدُّهْنِ
بال ملانے اور تیل لگانے کا بیان

تنبیہ: عورت کے لیے تزئین و آرائش اور بننا سنورنا جائز ہے، مگر جس میں غیر ضروری تکلف نہ ہو، مثلا: وہ نہائے دھوئے، سرمہ ڈالے، تیل و خوشبو لگائے، سرخی و مہندی لگائے، زیورات پہنے، مگر غیر ضروری تکلف منع ہے، جس کی چند صورتیں اگلے ابواب میں بیان کی جا رہی ہیں۔

(۸۱۲۹)۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَارِیَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زُوِّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا فَأَرَادُوا أَنْ یَصِلُوهُ فَسَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۱۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ بیمار ہوئی اور بیماری میں اس کے بال گر گئے، انہوں نے چاہا کہ وہ مصنوعی بال لگوا لیں، لیکن جب انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بال ملانے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے بال ملانے والی اور بال ملانے کا مطالبہ کرنے والی پر لعنت کی۔

(۸۱۳۰)۔وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِیْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۱۹)

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۸۱۳۱)۔عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً فَسَقَطَ شَعْرُهَا فَسَئَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۶۳)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی، لیکن اس کے بال گرنے لگے، پھر جب اس نے نبی کریم ﷺ سے بال ملانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے بال ملانے والی عورت اور اس عورت پر لعنت کی جس کے بال ملائے گئے۔

(۸۱۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۳٤، ومسلم: ۲۱۲۳ (انظر: ۲٤۸۰۵)

(۸۱۳۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۲ (انظر: ۲٦۹۷۹)

(۸۱۳۱) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ٤۸٤ (انظر: ۲۰۲۹۷)

(٨١٣٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَلْعَنُ الْقَاشِرَةَ وَالْمَقْشُوْرَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُتَّصِلَةَ، (زَادَتْ فِيْ رِوَايَةٍ) وَالنَّامِصَةَ وَالْمُتَنَمِّصَةَ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٥٧)

سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے ان خواتین پر لعنت کی ہے: زعفران کے ساتھ چہرہ رنگنے والی اور اس کے ساتھ رنگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی، بال ملانے والی اور ملانے کا مطالبہ کرنے والی اور چہرے کے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی۔

فوائد:…… قاشرہ: جلد کا چھلکا اتارنے والی، مراد وہ عورت جو زعفران لے کر چہرہ صاف کرتی ہے اور اس کا رنگ لگاتی ہے، اور ''مقشورہ'' وہ خاتون جس کے ساتھ یہ عمل کیا جائے۔

''واشمہ'': (گودنے والی) سوئی وغیرہ سے بدن میں چھید کر، پھر اس میں سرمہ وغیرہ ڈال کر رنگ بھرنے والے اور تل وغیرہ بنانے والی۔

جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تاکہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے، اسے گودنا کہتے ہیں۔

''نامصہ'': بال اکھاڑنے والی، آجکل خواتین ٹانگوں، بازوؤں، ہونٹوں اور ابروؤں کے بالوں کو صاف کرتی ہیں، یہ سب اس وعید میں داخل ہیں۔

ان پر لعنت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خواتین اللہ تعالی کی تخلیق اور بناوٹ پر راضی نہیں ہوتیں، بلکہ اس میں تبدیلی پیدا کر کے بزعم خود خوبصورت بننا چاہتی ہیں۔

مصنوعی بال اور وگ وغیرہ لگوانا، مصنوعی ناخن لگانا، ان سب امور کا یہی حکم ہے کہ ایسا کرنے اور کروانے والے مرد و عورت پر لعنت ہو گی۔ العیاذ باللہ۔

(٨١٣٣)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔ قَالَ فَبَلَغَ امْرَأَةً فِي الْبَيْتِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ، فَجَائَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گدوانے والی، بال اکھڑوانے والی اور حسن اختیار کرنے کے لئے دانتوں میں فاصلہ بنانے والیوں، جو کہ اللہ تعالی کی تخلیق کو بدل دیتی ہیں، اللہ تعالی نے ان سب پر لعنت کی ہے، جب یہ بات گھر میں موجود ایک ام یعقوب نامی عورت تک پہنچی تو وہ سیدنا عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے پاس آئی اور کہا:

(٨١٣٢) تخريج: صحيح دون قولها "كان رسول الله ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يلعن القاشرة والمقشورة" وهذا اسناد ضعيف، آمنه بنت عبد الله مجهولة، و أم نهار لم يؤثر توثيقه عن احد (انظر: ٢٦١٢٨)

(٨١٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٤٨، ومسلم: ٢١٢٥ (انظر: ٤١٢٩)

فَقَالَ: مَا لِی لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَتْ إِنِّی لَأَقْرَأُ مَا بَیْنَ لَوْحَیْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِیهِ فَقَدْ وَجَدْتِیهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَإِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْهُ قَالَتْ إِنِّی لَأَظُنُّ أَهْلَكَ یَفْعَلُونَ، قَالَ: اِذْهَبِی فَانْظُرِی فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَیْئًا فَجَائَتْ فَقَالَتْ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا قَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكِ لَمْ تُجَامِعْنَا قَالَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ یُحَدِّثُهُ عَنْ أُمِّ یَعْقُوبَ سَمِعَهُ مِنْهَا فَاخْتَرْتُ حَدِیثَ مَنْصُورٍ۔ (مسند احمد: ٤١٢٩)

مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں، جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے تو دو گتوں میں موجود اول تا آخر قرآن پاک پڑھا ہے، اس میں تو ان پر لعنت کا ذکر نہیں ہے، انہوں نے کہا: اگر تم نے قرآن پاک پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پاتی، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ ...... ''رسول ﷺ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔'' ؟ اس عورت نے کہا: جی کیوں نہیں، پڑھی ہے، پس سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر نبی کریم ﷺ نے اس کام سے منع کیا ہے۔ اس عورت نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارے گھر والے بھی یہ کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: جاؤ اور دیکھ لو، اس نے دیکھا تو اس کا خیال پورا نہ ہوا، وہاں اس طرح کی کوئی چیز نہ تھی، وہ آئی اور اس نے کہا: تمہارے گھر میں تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم ہمارے گھر یہ چیزیں دیکھتیں تو ہمارے گھر والے اور میں اکٹھے نہ رہتے۔

فوائد:...... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی ان سنتوں کو بھی کتاب اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے، جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہوتا تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

دورِ جاہلیت میں خواتین اپنے دانتوں کو ریتی سے رگڑ رگڑ کر باریک کرتی تھیں، مقصد یہ ہوتا تھا کہ دانت الگ الگ نظر آئیں، ایسا کرنا حرام ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور خوبصورتی کے لیے اتنا زیادہ تکلف کرنا مفت کی دردسری ہے۔

(٨١٣٤)۔(وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ امْرَأَةً جَائَتْ إِلَی ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ:

(دوسری سند) مسروق بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے یہ اطلاع ملی

(٨١٣٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

أُنْبِئْتُ أَنَّكَ تَنْهٰى عَنِ الْوَاصِلَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: أَشَيْءٌ تَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَمْ سَمِعْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ تَصَفَّحْتُ مَا بَيْنَ دَفَّتَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ الَّذِي تَقُولُ، قَالَ: فَهَلْ وَجَدْتِ فِيهِ ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ: نَعَمْ(وَفِيْ آخِرِهِ) قَالَ مَا حَفِظْتُ إِذًا وَصِيَّةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ ﴿وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلٰى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾۔ (مسند احمد: ۳۹٤٥)

ہے کہ آپ بال ملانے والی کو روکتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، روکتا ہوں! اس نے کہا: کیا تم اس چیز کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتے ہو یا نبی کریم ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب میں بھی پاتا ہوں اور نبی کریم ﷺ سے بھی سنا ہے، اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اول تا آخر قرآن پاک کو بغور پڑھا ہے، لیکن اس میں تو یہ موجود نہیں۔ انھوں نے کہا: کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ ...... ''رسول ﷺ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔'' اس نے کہا: جی ہاں، پڑھی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ہے: اگر میں جس چیز سے منع کرتا ہوں، خود اس کو کروں تو پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (سیدنا شعیب علیہ السلام) کی نصیحت کو یاد نہیں رکھا، انھوں نے کہا تھا، (جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلٰى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾ ...... ''میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ میں جس چیز سے تمہیں منع کرتا ہوں، خود اس کی مخالفت کروں۔''

(٨١٣٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔ (مسند احمد: ۳۰۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بال لگانے والی، بال لگوانے والی، عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

فوائد: ...... جو لباس اور وضع قطع مرد و زن میں سے ایک کے ساتھ خاص ہو، وہ دوسرے کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے، مثلا مردوں کا عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا، لباس میں عورتوں کے رنگ منتخب کرنا، مردوں کا کنگن اور بالیاں پہننا۔

(٨١٣٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: زَجَرَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٨١٣٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٣٠٥٩)

(٨١٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٢٦ (انظر: ١٤١٥٥)

النَّبِيُّ ﷺ اَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ١٤٢٠٢)

نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنے بالوں کے ساتھ کوئی چیز ملائے۔

(٨١٣٧)۔عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ لَمِيسَ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا: الْمَرْأَةُ تَصْنَعُ الدُّهْنَ تَحَبَّبُ إِلَى زَوْجِهَا، فَقَالَتْ: أَمِيطِي عَنْكِ تِلْكَ الَّتِي لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهَا، قَالَتْ وَقَالَتْ امْرَأَةٌ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّهْ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنِّي لَسْتُ بِأُمِّكُنَّ وَلٰكِنِّي أُخْتُكُنَّ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْلِطُ الْعِشْرِينَ بِصَلَاةٍ وَنَوْمٍ فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ شَمَّرَ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ وَشَمَّرَ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٤٩)

لمیس سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ایک عورت خاوند کے ہاں محبت حاصل کرنے کے لئے تیل لگاتی ہے کہ چہرہ زیادہ صاف ہوجائے تو کیا یہ لگا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا: اسے خود سے دور رکھو، اللہ تعالیٰ اس خاتون کی طرف نہیں دیکھتے، جو یہ لگاتی ہے۔ ایک اور عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے اماں! سیدہ نے کہا: میں تمہاری ماں نہیں ہوں، تمہاری بہن ہوں، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ (رمضان کے پہلے) بیس دنوں نماز بھی ادا کرتے اور سوتے بھی تھے، لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو تہبند مضبوط کر لیتے اور عبادت میں کمر بستہ ہوجاتے۔

فوائد:...... وقار، احترام، اکرام اور نکاح کے حرام ہونے میں نبی کریم ﷺ کی بیویاں ماؤں کی طرح ہیں، چونکہ نکاح کا حکم تو مردوں کے لیے ہے، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے آپ کو خواتین کی بہن ظاہر کر رہی ہیں، یہ روایت ضعیف ہے، بہرحال امہات المؤمنین کا یہ حکم نسب کی وجہ سے نہیں ہے۔

(٨١٣٨)۔عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ زِيَّ سُوءٍ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الزُّورِ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ الزَّوْرَ قَالَ وَجَاءَ رَجُلٌ بِعَصًا عَلٰى رَأْسِهَا خِرْقَةٌ فَقَالَ: أَلَا وَهٰذَا الزُّورُ، قَالَ أَبُو عَامِرٍ: قَالَ قَتَادَةُ: هُوَ مَا يُكْثِرُ بِهِ النِّسَاءُ أَشْعَارَهُنَّ مِنَ الْخِرَقِ۔ (مسند احمد: ١٦٩٦٨)

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا: تم نے بری عادت ایجاد کر لی ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے جھوٹ سے منع فرمایا ہے، ایک آدمی ایک لاٹھی لایا، اس کے سرے پر کپڑے کا ایک ٹکڑا لٹک رہا تھا، اس نے کہا: خبردار! یہی جھوٹ ہے۔ قتادہ نے کہا: اس سے مراد کپڑے کے وہ ٹکڑے ہیں، جن کے ساتھ عورتیں اپنے بال زیادہ ظاہر کرتی ہیں۔

فوائد:...... خاتون کا اپنے بالوں میں کوئی ایسی چیز داخل کرنا یا ملانا منع ہے، جس سے اس کا مقصود یہ ہو کہ اس

(٨١٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي ويزيدَ بن مرة، ولجهالة لميس (انظر: ٢٥١٣٦)

(٨١٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٢٧ (انظر: ١٦٨٤٣)

کے بال زیادہ نظر آئیں، یہ جھوٹ اور خلافِ فطرت چیز ہوگی، البتہ بالوں کو قابو میں رکھنے کے لیے پراندہ وغیرہ لگانا جائز ہے، چھوٹا ہو یا بڑا، لیکن شرط یہی ہو کہ عورت کا مقصد یہ ہو کہ بال قابو میں رہیں، یا اس کا مقصد زینت ہو، ضروری یہ ہے کہ اس میں بھی کوئی جعل سازی اور دھوکا دہی نہ ہو۔

(٨١٣٩)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مِنْبَرِ الْمَدِينَةِ فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُودِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَمَّاهُ الزُّورَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٧٦)

سعید بن مسیب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے منبر یا مدینہ منورہ کے منبر پر خطبہ دیا اور بالوں کا ایک گچھا نکالا اور اس کے بارے میں کہا: مجھے اتنا پتہ نہیں تھا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی یہ کام کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کو جھوٹ قرار دیا ہے۔

(٨١٤٠)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ رَأٰى مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَفِي يَدِهِ قُصَّةٌ مِنْ شَعَرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذَا وَقَالَ: ((إِنَّمَا عُذِّبَ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَتْ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٩٠)

حمید بن عبدالرحمن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، جبکہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا، انھوں نے کہا: اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کو اس وقت عذاب دیا گیا، جس وقت ان کی عورتوں نے اس قسم کے بالوں کے گچھے استعمال کرنا شروع کیے۔''

فوائد: ...... یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور ان کے آخری حج کی بات ہے، اس موقع پر وہ مدینہ منورہ میں بھی حاضر ہوئے تھے، دورانِ خطبہ کوئی چیز لوگوں کو دکھانے کے لیے ہاتھ میں پکڑی جا سکتی ہے، نیز بنو اسرائیل یا دیگر اقوام کی ہلاکت و تباہی کے واقعات عبرت کے لیے بیان کیے جا سکتے ہیں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا نتیجہ کس قدر خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اپنے حسن و جمال میں بزعم خود اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رد و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ تاہم بالوں پر مہندی یا کوئی اور رنگ لگانا جائز ہے، ماسوائے سیاہ رنگ کے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٠/٣٧٢۔٣٧٣) میں کہا: ''خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ ڈالنے والیاں'' حدیثِ مبارکہ کے اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل اس وقت قابل مذمت ہوگا، جب اسے حسن کی

(٨١٣٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٤٨٨، ٥٩٣٨، ومسلم: ٢١٢٧ (انظر: ١٦٨٥١)

(٨١٤٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٤٦٨، ومسلم: ٢١٢٧ (انظر: ١٦٨٦٥)

خاطر کیا جائے، اگر علاج وغیرہ کروانے کے لیے ایسا کرنا پڑ جائے تو جائز ہوگا۔ ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرنے والیاں'': یہ ہر اس فرد کی صفتِ لازمہ ہے جو گودنے یا گدوانے، ابروؤں کے بال اکھاڑنے یا اکھڑوانے، بال لگانے یا لگوانے یا دانتوں میں شگاف ڈالنے کا کام کرتا ہے۔

علامہ عینی نے (عمدۃ القاری: ۲۲/ ۶۳) میں کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑنے کا سبب یہی ہے کہ یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔

اس بحث سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ غماری کا قول ساقط اور فاسد ہے، اس نے اپنے رسالے (تنویر البصیرۃ ببیان علامات الکبیرۃ: صـ ۳۰) میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو تبدیل کرنے'' کا مصداق وہ چیز ہے، جس کا اثر باقی رہتا ہے، مثلا گودنا یا گدوانا یا دانتوں میں شگاف ڈالنا، یا وہ چیز جو دوبارہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہو، مثلا ابروؤں کے بال اکھاڑنا، کیونکہ یہ دوبارہ کافی دنوں کے بعد اگنا شروع ہوتے ہیں۔ رہا مسئلہ داڑھی کو مونڈنے کا، تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے ساتھ نہیں ہے، کیونکہ دوسرے دن بال اگ آتے ہیں......''

میں (البانی) کہتا ہوں: شیخ غماری کا یہ فرق کئی پہلوؤں سے باطل ہے:

(اولاً):...... یہ محض دعوی ہے، کتاب وسنت کی کوئی دلیل اور کوئی قول اس پر دلالت نہیں کرتا، لوگ کہتے تھے:

والدعاوی ما لم تقیموا علیها

بینات ابناؤها ادعیاء

جن دعووں پر تم دلائل پیش نہیں کر سکتے، (ان کی حیثیت) منہ بولے بیٹوں جتنی ہوتی ہے

(ثانیاً):...... یہ دعوی حدیث کے الفاظ ''بال جوڑنے والیاں'' کے مخالف ہے، کیونکہ ''بال جوڑنا'' اُس ''گودنے یا گدوانے'' کی طرح تو نہیں ہے جو سرے سے زائل نہ ہوتا ہو یا آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہو، بالخصوص ''وگ'' کی صورت میں، کیونکہ اسے تو یوں جلدی سے زائل کیا جا سکتا ہے، جیسے ٹوپی اتار لی جاتی ہے۔

(ثالثاً):...... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیشانی کے بال مونڈنے پر انکار کیا اور اسی حدیث سے دلیل پکڑی، جیسا کہ ہیثم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مونڈنے اور اکھاڑنے میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ دونوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ بالوں کو اکھاڑنا ابروؤں کے بالوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے، آپ خود سوچیں۔

(رابعاً):...... شیخ غماری کی رائے متقدمین کے فہم کے مخالف ہے، حافظ ابن حجر کا قول گزر چکا ہے، اس سے زیادہ واضح اور مفید قول امام طبری کا ہے، انھوں نے (۱۰/ ۳۷۷) کہا:

اللہ تعالیٰ نے جس صورت پر عورت کو پیدا کیا، وہ حسن و جمال کی خاطر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتی ہے، یہ تبدیلی خاوند کے لیے کی جائے یا کسی اور مقصد کے لیے۔ مثلا ابروؤں کے ملے ہوئے بالوں کے درمیان سے کچھ بال

زائل کر کے ان کو علیحدہ علیحدہ کرنا، زائد دانت کو اکھاڑنا، لمبے دانت کو کٹوانا، ٹھوڑی یا اوپر والے ہونٹ یا نیچے والے ہونٹ کے نیچے اگے ہوئے بالوں کو نوچنا، سر کے بالوں کے ساتھ اور بال لگا کر ان کو لمبا کرنا یا گھنا کرنا۔ یہ ساری صورتیں نہی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت اور تخلیق کو بدلنے کے مترادف ہیں۔ ہاں اگر کسی کو جسم کے کسی حصے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اسے زائل کرنا جائز ہے، مثلا ایسا زائد یا طویل دانت جو کھانا کھانے سے مانع ہو……

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر آپ امام طبری کے اس کلام پر غور کریں، تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ غماری کا قول باطل ہے۔ (صحیحه: ۲۷۹۲)

جو مرد اپنے رخساروں اور گردن کے بال کو صاف کرتے یا اکھاڑتے ہیں، کیا ان کا یہ فعل بھی لعنتی ہے؟ اگر علت اور سبب کو دیکھا جائے تو اس کے فعل کو لعنتی کہا جائے گا، کیونکہ وہ بھی حسن تلاش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کر رہا ہے۔

بَابُ نَهْيِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَلْبَسَ مَا يُحْكِي بَدَنَهَا اَوْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ
عورت کے لیے اس لباس کی ممانعت کا بیان، جو اس کے بدن کو واضح کرے یا جس کی وجہ سے مردوں سے تشبیہ لازم آئے

(۸۱٤۰)۔ عَنِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ أَبَاهُ أُسَامَةَ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُبْطِيَّةً كَثِيفَةً كَانَتْ مِمَّا أَهْدَاهَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ فَكَسَوْتُهَا امْرَأَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا لَكَ لَمْ تَلْبَسِ الْقُبْطِيَّةَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَسَوْتُهَا امْرَأَتِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرْهَا فَلْتَجْعَلْ تَحْتَهَا غِلَالَةً إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَصِفَ حَجْمَ عِظَامِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۲۹)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبطی موٹی چادر دی، جو آپ کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے ہدیہ میں دی تھی، میں نے وہ اپنی بیوی کو دے دی، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اسامہ! کیا وجہ ہے کہ تو نے وہ قبطی چادر نہیں پہنی؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ میں نے اپنی بیوی کو دے دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حکم دے کہ اس کے نیچے شمیز پہنے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ اس کے بدن کو واضح نہ کر دے۔''

فوائد:…… معلوم ہوا کہ عورت کا لباس باریک نہیں ہونا چاہیے، اگر ایسا ہو تو پردہ کرنے کے لیے اس کے نیچے اور لباس پہنا جائے۔

(۸۱٤۱) تخریج: حدیث محتمل للتحسین، أخرجه ابن ابی شیبة فی "مسنده"، والبیهقی: ۲/ ۲۳٤ (انظر: ۲۱۷۸٦)

(۸۱۴۲)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ: ((لَيَّةٌ لَا لَيَّتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۵۲)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے اور میں دوپٹہ اوڑھ رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس ایک ہی بل دینا، دو نہ دینا۔''

(۸۱۴۳)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلٰى سُرُوْجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ، يَنْزِلُوْنَ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، عَلٰى رُؤُوْسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ، اِلْعَنُوْهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُوْنَاتٌ، لَوْكَانَتْ وَرَائَكُمْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَخَدَمَهُنَّ نِسَاؤُكُمْ، كَمَاخَدَمَكُمْ نِسَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۰۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ کجاووں کی طرح کی زینوں پر سوار ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے، ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، ان کے سر کمزور بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں ملعون ہیں، ان پر لعنت کرنا۔ اگر تمھارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تمھاری عورتیں اس کی خدمت کرتیں جیسا کہ تم سے پہلے والی امتوں کی عورتوں نے تمھاری خدمت کی ہے۔''

فوائد:...... لباس کے باوجود عورت کا برہنہ یا نیم برہنہ ہونا، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس دور کا امتیازی وصف ہے۔ بازاروں، پارکوں، تعلیمی اداروں اور سیرگاہ بن جانے والی مسجدوں میں اور شادی بیاہ کے موقع پر یہ شرّ اتنا عام ہو چکا ہے کہ بے غیرتی کی انتہا ہوگئی ہے۔ رہی سہی کمی میڈیا نے پوری کر دی ہے، سر کے بالوں کے بھی بڑے بڑے سٹائل عام ہوگئے ہیں، شیمپو سے دھو کر ان کو نرم کیا جاتا ہے، کوئی جوڑا بناتی، کوئی ہیئر کیچر، کلپ اور پونی وغیرہ لگا کر سٹائل بناتی ہے، اگر بال کم ہوں تو ان کو زیادہ ظاہر کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے جاتے ہیں، دوپٹہ ہونے کے باوجود یوں لگتا ہے، جیسے سر کی پچھلی طرف کوہان نکلی ہوئی ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ خاندانوں کے سربراہ اس قدر بے حس ہوگئے ہے کہ وہ اس کو برائی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

رہا مسئلہ گاڑیوں پر سوار ہو کر مساجد کی طرف آنے کا، تو شرعی مسئلہ کی حد تک اس کی گنجائش ملتی ہے، لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ کا مقصود کیا ہے؟ شیخ البانی کے درج ذیل کلام میں جواب دیا جائے گا۔

(۸۱۴۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ وھب مولی ابی احمد، أخرجه ابوداود: ۴۱۱۵ (انظر: ۲۶۶۱۷)

(۸۱۴۳) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، أخرجه الحاکم: ۴/ ۴۳۶، الطبرانی فی "الصغیر": ۱۱۲۵، وابن حبان: ۵۷۵۳ (انظر: ۷۰۸۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: (فوائد المخلص) میں ''الرحال'' کے الفاظ ہیں، جب کہ (مسند الامام احمد) اور (الموارد) میں ''الرجال'' کے۔ اسی روایت کی شرح کرتے ہوئے شیخ احمد عبدالرحمن بنّا نے (الفتح الربانی: ۱۷/ ۳۰۱) میں کہا: ''(جو لوگ اپنی عورتوں کو بے پردہ چھوڑ دیتے ہیں) وہ انسانی وجود میں ڈھلے ہوئے انسان ضرور ہوتے ہیں، لیکن حقیقت میں مرد نہیں ہوتے، کیونکہ جو مرد حسّی اور معنوی طور پر کامل ہوتا ہے، وہ اپنی عورتوں کو ایسا لباس نہیں پہننے دیتا، جس سے ان کے جسم کا پردہ ہی نہ ہو۔''

لیکن وہ اس اشکال پر مطلع نہ ہو سکے، جس کے بارے میں شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی نے مسند احمد پر حاشیہ لگاتے ہوئے کہا: (اگر ''الرجال'' کے الفاظ پر مشتمل روایت کو درست تسلیم کریں تو) اس حدیث مبارکہ کے الفاظ ''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ، لوگوں کی طرح زینوں پر سوار ہوں ......'' میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ مردوں کو مردوں سے تشبیہ دینا بعید بات ہے اور اس کی تاویل میں تکلف پایا جاتا ہے، امام حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلَى الْمَيَاثِرِ حَتّٰى يَأْتُوا أَبْوَابَ مَسَاجِدِهِمْ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَات عاريات ......)) ......''''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ ریشم و دیباج سے آراستہ سواریوں پر سوار ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے، ان کی عورتیں لباس پہننے کے باجود ننگی ہوں گی، ......''

اور طبرانی کے حوالے سے (مجمع الزوائد) میں بیان کردہ الفاظ یہ ہیں: ((سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رِجَالٌ يُرْكِبُوْنَ نِسَاؤَهُمْ عَلٰى سُرُوْجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّجَالِ))۔ مجمع الزوائد کے طابع نے جرأت یا جہالت کی بنا پر اس روایت کے الفاظ ''يُرْكِبُونَ'' کو ''يركب'' سے بدل دیا، میرے نزدیک تو ''يُرْكِبُونَ نِسَاءَ هُم'' کے الفاظ واضح اور ظاہر ہیں۔

بہرصورت حدیثِ مبارکہ کا مرادی معنی واضح ہے اور عصرِ حاضر میں ثابت ہو چکا ہے، بلکہ اس دور سے پہلے بھی لعنت وصول کرنے والی برہنہ عورتوں کا وجود ملتا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر شیخ احمد شاکر کو ''الرحال'' والی روایت کا علم ہوتا تو ان کا اشکال دور ہو جاتا اور بغیر کسی تکلف و توجیہ کے معنی درست ہو جاتا، میرے نزدیک تو تین اسباب کی بنا پر انہی الفاظ والی روایت راجح ہے، ....

یہ حدیثِ مبارکہ اس اعتبار سے آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے، آج کل واقعی لوگ گاڑیوں پر سوار ہو کر مساجد کے دروازوں تک پہنچتے ہیں۔ جمعہ کے دن اتنی موٹر کاریں اور دوسری گاڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ سڑک کھلی ہونے کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کی کثیر تعداد یا تو سرے سے باقی پانچ نمازوں کا اہتمام نہیں کرتی یا پھر اپنے گھروں میں ادا کرنے پر اکتفا کرتی ہے۔ گویا کہ ان لوگوں نے نمازِ جمعہ کو ہی کافی سمجھ لیا ہے، اس لیے اس موقع پر ان کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے، گاڑیوں کے ذریعے مساجد تک پہنچنے کی وجہ سے یہ لوگ نماز کے مقصد اور ثمرہ سے محروم رہتے ہیں، اور ایسے لوگوں کی بیویوں اور بیٹیوں کا معاملہ بھی بڑا واضح ہے۔

اس سے بڑھ کر اس حدیثِ مبارکہ کا ایک اور مصداق نمازِ جنازہ کے موقع پر دکھائی دیتا ہے۔ نازک مزاج، عیش

پرست اور آسودگی کی وجہ سے مغرور اور فرضی نماز کو ترک کرنے والے لوگ اپنی گاڑیوں پر سوار ہو کر نمازِ جنازہ کے پیچھے چلتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب جنازہ کو گاڑی سے اتار کر مسجد میں یا جنازہ گاہ میں رکھا جاتا ہے تو یہ لوگ اپنی گاڑیوں میں بیٹھے رہتے ہیں، البتہ جب دفنانے کا وقت آتا ہے تو عبادت یا ذکرِ آخرت کی بنا پر نہیں، بلکہ نفاق، مداہنت اور چاپلوسی سے کام لیتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل پڑتے ہیں ہیں۔ بس اللہ ہی ہے، جس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔

میرے نزدیک تو تاویل کی یہی صورت بہتر ہے، اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اور اگر یہ خطا پر مبنی ہے تو میری طرف سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ میرے تمام گناہ معاف کر دے، وہ دانستہ طور پر کیے ہوں یا نادانستہ طور پر۔ (صحیحہ: ۲۶۸۳)

(۸۱٤٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ، مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُمْ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا، وَاِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔)) (مسند احمد: ۸٦٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ ابھی تک نہیں دیکھے۔ (۱) وہ لوگ جن کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور وہ ان سے لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ عورتیں جو لباس میں ملبوس ہونے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور خود ان کی طرف مائل ہوتی ہیں، اس کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے محسوس کی جاتی ہے۔“

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں لوگوں کی یہ اقسام کالعدم تھیں، لیکن آجکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر صرف یہی دو قسمیں بستی ہیں۔ ہر طرف بے پردگی ہے، نیم برہنہ نسوانی جسموں کا بھوت رقص کناں ہے، بازاروں میں بے حیائی و بے شرمی و بدکاری کے اسباب دستیاب ہیں، عورتوں نے دو دو چار چار ہزار کی پوشاکیں زیب تن کر رکھی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ بے پردہ ہیں، چہروں کو یوں رنگ و روغن کیا ہوا ہوتا ہے کہ جنسی بے راہ روی میں مبتلا انسانی بھیڑیوں کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ والدین کی غیرت و حمیت کا جنازہ اٹھ گیا کہ ان کی بیٹیاں بازاریوں سے ناک کان چھدوا رہی ہیں، چوڑیاں فٹ کروا رہی ہیں اور اپنے بازوؤں پر مہندی کے ڈیزائن بنوا رہی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ وہ قسم ہے جو نبی کریم ﷺ کے عہد میں نظر نہیں آتی تھی۔

(۸۱٤٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۸ (انظر: ۸٦٦٥)

دوسری طرف انسانیت کی تذلیل کرنے والی ڈنڈا بردار اور اسلحہ سے لیس سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ تنظیمیں پورے جوبن پر ہیں، جہاں جیسے چاہتے ہیں لوگوں کی پٹائی کرنا شروع کر دیتے ہیں، قتل و غارت گری پورے عروج پر ہے، مرنے والے کو کوئی علم نہیں کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے اور مارنے والا تو اپنی کاروائی کی وجہ دریافت کرنے کی سوچ و بچار سے ہی غافل ہے۔ انسانیت کا بالعموم اور اسلامیوں کا بالخصوص احترام راکھ میں مل چکا ہے۔

(٨١٤٥)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَمَنْزِلُهُ فِي الْحِلِّ وَمَسْجِدُهُ فِي الْحَرَمِ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ رَأَى أُمَّ سَعِيدِ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا وَهِيَ تَمْشِي مِشْيَةَ الرَّجُلِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ الْهُذَلِيُّ: فَقُلْتُ هٰذِهِ أُمُّ سَعِيدِ بِنْتُ أَبِي جَهْلٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ)) (مسند احمد: ٦٨٧٥)

بنو ہذیل کے ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کا گھر حرم سے باہر تھا اور مسجد حرم میں تھی، میں ان کے پاس تھا کہ انھوں نے ابوجہل کی بیٹی ام سعید کو دیکھا، اس نے کمان لٹکائی ہوئی تھی اور مرد کی سی چال چل رہی ہے۔ پھر انھوں نے پوچھا: یہ خاتون کون ہے؟ میں نے کہا: یہ ابوجہل کی بیٹی ام سعید ہے۔ انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے اور وہ مرد ہم سے نہیں جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرے۔''

فوائد:...... اگر طبعی طور پر کوئی مرد عورت کی سی یا کوئی عورت مرد کی سی چال چلے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، حرج اس وقت ہوگا، جب تکلف کرتے ہوئے ایسا کیا جائے گا۔

(٨١٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ (مسند احمد: ٨٢٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنتا ہے۔

فوائد:...... ملبوسات کی بعض قسمیں عام ہیں، مرد و زن دونوں پہن سکتے ہیں، لیکن بعض قسمیں اور ڈیزائن مردوں کے ساتھ خاص ہیں اور بعض خواتین کے ساتھ، اس حدیث میں ایسے ملبوسات پہننے سے منع کیا جا رہا ہے۔

(٨١٤٥) تخريج: مرفوعه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال عمر بن حوشب، ولابهام الرجل من هذيل (انظر: ٦٨٧٥)

(٨١٤٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٤٠٩٨، وابن ماجه: ١٩٠٣ (انظر: ٨٣٠٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُرُوْجِ النِّسَاءِ مِنْ مَنَازِلِهِنَّ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَ وَعِيْدِ مَنْ تَعَطَّرَتْ لِلْخُرُوْجِ

بغیر کسی ضرورت کے عورتوں کے گھروں سے نکلنے کا اور عطر لگا کر نکلنے والی کی وعید کا بیان

(٨١٤٧)۔عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ فِي حَدِيثِهِ أَمَا تَغَارُونَ أَنْ يَخْرُجَ نِسَاؤُكُمْ وَقَالَ هَنَّادٌ فِي حَدِيثِهِ أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَوْ تَغَارُونَ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ نِسَائَكُمْ يَخْرُجْنَ فِي الْأَسْوَاقِ يُزَاحِمْنَ الْعُلُوجَ۔ (مسند احمد: ١١١٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: کیا تم حیا نہیں رکھتے، کیا تمھیں غیرت نہیں آتی کہ تمہاری عورتیں باہر جاتی ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں نکل جاتی ہیں اور قوی اور بھاری بھرکم مردوں سے ٹکراتی ہیں۔

(٨١٤٨)۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)) (مسند احمد: ١٩٩٨٥)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بھی خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ زانیہ اور بدکار ہوگی۔''

(٨١٤٩)۔ عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلًى لِأَبِي رُهْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ لَقِيَ امْرَأَةً فَوَجَدَ مِنْهَا رِيحَ إِعْصَارٍ طَيِّبَةً، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: الْمَسْجِدَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبَلُ اللهُ لَهَا صَلَاةً حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.)) فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي۔ (مسند احمد: ٧٩٤٦)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک عورت کو ملے اور اس سے بڑی اچھی اور تیز اڑنے والی خوشبو محسوس کی، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تو مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو نے اسی لیے خوشبو استعمال کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد کے لیے خوشبو لگاتی ہے تو اللہ تعالی اس کی نماز قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ غسلِ جنابت کی طرح کا غسل نہ کر لے۔'' اس لیے تو چلی جا اور غسل کر۔

فوائد:...... دیکھیں حدیث نمبر (٢٥٠٠)

(٨١٤٧) تخريج: اسناده ضعيف، شريك بن عبد الله القاضي سيىء الحفظ (انظر: ١١١٨)

(٨١٤٨) اسناده جيّد، أخرجه ابوداود: ٤١٧٣، والترمذي: ٢٧٨٦، والنسائي: ٨/ ١٥٣ (انظر: ١٩٧٤٧)

(٨١٤٩) تخريج: حديث حسن، وهذا سند ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله أخرجه ابوداود: ٤١٧٤، وابن ماجه: ٤٠٠٢، والطيالسي: ٢٥٥٧ (انظر: ٧٣٥٦، ٧٩٥٩، ٩٧٢٧)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْخِضَابِ وَالْحِنَّاءِ لِلنِّسَاءِ
خواتین کے لئے مہندی لگانے کے مستحب ہونے کا بیان

(۸۱۵۰)۔عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ وَقَدْ كَانَتْ صَلَّتِ الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) فَقَالَ لِي: ((اخْتَضِبِي تَتْرُكُ إِحْدَاكُنَّ الْخِضَابَ حَتّٰى تَكُونَ يَدُهَا كَيَدِ الرَّجُلِ۔)) قَالَتْ: فَمَا تَرَكَتِ الْخِضَابَ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَإِنْ كَانَتْ لَتَخْتَضِبُ، وَإِنَّهَا لَابْنَةُ ثَمَانِينَ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۱۱)

ضمرہ بن سعید اپنی دادی سے اور وہ اپنے خاندان کی ایک عورت سے بیان کرتی ہیں، اس خاتون نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو قبلوں کی جانب نماز پڑھی تھی، یہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: ''ہاتھ رنگا کرو، عورتیں مہندی کو چھوڑے رکھتی ہیں، یہاں تک کہ ان کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کی طرح لگنے لگتا ہے۔'' اس فرمان کے بعد اس خاتون نے مہندی کو ترک نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی، یہ اس وقت بھی مہندی لگاتی تھی، جس وقت اس کی عمر اسی برس تھی۔

(۸۱۵۱)۔عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَدَّتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ بِيَدِهَا كِتَابًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ وَقَالَ: ((مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَوْ يَدُ امْرَأَةٍ؟)) فَقَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۸۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کی جانب ہاتھ پھیلایا، لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔'' اس نے کہا: جی میں عورت ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو مہندی سے اپنے ناخنوں کا رنگ تبدیل کر لیا ہوتا۔''

(۸۱۵۲)۔عَنْ كَرِيمَةَ ابْنَةِ هَمَّامٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَأَخْلَوْهُ لِعَائِشَةَ، فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ مَا تَقُولِي يَا

کریمہ بنت ہمام کہتی ہیں: میں مسجد حرام میں داخل ہوئی تو میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنہا پایا، ایک عورت نے ان سے سوال کیا: اے ام المؤمنین! مہندی کے بارے میں آپ کا کیا خیال

(۸۱۵۰) تخریج: اسناده ضعیف لعنعنة ابن اسحاق، وجدةُ ضمرة لم اعرفها (انظر: ۲۷٤٦٤)
(۸۱۵۱) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤١٦٦، والنسائی: ۸/ ١٤٢ (انظر: ٢٦٢٥٨)
(۸۱۵۲) تخریج: اسناده ضعیف، کریمة بنت همام مستورة الحال، أخرجه ابوداود: ٤١٦٤، والنسائی ۸/ ١٤٢ (انظر: ٢٤٨٦١)

أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ: كَانَ حَبِيبِي ﷺ يُعْجِبُهُ لَوْنُهُ وَيَكْرَهُ رِيحَهُ وَلَيْسَ بِمُحَرَّمٍ عَلَيْكُنَّ بَيْنَ كُلِّ حَيْضَتَيْنِ أَوْ عِنْدَ كُلِّ حَيْضَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٧٣)

ہے؟ انھوں نے کہا: میرے پیارے حبیب ﷺ اس کے رنگ کو تو پسند کرتے تھے، لیکن اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے، بہرحال یہ حرام نہیں، پاکیزگی کی حالت میں یا حیض کے فارغ ہوتے وقت اس کا اہتمام کیا کرو۔

(٨١٥٣)۔(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! إِيَّاكُنَّ وَقَشْرَ الْوَجْهِ فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ عَنِ الْخِضَابِ فَقَالَتْ لَا بَأْسَ بِالْخِضَابِ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ لِأَنَّ حَبِيبِي ﷺ كَانَ يَكْرَهُ رِيحَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٧٩)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے عورتوں کی جماعت! تم چہروں پر زعفران لگانے سے پرہیز کیا کرو، اتنے میں ایک عورت نے ان سے مہندی کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی، کیونکہ میرے حبیب ﷺ اس کی بو کو نا پسند کرتے تھے۔

فوائد:...... ''قشر'' کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (٨١٣٢)

(٨١٥٤)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ تَخْتَضِبُ وَتَتَطَيَّبُ فَتَرَكَتْهُ فَدَخَلَتْ عَلَيَّ فَقُلْتُ لَهَا أَمُشْهِدٌ أَمْ مُغِيبٌ؟ فَقَالَتْ: مُشْهِدٌ كَمُغِيبٍ، قُلْتُ لَهَا: مَا لَكِ؟ قَالَتْ: عُثْمَانُ لَا يُرِيدُ الدُّنْيَا وَلَا يُرِيدُ النِّسَاءَ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَلَقِيَ عُثْمَانَ فَقَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! أَتُؤْمِنُ بِمَا نُؤْمِنُ بِهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَأُسْوَةٌ مَا لَكَ بِنَا (وَفِي رِوَايَةٍ) فَاصْنَعْ كَمَا نَصْنَعُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٦٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی مہندی اور خوشبو لگایا کرتی تھیں، لیکن پھر اس نے یہ چیزیں چھوڑ دیں، وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہارا خاوند گھر پر موجود ہے یا غائب ہے؟ اس نے کہا: حاضر تو ہے، لیکن غائب کی مانند ہے۔ میں نے کہا: کیا مطلب؟ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ اس نے کہا: ''عثمان نہ دنیا چاہتے ہیں اور نہ عورتوں سے رغبت رکھتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تو میں نے یہ بات آپ کو بتائی، آپ ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ''اے عثمان! کیا تم اسی طرح ایمان رکھتے ہو، جس طرح ہم ایمان رکھتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات ہے تو پھر ہم میں تیرے لیے کوئی نمونہ اور اسوہ نہیں ہے، پس تو اس طرح کر، جیسے ہم کرتے ہیں۔''

(٨١٥٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨١٥٤) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ٢٤٧٥٣)

فوائد:...... سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بڑے عبادت گزار تھے، تہجد اور عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے بیوی سے بھی دور ہو گئے تھے، پھر آپ ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ عبادت کے علاوہ بھی ایسے حقوق ہیں کہ جن کی ادائیگی ضروری اور مسنون ہے، جیسے بیوی کا حق ہے۔

عورت کے لیے زینت کے بہت سے اسباب جائز ہیں، مثلا: مہندی، زعفران اور خلوق جیسی خوشبوئیں، جن کا رنگ زیادہ ہے اور خوشبو کم، کریم اور پاؤڈر وغیرہ، جن کی خوشبو تیز نہ ہو اور میک اپ کا دوسرا ساز و سامان، رنگین ملبوسات اور خوبصورت جوتے، سونا، ریشم۔

لیکن اس زمانے کی اپ ٹو ڈیٹ خواتین نے ان جائز اسباب پر اکتفا نہ کیا اور زیب و زینت اختیار کرنے کے ایسے ذریعے اختیار کر لیے، جو شریعت میں واضح طور پر حرام ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے لعنت بھی ہوتی ہے، مثلا: پلکنگ، تھریڈنگ، اپر لپس (upper lips)، عدسہ، آرٹی فیشل پلکیں، مصنوعی ناخن اور بال، بازوؤں اور ٹانگوں سے بال صاف کرنا، تل بھرنا، وغیرہ وغیرہ، ان سب امور سے اللہ تعالی کی تخلیق تبدیل ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے ایسا کرنے والی پر لعنت کی ہے۔

اَبْوَابُ الطِّیْبِ وَالْکُحْلِ وَمَا جَاءَ فِیْهِمَا

خوشبو، سرمہ اور ان سے متعلقہ امور کے ابواب

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الطِّیْبِ وَمَا هُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ

خوشبو کے مستحب ہونے اور عمدہ ترین خوشبو کا بیان

(۸۱۵۵)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطِیْبٍ لَمْ یَرُدَّهُ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۰۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس خوشبو لائی جاتی تو آپ ﷺ اس کو واپس نہ کرتے تھے۔

(۸۱۵۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: مَا عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ طِیْبٌ قَطُّ فَرَدَّهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۸۲)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایسی کوئی صورت نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اس کو رد کر دیا ہو۔

(۸۱۵۷)۔ (وَعَنْهُ اَیْضًا) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں سے میرے نزدیک پسندیدہ چیزیں بیویاں اور

(۸۱۵۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۸۲ (انظر: ۱۲۱۷۶)

(۸۱۵۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۱۵۷) تخریج: اسناده حسن، أخرجه النسائی: ۷/ ۶۱ (انظر: ۱۲۲۸۳)

وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۳۱۸)

خوشبو ہے اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے۔''

فوائد:...... خوشبو اور نماز کا معاملہ تو واضح ہے۔

رہا مسئلہ عورت یعنی بیوی کا، تو سچی اور کھری بات تو یہ ہے کہ شاید الفاظ بیوی کی اہمیت کا حق ادا نہ کر سکیں، آج سے چار ماہ قبل میری اہلیہ محترمہ وفات پا گئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بطن سے مجھے تین بچے بھی دیئے تھے، جو اس وقت میرے زیر تربیت ہیں، ان کی وفات کے بعد میں یہ کہہ دینے کا حق رکھتا ہوں کہ بیوی نہ صرف دنیوی جنت ہے، بلکہ اخروی جنت کا بہت بڑا سبب بھی ہے، بیوی پاکدامنی کا ذریعہ ہے، شادی شدہ حضرات اس حقیقت کے معترف ہیں، بیوی آپ اور آپ کے بچوں کی خدمت گار ہے، آپ کے گھر کی ایسی منتظمہ ہے کہ گھر کی ہر چیز کا اس کو علم ہوتا ہے، آپ ﷺ کی آمدنی کے مطابق آپ کو ہر چیز مہیا کرتی ہے، آپ کا لباس، جوتے، کاغذات، مال و دولت، غرضیکہ ہر چیز کو اس نے مرتّب کر رکھا ہوتا ہے، آپ کی بیماری کی صورت وہ اپنے آپ کو آپ کی سب سے بڑی خادمہ ثابت کرتی ہے، اگر آپ کو اپنی اولاد پر ناز ہے تو اس اولاد کو پیدا کرنے اور پالنے میں کلیدی کردار آپ کی بیوی کا ہے، جب نبی کریم ﷺ کو پہلی وحی موصول ہوئی تو آپ ﷺ گھبرا گئے، لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو سہارا دیا اور مزید تسلی کے لیے اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، پھر ہر عورت بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے رشتے میں ڈھلتی ہے، یہ کیسے مقدس رشتے ہیں۔

(۸۱۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: ذُكِرَ الْمِسْكُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((هُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ)) (مسند احمد: ۱۱۲۸۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کستوری کا ذکر کیا گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب سے عمدہ خوشبو ہے۔''

(۸۱۵۹)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِاَیِّ شَیْءٍ طَيَّبْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بِاَطْيَبِ الطِّيْبِ۔ (مسند احمد: ۲۴۶۰۶)

سیدنا عروہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ نبی کریم ﷺ کو کونسی خوشبو لگاتی تھیں؟ انھوں نے کہا: سب سے عمدہ خوشبو لگاتی تھی۔

(۸۱۶۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِيْصِ الْمِسْكِ فِیْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ (مسند احمد: ۲۴۶۰۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: گویا میں نبی کریم ﷺ کے سر مبارک میں کستوری کی چمک دیکھ رہی ہوں، جبکہ آپ ﷺ حالت احرام میں ہوتے تھے۔

(۸۱۵۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۲ (انظر: ۱۱۲۶۹)

(۸۱۵۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۱۸۹ (انظر: ۲۴۱۰۵)

(۸۱۶۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۷۱، ۵۹۱۸، ومسلم: ۱۱۹۰ (انظر: ۲۴۱۰۷)

فوائد:...... محرم کے لیے خوشبو کا حکم، دیکھیں حدیث نمبر (۴۱۵۶)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الطِّيْبِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لئے مکروہ خوشبو کا بیان

(۸۱۶۱)۔عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَمْسَحُ عَلٰى رُئُوسِهِمْ وَيَدْعُو لَهُمْ فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَإِنِّي مُطَيَّبٌ بِالْخَلُوقِ وَلَمْ يَمْسَحْ عَلٰى رَأْسِي وَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ أُمِّي خَلَّقَتْنِي بِالْخَلُوقِ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ۔ (مسند احمد: ۱٦٤٩٢)

سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو مکہ والے اپنے بچوں کو آپ کے پاس لانا شروع ہوئے، آپ ﷺ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے، مجھے بھی لایا گیا، جبکہ مجھے خلوق خوشبو لگائی گئی تھی، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا، وجہ یہ تھی کہ میری ماں نے مجھے خلوق خوشبو لگا رکھی تھی، اس لئے آپ ﷺ رک گئے اور مجھے ہاتھ نہ لگایا۔

(۸۱٦۲)۔عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي حَاجَةٌ فَرَآى عَلَيَّ خَلُوقًا، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ۔)) فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ)) فَذَهَبْتُ فَوَقَعْتُ فِي بِئْرٍ فَأَخَذْتُ مِشْقَةً فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ ((حَاجَتُكَ)) (مسند احمد: ۱۷۱۳۸)

ابو حبیبہ اس آدمی سے بیان کرتے ہیں جس نے چار سال صحابیت کا شرف حاصل کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ایک کام تھا، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں نے خلوق خوشبو لگا رکھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور اس کو دھو ڈالو۔'' پس میں نے اس کو دھویا اور پھر آپ ﷺ کے پاس واپس آ گیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''جاؤ اور اس کو دھو کر آؤ۔'' پس میں اب کی بار گیا اور ایک کنوئیں میں اترا، السی سے بنی ہوئی ایک چیز لی اور جہاں جہاں خلوق لگی تھی، میں نے اس کے ساتھ اسے صاف کیا اور پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں لوٹا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اپنی ضرورت بیان کرو۔''

(۸۱٦۳)۔عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(۸۱٦۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله الهمداني، أخرجه ابوداود: ٤١٨١ (انظر: ١٦٣٧٩)

(۸۱٦۲) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٧٠١٣)

(۸۱٦۳) تخريج: اسناده ضعيف، لجهالة جدّ الربيع بن انس، وجاء عند ابی داود "عن جديه" وكلاهما مجهول، والربيع بن انس صدوق سيیء الحفظ، أخرجه ابوداود: ٤١٧٨ (انظر: ١٩٦١٣)

اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاۃَ رَجُلٍ فِیْ جَسَدِہٖ شَیْءٌ مِنَ الْخَلُوْقِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸٤۲)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں کرتے، جس نے اپنے جسم پر خلوق لگائی ہوئی ہو۔''

(۸۱٦٤)۔عَنِ ابْنِ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ عَنْ أَبِیْہِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَمْسَحُ وُجُوھَنَا فِی الصَّلَاۃِ وَیُبَارِکُ عَلَیْنَا قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ فَمَسَحَ وُجُوہَ الَّذِیْنَ عَنْ یَمِیْنِی وَعَنْ یَسَارِی وَتَرَکَنِی وَذٰلِکَ أَنِّی کُنْتُ دَخَلْتُ عَلٰی أُخْتٍ لِی فَمَسَحَتْ وَجْھِی بِشَیْءٍ مِنْ صُفْرَۃٍ فَقِیلَ لِی إِنَّمَا تَرَکَکَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِمَا رَأٰی بِوَجْھِکَ فَانْطَلَقْتُ إِلٰی بِئْرٍ فَدَخَلْتُ فِیھَا فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ إِنِّی حَضَرْتُ صَلَاۃً أُخْرٰی فَمَرَّ بِی النَّبِیُّ ﷺ فَمَسَحَ وَجْھِی وَبَرَّکَ عَلَیَّ وَقَالَ: ((عَادَ بِخَیْرِ دِیْنِہٖ، الْعُلَا تَابَ، وَاسْتَھَلَّتِ السَّمَاءُ۔)) (مسند احمد: ۱۷٦۹۳)

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم چھوٹے تھے تو نبی کریم ﷺ نماز کے موقع پر ہمارے چہروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور ہمارے لئے برکت کی دعاء کرتے تھے، ایک دن آپ تشریف لائے تو میرے دائیں بائیں جو بچے تھے، ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرا اور مجھے چھوڑ دیا، وجہ یہ تھی کہ میں اپنی بہن کے ہاں گیا تھا، اس نے مجھے زرد رنگ لگا دیا تھا، مجھ سے کسی نے کہا: تیرے چہرے کو نبی کریم ﷺ نے چھوڑ دیا ہے، کیونکہ تیرے چہرے پر یہ رنگ لگا ہوا ہے، پس میں ایک کنویں کیا طرف گیا، اس میں اترا اور غسل کیا، پھر میں دوسری نماز میں حاضر ہوا تو میرے پاس سے نبی کریم ﷺ گزرے اور میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعاء کی اور فرمایا: ''یعلی بہترین دین کے ساتھ لوٹا ہے اور اس کی توبہ سے آسمان بھی روشن ہوگیا ہے (یعنی آسمان کے فرشتے خوش ہوئے ہیں۔)''

(۸۱٦٤)۔(وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ اغْتَسَلْتُ وَتَخَلَّقْتُ بِخَلُوقٍ وَکَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُ وُجُوھَنَا فَلَمَّا دَنَا مِنِّی جَعَلَ یُجَافِی یَدَہُ عَنِ الْخَلُوقِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((یَا یَعْلٰی مَا حَمَلَکَ عَلَی الْخَلُوقِ أَتَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ لِی: ((اِذْھَبْ

(دوسری سند) سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے غسل کیا اور خلوق خوشبو لگا لی، نبی کریم ﷺ ہمارے چہروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے، جب میرے قریب آئے تو آپ نے خلوق سے اپنے ہاتھ کو نہ لگنے دیا، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے یعلی! یہ خلوق کیوں لگائی ہے؟ کیا شادی کی ہے؟'' میں نے عرض کی: جی نہیں، شادی تو نہیں کی،

(۸۱٦٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن یعلی: اما ان یکون عبد اللہ واما عثمان، وعبد اللہ بن یعلی، قال البخاری: فیہ نظر، وأما عثمان فھو مجھول، ویونس بن خباب قد ضُعِّف (انظر: ۱۷۵۵۱)

(۸۱٦٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر بن عبد اللہ بن یعلی و أبوہ ضعیفان، أخرجہ ابن خزیمۃ: ۲٦۷۵ (انظر: ۱۷۵۵۵)

فَاغْسِلْهُ۔)) قَالَ فَمَرَرْتُ عَلٰی رَكِيَّةٍ، فَجَعَلْتُ أَقَعُ فِيهَا ثُمَّ جَعَلْتُ أَتَدَلَّكُ بِالتُّرَابِ حَتّٰی ذَهَبَ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((عَادَ بِخَيْرِ دِينِهِ الْعُلَا نَابَ وَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٩٨)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر جا اور اسے دھو دے۔'' پس میں ایک کنوئیں کی طرف گیا، اس میں اترا اور مٹی سے مل مل کر خلوق کو دھو ڈالا، یہاں تک کہ اس کے نشانات ختم ہو گئے، پھر میں آپ ﷺ کی طرف آیا، جب نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''یعلی بہترین دین کے ساتھ لوٹا ہے اور اس کی توبہ سے آسمان بھی روشن ہوگیا ہے (یعنی آسمان کے فرشتے خوش ہوئے ہیں۔)''

(٨١٦٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَبِي رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ قَالَ: ((اِغْسِلْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ۔)) قَالَ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ۔ (مسند احمد: ١٧٦٩٥)

(تیسری سند) سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے اوپر زعفران کی زردی کا داغ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دھو، پھر اس کو دھو، پھر اس کو دھو اور اس کے بعد یہ نہیں لگانی۔'' پس میں نے اس کو دھویا اور پھر وہ دوبارہ نہیں لگائی۔

(٨١٦٦)۔(وَفِي لَفْظٍ: وَعَلَيَّ صُفْرَةٌ مِنْ زَعْفَرَانَ، قَالَ: ((اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ۔)) قَالَ: فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ أَعُدْ۔ (مسند احمد: ١٧٦٩٥)

(ایک روایت میں ہے:) اور مجھ پر زعفران کی وجہ سے زردی کا نشان تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دھو، پھر دھو اور پھر دھو اور دوبارہ نہیں لگانی۔'' وہ کہتے ہیں: پس میں نے اس کو دھویا اور پھر دوبارہ کبھی نہیں لگائی۔

فائدہ: خلوق: ایک قسم کی معروف خوشبو ہے، جو زعفران اور خوشبو کی دوسری اقسام سے تیار کی جاتی ہے، اس کے رنگ پر سرخی اور زردی غالب ہوتی ہے۔

یہ خوشبو مردوں کے لیے منع ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے، زعفران کا حکم پیچھے گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَطِيبِ النِّسَاءِ

عورتوں اور مردوں کی خوشبو کا بیان

(٨١٦٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

(٨١٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٦٨٥ (انظر: ١٧٥٥٣)

(٨١٦٦) تخريج: انظر الاحاديث السابقة

(٨١٦٧) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٢١٧٤، والترمذي باثر الحديث: ٢٧٨٧ (انظر: ١٠٩٧٧)

اللّٰهِ ﷺ: ((أَلا إِنَّ طِيبَ الرَّجُلِ مَا وُجِدَ رِيحُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ يُوجَدْ رِيحُهُ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٩٠)

فرمایا: ''مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ہو اور رنگ نمایاں نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس کا رنگ نمایاں ہو اور اس کی خوشبو نہ ہو۔''

(٨١٦٨)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ وَلا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ قَالَ وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ وَقَالَ أَلا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لا لَوْنَ لَهُ أَلا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لا رِيحَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢١٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ سرخ رنگ کی ریشم کی چادر پر سوار ہوں گا، نہ عصفر بوٹی سے رنگا کپڑا پہنوں گا اور نہ ایسی قمیص پہنوں گا، جس کے گریبان اور آستینوں پر ریشم لگا ہوا ہو۔'' ساتھ ہی حسن نے اپنی قمیص کے گریبان کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو اور خوشبو کی مہک نہ ہو۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مرد حضرات وہ خوشبو لگائیں جس کا رنگ نہ ہو اور مہک دور تک جائے، نیت اصل میں سنت پر عمل کرنا ہو، آج کل اس قسم کی خوشبوئیں اور عطر بہت زیادہ ہیں، جیسے گلاب، کستوری، عنبر اور کافور وغیرہ اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے جو رنگدار ہو، مگر دور تک مہک نہ ہو جیسا کہ زعفران، خلوق یا مہندی ہے لیکن جب عورت خاوند کے پاس ہو باہر نہ جانا ہو پھر جو چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُحْلِ

سرمہ کا بیان

(٨١٦٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: عِنْدَ النَّوْمِ) يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔)) (مسند احمد: ٢٢١٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تمہارا سب سے بہترین سرمہ اثمد ہے، سوتے وقت استعمال کیا کرو، یہ نظر کو جلا بخشتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

(٨١٦٨) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "ولا البس القميص المكفف بالحرير" فقد صح ما يخالفه، وهذا اسناد لم يسمع الحسن البصري من عمران، أخرجه ابوداود: ٤٠٤٨، وأخرجه مختصرا الترمذي: ٢٧٨٨ (انظر: ١٩٩٧٥)

(٨١٦٩) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٨٧٨، ٤٠٦١ (انظر: ٢٢١٩)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ مُنْبِتَةٌ لِلشَّعْرِ مُذْهِبَةٌ لِلْقَذٰى، مُصَفَّاةٌ لِلْبَصَرِ۔)) ''تم اثمد سرمہ لازمی طور پر استعمال کیا کرو، یہ بال اگاتا ہے، آنکھ میں پڑنے والے تنکے یا ذرے کو نکال دیتا ہے اور آنکھ کی صفائی کرتا ہے۔'' (طبرانی: ۱/۱۲/۱، صحیحہ: ۶۶۵)

اثمد ایک معروف پتھر ہے، جو سرخی مائل سیاہ ہوتا ہے، حجاز کے علاقے میں پایا جاتا ہے، اس کی سب سے عمدہ قسم اصبہان میں پائی جاتی ہے۔

آجکل بھی سعودی عرب میں اثمد سرمہ پایا جاتا ہے، منگوا کر استعمال کرنا چاہئے۔

(۸۱۷۰)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ۔ (مسند احمد: ۳۳۱۸)

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اس سے ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ ڈالتے تھے۔

(۸۱۷۱)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ كُلَّ لَيْلَةٍ قَبْلَ اَنْ يَنَامَ، وَكَانَ يَكْتَحِلُ فِيْ كُلِّ عَيْنٍ ثَلَاثَةَ اَمْيَالٍ۔ (مسند احمد: ۳۳۲۰)

(تیسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو سونے سے پہلے اثمد سرمہ ڈالا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنکھ میں تین سرمچو ڈالتے تھے۔

(۸۱۷۲)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اكْتَحَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَكْتَحِلْ وِتْرًا، وَاِذَا اسْتَجْمَرَ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا)) (مسند احمد: ۱۷۵٦٤)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی تم میں سے کوئی سرمہ ڈالے تو طاق سرمہ ڈالے اور جب پتھروں سے استنجاء کرے تو طاق پتھر استعمال کرے۔''

(۸۱۷۳)۔وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهٗ۔ (مسند احمد: ۸۵۹٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۸۱۷۰) تخريج: حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹۹، والترمذى: ۲۰٤۸ (انظر: ۳۳۱۸)

(۸۱۷۱) تخريج: حسن، أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٤۹ (انظر:)

(۸۱۷۲) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۱۷/ ۹۳۲، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ۳۲۱ (انظر: ۱۷٤۲۸)

(۸۱۷۳) تخريج: حديث حسن (انظر: ۸٦۱۱)

(٨١٧٤)۔عَنْ اَبِی النُّعْمَانِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّہٖ وَکَانَ قَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِکْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ، فَاِنَّهٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٠١)

سیدنا معبد بن ابی ہوذہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خوشبودار اثمد سرمہ ڈالا کرو، کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔“

(٨١٧٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ ہُوْذَۃَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالْاِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ۔ (مسند احمد: ١٦١٦٩)

(دوسری سند) سیدنا معبد بن ہوذہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوتے وقت خوشبودار اثمد سرمہ ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

(٨١٧٦)۔عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اکْتَحَلَ فَلْیُوْتِرْ، وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ عَلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ٨٨٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو سرمہ ڈالے، وہ طاق سرچو لگائے، جس نے ایسا کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا۔“

فوائد:...... اثمد سرمہ آنکھوں سے بہتے پانی یا زخم کی صورت میں مفید ہے، پلکوں کو مضبوط کرتا ہے، آنکھوں کی پلکیں لمبی کرتا ہے، بوڑھوں اور بچوں کے لئے خصوصی علاج ہے۔

❁❁❁

(٨١٧٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد الرحمن بن النعمان، قال الحافظ فی "التقریب": مجھول، أخرجه الدارمی: ٢/ ١٥، والبیھقی: ٤/ ٢٦٢ (انظر: ١٥٩٠٦)

(٨١٧٥) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد الرحمن بن النعمان، قال الحافظ فی "التقریب": مجھول، أخرجه ابو داود: ٢٣٧٧ (انظر: ١٦٠٧٢)

(٨١٧٦) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حصین الحمیری، ولجھالة ابی سعد الخیر، أخرجه ابو داود: ٣٥، وابن ماجه: ٣٣٧، ٣٣٨، ٣٤٩٨ (انظر: ٨٨٣٨)

۵۳: كِتَابُ الْاَدَبِ
آداب کی کتاب

اَبْوَابُ سُنَنِ الْفِطْرَةِ
فطرت والی سنتوں کے ابواب

(۸۱۷۷)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ، قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقٌ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ۔)) يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۷٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت سے ہیں، مونچھیں کٹوانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا، ناخن تراشنا اور انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو اچھی طرح دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور استنجاء کرنا۔'' مصعب راوی کہتے ہیں: میں دسویں چیز بھول گیا ہوں، لگتا ہے کہ وہ کلی ہوگی۔

فوائد:...... ''بَرَاجِم'': اس کی واحد ''بُرْجُمَة'' ہے، اس سے مراد وہ تمام جگہیں ہیں، جہاں میل کچیل جمع ہوتا ہے اور توجہ نہ کی جائے تو پانی وہاں نہیں پہنچتا، مثلا: انگلیوں کی گرہیں اور پورے، جسم کے دیگر جوڑ اور ہتھیلی کی لکیریں وغیرہ۔

(۸۱۷۸)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ، قَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَالْخِتَانُ)) (مسند احمد: ۷۱۳۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور ختنہ کروانا۔''

(۸۱۷۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٦۱ (انظر: ۲۵۰٦۰)

(۸۱۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۸۹۱، ٦۲۹۷، ومسلم: ۲۵۷ (انظر: ۷۱۳۹)

(۸۱۷۹)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ، وَ تَقْلِيْمُ الْاَظَافِرِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ۔)) وَقَالَ إِسْحَاقُ مَرَّةً: وَقَصُّ الشَّوَارِبِ۔ (مسند احمد: ۵۹۸۸)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیر ناف بال مونڈنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں کاٹنا فطرت سے ہیں۔''

(۸۱۸۰)۔عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ اَوِ الْفِطْرَةِ، اَلْمَضْمَضَةُ، وَالْاِسْتِنْشَاقُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَالسِّوَاكُ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظَافِرِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَالْاِخْتِتَانُ، وَالْاِنْتِضَاحُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۱۷)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ امور فطرت سے ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈال کر اس کو جھاڑنا، مونچھیں کاٹنا، مسواک کرنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، ختنہ کروانا اور وضوء کے بعد شرمگاہ پر پانی چھڑکنا۔''

(۸۱۸۱)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا مَرَّةً۔ (مسند احمد: ۱۳۱۴۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھیں کٹانے، ناخن تراشنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لئے چالیس دن کی مدت متعین کی ہے۔

فوائد:...... اس حدیث مبارکہ میں زیادہ سے زیادہ دنوں کا تعین کیا گیا ہے، نظافت کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی جلدی اس صفائی کا اہتمام کرلیا کرے۔

ان احادیث میں فطرت والے امور کا احاطہ نہیں کیا گیا، لہٰذا یہ کوئی تعارض نہیں ہے کہ بعض احادیث میں دس امور کا ذکر ہے، بعض میں پانچ اور بعض میں ان سے کم یا زیادہ، اصل مقصد تعداد کو بیان کرنا نہیں ہے۔

ان چیزوں کے فطرت ہونے سے مراد یہ ہے کہ فطرتِ انسانیہ ان امور کا تقاضا کرتی ہے، فطرت کا معنی سنت بھی کیا گیا ہے کیونکہ دینِ اسلام بھی فطرتِ انسانیہ کے عین مطابق ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام ان چیزوں پر عمل پیرا رہے۔

(۸۱۷۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۸۸۸، ۵۸۹۰ (انظر: ۵۹۸۸)

(۸۱۸۰) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۵۴ (انظر: ۱۸۳۲۷)

(۸۱۸۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵۸ (انظر: ۱۳۱۱۱)

بَابُ الْخِتَانِ

ختنہ کا بیان

(٨١٨٢)۔عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ مَکْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ)) (مسند احمد: ٢٠٩٩٤)

سیدنا ابو ملیح اپنے باپ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ختنہ مردوں کے لئے تو سنت ہے اور عورتوں کے لئے عزت ہے۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ذہن نشین کر لیں کہ ختنہ کی وجہ سے لذت کی حس میں کمی آ جاتی ہے، اور یہی ہماری شریعت میں مطلوب ہے کہ لذت کو بھی کم کیا جائے اور نسل کو بھی باقی رکھا جائے، یہی افراط وتفریط کے درمیان اعتدال والی راہ ہے اور ختنہ کی وجہ سے ہم بستری کا سلسلہ بھی کم وقت میں ختم ہو جاتا ہے اور اس میں عورت کے لیے بھی آسانی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (سیدہ ام عطیہ سے) فرمایا: ((إِذَا خَفَضْتِ فَأَشِمِّی وَلَا تَنْهَکِی، فَإِنَّهُ أَسْرٰی لِلْوَجْهِ، وَأَحْظٰی لِلزَّوْجِ)) ...... ''جب تو (کسی لڑکی کا) ختنہ کرے تو کچھ کھال چھوڑ دیا کر اور (کاٹنے میں) مبالغہ آمیزی نہ کیا کر، کیونکہ یہ چیز چہرے کو خوبصورت بنانے والی اور اسے خاوند کے لیے مقبول بنانے والی ہے۔'' (معجم اوسط للطبرانی: ٣/١٣٣/٢٢٧٤، صحیحہ: ٧٢٢)

عورت کا ختنہ عربوں کے ہاں معروف تھا، اب بھی عرب کے بعض علاقوں میں یہ ختنہ کیا جاتا ہے، جیسے مرد کا ختنہ کرتے وقت زائد کھال کو کاٹ دیا جاتا ہے، اسی طرح عورت کا ختنہ کرتے وقت اس کی شرمگاہ پر نظر آنے والا مرغ کی کلغی کی طرح کا چمڑا کاٹا جاتا ہے، اس حدیث میں ختنہ کرنے والی عورت کے لیے ختنے کا طریقہ اور وجہ بیان کی گئی ہے۔

ختنہ میں صفائی بھی ہے، کیونکہ مرد و زن دونوں کی شرمگاہوں سے گوشت کے زائد حصے کو کاٹ دیا جاتا ہے اور ازدواجی زندگی میں اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اگر ہمارے ہاں خواتین کا ختنہ معروف نہ ہو سکا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ احادیث میں اس کا وجود ہی نہیں ملتا یا دنیا کے کسی علاقہ میں ان پر عمل نہیں ہوتا۔

(٨١٨٣)۔عَنْ عُثَیْمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ أَسْلَمْتُ فَقَالَ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْکُفْرِ۔)) یَقُولُ: ((احْلِقْ۔)) قَالَ وَأَخْبَرَنِی آخَرُ مَعَهُ أَنَّ

ابو کلیب جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا میں مسلمان ہو چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کفر کے بال اتار پھینک۔'' دوسرے راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کفر کے بال منڈ وا دے۔''

(٨١٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن أرطاة مدلس وقد عنعن، وقد اضطرب فيه، أخرجه الترمذي: ١٠٨٠ (انظر: ٢٠٧١٩)

(٨١٨٣) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٣٥٦ (انظر: ١٥٤٣٢)

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۱۰)

مجھے ایک اور آدمی نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دوسرے بندے سے فرمایا: ''کفر کے بالوں کو اتار پھینک اور ختنہ کر۔''

فوائد:...... شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: اللہ تعالی بہتر جانتے ہیں، بہر حال ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا معنی ومفہوم یہ نہیں کہ مسلمان ہونے والا ہر شخص اپنے سر کے بال منڈوا دے۔ یہاں ''شعر الکفر'' کہہ کر بالوں کی کفر کی طرف اضافت کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالوں کا کوئی خاص ڈیزائن تھا، جسے کافروں کی علامت سمجھا جاتا تھا، یہ علامتیں مختلف علاقوں میں مختلف ہوتی ہیں، .... نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ختنہ اسلام کی علامت ہے اور اسلام قبول کرنے والے پر ختنہ کروانا واجب ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۰۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے شواہد ذکر کیے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ کروانا ضروری ہے، اگرچہ مسلمان ہونے والا بڑی عمر کا آدمی ہو، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر کے بعد ختنہ کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو: صحیحہ: ۲۹۷۷)

(۸۱۸٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَيْهِ ثَمَانُوْنَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ۔)) (مسند احمد: ۸۲٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نے اسی (۸۰) برس کی عمر کے بعد ختنہ کیا اور تیشے کے ساتھ ختنہ کیا تھا۔''

فوائد:...... بہتر یہی ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کروالیا جائے، اگر کسی عذر یا علم نہ ہونے کی وجہ سے یا کفر وغیرہ کی وجہ سے ختنہ نہ کیا جا سکے تو بعد میں جب اور جیسے ممکن ہوگا، ختنہ کیا جائے گا۔

بَابُ اَخْذِ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ
مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا بیان

(۸۱۸۵)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ۱۹٤۸۸)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی مونچھیں نہیں کاٹتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(۸۱۸٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی

(۸۱۸٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٩٨، ومسلم: ٢٣٧٠ (انظر: ٨٢٦٤)
(۸۱۸۵) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٧٦١، والنسائي: ١/ ١٥، ٨/ ١٢٩ (انظر: ١٩٢٧٣)
(۸۱۸٦) تخريج: اسناده ضعيف، سماك بن حرب حسن الحديث، الا في روايته عن عكرمة اضطراب، أخرجه الترمذي: ٢٧٦٠ (انظر: ٢٧٣٨)

اللّٰهِ ﷺ يَقُصُّ شَارِبَهُ، وَكَانَ أَبُوْكُمْ إِبْرَاهِيْمُ مِنْ قَبْلِهِ يَقُصُّ شَارِبَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۸)

مونچھیں کاٹا کرتے تھے اور آپ ﷺ سے پہلے تمہارے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی مونچھیں کاٹا کرتے تھے۔

(۸۱۸۷)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللُّحٰى۔)) (مسند احمد: ٤٦٥٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں اچھی طرح منڈواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

(۸۱۸۸)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا مِنْ هٰذَا، وَدَعُوْا هٰذَا۔)) يَعْنِي شَارِبَهُ الْأَعْلٰى يَأْخُذُ مِنْهُ، يَعْنِي الْعَنْفَقَةَ۔ (مسند احمد: ٥٣٢٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس سے بال کاٹا کرو اور اس کو چھوڑ دو۔'' آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ اوپر والے ہونٹ کے بال کاٹے جائیں اور نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے بال چھوڑ دیئے جائیں (کیونکہ وہ داڑھی کا حصہ ہوتے ہیں، ان بالوں کو داڑھی بچہ کہتے ہیں)۔

(۸۱۸۹)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: جُزُّوْا (وَفِيْ لَفْظٍ: قُصُّوْا) الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللُّحٰى۔)) (مسند احمد: ٨٧٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

(۸۱۹۰)۔(عَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَعْفُوا اللُّحٰى، وَخُذُوا الشَّوَارِبَ، وَغَيِّرُوْا شَيْبَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔)) (مسند احمد: ٨٦٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کٹاؤ اور اپنے سفید بالوں کو تبدیل کرو اور اس طرح یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔''

(۸۱۹۱)۔عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہل کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں

(۸۱۸۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۸۹۳، ومسلم: ۲۵۹ (انظر: ٤٦٥٤)

(۸۱۸۸) تخريج: اسناده ضعيف جدا، لضعف ثوير بن ابی فاخته، قال الدار قطنی: متروك، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۵۳۲۶ (انظر: ٥٣٢٦)

(۸۱۸۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۰ (انظر: ۸۷۷۸)

(۸۱۹۰) صحيح، انظر لشطره الاول الحديث السابق، والشطر الثانی أخرجه الترمذی: ۱۷۵۲ (انظر: ۸٦۷۲)

(۸۱۹۱) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۷۹۲٤ (انظر: ۲۲۲۸۳)

عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ، وَخَالِفُوا اَهْلَ الْكِتَابِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۳۹)

بڑھاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔''

(۸۱۹۲)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بِتُّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: ضِفْتُ) بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ وَقَالَ: ((مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ شَارِبِي وَفِي، فَقَصَّهُ لِي عَلٰى سِوَاكٍ، أَوْ قَالَ: ((أَقُصُّهُ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۲۵)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی کریم ﷺ کے پاس بطور مہمان ٹھہرا، آپ ﷺ نے بکری کے پہلو کے گوشت کے متعلق حکم دیا تو اسے بھونا گیا، پھر آپ ﷺ نے چھری لی اور میرے لئے اس گوشت سے کاٹنے لگ گئے، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی، آپ ﷺ نے چھری وہیں رکھ دی اور فرمایا: ''بلال کے ہاتھ خاک آلود ہوں (ذرا اور ٹھہر جاتا تو کیا ہو جاتا) سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے نیچے مسواک رکھ انہیں کاٹ دیا، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کو مسواک پر کاٹتا ہوں۔''

فوائد: ...... اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہونٹ کے پاس بالوں کے نیچے مسواک رکھ کر قینچی سے بال کاٹ لیے جائیں۔

داڑھی اسلام کا شعار، انبیائے کرام کی سنت اور نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامت ہے، بے شمار احادیث میں اس کی تاکید موجود ہے، بلکہ آپ ﷺ نے مونچھیں تراشنے اور داڑھی بڑھانے کو فطرت قرار دیا ہے۔ اب مسلمانوں پر فرنگی تہذیب اس قدر غالب آ چکی ہے اور مسلمانوں کی فطرت اس قدر مسخ اور بد ہو گئی ہے کہ اس فرض پر عمل کرنے والا جھجک محسوس کرنے لگا ہے۔

قرآن مجید میں بھی داڑھی کے حسن کا اشارۃً ذکر کیا گیا ہے، منشائے الٰہی یہ ہے کہ داڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے، تا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا تقاضا بھی پورا ہو سکے۔

احادیثِ مبارکہ میں درج ذیل پانچ الفاظ کے ساتھ داڑھی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے:

أَعْفُوْا (بال باقی رکھو، نہ کاٹو)

أَوْفُوْا (پورا اور مکمل کرو)

أَرْخُوْا (چھوڑ دو، لٹکاؤ)

(۸۱۹۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۱۸۸ (انظر: ۱۸۲۳۶)

أَرْجُوْا (چھوڑ دو،) ایک روایت میں ہے: "اَرْخُوْا" (لٹکنے دو)

وَفِّرُوْا (بال چھوڑ دو، بڑھاؤ)

ان سب کا مفہوم اور نتیجہ یہ ہے کہ داڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں درج ذیل مختلف الفاظ ثابت ہیں:

جُزُّوْا (کاٹو، کترواؤ)

قُصُّوْا (قینچی سے کاٹو، کترو) اکثر روایات میں مختلف صیغوں کے ساتھ یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔

اَحْفُوْا (بالکل صاف کرو، اچھی طرح کاٹو)

خُذُوْا (پکڑو یہ بھی کاٹنے کے معنی میں ہے)

اِنْهَكُوْا (خوب اچھی طرح کاٹو)

ان مختلف الفاظ کی وجہ سے مونچھیں کاٹنے یا مونڈنے کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے،

سلف کی ایک جماعت نے "اَحْفُوْا" اور "اِنْهَكُوْا" جیسے الفاظ کی روشنی میں یہ کہہ دیا کہ مونچھیں مونڈنی چاہئیں، اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

جبکہ امام نووی نے کہا: راجح مسلک یہ ہے کہ مونچھوں کو اتنا کاٹا جائے کہ ہونٹ کا کنارہ واضح ہو جائے اور ان کو بالکل صاف نہ کرے، "اَحْفُوْا" کا تعلق ان بالوں سے ہے، جو ہونٹوں پر لٹک رہے ہوں، امام مالک نے "الموطا" میں یہی رائے دی ہے کہ مونچھوں کو اتنا کاٹا جائے کہ ہونٹ کے کنارے نظر آنے لگیں۔

راجح مسلک امام نووی کا نظر آ رہا ہے، حدیث نمبر (۸۱۹۲) کے مطابق آپ ﷺ نے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی مونچھیں مسواک پر رکھ کر کاٹیں اور اکثر احادیث میں "قَصّ" باب کے الفاظ ہیں، جن کے معانی قینچی سے کاٹنے کے ہیں، بلکہ جن احادیث میں فطرتی چیزیں بیان کی گئیں، ان میں بھی "قَصُّ الشَّارِب" کے الفاظ ہیں، لہٰذا مونچھ کو قینچی وغیرہ سے اتنا چھوٹا کر دینا چاہیے کہ اس کے بال ہونٹ پر نہ گریں، بلکہ ہونٹ سے اوپر اوپر رہیں۔ مونچھ کو مونڈنا نہیں چاہیے، "اِنْهَكُوْا" اور "اَحْفُوا" جیسے الفاظ کو مبالغہ پر محمول کیا جائے، یعنی قینچی وغیرہ سے کاٹ کر چھوٹی چھوٹی کر لی جائیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ "اِنْهَكُوْا" اور "اَحْفُوا" کا معنی یہ ہو کہ جتنا ہو سکے قینچی سے مونچھوں کے بال کاٹ لیے جائیں، اور "قَصّ" کا معنی یہ ہو کہ ہونٹ پر اتنے بال رہنے دیئے جائیں کہ ہونٹ کا کنارہ نظر آنے لگے، بہر حال مونچھوں کو مونڈنا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لفظ "قَصّ" کو دیگر الفاظ "اِنْهَكُوْا" اَحْفُوْا" کے ساتھ ملا کر غور کیا جائے تو بات یہ سمجھ آتی ہے کہ قینچی وغیرہ کے ساتھ بال اچھی طرح کاٹ لیے جائیں البتہ مونڈنا اور چیز ہے، جو ادھر مراد نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ: فَضْلِ الشَّيْبِ وَ كَرَاهَةِ نَتْفِهِ

سفید بالوں کی فضیلت اور ان کو اکھاڑنے کی کراہت کا بیان

(۸۱۹۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ وَرُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ أَوْ حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ۔)) (مسند احمد: ٦٦٧٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بڑھاپے کے سفید بالوں کو مت اکھاڑو، کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہے، جو بھی مسلمان اسلام میں بوڑھا ہو جاتا ہے، تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے یا اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَلشَّيْبُ نُورٌ فِي وَجْهِ الْمُسْلِمِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُورَهُ۔)) ...... ''سفید بال مسلمان کے چہرے کا نور ہیں، جو چاہتا ہے، وہ اپنا نورا کھاڑتا رہے۔'' (شعب الایمان للبیہقی: ۲/ ۲۵۰، ۲، صحیحہ: ۱۲۴۴)

ہمارا اپنا مزاج ہے، شریعت کا اپنا مزاج ہے، ہم ایک چیز سے گریز کرتے ہیں، جبکہ شریعت کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ ہم اس کے ساتھ متصف نظر آئیں، ان میں سے ایک چیز سفید بال ہیں، جو مومن کے چہرے کا نور ہیں اور اس کے لیے نیکیوں کا اور بلندیٔ درجات کا سبب ہیں۔

معلوم نہیں کہ یہ چیز ہم کب سمجھیں گے کہ جب آدمی کی عمر اٹھارہ بیس سال ہو جاتی ہے اور اس کی داڑھی مونچھ آ جاتی ہے تو اس کا احترام اس کے چہرے کی حسن کی وجہ سے نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کی اچھی یا بری خصلتوں کی وجہ سے اس کو اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تو پچاس ساٹھ برس کی عمر کے بزرگ بھی کلین شیو ہو کر ''پپو'' بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ باتیں سلیم الفطرت لوگوں کے لیے ہیں، جو شرعی حسن کو خوبصورتی سمجھتے ہیں۔

ہمارے ماحول کی فطرت مسخ ہو گئی ہے، لوگوں کو ڈاڑھی مونڈنے والوں پر تعجب نہیں ہوتا، نہ وہ اس کو برائی سمجھتے ہیں، تعجب اس پر کیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نے داڑھی رکھ لی ہے۔ رہا مسئلہ سفید بالوں کا تو شروع شروع میں ان کو اکھاڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، جب وہ زیادہ ہو جائیں تو کالا خضاب لگا کر ان کی سفیدی کو سیاہی میں بدلنے کی نامراد اور مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں سرے سے ان برائیوں کو محسوس ہی نہیں کیا جاتا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو قابل مذمت ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس کی مثال تو اس معاشرے کی طرح ہے، جس میں رہنے والے سارے لوگ ناک کٹے تھے، جب وہاں ایک سالم ناک والا بندہ گیا تو وہ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگے کہ دیکھو! اس بیچارے کے چہرے پر ناک لگا ہوا ہے، یہ کتنا بدصورت لگ رہا ہے!

(۸۱۹۳) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ٤٢٠٢، وأخرجه مختصرا النسائی: ٨/ ١٣٦، وابن ماجه: ٣٧٢١، والترمذی: ٢٨٢١ (انظر: ٦٦٧٢)

(٨١٩٤)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهٖ وَفِيْهِ): وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا۔)) (مسند احمد: ٦٩٣٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں آخری الفاظ یوں ہیں: ''اور اس کے ذریعہ سے برائی مٹا دی جاتی ہے۔'' نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بزرگ کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے۔''

(٨١٩٥)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ شَيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ شَعْرَةً۔ (مسند احمد: ٥٦٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے تقریباً بیس بال سفید تھے۔

(٨١٩٦)۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِيْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ، وَخَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَخَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ۔ (مسند احمد: ١١٩٨٧)

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بمشکل بیس بال سفید تھے۔ اور سیدنا ابو بکر ؓ مہندی اور کتم (ایک پودا جو سیاہ رنگ کے طور پر استعمال ہوتا ہے) ملا کر لگاتے اور سیدنا عمر ؓ نے صرف مہندی لگا کر بالوں کو رنگا تھا۔

(٨١٩٧)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْسَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٧١٤٩)

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے تو یہ بڑھاپے کی سفیدی روز قیامت اس کے لئے نور بن جائے گی۔''

فوائد:...... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں): عرف کا لحاظ رکھیں تو اس کا معنی جہاد ہوگا، یعنی جس نے سیاہ بالوں کی عمر سے جہاد شروع کیا اور بالوں کے سفید ہو جانے تک یہ عمل جاری رکھا، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد ہر نیک کام ہو، کیونکہ احادیث میں مومن کے سفید بالوں کو اس کے لیے نور قرار دیا گیا ہے، جب کہ جہاد کی فضیلت تو سفید بالوں کی محتاج نہیں، وہ تو اس کے بغیر بھی فضیلت والا ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ بال ہی نور بن جائیں گے یا ان کی بنا پر نور حاصل ہوگا۔

(٨١٩٤) تخريج: انظر للحديث الاول الحديث بالطريق الاول، والحديث الثاني صحيح، أخرجه الترمذي: ١٩٢٠ (انظر: ٦٩٣٧)

(٨١٩٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٣٠ (انظر: ٥٦٣٣)

(٨١٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٥٠، ومسلم: ٢٣٤١ (انظر: ١١٩٦٥)

(٨١٩٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٩٦٥، ٣٩٦٦، والنسائي: ٦/ ٢٧، والترمذي: ١٦٣٨ (انظر: ١٧٠٢٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَغْيِيرِ الشَّيْبِ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَنَحْوِهِمَا

سفید بالوں کو مہندی اور کتم (ایک پودا) وغیرہ سے رنگنے کا بیان

(٨١٩٨)۔عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوْا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ۔)) (مسند احمد: ١٤١٥)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بالوں کی سفیدی کو تبدیل کرو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔''

(٨١٩٩)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوْا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى)) (مسند احمد: ١٠٤٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو تبدیل کرو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔''

(٨٢٠٠)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي حَدِيْثِهِ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْأَمْرُ بِالْأَصْبَاغِ فَأَحْلَكُهَا أَحَبُّ إِلَيْنَا، قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ۔ (مسند احمد:)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔ امام زہری نے کہا: آپ ﷺ نے رنگنے کا حکم دیا ہے، اور مجھے سخت سیاہ رنگ سب سے زیادہ پسند ہے، امام زہری خود سیاہ رنگ لگاتے تھے۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنے کی اصل وجہ اور علت یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت ہو، جبکہ آپ ﷺ ان اہل کتاب کے مخالفت کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے تھے، اس علت اور وجہ کی بنا پر بالوں کو رنگنا مستحب اور مؤکد ہے۔

اگلے باب میں کالے رنگ سے رنگنے کے حکم کی وضاحت آ رہی ہے۔

(٨٢٠١)۔عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَكَانَ شَعْرُهُ يَبْلُغُ كَتِفَيْهِ اَوْ مَنْكِبَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٧٦٣٦)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مہندی اور کتم (پودا) کے ساتھ بال رنگتے تھے، آپ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

فوائد:...... وسمہ: یمن میں پائی جانے والی ایک بوٹی ہے، یہ سرخی مائل سیاہ رنگ نکالتی ہے، جبکہ مہندی کا رنگ

(٨١٩٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ١٣٧ (انظر: ١٤١٥)

(٨١٩٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٧٥٢ (انظر: ١٠٤٧٢)

(٨٢٠٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ١٣٧ (انظر: ٨٠٨٣)

(٨٢٠١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٧٢٦، والبيهقي في "دلائل النبوة": ١/ ٢٣٨ (انظر: ١٧٤٩٧)

سرخ ہوتا ہے، اگر اس کو اور مہندی کو ملایا جائے تو سیاہی اور سرخی کا درمیانہ رنگ نکلتا ہے، جس کو ہم (Dark brown) کہتے ہیں۔

آج کل بازار سے جو ڈارک براؤن رنگ کی ٹیوب ملتی ہے، عام طور پر اس کا رنگ سیاہ ہی محسوس ہوتا ہے دیکھنے والا اسے براؤن نہیں سمجھتا۔ ایسے رنگ سے پرہیز کرنا چاہیے واقعتاً سرخی اور سیاہی کے درمیان والا ہو تو ٹھیک ہے مہندی اور کتم ملا کر لگانے والے بھی بتاتے ہیں کہ اس سے تھوڑا سا سرخی میں فرق آتا ہے، زیادہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (عبداللہ رفیق)

خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں وہ رنگ نہیں لگایا جا سکتا جو واضح طور پر کالا نظر آتا ہو، مزید وضاحت کے لیے اگلا باب ملاحظہ ہو۔

(۸۲۰۲)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ حَجَجْتُ فَرَأَيْتُ رَجُلًا جَالِسًا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبِي: تَدْرِي مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ، إِذَا رَجُلٌ ذُو وَفْرَةٍ بِهِ رَدْعٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: رِدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ) وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَرَاَيْتُ الشَّيْبَ اَحْمَرَ)۔ (مسند احمد: ۷۱۱۲)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ میں نے حج کیا اور میں نے کعبہ کے سائے میں ایک آدمی کو دیکھا، میرے ابا جان نے مجھ سے کہا: کیا تجھے معلوم ہے یہ کون آدمی ہے؟ یہ نبی کریم ﷺ ہیں، جب ہم آپ تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بال کان تک تھے اور بالوں پر مہندی کے نشانات تھے اور آپ ﷺ نے دو سبز رنگ کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں، میں نے دیکھا کہ آپ کے سفید بال مہندی کی وجہ سے سرخ نظر آ رہے تھے۔

فوائد:...... ''وفرہ'' ان بالوں کو کہتے ہیں، جو کان کی لو تک پہنچتے ہیں۔

(۸۲۰۳)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَخْضُوْبًا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔ (مسند احمد: ۲۷۲٤۹)

عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں: میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے کچھ بال نکالے، وہ مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

(۸۲۰٤)۔عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هٰذَا الشَّيْبُ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین چیز، جس سے تم ان سفید بالوں کو تبدیل

(۸۲۰۲) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۷۲۱ (انظر: ۷۱۱۲)

(۸۲۰۳) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۸۹۷ (انظر: ۲۶۷۱۳)

(۸۲۰٤) تخریج: حديث صحيح (انظر: ۲۱٤۸۹)

الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٢١)

کرتے ہو، وہ مہندی اور وسمہ ہیں۔''

(٨٢٠٥)۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخِي رَافِعُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَا مَخْضُوبٌ بِالْحِنَّاءِ وَأَخِي مَخْضُوبٌ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: هٰذَا خِضَابُ الْإِسْلَامِ وَقَالَ لِأَخِي رَافِعٍ: هٰذَا خِضَابُ الْإِيمَانِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٣٦)

سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا بھائی رافع بن عمرو امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، میں نے بالوں کو مہندی کے ساتھ اور میرے بھائی نے زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگا ہوا تھا۔ مجھ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اسلامی رنگ ہے، اور میرے بھائی رافع سے کہا: یہ ایمانی رنگ ہے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ زرد رنگ مہندی سے افضل ہے، کیونکہ ایمان کا مرتبہ اسلام سے زیادہ ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(٨٢٠٦)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا نَحْوًا مِنْ سَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ عِشْرِينَ شَعْرَةً فِي مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ وَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَشِنْ بِالشَّيْبِ، فَقِيلَ لِأَنَسٍ: أَشَيْنٌ هُوَ؟ قَالَ كُلُّكُمْ يَكْرَهُهُ وَلٰكِنْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَخَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ۔ (مسند احمد: ١٢٨٥٩)

حمید کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے بالوں کو رنگتے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ کی داڑھی مبارک کے شروع میں سترہ یا بیس سے زیادہ سفید بال نظر نہیں آتے تھے، آپ ﷺ بڑھاپے کے سفید بالوں کے عیب سے پاک رہے ہیں۔ کسی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا بڑھاپے کے سفید بال عیب ہیں؟ انھوں نے کہا: بس تم اس کو پسند نہیں کرتے، البتہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مہندی اور وسمہ سے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو رنگ کرتے تھے۔

فوائد:...... سفید بال مسلمان کے لیے نور اور وقار ہیں، عیب ہونے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ان کے بال کالے رہیں اور سفید نہ ہوں، یا سفید بالوں کا سفید باقی رہنا عیب ہے، یعنی مہندی وغیرہ کے ذریعے ان کی سفیدی کو تبدیل کر دینا چاہیے، تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت ہو جائے، جیسا کہ جب آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جن کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سفیدی کو بدل دو۔

(٨٢٠٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حبيب بن عبد الله الازدى، وضعف ابنه عبد الصمد بن حبيب (انظر: ٢٠٦٦٠)

(٨٢٠٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٨٩٤، ومسلم: ٢٣٤١ (انظر: ١٢٨٢٨)

(٨٢٠٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمَنْحَرِ وَرَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ يَقْسِمُ أَضَاحِيَّ فَلَمْ يُصِبْهُ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا صَاحِبَهُ فَحَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ فَأَعْطَاهُ فَقَسَمَ مِنْهُ عَلٰى رِجَالٍ وَقَلَّمَ أَظْفَارَهُ فَأَعْطَاهُ صَاحِبَهُ قَالَ فَإِنَّهُ لَعِنْدَنَا مَخْضُوبٌ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ يَعْنِي شَعْرَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٥٨٨)

سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں قربان گاہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا، قریش کا ایک اور آدمی بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ قربانی کے جانور تقسیم کر رہے تھے، نہ آپ ﷺ نے قربانی کا جانور لیا اور نہ اس آدمی نے لیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوایا اور بال ایک کپڑے میں جمع کیے، پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھی کو وہ بال دیئے، اس نے انہیں کچھ آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور آپ ﷺ نے اپنے ناخن بھی ترشوا کر اپنے ساتھی کو دیئے، آپ ﷺ کے وہ بال ابھی تک ہمارے پاس موجود ہیں، وہ مہندی اور وسمہ میں رنگے ہوئے ہیں۔

(٨٢٠٨)۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي (يَعْنِي طَارِقَ بْنَ أَشْيَمَ رضي الله عنه) وَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كَانَ خِضَابُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْوَرْسَ وَالزَّعْفَرَانَ۔ (مسند احمد: ١٥٩٧٧)

سیدنا ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ہمارا خضاب ورس بوٹی اور زعفران ہوتا تھا۔

(٨٢٠٩)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَتْنِي أُمُّ غُرَابٍ عَنْ بُنَانَةَ قَالَتْ: مَا خَضَبَ عُثْمَانُ قَطُّ (تَعْنِي عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ) رضي الله عنه۔ (مسند احمد: ٥٣٨)

بنانہ بیان کرتی ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبھی بالوں کو رنگ نہیں لگایا تھا۔

(٨٢١٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَخْضِبْ قَطُّ، إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ وَفِي الْعَنْفَقَةِ وَفِي الرَّأْسِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، بس آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے سامنے والے حصے میں، داڑھی بچے میں، کنپٹیوں میں اتنے

(٨٢٠٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن خزيمة: ٢٩٣٢، والحاكم: ١/ ٤٧٥ (انظر: ١٦٤٧٤)
(٨٢٠٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٢٩٧٥، والطبراني في "الكبير": ٨١٧٦ (انظر: ١٥٨٨٢)
(٨٢٠٩) تخريج: اسناده ضعيف، ام غراب طلحة لايعرف حالها (انظر: ٥٣٨)
(٨٢١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٤١ (انظر: ١٣٢٦٣)

وَفِي الصُّدْغَيْنِ شَيْئًا لَا يَكَادُ يُرٰى، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۹٦)

معمولی بال سفید تھے کہ ان کو دیکھنا بھی مشکل ہوتا تھا، البتہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مہندی سے رنگا کرتے تھے۔

فوائد:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہندی اور کتم وغیرہ لگانا یا نہ لگانا، اوپر دونوں قسم کی روایات گزری ہیں، مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، یعنی جن صحابہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہندی وغیرہ نہیں لگاتے تھے، ان کی بات کو ان کے علم پر ہی محمول کریں گے، یعنی ان کو رنگنے کا علم نہ ہو سکا، بہرحال ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رنگنے اور نہ رنگنے، دونوں کا ثبوت ملتا ہے۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قولی احادیث تو یہی ہیں کہ سفید بالوں کو رنگنا چاہیے، ہاں اگر تھوڑے بال سفید ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کو بھی رنگنا چاہیے اور بعض اوقات سفید ہی رہنے دیا جائے۔

بَابُ كَرَاهَةِ تَغْيِيرِ الشَّيْبِ بِالسَّوَادِ
سفید بالوں کو کالا رنگ لگانے کی کراہت کا بیان

(۸۲۱۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَكُونُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ قَالَ حُسَيْنٌ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگا کریں گے، جیسے کبوتروں کے سینے کے بال ہوتے ہیں، یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔''

(۸۲۱۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ شَابَ إِلَّا يَسِيرًا وَلٰكِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَعْدَهُ خَضَبَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ قَالَ وَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِيهِ أَبِي قُحَافَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَحْمِلُهُ حَتّٰى وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ:

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو معمولی بال سفید ہوئے تھے، البتہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما آپ کے بعد مہندی اور کتم ملا کر خضاب لگایا کرتے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئے، یہ فتح مکہ کے دن کی بات ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۸۲۱۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٤٢١٢، والنسائي: ٨/ ١٣٨ (انظر: ٢٤٧٠)

(۸۲۱۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٩٤، ومسلم: ٢٣٤١ (انظر: ١٢٦٣٥)

((لَوْ أَقْرَرْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ لَأَتَيْنَاهُ مَكْرُمَةً لِأَبِي بَكْرٍ۔)) فَأَسْلَمَ وَلِحْيَتُهُ وَرَأْسُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوهُمَا وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٦٢)

''اگرتم بزرگ کوان کے گھر ہی ٹھہرنے دیتے تو ابوبکر کی عزت افزائی کے لیے ہم خود ہی ان کے پاس چلے جاتے۔'' پھر ابو قحافہ نے اسلام قبول کیا، ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کے رنگ کو تبدیل کر دو، البتہ سیاہی سے بچو۔''

فوائد:...... ثغامہ: ایک درخت جو پہاڑ کی چوٹی پر اگتا ہے، اس کا پھل اور پھول سفید ہوتے ہیں، اور جب یہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کی سفیدی بڑھ جاتی ہے۔

(٨٢١٣)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ السَّوَادَ۔)) (مسند احمد: ١٣٦٢٣)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کا رنگ تبدیل کر دو، البتہ سیاہی اس کے قریب نہ کرو۔''

(٨٢١٤)۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ جِيءَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَأَنَّ رَأْسَهُ ثَغَامَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبُوا بِهِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٥٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، ان کے سر کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو ان کی کسی عورت کے پاس لے جاؤ، تاکہ وہ ان کے بالوں کو رنگ کر تبدیل کر دے، البتہ ان کو سیاہی سے بچاؤ۔''

(٨٢١٥)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الزَّنْجِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ صَابِغًا رَأْسَهُ بِالسَّوَادِ۔ (مسند احمد: ١٦٧٩٨)

زنجی بیان کرتے ہیں میں نے امام زہری کو دیکھا، انہوں نے سر کے بالوں کو سیاہ رنگ کر رکھا تھا۔

فوائد:...... امام زہری نے کہا: أمر النبی بالاصباغ، فأحلکها أحب الینا۔ ...... نبی کریم ﷺ نے بالوں کو رنگنے کا حکم دیا اور مجھے سب سے زیادہ سخت سیاہ رنگ زیادہ پسند ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: ٢٠١٧٦)
ممکن ہے کہ امام زہری کو ان روایات کا علم نہ ہو، جن کے مطابق آپ ﷺ نے کالے رنگ سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

(٨٢١٣) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البزار: ٢٩٨٠، وقد سلف بنحوه فی الحدیث السابق (انظر: ١٣٥٨٨)
(٨٢١٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٢١٠٢ (انظر: ١٤٤٠٢)
(٨٢١٥) تخریج: هذا الاثر صحیح (انظر: ١٦٦٧٨)

بہر حال آپ ﷺ نے سختی سے کالے رنگ سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اس لیے کسی صورت میں اس کی گنجائش نہیں نکالنی چاہیے، باقی ہر وہ رنگ لگایا جا سکتا ہے، جس کے بارے میں یہ پتہ چلتا ہو کہ یہ کالا نہیں ہے، سرخی مائل سیاہی میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ پچھلے باب سے ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيُ تَقْلِيُمِ الْاَظَافِرِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَانُقَاءِ الرَّوَاجِبِ

ناخن تراشنے، زیر ناف بال مونڈنے اور انگلیوں کے جوڑوں کو صاف کرنے کا بیان

(٨٢١٦)۔عَنْ أَبِي وَاصِلٍ قَالَ لَقِيتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ فَصَافَحَنِي فَرَأَى فِي أَظْفَارِي طُولًا فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَسْأَلُ أَحَدُكُمْ عَنْ خَبَرِ السَّمَاءِ وَهُوَ يَدَعُ أَظْفَارَهُ كَأَظَافِيرِ الطَّيْرِ يَجْتَمِعُ فِيهَا الْجَنَابَةُ وَالْخَبَثُ وَالتَّفَثُ)) وَلَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ مَرَّةً الْأَنْصَارِيَّ قَالَ غَيْرُهُ أَبُو أَيُّوبَ الْعَتَكِيُّ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَبِي سَبَقَهُ لِسَانُهُ يَعْنِي وَكِيعٌ فَقَالَ لَقِيتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَإِنَّمَا فَهُوَ أَبُو أَيُّوبَ الْعَتَكِيُّ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٣٨)

ابو واصل کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ایوب انصاری سے ملا، انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جب میرے لمبے ناخن دیکھے تو کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم باتیں تو آسمان کی پوچھتے ہو، لیکن ناخن پرندوں کے ناخنوں کی مانند لمبے لمبے رکھتے ہو، ان میں جنابت، خباثت اور میل کچیل جمع ہو جاتی ہے۔'' وکیع نے ایک بار ابو ایوب کے نام کے ساتھ انصاری کا لفظ نہیں کہا اور دوسرے راویوں نے ابو ایوب عتکی کہا ہے، ابو عبد الرحمن نے کہا: میرے باپ نے کہا: امام وکیع سے سبقت لسانی ہو گئی اور انھوں نے کہہ دیا کہ میں ابو ایوب انصاری کو ملا ہوں، جبکہ یہ تو ابو ایوب عتکی ہیں۔

فوائد:...... آسمان کی باتیں پوچھنے سے مراد شرعی حکم دریافت کرنا ہے، گویا کہ اس حدیث میں طنز کیا جا رہا ہے کہ شریعت کے مسائل اس کو دریافت کرنے چاہئیں جو شرعی احکام پر عمل کر رہا ہو، یعنی عملی طور پر بھی شریعت کا پابند ہونا چاہیے اور مسائل بھی دریافت کرنے چاہئیں۔

(٨٢١٧)۔يَزِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَحْلِقْ عَانَتَهُ وَيُقَلِّمْ أَظْفَارَهُ وَيَجُزَّ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)) (مسند احمد: ٢٣٨٧٦)

یزید بن عمرو معافری کہتے ہیں کہ بنو غفار کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو زیر ناف بال نہ مونڈے، ناخن نہ تراشے اور مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(٨٢١٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي واصل، ثم انه مرسل، فان ابا ايوب هذا ليس هو الانصاری الصحابی فيما قاله غير واحد من اهل العلم، بل هو تابعی ثقة، أخرجه الطيالسی: ٥٩٩، والبيهقی: ١/ ١٧٥، والطبرانی: ٤٠٨٦ (انظر: ٢٣٥٤٢)

(٨٢١٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣٤٨٠)

(٨٢١٨)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ أَبْطَأَ عَنْكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: ((وَلِمَ لَا يُبْطِئُ عَنِّي وَأَنْتُمْ حَوْلِي لَا تَسْتَنُّونَ وَلَا تُقَلِّمُونَ أَظْفَارَكُمْ وَلَا تَقُصُّونَ شَوَارِبَكُمْ وَلَا تُنَقُّونَ رَوَاجِبَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢١٨١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سے ملاقات کرنے میں جبریل علیہ السلام نے تاخیر کر دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دیر کیوں نہ کریں، جبکہ تم میرے اردگرد ہو، نہ تو تم مسواک کرتے ہو، نہ ناخن تراشتے ہو، نہ مونچھیں کاٹتے ہو اور نہ انگلیوں کی گرہوں کو اچھی طرح دھوتے ہو۔''

(٨٢١٩)۔عَنْ سَوَادَةَ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَمَرَ لِي بِذَوْدٍ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((إِذَا رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِكَ فَمُرْهُمْ فَلْيُحْسِنُوا غِذَاءَ رِبَاعِهِمْ وَمُرْهُمْ فَلْيُقَلِّمُوا أَظْفَارَهُمْ وَلَا يَعْبِطُوا بِهَا ضُرُوعَ مَوَاشِيهِمْ إِذَا حَلَبُوا۔)) (مسند احمد: ١٦٠٥٧)

سیدنا سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے مجھے اونٹ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ''جب تم اپنے گھر لوٹو تو انہیں حکم دینا کہ وہ موسم ربیع میں اونٹوں کے پیدا ہونے والے بچوں کی غذا اچھی دیں اور وہ اپنے ناخن بھی تراش کر رکھا کریں تاکہ جب وہ دودھ دوہیں تو ناخنوں سے مویشیوں کے تھن زخمی نہ کر دیں۔''

فوائد:...... اگر ناخن بڑے ہوں تو دودھ دوہتے وقت مویشی کو تکلیف ہو گی، اس لیے آپ ﷺ نے ایسے افراد کو ناخن کاٹ دینے کا حکم دیا ہے۔

ان احادیث میں ناخن کاٹنے، زیر ناف بال مونڈنے اور جوڑوں کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، یہ فطرتی امور ہیں، ان کا معاملہ واضح ہے۔

زیر ناف بالوں کی حد بندی کیا ہے؟ اس معاملے میں عوام الناس کو ''زیر ناف'' کے لفظ سے دھوکہ ہوا ہے، یاد رہے کہ ''زیر ناف'' کا معنی کسی حدیث کے الفاظ کا ترجمہ نہیں ہے، بلکہ اس میں شریعت کے مقصود کی طرف ہلکا سا اشارہ کیا گیا ہے، شریعت نے شرمگاہ پر اگنے والے بال مونڈنے کا حکم دیا اور چونکہ شرمگاہ ناف سے نیچے ہوتی ہے، اس لیے زیر ناف کا لفظ استعمال کر دیا گیا، اب آپ درج ذیل پیراگراف پر غور کریں:

احادیث میں ''حَلْقُ الْعَانَةِ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن کے معانی درج ذیل ہیں:

''حَلْق'': مونڈنا

(٨٢١٨) تخريج: اسناده ضعيف، ثعلبة بن مسلم الخثعمي لم يوثقه غير ابن حبان، وأبو كعب لايسمى ولا يعرف، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٢٢٢٤ (انظر: ٢١٨١)

(٨٢١٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٤٨٢ (انظر: ١٥٩٦١)

''اَلْعَانَةِ'': مَا يَنْبُتُ عَلَى الْفَرْجِ۔ (یعنی وہ بال جو فرج پر اگتے ہیں) اور فرج کا اطلاق اگلی اور پچھلی دونوں شرمگاہوں پر ہوتا ہے، تو ''حَلْقُ الْعَانَةِ'' کا معنی یہ ہوا کہ اگلی اور پچھلی شرم گاہوں پر اگنے والے بال کاٹے جائیں۔

اب یہ کوئی پیچیدہ بات نہیں ہے کہ پیٹ، ٹانگ اور شرمگاہ، ہر ایک کی اپنی اپنی حد اور شکل ہے، جو حصہ شکل کے اعتبار سے شرمگاہ میں داخل ہے، صرف اس پر اگنے والے بال کاٹے جائیں گے، نہ کہ ٹانگ اور پیٹ پر اگنے والے بال۔ اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر اگنے والے بالوں کا حکم مرد و زن دونوں کے لیے برابر ہے۔

بَابُ جَوَازِ اتِّخَاذِ الشَّعْرِ وَاِكْرَامِهٖ
بال رکھنے اور ان کو سنوارنے کے جواز کا بیان

(۸۲۲۰)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ، وَفِيْ لَفْظٍ: لَا يُجَاوِزُ اُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۴۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بال نصف کانوں تک آتے تھے، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کے بال آپ ﷺ کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔

(۸۲۲۱)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ شَعْرٌ يُصِيْبُ (وَفِيْ لَفْظٍ: يَضْرِبُ) مَنْكِبَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۹۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔

(۸۲۲۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دُوْنَ الْجُمَّةِ وَفَوْقَ الْوَفْرَةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۸۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بال کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تک ہوتے تھے۔

فوائد:...... عربی میں سر کے لمبے بالوں کے لیے تین لفظ استعمال کیے جاتے ہیں:

جُمّہ: وہ بال جو کندھوں تک ہوں یا کندھوں کو چھو رہے ہوں۔

وَفْرَہ: وہ بال جو کانوں کے برابر تک ہوں۔

لِمَّہ: جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں۔

پیارے رسول مکرم ﷺ کے مبارک بالوں کے بارے میں تینوں الفاظ عام استعمال کیے گئے ہیں، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کٹنگ کرواتے وقت کانوں کے نچلے حصے کے برابر بال کاٹ لیتے ہوں، جب وہ بڑھتے بڑھتے کندھوں کو لگنے لگتے تو پھر کاٹ دیتے ہوں۔

(۸۲۲۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۱۱۸)

(۸۲۲۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۹۰۳، ۵۹۰٤، ومسلم: ۲۳۳۸ (انظر: ۱۲۱۷۵)

(۸۲۲۲) صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٤۱۸۷، والترمذي: ۱۷۵۵، وابن ماجه: ۳٦۳۵ (انظر: ۲٤۸۷۱)

(٨٢٢٣)۔عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ مَرَّةً وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٢٨)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں آئے تو آپ کی چار مینڈھیاں تھیں۔

فوائد:...... بچوں کے بال قابو میں رکھنے کے لیے تو ان کی مینڈھیاں بنا دینا عام تھا، اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بڑے مرد بھی مینڈھیاں بنا سکتے ہیں۔

(٨٢٢٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُئُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ، قَالَ يَعْقُوبُ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ وَيُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ يَعْقُوبُ فِي بَعْضِ مَا لَمْ يُؤْمَرْ قَالَ إِسْحَاقُ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ فَسَدَلَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرک اپنے بالوں کی مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بالوں کو بغیر مانگ کے چھوڑ دیتے تھے، جب تک نبی کریم ﷺ کو نیا اور خاص حکم نہیں دیا جاتا تھا، اس وقت تک آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے شروع میں بالوں کو پیشانی پر چھوڑے رکھا، پھر مانگ نکالنا شروع کر دیا تھا۔

(٨٢٢٥)۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْدُلَهَا ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١٣٢٨٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب تک چاہا نبی کریم ﷺ نے اپنے بالوں کو سیدھا چھوڑے رکھا، پھر مانگ نکالنا شروع کر دی۔

فوائد:...... عادات میں جب تک نہی نہ آئے، جواز قائم رہتا ہے، چونکہ مانگ نکالنے سے نہی وارد نہیں ہوئی، لہذا مانگ نکالنا جائز ہے اور نہ نکالنا بھی جائز ہے، کیونکہ نکالنے کا حکم بھی وارد نہیں ہوا، آپ ﷺ سے مانگ نکالنا بھی ثابت ہے اور نہ نکالنا بھی، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کی بابت شریعت نے کوئی مخصوص حکم نہیں دیا، حالات کے تحت دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، ایسے مسائل میں آپ ﷺ کا اہل کتاب کی موافقت کرنا ان کی تالیف قلبی کے لیے تھا کہ شاید وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں، مگر جب محسوس ہوا کہ ان کی موافقت مفید نہیں تو آپ ﷺ نے ان کی موافقت چھوڑ دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت اس لیے بھی پسند تھی کہ وہ کم از کم، دعوے کی حد تک ہی سہی، سماوی دین پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار تھے، اس کے برعکس مشرکین تو پکے بت پرست تھے۔ مانگ درمیان

(٨٢٢٣) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤١٩١، والترمذي: ١٧٨١، وابن ماجه: ٣٦٣١ (انظر: ٢٦٨٩٠)

(٨٢٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٥٨، ٣٩٤٤، ومسلم: ٢٣٣٦ (انظر: ٢٢٠٩)

(٨٢٢٥) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن خالد فمن رجال مسلم، والصواب في هذا الحديث الارسال، أخرجه الحاكم: ٢/ ٦٠٦ (انظر: ١٣٢٥٤)

میں نکالنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ درمیان سے مانگ نکالنا ہی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۸۲۲۶)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ صَدَعْتُ فَرْقَهُ عَنْ يَافُوْخِهِ، وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۶۸۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں جب نبی کریم ﷺ کے بالوں کی مانگ نکالا کرتی تھی تو آپ کے سر کی چوٹی سے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی تھی اور پیشانی کے بال آپ کی آنکھوں کے درمیان یعنی آپ ﷺ کی پیشانی پر چھوڑ دیتی تھی۔

(۸۲۲۷)۔عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه فَدَعَا ابْنًا لَهُ يُقَالُ: لَهُ عُثْمَانُ، لَهُ ذُؤَابَةٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۶)

ہبیرہ بن یریم کہتے ہیں: ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انھوں نے اپنے بیٹے کو بلایا، اس کا نام عثمان تھا اور اس کے بالوں کی مینڈھی تھی۔

(۸۲۲۸)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا۔ (مسند احمد: ۱۶۹۱۶)

سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بلاناغہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "التَّرَجُّل" کے معانی ہیں: بالوں میں کنگھی کرنا، ان کو صاف کرنا اور ان کو خوبصورت بنانا۔

"غِبًّا" کا معنی ہے: ایک دن کر لینا اور دوسرے دن ترک کر دینا۔

لیکن درج ذیل احادیث پر غور کریں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((أَكْرِمُوْا الشَّعْرَ۔)) ...... "بالوں کی تعظیم کیا کرو۔" (مسند بزار: ۲۹۷۴، صحیحہ: ۲۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ۔)) ...... "جس کے بال ہوں، وہ ان کی تکریم کیا کرے۔" (ابوداود: ۵۰۰، صحیحہ: ۵۰۰)

ان احادیث سے پتہ چلا کہ سر اور داڑھی کے بال سنوار کر رکھنے چاہئیں، لیکن اس سلسلے میں بیچ میں وقفہ بھی ہونا چاہیے، جیسا کہ حدیث نمبر (۸۲۲۸) سے معلوم ہوتا ہے، مزید جمع و تطبیق کی تفصیل درج ذیل ہے:

علامہ سندھی رحمہ اللہ نے کہا: مقصد یہ ہے کہ بالوں کو سنوارنے پر مداومت اور ہمیشگی اختیار نہ کی جائے۔ اہتمام کے ساتھ ایک دن کنگھی کرنا اور ایک دن نہ کرنا مراد نہیں ہے۔

(۸۲۲۶) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه ابوداود: ۴۱۸۹، و ابن ماجه: ۳۶۳۳ (انظر: ۲۶۳۵۵)

(۸۲۲۷) تخريج: اسناده ضعيف، شريك بن عبد الله النخعي سيىء الحفظ (انظر: ۱۱۱۶)

(۸۲۲۸) صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۱۵۹، والترمذي: ۱۷۵۶، والنسائي: ۸/ ۱۳۲ (انظر: ۱۶۷۹۳)

مقصودِ شریعت یہ ہے کہ مسلمان نہ تو ایسا ہو کہ ہفتوں تک نہانے اور بالوں کو سنوارنے کا اہتمام نہ کرے اور بالآخر اپنی حیثیت کو نہ سمجھنے والا قابل نفرت شخص بن جائے اور نہ ایسا ہو کہ ہر روز اور ہر وقت اپنی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر توجہ مرکوز رکھے، کیونکہ ہر وقت کی خوشحالی، آسودگی اور خوش عیشی بھی انسان کے مزاج میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کم صفائی رکھنے والے یا سادہ زندگی گزارنے والوں سے نفرت کرنے لگتا ہے یا کم از کم یہ ہوتا ہے کہ سادگی کی اہمیت اور فوائد کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

ایک دن صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ((آلَا تَسْمَعُوْنَ؟ آلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ .)) ...... ''کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ کہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔''

(ابو داود: ٤١٦١)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عمدہ لباس کے ساتھ ساتھ سادہ لباس کو بھی ترجیح دینی چاہیے اور مرغوب، لذیذ اور انواع و اقسام کی خوراک کے مقابلے میں روکھی سوکھی اور سادہ خوراک بھی استعمال کرنی چاہیے، کیونکہ دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں میں الجھنے کی وجہ سے آخرت کا دھیان کم پڑ جاتا ہے اور تکلفات سے اجتناب کرنے کی صورت میں توجہ آخرت کی طرف رہتی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ پاکیزگی، صفائی اور طہارت کا اہتمام کرنا اور چیز ہے اور عمدہ اور قیمتی لباس کا اہتمام کرنا اور چیز ہے۔ سادگی، صفائی کی متضاد چیز نہیں ہے۔

اس کی دوسری مثال یوں سمجھیں کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی جوتا استعمال کیا ہے اور اس کو پہننے کی ترغیب بھی دلائی ہے، لیکن ننگے پاؤں چلنے کا حکم بھی دیا ہے۔ غور کریں کہ قیمتی اور خوبصورت جوتا پہننے سے انسان کے جذبات کا کیا عالم ہوتا ہے، ننگے پاؤں چل کر ان جذبات کو معدوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ درج ذیل حدیث سے اس مسئلہ کی توضیح ہو جائے گی۔

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا۔)) ...... ''جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا چھوڑ دیا، درآں حالیکہ وہ اس کی طاقت رکھتا تھا، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے اسے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا پسند کرے، پہن لے۔'' (ترمذی، صحیحہ: ٧١٨)

اس حدیث میں تواضع کی اور دوسروں پر برتری نہ جتلانے کی فضیلت ہے۔ ایمان کے جوڑے سے مراد، جنت کے وہ اعلی جوڑے ہیں، جو صرف اہل ایمان کو پہنائے جائیں گے۔

اگر درج ذیل احادیث پر غور کیا جائے تو سادگی سے متعلقہ گزارشات کو آسانی سے سمجھا جا سکے گا:

ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((كَانَ ﷺ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيْصَ

وَيَقُولُ: ((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) (الصحيحة: ۲۱۳۰، و رواه أبو الشيخ: ۱۲۸، والسهمي في"تاريخ جرجان": ۳۱۵) ...... آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے، جوتا سلائی کرتے تھے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا.)) (الصحيحة: ۲۲۱۸، البخاري في"الأدب المفرد": ۵۵۰، و الديلمي: ۴/۳۳) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ میں پھنسا کر اس کو دوہا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقَزَعِ وَالرُّخْصَةِ فِي حَلْقِ الشَّعْرِ
قزع کی کراہت اور مکمل سر منڈوانے کی رخصت کا بیان

(۸۲۲۹)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ، قُلْتُ: وَمَا الْقَزَعُ؟ قَالَ: أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ، وَيُتْرَكُ بَعْضُهُ۔ (مسند احمد: ۵۱۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے، میں نے کہا: قزع سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کا بعض حصہ منڈوایا جائے اور بعض حصہ رہنے دیا جائے۔

(۸۲۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((احْلِقُوا كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوا كُلَّهُ)) (مسند احمد: ۵۶۱۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ دیکھا، اس کے سر کے کچھ بال منڈوائے گئے تھے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سارا سر منڈوا دو یا سارا سر چھوڑ دو۔''

فوائد:...... اس کو پیالہ کٹنگ کہتے ہیں کہ سر کے بعض حصے کو منڈوا دیا جائے اور بعض حصے کو چھوڑ دیا جائے، اس سے بندہ قبیح لگتا ہے، نیز بعض مشرکوں کی یہ عادت ہوتی تھی کہ وہ ایسے بال رکھتے تھے۔ ہونا یہ چاہیے کہ آدمی سر کے سارے بالوں کو یا تو منڈوا دے، یا قینچی سے کٹنگ کروائے۔

(۸۲۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر) تین دن تک

(۸۲۲۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۰ (انظر: ۵۱۷۵)

(۸۲۳۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۰ (انظر: ۵۶۱۵)

(۸۲۳۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۶۰۴ (انظر: ۱۷۵۰)

يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: ((لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ، ادْعُوا لِي ابْنَيْ أَخِي۔)) قَالَ: فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ((ادْعُوا إِلَيَّ الْحَلَّاقَ۔)) فَجِيءَ بِالْحَلَّاقِ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا۔ (مسند احمد: ۱۷۵۰)

ہمارے پاس تشریف نہ لائے، پھر آپ ﷺ آئے اور ہم سے فرمایا: ''آج یا کل کے بعد میرے بھائی جعفر پر نہ رونا، میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔'' پس ہمیں لایا گیا، ایسے لگ رہا تھا کہ ہم چوزے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: '''حجام کو بلاؤ۔'' پس حجام کو لایا گیا، پھر اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی سر منڈوایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ حکم مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے سر منڈوانا ناجائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنا سر منڈوائے (نسائی)

اَبْوَابُ التَّثَاؤُبِ وَالْعَطَاسِ وَآدَابِهِمَا

جمائی، چھینک اور ان کے آداب کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّثَاؤُبِ وَآدَابِهِ

جمائی اور ان کے آداب کا بیان

(۸۲۳۲)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِي فِيهِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۸۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جمائی آ جائے تو وہ حسبِ استطاعت اس کو روکے، کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... اگر آدمی ہونٹ بند کر کے ناک سے سانس لے تو جمائی رک جاتی ہے۔

(۸۲۳۳)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مَعَ التَّثَاؤُبِ)) (مسند احمد: ۱۱۹۱۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائی لے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے، کیونکہ شیطان جمائی کے ساتھ منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(۸۲۳۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَمَنْ عَطَسَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جو آدمی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو سننے

(۸۲۳۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۹۵ (انظر: ۱۱۲۶۲)

(۸۲۳۳) تخريج: انظر الحديث السابق

(۸۲۳۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۸۹، ۶۲۲۳، ۶۲۲۶ (انظر: ۹۵۳۰)

فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَإِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ آهْ آهْ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا فَتَحَ فَاهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ أَوْ بِهِ۔)) قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ ((وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ٩٥٢٦)

والے پر حق ہے کہ وہ ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہے اور جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اسے مقدور بھر روکے اور آہ آہ کی آواز نہ نکالے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' حجاج کے روایت میں ہے: ''رہا مسئلہ جمائی کا، تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔''

(٨٢٣٥)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ التَّثَاؤُبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ۔)) (مسند احمد: ٩١٥١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمائی شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آ جائے تو اس کو مقدور بھر روکے۔''

فوائد:...... جمائی سستی کی علامت ہے، بدن بوجھل ہوتا ہے، اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اس سے انسانی صورت بگڑ جاتی ہے، اس لئے اسے روکنے کا حکم ہے۔

چھینک سے دماغ میں ہلکا پن پیدا ہوتا ہے، احساسات صاف ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُطَاسِ وَآدَابِهِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ

چھینک، اس کے آداب اور چھینکنے والے کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰه کہنے کا بیان

(٨٢٣٦)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ ثَوْبَهُ أَوْيَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ مِنْ صَوْتِهِ۔ (مسند احمد: ٩٦٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چھینکتے تو اپنا کپڑا یا اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیتے اور آواز کو پست کر لیتے تھے۔

فوائد:...... ابوداود کی روایت کے الفاظ زیادہ بامعنی اور واضح ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ۔...... جب رسول اللہ ﷺ چھینکتے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا اپنے منہ پر رکھتے اور اس کے ذریعے اپنی آواز کو پست کر لیتے۔

یہ چھینکنے کا بہت خوبصورت ادب ہے، اگر آدمی یہ ادب استعمال نہ کرے تو عجیب قسم کی بلند آواز نکلتی ہے، چھینک کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے کہ منہ یا ناک سے کوئی چیز بھی نکل آئے، اس ادب سے اس قسم کی چیز کپڑے یا ہاتھ تک رہتی ہے۔

(٨٢٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٩٤ (انظر: ٩١٦٢)

(٨٢٣٦) تخريج: اسناده قوى، أخرجه ابوداود: ٥٠٢٩، والترمذى: ٢٧٤٥ (انظر: ٩٦٦٢)

(٨٢٣٧)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اَحَدُهُمَا اَشْرَفُ مِنَ الْآخَرِ، فَعَطَسَ الشَّرِيْفُ فَلَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ، فَلَمْ يُشَمِّتْهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَعَطَسَ الْآخَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمَّتَهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ الشَّرِيْفُ: عَطَسْتُ عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ، وَعَطَسَ هٰذَا عِنْدَكَ فَشَمَّتَّهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((اِنَّ هٰذَا ذَكَرَ اللّٰهَ فَذَكَرْتُهُ، وَاِنَّكَ نَسِيْتَ اللّٰهَ فَنَسِيْتُكَ۔)) (مسند احمد: ٨٣٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا، ان میں سے ایک دوسرے کی بہ نسبت زیادہ شرف والا تھا، شرافت والے نے چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہا، سوآپ ﷺ نے بھی اس کی چھینک کا جواب نہ دیا اور دوسرے نے چھینکا اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا، پس آپ ﷺ نے بھی اس کا جواب دیا، اس شرافت والے نے کہا: میں نے بھی آپ کے قریب چھینکا ہے، لیکن آپ نے میرا جواب نہیں دیا اور اس نے چھینکا تو آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے چھینک کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، پس میں نے بھی اس کا ذکر کیا اور تو اللہ تعالیٰ کو بھول گیا، پس میں نے بھی تجھے بھلا دیا۔''

فوائد:...... غور کریں کہ آپ ﷺ نے کن الفاظ کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہنے والے کو سمجھا رہے ہیں کہ اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو بھلایا، پس آپ ﷺ نے بھی اس کے حق میں دعائیہ کلمات نہ کہہ کر اس کو بھلا دیا۔

(٨٢٣٨)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) يَرْفَعُهُ: ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ١١٩١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کسی کو چھینک آئے تو وہ ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا کرے۔''

(٨٢٣٩)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَمَنْ عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى مَنْ سَمِعَهُ اَنْ يَقُوْلَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٩٥٢٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جو چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے، تو سننے والے پر حق ہے کہ وہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔

(٨٢٣٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٩٣٢ (انظر: ٨٣٤٦)

(٨٢٣٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه عبد الرزاق: ٣٣٢٥، والبيهقي: ٢/ ٢٨٩ (انظر: ١١٨٨٩)

(٨٢٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٨٩، ٦٢٢٣ (انظر: ٩٥٣٠)

(۸۲۴۰)۔عَـنْ أَبِی بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی أَبِی مُوسٰی (اَلْاَشْعَرِیِّ یَعْنِیْ وَالِدَهُ) فِی بَیْتِ ابْنَةِ أُمِّ الْفَضْلِ فَعَطَسْتُ وَلَمْ یُشَمِّتْنِی وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰی أُمِّی فَأَخْبَرْتُهَا فَلَمَّا جَائَهَا قَالَتْ عَطَسَ ابْنِی عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْهُ وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ فَلَمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰی، فَلَمْ أُشَمِّتْهُ وَإِنَّهَا عَطَسَتْ فَحَمِدَتِ اللّٰهَ تَعَالٰی فَشَمَّتُّهَا وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوهُ وَإِنْ لَمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تُشَمِّتُوهُ۔)) فَقَالَتْ أَحْسَنْتَ أَحْسَنْتَ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۳۲)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ ام فضل کی بیٹی ام کلثوم کے گھر میں تھے (یہ ان کی بیوی تھی)، میں نے چھینکا تو والد صاحب نے میرا کوئی جواب نہ دیا، لیکن جب ام کلثوم نے چھینکا تو انھوں نے ان کا جواب دیا، جب میں اپنی ماں کے پاس واپس آیا تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، جب میرے والد میری ماں کے پاس آئے تو میری والدہ نے کہا: میرے بیٹے نے چھینکا تو تم نے جواب نہیں دیا، لیکن جب ام کلثوم نے چھینکا تو تم نے جواب دیا ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں، تمہارے بیٹے نے چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا، اس لئے میں نے بھی جواب نہیں دیا اور اس خاتون نے چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، تو میں نے بھی اس کا جواب دیا، جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینکے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو تم اس کا جواب دو اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے تو پھر تم جواب نہ دو۔'' انھوں نے کہا: پھر تو تم نے اچھا کیا، بہت اچھا کیا۔

فوائد:...... چھینکنے کے آداب اور اس کے اذکار کا بیان ہو رہا ہے، تمام احادیث کا مفہوم واضح ہے۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ مَنْ عَطَسَ، وَمَا یَقُوْلُهُ لَهُ مَنْ حَوْلَهُ، وَمَا یَقُوْلُ لَهُمْ

اس چیز کا بیان کہ چھینکنے والا، اس کے اردگرد والے اور پھر وہ کون کون سے ذکر کرے

(۸۲۴۱)۔عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلْیَقُلْ مَنْ حَوْلَهُ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَلْیَقُلْ هُوَ: یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ)) (مسند احمد: ۹۷۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینکے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے اور اردگرد والے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہیں اور پھر چھینکنے والا یہ کہے: یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تمہاری حالت درست رکھے)۔''

(۸۲۴۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۹۲ (انظر: ۱۹۶۹۶)

(۸۲۴۱) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۳۷۱۵، والترمذی: ۲۷۴۱ (انظر: ۹۷۳)

(٨٢٤٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَحَدُهُمَا ذِی الْجَنَاحَیْنِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَ اللّٰهَ فَيُقَالُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَيَقُولُ: ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٨)

ذو الجناحین سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب چھینکتے اور الحمد اللہ کہتے تو جواب میں آپ ﷺ سے کہا جاتا: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، پھر آپ ﷺ فرماتے: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کرے)۔

(٨٢٤٣)۔ عَنْ أَبِی أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَلْيَقُلِ الَّذِی يَرُدُّ عَلَيْهِ: رَحِمَكَ اللّٰهُ، وَلْيَقُلْ هُوَ: يَهْدِيكَ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكَ)) قَالَ حَجَّاجٌ: ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)) (مسند احمد: ٢٣٩٨٥)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینکے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ کہے تو اس کو جواب دینے والا کہے: رَحِمَكَ اللّٰهُ اور اس کے جواب میں چھینکنے والا پھر کہے: (اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے)۔''

(٨٢٤٤)۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ آخَرَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فِی سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ: عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ فِی نَفْسِكَ؟ قَالَ: مَا أَرَدْتُ أَنْ تَذْكُرَ أُمِّی، قَالَ: لَمْ أَسْتَطِعْ إِلَّا أَنْ أَقُولَهَا كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ أَوْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

ہلال بن یساف، خالد بن عرفطہ کی آل کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا سالم بن عبید کے ساتھ ایک سفر میں تھا، ایک آدمی نے چھینکا اور اس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا، سالم بن عبید نے اسے یوں جواب دیا: تجھ پر اور تیری ماں پر سلام ہو، پھر وہ چلے اور اس چھینکنے والے سے کہا: شاید تو ناراض ہوگیا ہو؟ اس نے کہا: میرا یہ ارادہ تو نہیں تھا کہ تم یہاں میری ماں کا ذکر کرو (یہ تم نے نامناسب کام کیا ہے)، انھوں نے کہا: لیکن یہ کہے بغیر تو کوئی چارۂ کار نہ تھا، کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، ایک آدمی نے چھینکا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا، آپ ﷺ نے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''تجھ پر اور تیری ماں پر سلام ہو۔'' پھر آپ ﷺ

(٨٢٤٢) حسن لغيره، أخرجه الطحاوی: ٤/ ٣٠١، والبيهقی فی "شعب الايمان": ٩٣٤٠ (انظر: ١٧٤٨)

(٨٢٤٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذی: ٢٧٤١ (انظر: ٢٣٥٨٧)

(٨٢٤٤) تخريج: اسناده ضعيف لابهام رجلين فيه، ولاضطرابه، أخرجه ابوداود: ٥٠٣٢، والترمذی: ٢٧٤٠ (انظر: ٢٣٨٥٣)

الْعَالَمِينَ وَلْيَقُلْ لَهُ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ أَوْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ شَكَّ يَحْيَى وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٥٤)

نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، سننے والا اس کو یوں جواب دے: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، اور وہ چھینکنے والا پھر کہے: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ (اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری بخشش فرمائے)۔''

(٨٢٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((قُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔)) قَالَ الْقَوْمُ: مَا نَقُولُ لَهُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُولُوا لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔)) قَالَ: مَا أَقُولُ لَهُمْ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُلْ لَهُمْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٥٠٠١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس چھینکا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو۔'' چھینکنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب میں ان کے لئے کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کرے)۔''

(٨٢٤٦)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ: ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٩٨١٥)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس اس امید میں چھینکتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے لئے يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ کہیں گے، لیکن آپ ﷺ ان کا جواب یوں دیتے: ''يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ'' (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست کرے)۔

فوائد:...... رحمت کی دعا مسلمان کے ساتھ خاص ہے، البتہ ہر غیر مسلم کے لیے ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

(٨٢٤٧)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كُنْتُ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(٨٢٤٥) تخريج: حديث حسن بشواهده، أخرجه ابويعلى: ٤٩٤٦، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٣٠١ (انظر: ٢٤٤٩٦)

(٨٢٤٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٥٠٣٨، والترمذي: ٢٧٣٩ (انظر: ١٩٥٨٦)

(٨٢٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٩٣ (انظر: ١٦٥٠١)

جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَطَسَ رَجُلٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔)) ثُمَّ عَطَسَ أُخْرٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ)) (مسند احمد: ١٦٦١٥)

رسول اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی نے چھینکا اور (الحمد للہ کہا)، آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ''، اتنے میں وہ دوسری بار چھینکا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو زکام والا آدمی ہے۔''

فوائد:...... یہ روایت بعض سنن میں بھی ہے، سنن ابن ماجہ کا سیاق مکمل ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَهُوَ مَزْكُوْمٌ۔)) ......''چھینکنے والے کو تین بار تک یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا جائے گا، اگر وہ اس سے زیادہ چھینکے تو وہ مزکوم ہوگا۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ چھینکنے والے کا تین بار جواب دیا جائے گا، اگر اس کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری رہے تو وہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا، سو اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا درج ذیل تین اذکار میں سے کوئی ایک ذکر کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔

جواب دینے والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے گا اور پھر چھینکنے والا یہ دعا کرے گا: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

❁❁❁

كِتَابُ السَّلَامِ وَالْإِسْتِئْذَانِ وَآدَابٍ أُخْرَى

سلام، اجازت لینے اور دوسرے آداب کے مسائل

بَابُ الْحَثِّ عَلَى السَّلَامِ وَفَضْلِهِ وَكَرَاهَةِ تَرْكِهِ

سلام کہنے پر رغبت، اس کی فضیلت اور اس کو ترک کرنے کی کراہت کا بیان

(٨٢٤٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٩٧٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے اور تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے، اب کیا میں تمہیں وہ چیز بتا دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو گے تو تم آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے پس تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(٨٢٤٩)۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٥٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اور اس طرح بھائی بھائی بن جاؤ، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔''

(٨٢٥٠)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ، تَسْلَمُوْا،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو، تم سلامت رہو گے، صرف بعض لوگوں

(٨٢٤٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٤ (انظر: ٩٧٠٩)

(٨٢٤٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٢٥٢ (انظر: ٦٤٥٠)

(٨٢٥٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٤٧٧، ٩٧٩ (انظر: ١٨٥٣٠)

وَالْاَثَرَةُ اَشَرُّ)) (مسند احمد: ١٨٧٢٩) کو (ملاقات اور سلام کے لیے) ترجیح دینا بدترین بات ہے۔''

فوائد:...... ظاہر بات ہے کہ مسلمان بوقتِ ملاقات ایک دوسرے کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی دعائیں کریں گے تو نتیجتاً سلامتیاں ہی نصیب ہوں گی، دوسری احادیث کی روشنی میں سلام کی وجہ سے محبت بڑھے گی، ایمان میں اضافہ ہوگا اور جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

(٨٢٥١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَكُنْتُ فِيمَنْ انْجَفَلَ فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٩٣)

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ آپ ﷺ کی جانب ٹوٹ پڑے، میں بھی ان میں تھا، جب میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو بغور دیکھا تو میں جان گیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، پھر پہلی چیز جو میں نے آپ ﷺ سے سنی، وہ یہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سوئے ہوں تو تم نماز پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(٨٢٥٢)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ حَالِقَةُ الدِّينِ لَا حَالِقَةُ الشَّعَرِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤١٢)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اندر تم سے پہلی والی امتوں کی بیماری سرایت کر جائے گی اور وہ بیماری حسد اور بغض ہے، یہ دین کو ٹنڈ منڈ کر دینے والی ہے، یہ بالوں کو مونڈنے والی نہیں ہے (یہ تو دین کا ستیاناس کر دیتی ہے)، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہیں کرو گے اور کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو گے تو باہمی محبت کرنے والے بن جاؤ گے، پس سلام کو آپس میں عام کر دو۔''

(٨٢٥٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ وفيه: ((لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا

(دوسری سند) اس میں ہے: ''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تم ایمان نہیں لاؤ گے اور اس

(٨٢٥١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٣٣٤، والترمذي: ٢٤٨٥ (انظر: ٢٣٧٨٤)
(٨٢٥٢) تخريج: حسن، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٢٥١٠ (انظر: ١٤١٢)
(٨٢٥٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

حَتّٰی تَحَابُّوْا...... الخ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۰)

وقت تک ایمان نہیں لا سکتے، جب تک تم آپس میں محبت نہیں کرو گے،......۔''

(۸۲۵۴)۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلسَّلَامُ تَحِيَّةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۲۴)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلام کہنا اہل جنت کا تحفہ ہوگا۔''

(۸۲۵۵)۔عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَهُوَ اَوْلٰی بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۴۵)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو سلام کرنے میں پہل کرے گا، وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے قریب تر ہوگا۔''

فوائد:...... بہت ساری احادیثِ مبارکہ میں سلام کو عام کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' کی اشاعت کرنا نہ صرف امتِ مسلمہ کا شعار اور امتیاز ہے، بلکہ جنت میں لے جانے والا بہت بڑا سبب ہے، درج بالا احادیث کا بار بار مطالعہ کریں اور اپنے طرز حیات کو ان کے سانچے میں ڈھالیں۔

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' اللہ تعالی کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس کو محبت کا، محبت کو ایمان کا اور ایمان کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کہا اور ان سے جواب بھی موصول کیا۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' کہنے والے کو دس ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' کہنے والے کو بیس اور ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' کہنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداود، ترمذی) اسلام نے اپنے پیرکاروں کو ملاقات کے وقت یہ بہترین تحفہ عطا کیا ہے، جس میں ایک دوسرے کے لیے رحمت و سلامتی کی دعائیں کی جاتی ہیں، تمام آسمانی ادیان میں یہی سلام رائج رہا۔ کوئی تہذیب بھی اسلام کے اس قانون کا مماثل پیش نہ کر سکی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ السَّلَامَ اِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَضَعَهُ فِی الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) ......''اللہ تعالی کے اسمائے (حسنی) میں ایک نام ''سلام'' ہے، جسے اللہ نے زمین میں نازل کیا، پس تم آپس میں سلام کو عام کرو۔'' (الأدب المفرد للبخاری: ۹۸۹، صحیحہ: ۱۸۴)

(۸۲۵۴) تخريج: هذا اسناد ضعيف لاضطرابه، لكن له شاهد موقوف من حديث ابن عباس، رواه البيهقي في "الشعب"، أخرجه البزار: ۱۴۶۱، والطبراني في "الكبير": ۲۰/ ۹۰(انظر: ۱۹۴۰۴)

(۸۲۵۵) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۵۱۹۷ (انظر: ۲۲۱۹۲)

اللہ تعالیٰ کا ایک نام "سَلَام" ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کو مسلمانوں کے لیے بطورِ شعار زمین میں نازل فرما دیا اور اہل زمین کی ذمہ داری لگائی کہ وہ اس کو خوب پھیلا دیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر لکھتے ہیں: آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سلام کو عام کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کا دائرہ بڑا ہی وسیع ہے، لیکن بعض افراد نے اس سنت سے بے توجہی و لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے یا پھر اپنی جہالت و بے علمی کی بنا پر سلام کے دائرے کو تنگ کر دیا ہے۔ مثلا نمازی کو سلام کہنا، اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نمازی کو سلام کہنا غیرشرعی ہے، بلکہ امام نوویؒ نے ''الاذکار'' میں کراہت کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، حالانکہ صحیح مسلم کی شرح میں کہتے ہیں: ''نمازی کا اشارہ کر کے سلام کا جواب دینا مستحب ہے۔'' اور یہی سنت ہے، کئی احادیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کہا، آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو برقرار رکھا اور ان کے سلام کا جواب بھی دیا......۔

بَابُ فِيْ اِسْتِحْبَابِ تَعْمِيْمِ السَّلَامِ وَكَرَاهَةِ تَخْصِيْصِهِ بِمَنْ يُعْرَفُ

سلام کو عام کرنے کے مستحب ہونے اور معرفت والے لوگوں کے لیے خاص کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

(٨٢٥٦)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْنَا نَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا رَكَعَ النَّاسُ رَكَعَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَكَعْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ نَمْشِي فَمَرَّ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَهُوَ رَاكِعٌ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ سَأَلَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لِمَ قُلْتَ حِينَ سَلَّمَ عَلَيْكَ الرَّجُلُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ؟ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا كَانَتِ التَّحِيَّةُ عَلَى الْمَعْرِفَةِ۔)) (مسند احمد: ٣٦٦٤)

سیدنا اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز کھڑی ہوچکی تھی اور ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتے ہوئے آرہے تھے، جب لوگوں نے رکوع کیا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی رکوع کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ رکوع کیا، جبکہ ہم چل بھی رہے تھے، اتنے میں ایک آدمی گزرا اور اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! السلام علیکم، یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رکوع کی حالت میں ہی کہا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے)۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بعض لوگوں نے کہا: جب آپ پر ایک آدمی نے سلام کہا تھا تو آپ نے یہ کیوں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ معرفت کی بنا پر سلام ہوگا۔''

(٨٢٥٦) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٩٤٩١ (انظر: ٣٦٦٤)

(۸۲۵۷)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سَيَّارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوسًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: قَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ رَأَيْنَا النَّاسَ رُكُوعًا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا ثُمَّ مَشَيْنَا وَصَنَعْنَا مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ فَمَرَّ رَجُلٌ يُسْرِعُ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَلَمَّا صَلَّيْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ إِلٰى أَهْلِهِ جَلَسْنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّهُ عَلَى الرَّجُلِ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَتْ رُسُلُهُ أَيُّكُمْ يَسْأَلُهُ؟ فَقَالَ طَارِقٌ: أَنَا أَسْأَلُهُ، فَسَأَلَهُ حِينَ خَرَجَ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ حَتّٰى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ وَشَهَادَةَ الزُّورِ وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُورَ الْقَلَمِ۔ (مسند احمد: ۳۸۷۰)

(دوسری سند) طارق بن شہاب کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور کہا: اقامت کہی جا چکی ہے، وہ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ انھوں نے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا اور (صف تک پہنچنے سے پہلے ہی) رکوع کیا، ہم نے بھی رکوع کیا، پھر ہم رکوع کی حالت میں چلے (اور صف میں کھڑے ہو گئے) اور جیسے انھوں نے کیا ہم کرتے رہے۔ ایک آدمی جلدی میں گزرا اور کہا: ابو عبد الرحمٰن! السلام علیکم۔ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ جب ہم نے نماز پڑھ لی اور واپس آ گئے، وہ اپنے اہل کے پاس چلے گئے۔ ہم بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے: آیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ انھوں نے اُس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسولوں نے (اس کا پیغام) پہنچا دیا؟ تم میں سے کون ہے جو ان سے ان کے کہے کے بارے میں سوال کرے؟ طارق نے کہا: میں سوال کروں گا۔ جب وہ باہر آئے تو انھوں نے سوال کیا۔ جواباً انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے مخصوص لوگوں کو سلام کہا جائے گا اور تجارت عام ہو جائے گی، حتی کہ بیوی تجارتی امور میں اپنے خاوند کی مدد کرے گی، نیز قطع رحمی، جھوٹی گواہی، سچی شہادت کو چھپانا اور لکھائی پڑھائی (بھی عام ہو جائے گی)۔''

فوائد:...... عصر حاضر میں یہ امور ہو بہو پورے ہو چکے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نماز کے اندر ''صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ'' کہنا، یہ دراصل اس آدمی کو جواب نہیں دیا جا رہا تھا، بلکہ وہ لوگوں کی حالت دیکھ کر اللہ تعالی کے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہے تھے کہ کتنی جلدی قیامت کی علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔

(۸۲۵۷) اسناده حسن، أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ۱۰۴۹، والحاكم: ٤/ ٤٤٥ (انظر: ۳۸۷۰)

(٨٢٥٨)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اِشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ۔)) (مسند احمد: ٣٨٤٨)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو سلام اس کی معرفت کی بنا پر ہوگا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے، نیز مسلمان کو اس لیے سلام کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، جب آدمی ذاتی معرفت کی بنا پر سلام کہے گا تو وہ دراصل اللہ تعالی اور اس کے رسول کا حکم نہیں ہوگا، جبکہ اب وہی کچھ ہو رہا ہے، جس کو آپ ﷺ نے قیامت کی علامت قرار دیا تھا، اب کسی کو سلام کہنے کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ ذاتی معرفت ہونی چاہیے، اجنبی لوگوں کا معاملہ گونگوں سے زیادہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَلْفَاظِ السَّلَامِ وَالرَّدِّ

سلام اور اس کے جواب کے الفاظ کا بیان

(٨٢٥٩)۔ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مِنْ قُطْنٍ مُنْتَثِرُ الْحَاشِيَةِ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى، إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى، إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ١٦٠٥١)

سیدنا ابو تمیمہ ہجیمی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتا ہے: میں مدینہ کے ایک راستہ پر نبی کریم ﷺ سے ملا، آپ پر کاٹن کا تہبند تھا، جس کا کنارہ پھیلا ہوا تھا، میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! (آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے رسول!) لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عَلَيْكَ السَّلَامُ تو مردوں کا سلام ہے، بیشک عَلَيْكَ السَّلَامُ تو مردوں کا سلام ہے، بیشک عَلَيْكَ السَّلَامُ تو مردوں کا سلام ہے، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کہا کرو، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔'' یہ الفاظ بھی دو تین بار دوہرائے۔

فوائد:...... اس حدیث مبارکہ میں ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' کو مردوں کا سلام قرار دے کر اس سے منع کر دیا گیا ہے اور ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ......'' کہنے کی تلقین کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ایک قبرستان میں جا کر خود اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ......'' ہی کہا؟

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے: امام خطابی کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے

(٨٢٥٨) تخريج: حديث حسن، وانظر الحديثين السابقين

(٨٢٥٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه مطولا ومختصرا ابوداود: ٤٠٨٤، والترمذي: ٢٧٢٢، والنسائي في "الكبرى": ١٠١٥٠ (انظر: ١٥٩٥٥)

کو "عَلَيْكَ السَّلَامُ" کہا جائے، جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ……" کہا اور زندوں کو سلام کہنے کا بھی یہی انداز ہے۔

دراصل دورِ نبوی میں اور اس سے پہلے والے لوگ جب اپنے مردوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو سلام پیش کرتے تھے تو وہ "عَلَيْكَ" سے شروع کرتے، نہ کہ "اَلسَّلَام" سے۔ یہ حقیقت ان کے اشعار میں بھی بیان کی گئی ہے، مثلا ایک شاعر نے ایک میت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسُ بْنَ عَاصِمٍ وَ رَحْمَتُهُ اِنْ شَاءَ اَنْ يَتَرَحَّمَا

اور شماخ نے کہا:

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ اَمِيْرٍ وَ بَارَكَتْ يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ

ان دونوں اشعار میں مردوں کا تذکرہ کیا گیا اور ان کو سلام پیش کرتے ہوئے لفظ "عَلَيْكَ" کو مقدم کیا گیا ہے، نہ کہ "اَلسَّلَام" کو۔ نبی کریم ﷺ نے اس رواج کی مخالفت کی اور "السلام علیکم……" کہنے کی تلقین کی۔ وگرنہ شریعتِ اسلامیہ میں زندوں اور مردوں کو سلام کہنے کا ایک ہی انداز ہے، یعنی دونوں کو سلام کہنے کے لیے لفظ ''السلام ……'' سے شروع کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں کہا: آپ ﷺ کا پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ سلام میں پہل کرنے والا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہے۔ یہ بات آپ کو ناپسند تھی کہ سلام میں ابتدا کرنے والا "عَلَيْكَ السَّلَامُ" کہے، جیسا کہ سیدنا ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور "عَلَيْكَ السَّلَامُ" کہا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "عَلَيْكَ السَّلَامُ" نہ کہہ، کیونکہ یہ تو مردوں کا سلام ہے۔

لیکن بعض لوگوں نے اس حدیث کو اشکال والا قرار دیا اور ان کو یہ وہم ہونے لگا کہ آپ ﷺ خود تو مردوں کو "السلام علیکم" کہتے، اور اس حدیث میں مردوں کو "عَلَيْكَ السَّلَامُ" کہنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ دراصل انھوں نے "علیك السلام" کو آپ ﷺ کا شرعی فیصلہ سمجھ لیا اور پھر ان کی غلطیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ انھوں نے آپ ﷺ کے قول اور عمل میں تعارض کا دعوی کر دیا۔

حالانکہ آپ ﷺ کا "عَلَيْكَ السَّلَامُ" سے منع کرنا اس دور کے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ تھا، یعنی جب شعراء مردہ لوگوں کا تذکرہ کرتے تو ان الفاظ کے ذریعے ان کو سلام کہتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے یہ ناپسند سمجھا کہ آپ کے صحابہ بھی آپ کو اسی انداز میں سلام کہیں۔ (تحفۃ الاحوذی)

(۸۲۶۰)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی

(۸۲۶۰) تخریج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم، أخرجہ ابوداود: ۵۱۹۵، والترمذی: ۲۶۸۹ (انظر: ۱۹۹٤۸)

جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: ((عَشْرٌ۔)) ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: ((عِشْرُوْنَ۔))، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: ((ثَلَاثُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۱۹۰)

نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: ''دس نیکیاں ملی ہیں۔'' پھر ایک اور آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا، وہ بھی بیٹھ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بیس نیکیاں ملی ہیں۔'' پھر ایک اور آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، آپ ﷺ نے اس کا بھی جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''تیس نیکیاں حاصل کی ہیں۔''

(۸۲۶۱)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ نُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اَبِيْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۹۲)

بنونمیر کا ایک آدمی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرے ابا جان آپ کو سلام کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكُمْ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ'' (تم پر اور تیرے باپ پر بھی سلام ہو)۔

فوائد:...... تمام احادیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہیں، مزید ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ۔ ...... جب نبی کریم ﷺ ہمیں سلام کہتے تو ہم جوابًا کہتے: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ (اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو)۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ۱/۱/۳۳۰، صحیحہ: ۱۴۴۹)

اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ سلام کہنے والے کو زیادہ سے زیادہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' کہنا چاہئے، البتہ جواب دینے والا ''وَمَغْفِرَتُهُ'' کا اضافہ کر سکتا ہے۔ بعض لوگ جواب دیتے وقت ''وجنت حلاله وجهنم حرامه'' جیسے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں، شاید بارگاہِ ربانی میں اس انداز کو سنت کے ساتھ مذاق سمجھ لیا جائے۔

(۸۲۶۱) تخریج: اسناده ضعيف لابهام الرجل النميري وابيه، أخرجه ابوداود: ۲۹۳۴، ۵۲۳۱ (انظر: ۲۳۱۰۴)

بَابُ مَا يَفْعَلُ الْمُصَلِّيُ وَالْمُخْتَلِيُ اِذَا سَلَّمَ اَحَدٌ عَلَيْهِمَا

اس چیز کا بیان کہ اگر کوئی آدمی، نمازی اور قضائے حاجت کرنے والے کو سلام کہے تو وہ کیا کرے

(٨٢٦٢)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَسْجِدَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ مَسْجِدَ قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ رِجَالُ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُ صُهَيْبٌ فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: يُشِيرُ بِيَدِهِ، قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ لِرَجُلٍ: سَلْ زَيْدًا أَسَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهِبْتُ أَنَا أَنْ أَسْأَلَهُ فَقَالَ يَا أَبَا أُسَامَةَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُهُ فَكَلَّمْتُهُ۔ (مسند احمد: ٤٥٦٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو عمرو بن عوف کی مسجد قباء میں داخل ہوئے، اس میں نماز پڑھی، آپ ﷺ پر انصاری لوگوں میں سے کچھ آدمی داخل ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نماز میں نبی کریم ﷺ پر جب سلام کہا جاتا تھا تو آپ ﷺ کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے، سفیان کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی سے کہا: زید سے پوچھو کہ کیا تم نے عبداللہ بن وہب سے سنا ہے؟ میں نے کہا: میں ان سے سوال کرتا ہوں، انھوں نے کہا: اے ابواسامہ! کیا تم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے انہیں دیکھا ہے اور ان سے کلام کیا ہے۔

(٨٢٦٣)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ۔ (مسند احمد: ١٩١٣٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابیٔ رسول سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے سلام کیا اور آپ ﷺ نے اشارہ کر کے مجھے جواب دیا، راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انھوں نے انگلی سے اشارہ کرنے کی بات کی تھی۔

فوائد:...... علامہ سندھی حنفی نے کہا: ''یُشِیْرُ بِیَدِہ'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے سلام کا جواب دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ اس کو مکروہ بھی نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

(٨٢٦٤)۔عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے

(٨٢٦٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٩٢٧، والترمذي: ٣٦٨، وابن ماجه: ١٠١٧، والنسائي: ٣/ ٥ (انظر: ٤٥٦٨)

(٨٢٦٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٩٢٥، والترمذي: ٣٦٧، والنسائي: ٣/ ٥ (انظر: ١٨٩٣١)

(٨٢٦٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائي: ٣/ ٦ (انظر: ١٨٣١٨)

عَلَيَّ السَّلَامَ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۰۸)

تھے، میں نے آپ ﷺ پر سلام کہا اور آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

فوائد:...... نمازی کو سلام کہنا اور اس کا اشارہ کر کے جواب دینا، اس کا حکم کیا ہے؟ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۳۸) والا باب اور مفید بحث کا مطالعہ کریں۔

(۸۲٦۵)۔ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَقُلْتُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَأَنَا خَلْفَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى رَحْلِهِ وَدَخَلْتُ أَنَا الْمَسْجِدَ فَجَلَسْتُ كَئِيبًا حَزِينًا فَخَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَطَهَّرَ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَابِرٍ بِخَيْرِ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: اِقْرَأْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَتّٰى تَخْتِمَهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۷٤۰)

سیدنا ابن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے، میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے پھر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے پھر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ پیدل چل دیئے، میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا، آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور میں مسجد میں داخل ہوا اور غمگین ہو کر بیٹھ رہا، اتنے میں نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ نے طہارت حاصل کر لی تھی، پس آپ ﷺ نے تینوں سلاموں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! میں تمہیں قرآن پاک کی بہترین سورت بتاؤں؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، ضرور بتائیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پڑھو، یہاں تک کہ اس کو ختم کر دو۔''

(۸۲٦۵) تخريج: اسناده حسن في المتابعات والشواهد، ثم ذكر الاحاديث التي تدل على كراهة رد السلام على غير طهارة (انظر: ۱۷۵۹۷)

فوائد:...... سلام کا جواب دینے کے لیے وضو ضروری نہیں تھا، البتہ مستحب ضرور ہے کہ اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے لیے وضو کا اہتمام کیا جائے، سلام بھی اللہ تعالی کے ذکر کی ایک صورت ہے۔

قضائے حاجت کرنے والے کو سلام کرنے کا حکم کیا ہے اور کیا ایسا شخص سلام کے جواب کا مستحق ہوگا؟ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۷) والا اور اس سے پہلے والا باب، مفید بحثیں پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ اگر آدمی پہلے سلام کے بعد جواب نہ دے پائے تو پہل کرنے والا جتنی بار سلام کہے گا، اتنی بار جواب دیا جائے گا۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ السَّلَامِ مِنَ الْقَادِمِ وَالْقَائِمِ

مجلس میں آنے والے اور جانے والے کا سلام کہنے کے مستحب ہونے کا بیان

(٨٢٦٦)۔عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِنْ قَامَ وَالْقَوْمُ جُلُوسٌ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ٩٦٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس تک پہنچے تو وہ سلام کہے، اگر اس کا ارادہ بیٹھنے کا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر جانے کے لئے کھڑا ہو اور لوگ ابھی بیٹھے ہوں تو پھر جاتے ہوئے سلام کہے، پہلی دفعہ کا سلام اس دوسری دفعہ کے سلام سے زیادہ اہم نہیں ہے (یعنی آتے وقت بھی سلام کہنا چاہیے اور جاتے وقت بھی، دونوں کی اہمیت برابر برابر ہے)۔''

(٨٢٦٧)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((حَقٌّ عَلٰى مَنْ قَامَ عَلٰى مَجْلِسٍ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ وَحَقٌّ عَلٰى مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسٍ أَنْ يُسَلِّمَ۔)) فَقَامَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَكَلَّمُ فَلَمْ يُسَلِّمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٠٠)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مجلس میں آئے، اس پر حق ہے کہ وہ سلام کہے اور جو مجلس سے کھڑا ہو تو اس پر بھی حق ہے کہ وہ جاتے وقت سلام کہے۔'' اتنے میں ایک آدمی جانے کے لئے کھڑا ہوا، چونکہ نبی کریم ﷺ ابھی تک گفتگو میں مصروف تھے، اس لیے وہ سلام کہے بغیر چلا گیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اس نے بات کو بہت جلدی بھلا دیا ہے۔''

فوائد:...... پہلا سلام تو وہ ہے جو مجلس میں پہنچتے وقت کیا جائے اور دوسرا وہ ہے جو مجلس سے اٹھتے وقت کیا

(٨٢٦٦) تخريج: اسناده قوى، أخرجه ابوداود: ٥٢٠٨، والترمذى: ٢٧٠٦ (انظر: ٩٦٦٤)

(٨٢٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد وسهل بن معاذ فى رواية زبان عنه، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٤٠٨ (انظر: ١٥٦١٥)

جائے، دونوں سلام ضروری ہیں، ایک کی اہمیت دوسرے سے زیادہ یا ایک دوسرے سے فائق نہیں ہے، بلکہ دونوں ہی ضروری ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض علاقوں میں مجلس سے جاتے وقت سلام کہنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، اہل علم اور طلبہ کو چاہیے کہ وہ اس سنت کا احیا کریں۔ جب علماء و مشائخ، کلاس روم میں طلبہ کے پاس آئیں تو وہ سلام کہیں، اسی طرح واپس جاتے وقت بھی سلام کا اہتمام کریں، کیونکہ پہلا سلام دوسرے کی بہ نسبت زیادہ ضروری نہیں۔

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ.....الخ

سوار، پیدل کو سلام کہے اور......

(٨٢٦٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيُسَلِّمِ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْمَارُّ بَدَلَ الْمَاشِي) وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ (زَادَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ۔)) (مسند احمد: ١٠٦٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل پر، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے پر، تھوڑی تعداد والے زیادہ تعداد والوں پر اور چھوٹا بڑے پر سلام کرے۔''

(٨٢٦٩)۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٤٨)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

فوائد:...... سلام میں پہل کرنے والا زیادہ عاجزی پیش کرتا ہے اور تکبر سے دور ہو جاتا ہے، سلام سے متعلقہ یہ آداب بھی ان ہی دو چیزوں پر دلالت کرتے ہیں۔

بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ

بچوں اور عورتوں کو سلام کہنے کا بیان

(٨٢٧٠)۔ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ

یسار بیان کرتے ہیں: میں ثابت بنانی کے ساتھ چل رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور ان پر سلام کہا اور بیان کیا کہ: میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے، انھوں نے ان پر سلام کہا اور بیان کیا کہ: میں

(٨٢٦٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٧٠٣ (انظر: ١٠٦٢٥)

(٨٢٦٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه (انظر: ٢٣٩٤٩)

(٨٢٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٤٧، ومسلم: ٢١٦٨ (انظر: ١٢٣٣٧)

يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۶۲)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کہا۔

(۸۲۷۱)۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتٰى عَلٰى صِبْيَانٍ، وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۵٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بچوں کے پاس آئے، جبکہ وہ کھیل رہے تھے، تو آپ ﷺ نے ان پر سلام کہا۔

(۸۲۷۲)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَلْعَبُ، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا صِبْيَانُ!)) (مسند احمد: ۱۲۹۲۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہمارے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا جبکہ ہم کھیل رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''بچو! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔''

(۸۲۷۳)۔عَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔ (مسند احمد: ۱۹۳٦۷)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کہا۔

فوائد:...... تربیت کے لیے بچوں کو سلام کہنا چاہیے، نیز سلام کہنے کے معاملے میں مرد وزن میں کوئی فرق نہیں ہے، ہاں اگر کسی فتنے کا ڈر ہو، تو تربیت کرنے تک کسی مصلحت سے کام لیا جا سکتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِبْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ
اہل کتاب کو سلام کہنے میں پہل کرنے سے ممانعت کا بیان

(۸۲۷٤)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) إِذَا لَقِيْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ طَرِيْقٍ فَلَا تَبْدَءُ وْهُمْ، وَاضْطَرُّوْهُمْ إِلٰى أَضْيَقِهَا۔))، قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لِسُهَيْلٍ: اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ فَقَالَ: اَلْمُشْرِكُوْنَ۔ (مسند احمد: ۷۵۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم راستے میں مشرکوں سے ملو تو تم سلام میں پہل نہ کرو اور ان کو سب سے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔'' زہیر کہتے ہیں: میں نے سہیل سے کہا: کیا ان سے مراد یہود و نصاری ہیں؟ انھوں نے کہا: مشرک ہیں۔

(۸۲۷۵)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو سلام

(۸۲۷۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۵۲۰۲ (انظر: ۱۲۷۲٤)
(۸۲۷۲) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۲۸۹٦)
(۸۲۷۳) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ۸/ ٦۳۵، وابويعلى: ۷۵۰٦ (انظر: ۱۹۱۵٤)
(۸۲۷٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱٦۷ (انظر: ۷۵٦۷)
(۸۲۷۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبْدَءُ وْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُمْ اِلٰى اَضْيَقِهَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٠٦)

کرنے میں پہل نہ کرو، اور جب تم ان کو راستے میں ملو تو ان کو سب سے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

فوائد:...... سب سے تنگ راستے کی طرف مجبور کرنا، اس سے غیر مسلم کی اہانت مقصود نہیں ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ مسلمان راستے کے درمیان میں چلیں تا کہ اسلام اور مسلمان کی فضیلت واضح ہو جائے، جب اسلام کو عملی طور پر زمین کا پسندیدہ مذہب مانا جاتا تھا، اس وقت ان احادیث پر عمل کرنے میں خوبصورتی لگتی تھی، کیونکہ ان اعمال سے اسلام کی شان وعظمت ثابت ہوتی ہے اور اِس وقت چونکہ مسلمان اپنے آپ کو شان والا ثابت نہیں کر رہے، اس لیے اسلام کو اس مرتبے والا نہیں سمجھا جا رہا۔

(٨٢٧٦)۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّیْ رَاكِبٌ غَدًا اِلٰى يَهُوْدٍ فَلَا تَبْدَءُ وْهُمْ بِالسَّلَامِ، فَاِذَا سَلَّمُوْا عَلَيْكُمْ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٢٧)

سیدنا ابو عبدالرحمن جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں سوار ہو کر کل یہودیوں کے پاس جانے والا ہوں، تم نے انہیں سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی اور جب وہ تمہیں سلام کہیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وَعَلَيْكُمْ۔

فوائد:...... احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، مزید وضاحت اگلے باب سے ہو گی۔

بَابُ مَا يُقَالُ فِیْ رَدِّ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ
اہل کتاب کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے

(٨٢٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكَ الْيَهُودِیُّ فَإِنَّمَا يَقُولُ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ)) وَقَالَ مَرَّةً: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ، فَقُولُوْا: وَعَلَيْكُمْ، فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ)) (مسند احمد: ٤٥٦٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب یہودی لوگ تم پر سلام کرتے ہیں تو وہ (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے بجائے) اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں، اس لیے تم بھی جواب میں وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی ہو) کہہ دیا کرو۔''

فوائد:...... اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کا معنی یہ ہے: تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو۔

(٨٢٧٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٩٩ (انظر: ١٧٢٩٥)

(٨٢٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٢٨، ومسلم: ٢١٦٤ (انظر: ٤٥٦٣)

(۸۲۷۹)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۷۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تم کو سلام کہیں تو تم جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہا کرو۔''

(۸۲۸۰)۔(وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَعَ اَصْحَابِهِ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْتَ كَذَا وَكَذَا؟۔)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا عَلَيْكَ۔)) اَيْ: عَلَيْكَ مَا قُلْتَ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۷۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور اس نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ ۔لوگوں نے اس کا جواب دیا، لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے ایسے ایسے کہا ہیں نا؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب میں سے کوئی تم پر سلام کہے تو تم صرف عَلَيْكَ کہا کرو۔'' یعنی جو کچھ تو نے کہا، تجھ پر بھی وہی کچھ ہو۔

(۸۲۸۱)۔عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: ((لَا، اِذَا سَلَّمُوْا عَلَيْكُمْ، فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ)) (مسند احمد: ۱۳۲۲۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اہل کتاب میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو یوں سلام کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بس جب یہ لوگ تم کو سلام کہیں تو تم یہ کہہ کر ان کا جواب دیا کرو: وَعَلَيْكُمْ۔''

(۸۲۸۲)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْيَهُوْدَ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ يَا إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ ، نبی کریم ﷺ نے بھی جواباً یہی الفاظ دوہراتے ہوئے فرمایا: ''اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ''۔لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! تم پر موت اور ہلاکت

(۸۲۷۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٥٨، ومسلم: ٢١٦٣ (انظر: ١١٩٤٨)
(۸۲۸۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٩٧، والترمذي: ٣٣٠١ (انظر: ١٣٢٤٠)
(۸۲۸۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٢٦ (انظر: ١٣١٩٣)
(۸۲۸۲) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٥٣١)

وَغَضَبُهُ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَهْ۔)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: ((أَوَ مَا سَمِعْتِ مَا رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ يَا عَائِشَةُ! لَمْ يَدْخُلِ الرِّفْقُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَمْ يُنْزَعْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ۔))، زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ۔)) (مسند احمد: ١٣٥٦٥)

واقع ہو، اور تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب برسے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! رک جاؤ۔'' سیدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں نے کہا ہے، کیا وہ آپ نے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! میں نے ان کو جو جواب دیا ہے، کیا تم نے وہ نہیں سنا، نرمی جس چیز میں بھی پیدا ہو، وہ اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی کو نکال دیا جائے، تو یہ (نرمی کا نہ ہونا) اسے عیب دار بنا دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔''

فوائد:...... قارئین کرام! غور کریں کہ جب یہودی آپ ﷺ کے لیے سلامتی کی دعا کی بجائے ہلاکت اور موت کی بد دعا کر رہے تھے، اس وقت بھی آپ ﷺ نے ان کے جواب میں فحش گوئی اور بد گوئی کو پسند نہیں کیا، اس سے ہمیں اپنے بولوں کا اندازہ کر لینا چاہیے۔

(٨٢٨٣)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ، قَالُوا: مَا كَانَ أَبُوكِ فَحَّاشًا، فَلَمَّا خَرَجُوْا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَمَلَكِ عَلَى مَا صَنَعْتِ؟)) قَالَتْ: اَمَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: ((فَمَا رَأَيْتِنِيْ قُلْتُ: عَلَيْكُمْ، إِنَّهُمْ يُصِيبُهُمْ مَا اَقُوْلُ لَهُمْ، وَلَا يُصِيبُنِيْ مَا قَالُوْا لِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٥٣٦٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ یہودی لوگ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكُمْ (تم پر بھی ہو)۔'' لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر ہو اللہ کی لعنت، بلکہ سب لعنت کرنے والوں کی لعنت تم پر ہو۔ انہوں نے کہا: اے عائشہ! تمہارے باپ تو اتنے سخت گو نہ تھے، جب وہ چلے گئے تو نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''جو تو نے سخت الفاظ کہے ہیں، تجھے کس چیز نے ان پر آمادہ کیا ہے؟'' سیدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے سنا نہیں کہ ان یہودیوں نے کیا کہا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے دیکھا نہیں کہ میں نے بھی جوابا عَلَيْكُمْ کہا تھا، میں ان پر جو بد دعا کروں گا، وہ ان تک پہنچے گی، لیکن مجھ پر جو وہ بد دعا کریں گے، وہ مجھ تک نہیں پہنچے گی۔''

(٨٢٨٣) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين الا ابن ابا بكر بن محمد بن عمرو لم يذكروا له سماعا من عائشة (انظر: ٢٤٨٥١)

(٨٢٨٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، فَسَكَتُّ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ! أَتُحَيُّوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حُسُدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلٰى آمِين۔)) (مسند احمد: ٢٥٥٤٣)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ ﷺ نے یوں جواب دیا: ''وَعَلَیْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے، اس لیے میں خاموش رہی۔ دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَیْکُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَعَلَیْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسندکرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَیْکُم ۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں یوں بول اٹھی: بندرو اورخنزیرو! تم پر ہلاکت ہو، اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ اللہ تعالی نے جس انداز میں رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں کہا، کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا، ان (یہودیوں) نے ''اَلسَّامُ عَلَیْكَ'' کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے صرف ''وَعَلَیْكَ'' کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔''

(٨٢٨٥)۔ (عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ یہودی لوگوں نے نبی کریم ﷺ پر سلام کہنے کے بہانے کہا: اے ابوالقاسم!

(٨٢٨٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٨٥٦ (انظر: ٢٥٠٢٩)
(٨٢٨٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٦٦ (انظر: ١٥١٠٦)

فَقَالُوا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ ((وَعَلَيْكُمْ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَغَضِبَتْ: أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((بَلٰى قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُهَا عَلَيْهِمْ إِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلَا يُجَابُونَ عَلَيْنَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۱۷۲)

اَلسَّامُ عَلَيْكَ، آپ نے یوں جواب دیا: ''وَعَلَيْكُمْ۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، جبکہ وہ غصے میں تھیں: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے سنا ہے کہ انھوں نے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، میں نے سنا ہے اور میں نے ان کا جواب بھی دے دیا ہے، بات یہ ہے کہ ان کے خلاف ہماری بددعائیں تو قبول ہو جاتی ہیں، لیکن ہمارے خلاف ان کی بددعائیں قبول نہیں ہوتیں۔''

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب اہل کتاب "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہیں یا اس لفظ کو تبدیل کر کے کوئی بددعا کریں تو ان کے جواب میں "وَعَلَيْكُمْ" (اور تم پر بھی ہو) کہہ دیا جائے۔ جمہور کا یہی مسلک ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اسی کی تائید کرتے ہوئے درج ذیل روایت نقل کی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اَمَرَنَا اَنْ لَا نَزِيْدَ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ وَعَلَيْكُمْ۔" (مسند احمد ۳/ ۱۱۳، قال ابن حجر: سنده جيد) ......ہمیں حکم دیا گیا کہ اہل کتاب (کے سلام کا جواب دیتے وقت) "وَعَلَيْكُمْ" کے علاوہ کچھ نہ کہیں۔ (فتح الباری)

جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: جن احادیث میں اہل کتاب کے سلام کا جواب دینے کے لیے صرف "وعليكم" کہنے کی تعلیم دی گئی ہے، وہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب ان کے سلام کے الفاظ صریح نہ ہوں (کہ وہ "السلام" کہہ رہے ہیں یا "السام")۔ وگرنہ جب یقین ہو کہ انھوں نے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" ہی کہا ہے تو ان کے جواب میں بھی "وعليكم السلام" کہا جائے گا، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾ (سورۂ نساء: ۸۶) ......''اور جب تمہیں سلام کہا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔''

اس آیتِ کریمہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی سلام کہے تو بہتر الفاظ میں اس کو جواب دیا جائے یا پھر کم از کم اس کے کہے ہوئے الفاظ دوہرا دیے جائیں۔

نیز درج ذیل حدیثِ رسول ﷺ پر غور کریں: ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ، فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ)) (بخاری، مسلم)...... جب کوئی یہودی تم کو سلام کہے تو جواب میں صرف "وعليك" کہا کرو، کیونکہ وہ "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو) کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف "وَعَلَيْكُمْ" اس وقت کہا جائے گا جب وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کے بجائے "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" کہیں۔ (صحيحه: ۲۲٤۲)

حقیقت یہ ہے کہ جب اہل کتاب واضح طور پر "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" (تم پر سلامتی ہو) کہیں، اور ان کے جواب

میں "وَعَلَيْكُمْ" (اور تم پر بھی ہو) کہا جائے یا "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ" (اور تم پر بھی سلامتی ہو) کہا جائے، دونوں کا مفہوم تو ایک ہی ہوگا۔ بہر حال اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب میں "وعلیکم" ہی کہا جائے۔

قارئین کرام! محمد رسول اللہ ﷺ کی معصومیت اور حکمت کا اندازہ لگائیں کہ یہودی لوگ آپ ﷺ کے لیے سلامتی اور رحمت و برکت کی بجائے موت و ہلاکت کی بددعائیں کر رہے ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کی بد خلقی اور خبثِ باطنی کا جواب دینے میں اپنی زبانِ مبارک کو نازیبا الفاظ سے کیسے پاک رکھ رہے ہیں۔ ایسی دانا ہستیوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ "لاٹھی بھی بچ جائے اور سانپ بھی مر جائے"۔ آج ہمیں اپنے مخالفین کی بد دعا، گالی گلوچ اور سب و شتم کا جواب کیسے دینا چاہیے؟

مزید سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے آخری جملے پر بحث کرتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا: ان دو احادیث میں یہ اشارہ موجود ہے کہ سلام کی طرح امام کے پیچھے مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنا چاہیے، کیونکہ جہر سے ہی یہودیوں کے غصے اور حسد کو ہوا ملے گی۔ یہ بڑی واضح بات ہے، مزید آپ خود غور و فکر کریں۔ (صحیحہ: ۶۹۲)

اَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَكَيْفِيَّتِهٖ وَآدَابِهٖ

اجازت لینے اور اس کی کیفیت اور آداب کے ابواب

بَابُ آدَابِ الْاِسْتِئْذَانِ

اجازت طلب کرنے آداب کا بیان

(٨٢٨٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَتٰى بَيْتَ قَوْمٍ أَتَاهُ مِمَّا يَلِيْ جِدَارَهُ، وَلَا يَأْتِيْهِ مُسْتَقْبِلًا بَابَهُ۔ (مسند احمد: ١٧٨٤٤)

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب لوگوں کے گھر آتے تو اس کی دیوار کے نزدیک کھڑے ہوتے اور اس کے دروازے کے سامنے نہ آتے تھے۔

(٨٢٨٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَاءَ الْبَابَ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ، يَقُوْلُ: يَمْشِيْ مَعَ الْحَائِطِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنَ لَهُ أَوْ يَنْصَرِفَ۔ (مسند احمد: ١٧٨٤٦)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ جب اجازت طلب کرنے کے لیے کسی کے گھر کے دروازے پر آتے تو سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے، آپ ﷺ دیوار کے ساتھ چلتے، یہاں تک کہ اجازت طلب کر لیتے یا پھر واپس چلے جاتے۔

(٨٢٨٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٥١٨٦ (انظر: ١٧٦٩٢)

(٨٢٨٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد:...... معلوم ہوا کہ اجازت لینے والے یا دستک دینے والے کو دروازے کے سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہیے، تاکہ کوئی بے پردگی نہ ہو اور کوئی راز فاش نہ ہو اور کوئی شرمندگی نہ ہو۔

(٨٢٨٨)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا أَنَا۔)) قَالَ مُحَمَّدٌ: كَأَنَّهُ كَرِهَ قَوْلَهُ: أَنَا۔ (مسند احمد: ١٤٢٣٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: جی میں ہوں، میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں، میں ...... یہ کیا ہوتا ہے۔'' محمد راوی کہتے ہیں: گویا کہ آپ ﷺ نے لفظ ''میں'' کو ناپسند کیا۔

فوائد:...... غور کریں نبی کریم ﷺ کے سنہری عادات واطوار پر، کتنی سنجیدگی اور وقار ہے، چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ قبل ان عادات کو متعارف کروایا جا رہا تھا۔

اجازت چاہنے والے اور دروازے پر دستک دینے والے کو چاہیے کہ وہ اپنا مکمل تعارف کروائے تاکہ ہر قسم کا ابہام دور ہو جائے اور گھر والے کسی قسم کے خطرہ سے محفوظ رہیں، ایک موقع پر سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کون ہے، انھوں نے کہا: میں ام ہانی ہوں۔ (صحیح بخاری)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَشْفِ السِّتْرِ اَوِ النَّظْرِ مِنْ قَبْلِ الْاِذْنِ وَ وَعِيْدِ فَاعِلِهِ

پردہ اٹھانے، اجازت سے پہلے دیکھنے اور ایسا کرنے والے کی وعید کا بیان

(٨٢٨٩)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَقَأَ عَيْنَهُ لَهُدِرَتْ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ٢١٦٨٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی پردہ کھولے اور اجازت سے پہلے کسی کے گھر میں نظر ڈالے، اس نے حد جتنا جرم کیا، اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں تھا، اور اگر کوئی آدمی اس کی آنکھ پھوڑ دیتا ہے، تو اس کی آنکھ رائیگاں اور ہدر ہو جائے ہے، اگر کوئی آدمی اس دروازے پر سے گزرتا ہے، جس پر پردہ نہیں اور وہ اس گھر کی پردہ والی چیز دیکھ لیتا ہے تو اس پر غلطی کا الزام نہیں لگایا جائے گا، بلکہ ایسی صورت میں غلطی گھر والوں کی ہوگی۔''

(٨٢٩٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی نے

(٨٢٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٥٠، ومسلم: ٢١٥٥ (انظر: ١٤١٨٥)

(٨٢٨٩) تخريج: صحيح، قاله الالباني في الصحيحة، أخرجه الترمذي: ٢٧٠٧(انظر: ٢١٣٥٩)

(٨٢٩٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٥٦(انظر: ٢٢٨٣٣)

اطَّلَعَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ سِتْرِ حُجْرَتِهِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى فَقَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا يَنْظُرُنِي حَتّٰى آتِيَهُ لَطَعَنْتُ بِالْمِدْرٰى فِي عَيْنِهِ وَهَلْ جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ إِلَّا مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.)) (مسند احمد: ۲۳۲۲۱)

آپ ﷺ کے حجرہ پر لٹکے ہوئے پردے سے دیکھا، آپ کے ہاتھ میں کنگھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں جانتا ہوتا کہ یہ مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اس کے قریب آ کر اس کی آنکھ میں یہ کنگھی مار دیتا، نظر کی وجہ سے ہی اجازت لینے کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔''

(۸۲۹۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اطَّلَعَ عَلٰى قَوْمٍ فِي بَيْتِهِمْ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوْا عَيْنَهُ.)) (مسند احمد: ۷۶۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے گا، ان کو اجازت ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔''

فوائد:...... قرآن و حدیث میں کسی کے گھر داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے پر زور دیا گیا ہے، حتی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی اجازت طلبی کے بغیر داخل ہونا ممنوع ہے۔

انسان اپنے گھر کے خلوت خانے میں مختلف ایسے کاموں میں مصروف ہوتا ہے، جن کی بابت وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کو ایسی حالت میں دیکھے۔ علاوہ ازیں عورتیں بھی اپنے کام کاج میں لگی ہوتی ہیں اور پردے کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ اگر کسی کے گھر کے اندر داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنا ضروری نہ ہوتا تو بہت سوں کی پردہ دری ہوتی اور نامحرم عورتوں پر نظر پڑتی۔ ان دونوں قباحتوں کے سد باب کے لیے اجازت طلب کرنے کو ضروری قرار دیا گیا۔

دراصل اجازت کو ضروری قرار دینے کی بنیاد نظر پر ہے، جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پردوں کے باوجود جھانکنے والے کو گھر کے مالک کی طرف سے کوئی نقصان پہنچا تو وہ ہدر اور رائیگاں ہوگا، اس کا کوئی قصاص نہیں لیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.)) (بخاری، مسلم) ...... ''اگر کوئی آدمی بغیر اجازت کے آپ کے (گھر میں) جھانکے اور آپ اسے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔'' نیز یہ حدیث یہ درس بھی دیتی ہے کہ گھر باپردہ ہونے چاہئیں، تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں، دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے پردہ یا دروازہ نہیں ہے تو اجازت لینے والے کو ایک طرف کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنی چاہئے، نہ کہ دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے

(۸۲۹۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۵۸ (انظر: ۷۶۱۶)

کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، حتی کی اجازت لے لیتے، پھر یا تو آپ کو اجازت دی جاتی یا آپ پلٹ جاتے تھے۔ (الصحیحه: ۳۰۰۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُوْلِ مَنْزِلٍ اِلَّا بِاِذْنِ صَاحِبِهِ، وَعَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى النِّسَاءِ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ

کسی گھر میں مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہونے سے اور خاوندوں کی اجازت کے بغیر ان کی بیویوں کے پاس جانے سے ممانعت کا بیان

(۸۲۹۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُنْتُ اَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ اِذْنٍ، فَجِئْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((يَا بُنَيَّ! اِنَّهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ، فَلَا تَدْخُلْ عَلَيَّ اِلَّا بِاِذْنٍ)) (مسند احمد: ۱۳۲۰۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت پر مامور تھا، سو میں آپ کے پاس اجازت کے بغیر آ جاتا تھا، میں ایک دن (روٹین کے مطابق) داخل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیارے بیٹے! ایک نیا حکم نافذ ہو گیا ہے، پس تو اجازت کے بغیر میرے پاس نہ آنا۔''

(۸۲۹۳)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلدَّارُ حَرَمٌ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْكَ حَرَمَكَ فَاقْتُلْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۵۳)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیرا گھر تیرے لیے حرم کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے جو آدمی تیرے حرم میں (بغیر اجازت کے) داخل ہو جائے، اس کو قتل کر دے۔''

(۸۲۹۴)۔ عَنْ مَوْلًى لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَرْسَلَهُ إِلٰى عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلٰى امْرَأَتِهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَأَذِنَ لَهُ فَتَكَلَّمَا فِي حَاجَةٍ فَلَمَّا خَرَجَ الْمَوْلٰى سَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَمْرٌو نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَأْذِنَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِإِذْنِ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تا کہ یہ ان کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس کے پاس آنے کی عمرو کے لئے اجازت طلب کرے، انہوں نے اجازت دے دی، انہوں نے ضرورت کے مطابق بات کی، جب وہ باہر نکلے تو غلام نے اس کی وجہ پوچھی کہ عمرو بغیر اجازت کے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس داخل کیوں نہیں ہوئے،

(۸۲۹۲) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ۸۰۷، والطحاوي: ٤/ ۳۳۳، والبيهقي في "شعب الايمان": ۷۷۹۵ (انظر: ۱۳۱۷٦)

(۸۲۹۳) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن كثير القصاب، ومحمدُ بن سيرين لم يسمع من عبادة، أخرجه ابويعلى في "مسنده" (انظر: ۲۲۷۷۲)

(۸۲۹٤) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذي: ۲۷۷۹ (انظر: ۱۷۷٦۷)

أَزْوَاجِهِنَّ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۱۹)

سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی بیوی سے بات کرنے کے لیے اس سے اجازت لینے سے منع فرمایا، الا یہ کہ پہلے ان کے خاوندوں سے اجازت لی جائے۔

فوائد:...... یعنی شادی شدہ خاتون کی اجازت دے دینا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے پاس جانے سے پہلے اس کے خاوند سے اجازت طلب کی جائے اور پھر اس سے اجازت مانگی جائے۔

(۸۲۹۵)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلَى فَاطِمَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ، قَالَ: ثَمَّ عَلِيٌّ؟ قَالُوا: لَا قَالَ فَرَجَعَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ: ثَمَّ عَلِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ حِينَ لَمْ تَجِدْنِي هَاهُنَا؟ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْخُلَ عَلَى الْمُغِيبَاتِ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۷۷)

ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت تو دے دی، لیکن سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اِدھر علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی وہ نہیں ہیں، پس سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے، اور پھر دوبارہ اجازت طلب کی اور پوچھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں؟ کسی نے کہا: جی ہیں، پھر وہ آئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: جب میں نہیں تھا تو آپ کیوں رک گئے تھے؟ انھوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے، جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ کسی کے پاس جانے کے لیے یا کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَيْفِيَّةِ الْإِسْتِئْذَانِ وَلَفْظِهِ وَالسَّلَامِ قَبْلَهُ

اجازت طلب کرنے کی کیفیت، اس کے الفاظ اور اس سے پہلے سلام کہنے کا بیان

(۸۲۹۶)۔ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ الْحَنْبَلِ أَخْبَرَهُ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ فِي الْفَتْحِ بِلَبَنٍ وَجَدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ

کلدہ بن حنبل کہتے ہیں: سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے مکہ فتح کے وقت دودھ، ہرنی کے بچے کا گوشت اور چھوٹی ککڑیاں دے کر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بلند وادی کی جانب تھے، میں سلام کہے اور اجازت لیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۸۲۹۵) حدیث صحیح بطرقه وشواهده، أخرجه ابویعلی: ۷۳٤۸، وابن حبان: ٥٥٨٤ (انظر: ۱۷۸۲۳)

(۸۲۹٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۷۱۰ (انظر: ۱٥٤۲٥)

أَسْتَأْذِنْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِرْجِعْ فَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلُ۔)) بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي هٰذَا الْخَبَرَ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ قَالَ الضَّحَّاكُ وَابْنُ الْحَارِثِ وَذٰلِكَ بَعْدَمَا أَسْلَمَ وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۰۳)

''واپس جاؤ، السلام علیکم کہو اور پوچھو کہ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔'' عمرو نے بتایا کہ یہ واقعہ مجھے امیہ بن صفوان نے بتایا تھا، میں نے کلدہ سے نہیں سنا تھا، ضحاک اور ابن حارث نے کہا: یہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کی بات ہے، ضحاک اور عبداللہ بن حارث نے دودھ اور ہرنی کے گوشت بھیجنے کا کہا ہے، ککڑی کا ذکر نہیں۔

(۸۲۹۷)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ: أَأَدْخُلُ، فَعَرَفَ صَوْتِي فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ إِذَا أَتَيْتَ إِلٰى قَوْمٍ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَإِنْ رَدُّوا عَلَيْكَ، فَقُلْ: أَأَدْخُلُ قَالَ ثُمَّ رَأَى ابْنَهُ وَاقِدًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَقَالَ: ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٤٨٨٤)

زید بن اسلم کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، میں نے ان سے کہا: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ انہوں نے میری آواز پہچان لی اور کہا: اے بیٹے! جب کسی قوم کے پاس آؤ تو پہلے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہو، اگر وہ جواب دیں تو پوچھو کہ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں، پھر انھوں نے اپنے بیٹے واقد کو دیکھا کہ وہ تہبند گھسیٹ رہا تھا، پس انھوں نے کہا: اپنا تہبند اوپر اٹھا لے، میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی تکبر سے اپنا لباس گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

(۸۲۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، اَيَدْخُلُ عُمَرُ؟ (مسند احمد: ۲۷۵٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ایک بالا خانے میں تشریف فرما تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، اے اللہ کے رسول! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، کیا عمر اندر آ سکتا ہے؟

(۸۲۹۹)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَرْسَلَنِي مُدْرِكٌ

سیدنا عبداللہ بن موسیٰ کہتے ہیں: مجھے مدرک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تاکہ میں کچھ اشیاء کے بارے میں

(۸۲۹۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرج المرفوع منه البخاری: ۵۷۸۳، ومسلم: ۲۰۸۵ (انظر: ٤٨٨٤)

(۸۲۹۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۵۲۰۱، والترمذی: ۲۹٦۱ (انظر: ۲۷۵٦)

(۸۲۹۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲٤۹٤۵)

أَوِ ابْـنُ مُدْرِكٍ إِلٰى عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ أَشْيَاءَ قَالَ فَأَتَيْتُهَا فَإِذَا هِيَ تُصَلِّي الضُّحٰى فَقُلْتُ أَقْعُدُ حَتّٰى تَفْرُغَ فَقَالُوا هَيْهَاتَ فَقُلْتُ لِآذِنِهَا كَيْفَ أَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا فَقَالَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَسَأَلْتُهَا، اَلْحَدِيْثُ سَيَأْتِي بِتَمَامِهِ فِي فَتَاوٰى عَائِشَةَ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٥٨)

ان سے پوچھوں، جب میں ان کے پاس آیا تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہی تھیں، میں بیٹھ گیا تا کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائیں، انہوں نے کہا: بہت دیر کر دی ہے، پس میں نے اجازت دینے والے سے کہا: میں ان سے کس طرح اجازت طلب کروں، اس نے کہا: تم اس طرح کہو: اے نبی آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکت ہو، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سلامتی ہو امہات المؤمنین یا ازواجِ رسول پر، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم، پھر میں سیدہ کے پاس چلا گیا۔ مکمل حدیث فتاوی عائشہ میں آ رہی ہے۔

فوائد:...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے گھر جائیں تو سلام بھی کہا جائے اور اجازت طلب کی جائے اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے السلام علیکم کہا جائے اور پھر نام بتایا جائے اور کہا جائے اندر آنے کی اجازت ہے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جائیں اگر اجازت نہ ملے تو واپس آ جائیں۔

بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ

اس چیز کا بیان کہ تین بار اجازت طلب کی جائے، اگر اجازت نہ دی جائے تو آدمی واپس چلا جائے

(٨٣٠٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ مِنْ حِلَقِ الْأَنْصَارِ فَجَاءَنَا أَبُو مُوسٰى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ۔)) فَقَالَ لَتَجِيئَنَّ بِبَيِّنَةٍ عَلَى الَّذِي تَقُولُ وَإِلَّا أَوْجَعْتُكَ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَتَانَا أَبُو مُوسٰى مَذْعُورًا أَوْ قَالَ فَزِعًا فَقَالَ: أَسْتَشْهِدُكُمْ، فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: لَا يَقُومُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں انصار کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور وہ کچھ ڈرے ڈرے سے لگ رہے تھے، دراصل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاس بلایا تھا، پس میں ان کے پاس آیا اور تین بار اجازت طلب کی، لیکن جب مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس پلٹ گیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تین مرتبہ کسی سے اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' جب میں نے یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتلائی تو انہوں نے کہا: اس بات کی دلیل لاؤ، وگرنہ میں تم کو سزا دوں گا، پس میں گواہی

(٨٣٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٤٥، ومسلم: ٢١٥٣ (انظر: ١١٠٢٩)

مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكُنْتُ أَصْغَرَهُمْ فَقُمْتُ مَعَهُ وَشَهِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ.)) (مسند احمد: ١١٠٤٣)

طلب کرنے کے لیے آیا ہوں، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر ہم میں جو سب سے چھوٹا ہے، وہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوگیا، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہی سب سے چھوٹا تھا، پس میں کھڑا ہوا اور یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔''

(٨٣٠١)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسٰى اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَرَجَعَ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ آنِفًا؟ قَالُوا: بَلٰى، قَالَ فَاطْلُبُوهُ قَالَ فَطَلَبُوهُ فَدُعِيَ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ لَتَأْتِيَنَّ عَلَيْهِ بِالْبَيِّنَةِ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ قَالَ فَأَتٰى مَسْجِدًا أَوْ مَجْلِسًا لِلْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ لَكَ إِلَّا أَصْغَرُنَا، فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَشَهِدَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔ (مسند احمد: ١٩٨١٠)

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر تین مرتبہ اندر جانے کی اجازت طلب کی، لیکن جب اجازت نہ ملی تو وہ واپس ہو لئے، سیدنا عمر نے کہا: کیا میں ابھی ابوموسی عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سن رہا تھا، گھر والوں نے کہا: کیوں نہیں، یہ وہی تھے، انھوں نے کہا: اسے بلاؤ، پس بلایا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: جو کچھ تم نے کیا ہے، کس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے آپ سے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی ہے، مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں واپس جا رہا تھا، ہمیں یہی حکم ملا ہے، سیدنا عمر نے کہا: اس پر دلیل لاؤ وگرنہ میں تم کو سزا دوں گا، سیدنا ابوموسیٰ مسجد میں آئے یا انصار کی مجلس میں گئے اور گواہ کا مطالبہ کیا، انہوں نے کہا: ہمارا سب سے چھوٹا بندہ ہی تیرے حق میں گواہی دے گا، پس سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اٹھے اور ان کے حق میں گواہی دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت مجھ سے مخفی رہ گئی ہے، بازاروں کی تجارت نے ہمیں غافل کر دیا۔

(٨٣٠٢)۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَأْذَنَ عَلٰى سَعْدٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور فرمایا:

(٨٣٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٥٣، ومسلم: ٢١٥٣ (انظر: ١٩٥٨١)

(٨٣٠٢) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٣٨٥٤، والترمذي: ٢٦٩٦ (انظر: ١٢٤٠٦)

بْـنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰـهِ۔)) فَـقَـالَ سَـعْدٌ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْـمَةُ اللّٰـهِ وَلَـمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى سَـلَّـمَ ثَلَاثًـا وَرَدَّ عَـلَيْـهِ سَعْدٌ ثَلَاثًـا وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَـا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً إِلَّا هِيَ بِأُذُنِي وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَـمْ أُسْـمِعْكَ أَحْبَبْـتُ أَنْ أَسْتَـكْثِـرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِـنَ الْبَـرَكَةِ ثُـمَّ أَدْخَلَـهُ الْبَيْـتَ فَقَرَّبَ لَهُ زَبِيبًا فَأَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ قَـالَ: ((أَكَـلَ طَـعَـامَـكُمُ الْأَبْـرَارُ وَصَلَّتْ عَـلَيْـكُـمُ الْـمَلَائِـكَةُ وَأَفْـطَـرَ عِـنْـدَكُـمُ الصَّائِمُونَ۔)) (مسند احمد: ١٢٤٣٣)

’’اَلسَّلَامُ عَـلَيْـكُـمْ وَرَحْـمَةُ اللّٰـهِ ‘‘، انھوں نے جوابا ’’وَعَـلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْـمَةُ اللّٰـهِ‘‘ تو کہا، لیکن نبی کریم ﷺ کو نہیں سنایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ سلام کہا اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بھی تین بار ہی جواب دیا، لیکن آپ ﷺ کو نہیں سنایا، بالآخر نبی کریم ﷺ واپس لوٹ آئے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پیچھے ہو لئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب بھی آپ نے سلام کہا، میں نے جواب دیا، مگر آپ کو سنایا نہیں تھا، دراصل میں زیادہ سے زیادہ آپ کا سلام اور برکت حاصل کرنا چاہتا تھا، پھر وہ آپ ﷺ کو گھر میں لے گئے اور آپ ﷺ کے سامنے منقی پیش کیا، نبی کریم ﷺ نے کھایا اور جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ’’أَكَـلَ طَـعَـامَـكُمُ الْأَبْـرَارُ وَصَـلَّتْ عَلَيْكُمُ الْـمَلَائِـكَةُ وَأَفْـطَـرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ ‘‘ (نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں، فرشتے تمہارے حق میں رحمت کی دعا کریں اور روزے دار تمہارے ہاں افطاری کریں)۔

فوائد:...... اس اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجازت لینے والا یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آجکل لوگ اجازت طلب کرنے کے لیے صرف (May, I come in sir?) کہتے ہیں، اجازت لینے کا یہ طریقہ تعلیمی اداروں میں عام ہے، ایسے معلوم ہوتا ہے، جیسے طلبہ کو سلام کا شعور ہی نہیں ہے، ایسوں کو پہلے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنا چاہیے، تا کہ نبی مہربان کی سنت مبارکہ پر عمل ہو سکے اور رحمت و سلامتی کی دعا کا تبادلہ بھی ہو جائے۔

(٨٣٠٣)۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِذَا أَتَـى أَحَـدُكُـمْ حَـائِطًا فَأَرَادَ أَنْ يَـأْكُـلَ فَلْيُنَادِ يَا صَاحِبَ الْحَائِطِ ثَلَاثًا فَإِنْ أَجَـابَـهُ وَإِلَّا فَـلْيَأْكُلْ وَإِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِإِبِلٍ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی کسی کے باغ میں جائے اور وہ وہاں سے کھانا چاہے تو یوں آواز دے: اے باغ کے مالک! تین مرتبہ آواز دے، اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ہے،

(٨٣٠٣) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابويعلى: ١٢٤٤، وابن حبان: ٥٢٨١، والبيهقى: ٩/ ٣٥٩، وأخرجه مختصرا ابن ماجه: ٢٣٠٠ (انظر: ١١٠٤٥)

فَـأَرَادَ أَنْ يَشْـرَبَ مِـنْ أَلْبَـانِهَـا فَلْيُنَـادِ يَـا صَـاحِبَ الْإِبِلِ أَوْ يَا رَاعِيَ الْإِبِلِ فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا فَـلْيَشْرَبْ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا زَادَ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ١١٠٦٠)

وگرنہ وہ باغ سے کھا لے اور جب تم میں سے کوئی اونٹوں کے قریب سے گزرے اور ان اونٹنیوں کا دودھ پینا چاہے تو آواز دے: اے اونٹوں کے مالک! یا اے اونٹوں کے چرواہے! اگر وہ جواب دے تو درست ہے، وگرنہ وہ دودھ (دوہ کر) پی لے، مہمان نوازی تین دن تک ہوتی ہے، اس سے زیادہ مہمان پر صدقہ ہوگا۔''

فوائد:...... اس حدیث میں محتاج کے لیے اجازت لینے کا یہ مخصوص طریقہ ہے اور ایسی صورت میں محتاج کو کوئی چیز اپنے ساتھ اٹھا کر لے جانے کی اجازت نہیں ہے، کسی انسان کے کھلیان، گھر یا دوکان وغیرہ میں پڑے ہوئے مال اور غلے کے بارے میں اجازت لینے کا یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

(٨٣٠٤)۔عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَـكَـلَّمَ بِكَلِمَةٍ رَدَّدَهَا ثَلَاثًا وَإِذَا أَتٰى قَوْمًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ١٣٢٥٣)

سیدنا انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کلام کرتے تو اس کلام کو تین بار دوہراتے، اسی طرح جب آپ ﷺ لوگوں کو سلام کہتے تو ان کو تین دفعہ سلام کہتے۔

فوائد:...... ہر بات کو تین بار دوہرانا، یہ آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ نہیں تھی، البتہ بعض اہم باتوں کو تین یا اس سے بھی زیادہ دفعہ بیان فرما دیا کرتے تھے۔

تین بار سلام کہنے سے مراد اجازت لینے والا سلام ہے، جیسا کہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

معلوم ہوا کہ تین دفعہ اجازت طلب کی جائے، جواب نہ ملنے کی صورت میں گھر والوں کو زیادہ تنگ نہ کیا جائے اور واپس چلے جانا چاہیے، موجودہ دور میں سلام نہ سنائی دینے کی صورت میں تین دفعہ گھنٹی بجائی جائے۔ البتہ گھر والوں کو چاہیے کہ ان کی گھنٹی کی آواز ایسی نہ ہو جس سے شریعت نے منع کر رکھا ہے اور گھنٹی بجانے کا مطلب بھی یہ نہیں کہ آدمی بٹن پر انگلی دبا کر اس کو مسلسل بجاتا رہے۔

اَبْوَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْإِلْتِزَامِ وَتَقْبِيْلِ الْيَدِ وَالْقِيَامِ لِلْقَادِمِ

مصافحہ، معانقہ، ہاتھ پر بوسہ دینے اور آنے والے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَافَحَةِ وَالْإِلْتِزَامِ

مصافحہ اور معانقہ کا بیان

(٨٣٠٥)۔عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے

(٨٣٠٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٩٤، ٩٥، ٦٢٤٤ (انظر ١٣٢٢١)

(٨٣٠٥) صحيح، ذكره الالبانی فی صحيحته، أخرجه الترمذی: ٢٧٢٨، وابن ماجه: ٣٧٠٢ (انظر: ١٣٠٤٤)

رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَدُنَا يَلْقٰى صَدِيْقَهُ اَ يَنْحَنِيْ لَهُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا۔)) قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: فَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ اِنْ شَاءَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۷۵)

پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا اسے اس کے لیے جھکنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے پھر پوچھا: کیا اس سے معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: تو پھر کیا اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر چاہے تو۔''

عبدہ بن ابی لبابہ، مجاہد سے اور وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ بِالشِّتَاءِ)) قَالَ عَبْدَةُ: فَقُلْتُ لِمُجَاهِدٍ: إِنَّ هٰذَا لَيَسِيْرٌ۔ فَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَقُلْ هٰذَا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ: ﴿لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الأنفال: ٦٣) فَعَرَفْتُ فَضْلَ عِلْمِهِ عَلٰى غَيْرِهِ۔ ...... ''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو ملتا ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اُن کی انگلیوں کے بیچ سے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ عبدہ کہتے ہیں: میں نے مجاہد سے کہا: یہ عمل تو بہت معمولی ہے (اور اجرا اتنا زیادہ)۔ مجاہد نے کہا: ایسا مت کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: اے نبی! اگر تم وہ سارے کا سارا بھی خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے تو پھر بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کردی۔ عبدہ کہتے ہیں: اس سے میں نے دوسرے (اہل علم) پر مجاہد کی فضیلت پہچان لی۔ (صحیحہ: ۲۰۰۴، تاریخ واسط لبحشل: ۱۶۵)

تخریج: أخرجه بحشل فی "تاریخ واسط": ۱٦٥

اس حدیث میں بھی مسلمان کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس سے مصافحہ کرنا گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، دراصل یہ مصافحہ اس محبت کی بنا پر ہوگا، جس کی طرف مفسر قرآن مجاہدؒ اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبولیت اسلام سے قبل نبی کریم ﷺ کے سخت دشمن تھے، لیکن وہ آپ کے دست و بازو اور محافظ و معاون بن گئے، صحابہ کرام کی صدیوں پرانی عداوتیں باہمی پیار و محبت میں تبدیل ہوگئیں۔ معلوم ہوا کہ مؤمنوں کی باہمی محبت کوئی آسان عمل نہیں، ہاں اگر اللہ تعالی کی توفیق شامل حال ہو تو بڑی سے بڑی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

آجکل اللہ تعالی کے فضل سے جن لوگوں کی مقبولیت عام ہو جاتی اور ان کے ملاقاتیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے تو وہ استطاعت کے باوجود مصافحہ کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کرنے اور لفظ ''جناب'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، یہ اسلام سے عدم محبت اور غیروں کی نقالی ہے۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ۔)) ......''جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملتا ہے، اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔'' (معجم اوسط: ۲۴۳، صحیحہ: ۵۲۶، ۲۶۹۲)

یہ مؤمن کا مقام و مرتبہ ہے کہ اس کو سلام کہنے اور اس سے مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ دور سے ہاتھ سے اشارہ کرنے اور ''جناب، ملک صاحب، گجر صاحب، چودھری صاحب، ڈاکٹر صاحب، وغیرہ'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، حالانکہ محض اشاروں سے سلام و دعا کرنا یہودیوں کا انداز ہے۔ ہاں اگر مصافحہ نہ کر سکنے کی کوئی مجبوری ہو تو اشارہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اشارے کے ساتھ السلام علیکم کہا جائے۔ جیسا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد سے گزرے اور وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، پس آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کہا۔ (ترمذی)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اس صورت پہ محمول ہے کہ آپ ﷺ نے الفاظ اور اشارہ دونوں کو جمع فرما لیا، یعنی منہ سے السلام علیکم کے الفاظ ادا فرمائے اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی فرمایا اور اس تطبیق کی تائید ابوداود کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں ''فَسَلَّمَ عَلَيْنَا'' (آپ نے ہمیں سلام کہا) کے الفاظ ہیں۔ (ریاض الصالحین)

شیخ البانی نے کہا: ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا، کئی احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے اور لغت میں لفظ ''مصافحہ'' ایک ہاتھ ملانے پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ (لسان العرب) میں ہے: ''ایک ہاتھ سے پکڑنے کو ''المصافحة'' کہتے ہیں، ''لتصافح'' کا بھی یہی معنی ہے۔ ''الرجل یصافح الرجل'' کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی میں رکھے۔ اسی سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے والی حدیث ہے، لفظ ''مصافحة'' بابِ مفاعلہ سے ہے، جس کا معنی ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی کے ساتھ ملائی جائے اور چہرہ دوسرے چہرے پر متوجہ کیا جائے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں کہ مصافحہ کے یہی معانی بعض احادیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ۔)) (صحيحه: ٥٢٦، ٢٦٩٢) ......''جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا ہے، اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔''

علامہ منذری (۳/۲۷۰) نے کہا: طبرانی نے اوسط میں یہ حدیث روایت کی ہے اور میرے علم کے مطابق اس کے رواۃ غیر مجروح ہیں۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہے، ایک شاہد سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جسے ضیا مقدسی نے (المختارة: ق ۲٤٠/ ١ ـ ٢) میں روایت کیا اور منذری نے اس کو امام احمد وغیرہ کی

طرف منسوب کیا ہے۔

یہ تمام احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو پکڑا جائے، دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا خلافِ سنت ہے، اگر چہ بعض مشائخ میں بھی اس کا رواج پایا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملاقات کے وقت تو مصافحہ کرنا سنت ہے، لیکن مفارقت کے وقت بدعت ہے۔ یہ فرق بے دلیل ہے۔

ہاں یہ بات درست ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے پر دلالت کرنے والی احادیث اُن روایات کی بہ نسبت کثیر اور قوی ہیں، جن سے مفارقت کے وقت مصافحہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جو آدمی فقیہ ہو، وہ کم از کم ان روایات سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے کا مرتبہ زیادہ ہے، اس لیے یہ سنت ہے اور دوسرا مستحب ہے۔ لیکن دوسرے مصافحہ کو بدعت کہنا بے دلیل بات ہے۔

نمازوں کے بعد مروّجہ مصافحے کا التزام کرنا بلا شک و شبہ بدعت ہے، ہاں اگر دو ایسے آدمی نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں، جو اس سے پہلے نہیں ملے تو ان کا مصافحہ کرنا سنت ہوگا، (لیکن ملاقات کی وجہ سے، نہ کہ نماز سے فارغ ہونے کی وجہ سے)۔ (صحیحہ: ١٦)

بعض لوگ طبعی طور پر اور بعض مجبوری کی بنا پر ملاقات کرتے وقت دوسرے لوگوں کے سامنے جھکتے ہیں، ان کا یہ انداز خلافِ سنت ہے۔

(٨٣٠٦)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ بُشَيْرٍ عَنْ فُلَانٍ الْعَنَزِيِّ وَلَمْ يَقُلْ الْغُبَرِيِّ (وَفِي لَفْظٍ: عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَ) أَنَّهُ أَقْبَلَ مَعَ أَبِي ذَرٍّ فَلَمَّا رَجَعَ تَقَطَّعَ النَّاسُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ بَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنْ كَانَ سِرًّا مِنْ سِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أُحَدِّثْكَ، قُلْتُ لَيْسَ بِسِرٍّ وَلٰكِنْ كَانَ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ يَأْخُذُ بِيَدِهِ يُصَافِحُهُ قَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، لَمْ يَلْقَنِي قَطُّ إِلَّا أَخَذَ بِيَدِي (وَفِي رِوَايَةٍ:

بنو عنز قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے، میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا، جب وہ واپس ہوئے تو لوگ ان سے علیحدہ ہوئے اور میں نے کہا: ابوذر! میں آپ سے نبی کریم ﷺ کے بعض امور کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: لیکن اگر وہ رسول اللہ ﷺ کا راز ہوا تو میں تمہیں نہیں بتاؤں گا، میں نے کہا: رازدارانہ معاملہ نہیں ہے، بات یہ ہے جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے ملتا ہے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے، کیا یہ درست ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے واقعی باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، نبی کریم ﷺ جب بھی مجھے ملے ہیں، ہمیشہ میرا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کیا ہے، البتہ ایک بار مصافحہ

(٨٣٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة العنزى، وايوبُ بن بشير العدوى، روى عنه غير واحد، وذكره ابن حبان فى "ثقاته" لكن جهّله ابن خراش (انظر: ٢١٤٤٣)

مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِيْ) غَيْرَ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ، وَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَهُنَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ لَهُ) فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَوَجَدْتُهُ مُضْطَجِعًا فَأَكْبَبْتُ عَلَيْهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَالْتَزَمَنِي ﷺ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَكَانَتْ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ)۔ (مسند احمد: ۲۱۷۷٤)

نہیں کیا تھا، یہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات میں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا، جبکہ آپ ﷺ اپنی چارپائی پر تھے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے، میں نے آپ کو لیٹا ہوا پایا، میں آپ ﷺ پر جھکا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور مجھے ساتھ لگا لیا، یہ انداز تو مصافحہ سے کس قدر بہتر اور عمدہ تھا۔''

(۸۳۰۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَحْضُرَ دُعَائَهُمَا وَلَا يُفَرِّقَ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتّٰى يَغْفِرَ لَهُمَا۔)) (مسند احمد: ۱۲٤۷۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دومسلمان جب آپس میں ملتے ہیں اور ایک ان میں سے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ ان کی دعا میں شریک ہو (یعنی قبول کرے) اور ان کے ہاتھوں کو اس وقت تک جدا نہ کرے،، جب تک ان کو بخش نہ دے۔''

(۸۳۰۸)۔ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: لَقِيتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَأَخَذَ بِيَدِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي قَالَ: تَدْرِي لِمَ فَعَلْتُ هٰذَا بِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا أَدْرِي وَلٰكِنْ لَا أَرَاكَ فَعَلْتَهُ إِلَّا لِخَيْرٍ قَالَ إِنَّهُ لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَعَلَ بِي مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ فَسَأَلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ لِي فَقَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَيَأْخُذُ بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَفَرَّقَانِ حَتّٰى

ابو داود سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ملا، انہوں نے مجھے سلام کہا، میرا ہاتھ پکڑا، مسکرائے اور کہا: کیا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: معلوم تو نہیں ہے! لیکن میرا یقین ہے تم نے جو کچھ بھی کیا ہے، اس میں خیر ہی ہوگی، پھر انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ مجھے ملے تھے اور آپ ﷺ نے میرے ساتھ بھی اسی طرح کیا تھا، جس طرح میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے اور آپ ﷺ نے بھی مجھ سے اسی طرح پوچھا تھا، جس طرح تم نے مجھ سے پوچھا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں

(۸۳۰۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۲۰۰٤، وابويعلى: ٤١٣٩ (انظر: ۱۲٤٥۱)

(۸۳۰۸) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابوداود نفيع بن الحارث الاعمى متروك، أخرجه الطبراني فى "الاوسط": ۷٦۲٦ (انظر: ۱۸٥٤۸)

يُغْفَرَ لَهُمَا۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۴۷)

اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی پر سلام کہتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے، لیکن یہ عمل صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، تو وہ ابھی تک جدا نہیں ہوتے، کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیا جاتا ہے۔''

(۸۳۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: بَلَغَنِي حَدِيثٌ عَنْ رَجُلٍ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَرَيْتُ بَعِيرًا ثُمَّ شَدَدْتُ عَلَيْهِ رَحْلِي فَسِرْتُ إِلَيْهِ شَهْرًا حَتَّى قَدِمْتُ عَلَيْهِ الشَّامَ، فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ فَقُلْتُ لِلْبَوَّابِ: قُلْ لَهُ جَابِرٌ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَخَرَجَ يَطَأُ ثَوْبَهُ، فَاعْتَنَقَنِي وَاعْتَنَقْتُهُ، قُلْتُ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۳۸)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک حدیث اس آدمی سے پہنچی، جس نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، پس میں نے سواری خریدی، پھر میں نے اس پر کجاوہ باندھ کر ایک ماہ کا سفر کیا، یہاں تک کہ میں اس کے پاس شام پہنچ گیا، وہ سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دربان سے کہا: عبداللہ سے کہو کہ جابر ملاقات کے لئے دروازے پر حاضر ہے، انھوں نے پوچھا: عبداللہ کا بیٹا جابر، میں نے کہا: جی ہاں، پس وہ اپنا کپڑا روندتے ہوئے باہر آئے اور وہ مجھ سے بغلگیر ہو گئے اور میں ان سے بغلگیر ہو گیا، پھر میں نے کہا: جی مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث موصول ہوئی ہے (وہ براہِ راست سننے کے لیے آیا ہوں)، پھر ایک طویل حدیث ذکر کی۔

فوائد:...... یہ ایک طویل حدیث ہے، جس میں قیامت کے دن قصاص اور بدلا دلانے کا ذکر ہے، یہاں اس کو ذکر کرنے کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ نے آپس میں معانقہ کیا تھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا وَإِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ تَعَانَقُوْا۔ ......صحابۂ کرام باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔ (معجم اوسط طبرانی: ۱/۸/۱/۹۹، صحیحہ: ۲۶۴۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے فقہ الحدیث پر بحث کرتے ہوئے کہا: ملاقات کے وقت معانقہ کرنا درست ہے، کیونکہ اس سلسلے میں آپ ﷺ کی نہی ثابت نہیں ہے، اس لیے ضروری ہوگا کہ اصل کو دیکھتے ہوئے اس کو مباح سمجھا جائے، اس پر مستزاد یہ کہ بعض احادیث اور آثار سے بھی معانقہ کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام (حضر میں) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے تھے اور سفر سے واپسی کی صورت میں معانقہ کرتے تھے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ورجاله رجال الصحيح كما قال المنذری (۳/ ۲۷۰) والهيثمی (۸/ ۳۶) اور امام بیہقی

(۸۳۰۹) اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ۲/ ۴۳۷، والبخاری فی "الادب المفرد": ۹۷۰ (انظر: ۱۶۰۴۳)

نے صحیح سند کے ساتھ امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: جب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (حضر میں) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے۔

امام بخاری نے "الأدب المفرد ۹۷۰" میں اور امام احمد (۳/۴۹۵) نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ (شام میں) ایک آدمی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہے، (اس سے براہِ راست سننے کے لیے) میں نے ایک اونٹ خریدا، اس پر اپنا پلان کسا اور روانہ ہو گیا، ایک مہینہ کی مسافت طے کرنے کے بعد شام پہنچ گیا، وہ آدمی سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دربان سے کہا: عبد اللہ بن انیس کو کہو کہ جابر آیا ہے۔ انھوں نے پوچھا: عبد اللہ کا بیٹا جابر؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ میری طرف آئے اور ہم نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا ......۔ اس حدیث کی سند حسن ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، امام بخاری نے اس کو معلق ذکر کیا ہے۔ نیز جب نبی کریم ﷺ سیدنا ابن تیہان رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ سے معانقہ کیا تھا۔ (مختصر الشمائل: ۱۱۳)(صحیحہ: ۱۶۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ حدیث نمبر (۲۶۴۷) کی فقہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث سے دو مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے: (۱) ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور (۲) سفر سے واپسی پر معانقہ کرنا۔

ان دو مسائل پر نبی کریم ﷺ سے مختلف شواہد موجود ہیں۔ مصافحہ کرنے کے بارے میں تو آپ ﷺ کی فعلی اور قولی کئی احادیث پائی جاتی ہے، سلسلہ صحیحہ کے ۱۶۰، ۵۲۹، ۵۳۰، ۲۰۰۴، ۲۴۸۵ نمبروں میں اس موضوع سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، مزید آپ ''الترغیب ۳/ ۲۷۰۔ ۲۷۱'' اور ابن مفلح کی "الآداب الشرعية ۲/ ۲۷۷" دیکھ سکتے ہیں۔

رہا مسئلہ معانقہ کا، تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور صحیحہ (۲۶۵۷) میں موجود ہے۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث سے مزید یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضر اور سفر کے آدابِ ملاقات میں فرق کرتے تھے، یعنی حضر میں مصافحہ کرنے پر اکتفا کرتے تھے، جبکہ سفر سے واپسی پر معانقہ کرتے تھے۔ اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بھی حضر میں معانقہ کرنے میں حرج محسوس کرتا تھا، بالخصوص اس حدیث کے پیش نظر، جس کی تخریج میں نے سلسلہ صحیحہ کی پہلی جلد کے نمبر (۱۶۰) میں کی ہے، اس حدیث میں آپ ﷺ نے ملاقات کے وقت جھکنے، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے سے منع فرما دیا۔ پھر جب میں نے اس جلد کو طباعت کے لیے تیار کیا اور اس حدیث کی نظر ثانی کی، تو واضح ہوا کہ متن کے الفاظ "الالتـزام" یعنی معانقہ کرنے کا ذکر متابعات اور شواہد میں نہیں ہے، اس لیے میں نے وہ الفاظ جدید طبع سے حذف کر دیے۔

جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حدیث (۱۶۰) میں معانقہ والے الفاظ ضعیف ہیں، تو حضر میں معانقہ کرنے کے بارے میں جو تردّد تھا، وہ ختم ہو گیا (الحمد للہ)۔ اس کی مزید تائید ''الشمائل المحمدیہ'' کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب نبی

کریم ﷺ ابن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف نکلے تو انھوں نے آپ ﷺ سے معانقہ کیا تھا۔ لیکن ذہن نشین رہے کہ ان دلائل سے حضر میں بعض اوقات معانقہ کرنے کا جواز ملتا ہے، نہ کہ دوام اور ہمیشگی کے ساتھ، جیسا کہ مصافحہ کا معاملہ ہے۔

حضر اور سفر میں مصافحہ اور معانقہ کا فرق کرنے کے بارے میں امام بغوی نے بڑی عمدہ بحث کی ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کا کلام نقل کر دوں۔ وہ "شرح السنة ۱۲/ ۲۹۳" میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: جب کسی سے معانقہ کرنا اور کسی کا بوسہ لینا خوشامد یا تعظیم کی بنا پر ہوں تو مکروہ ہیں۔ لیکن الوداع کہتے وقت، سفر سے واپسی پر، زیادہ عرصہ ملاقات نہ ہونے کی صورت میں اور اللہ تعالیٰ کے لیے شدید محبت کی وجہ سے معانقہ کرنا درست ہے۔

اگر کوئی کسی کا بوسہ لینا چاہے تو وہ منہ پر بوسہ نہ دے، البتہ ہاتھ، سر اور پیشانی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ لیکن حضر میں بوسہ لینے سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کی کثرت ہو جائے گی اور پھر ہر کوئی اس کا مستحق بھی نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بوسہ لینے والا بعض افراد کا بوسہ لیتا ہے اور بعض کا نہیں لیتا۔ جن کا نہیں لیا جائے گا وہ محسوس کریں گے اور یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ وہ ان کے حق میں تقصیر کر رہا ہے اور اُن کو اِن پر ترجیح دے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصافحہ ہی مکمل سلام ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام طحاوی کے بیان کے مطابق امام ابوحنیفہ، ان کے شاگرد امام محمد اور امام مالک وغیرہ معانقہ کو مکروہ خیال کرتے ہیں اور امام ابو یوسف جائز سمجھتے ہیں۔

"الآداب الشرعية ۲/ ۲۷۸" میں ہے: امام مالک کے نزدیک سفر سے آنے والے کا معانقہ کرنا مکروہ ہے۔ انھوں نے اس کو بدعت شمار کیا اور نبی کریم ﷺ کے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معانقہ کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دیا۔ لیکن جب امام سفیان نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: آپ کسی دلیل کے بغیر معانقہ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیوں کرتے ہیں؟ تو امام مالک خاموش ہو گئے۔

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں: خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے امام سفیان کا قول تسلیم کر لیا ہے اور اس مسئلہ میں ان کی موافقت کی ہے اور یہی بات درست ہے، (کہ آپ ﷺ کا فعل ہر امتی کے لیے عام ہوتا ہے) جب تک کوئی دلیل تخصیص پر دلالت نہ کرے۔

امام بغوی نے کسی کے منہ پر بوسہ لینے کو مکروہ سمجھا ہے، شیخ ابن مفلح نے "الآداب الشرعية ۲/ ۲۷۵" میں اس کراہت کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہا: منہ کا بوسہ لینا مکروہ ہے، کیونکہ عزت و کرامت کی خاطر تو ایسے نہیں کیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سلف صالحین کا بوسے کو رواج نہ دینا بھی اس کے مکروہ ہونے کی ایک دلیل ہے، کیونکہ وہ لوگ خیر و بھلائی کے امور میں ہم سے سبقت لے جانے والے تھے، کسی نے کیا خوب کہا:

وَكُلُّ خَيْرٍ فِي اتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ وَكُلُّ شَرٍّ فِي ابْتِدَاعِ مَنْ خَلَفَ. ......سلف (صالحین) کی پیروی میں خیر ہی خیر ہے اور ہر شرّ بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے

لیکن قصہ گو ڈاکٹر حلبی پر بڑی حیرانی ہوئی ہے کہ اس نے سلفی علمائے کرام اور ان کے منہج کو اختیار کرنے والوں پر ردّ کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے، وہ ان کی لغزشوں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اور ان کے وہ اقوال وفتاوی تلاش کرتا رہتا ہے، جو اس کے گمان کے مطابق دوسرے علماء کے اقوال کے مخالف ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بیچارہ اپنے آپ کو بھول گیا اور اپنے گریبان میں نہ جھانک سکا۔ میں نے خود اس کی ایک کیسٹ سنی ہے، اس نے اس میں منہ کا بوسہ لینے کو مشروع ثابت کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ بھی پیشانی اور ہاتھ کی طرح ہی ہے اور ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

غور فرمائیں کہ یہ آدمی علماء وفقہاء کے اقوال کے ذریعے سلف صالحین کے اقوال کا ردّ کر رہا ہے اور جس چیز کی مخالفت کرنا چاہتا ہے، خود اسی میں ملوث نظر آتا ہے، کیونکہ وہ علماء وفقہاء بھی سلف صالحین میں سے ہی تھے، جن کے اقوال کا یہ سہارا لیتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے یہ ''مایہ ناز'' قیاس کیا ہوتا تو وہ بھی اس کو شہرت دیتا، اس کی بڑھکیں مارتا، اس کو واضح کرتا، اس کا واویلا کرتا اور اس موضوع پر مختلف علماء کے اقوال جمع کرنے کے لیے اپنی توانیاں صرف کر دیتا۔ رہا مسئلہ ڈاکٹر حلبی کا، تو اس کی سلف صالحین سے مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمائے اور اس کو ہدایت دے۔

سلسلہ صحیحہ کی حدیث (۲۶۵۷) پر بحث کرتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا۔ یہ روایت صحیح ہے، سلسلہ صحیحہ (۲۶۵۷) میں موجود ہے۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ پھر ابو جحیفہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفر کی آمد پر زیادہ خوشی ہونی چاہیے یا فتح خیبر پر؟ یہ حدیث بھی صحیح ہے، طبرانی نے اس کو انس بن سلم کی سند سے ''المعجم الکبیر ۲۲/ ۱۰۰/ ۲٤٤'' میں روایت کیا ہے، دیکھیں: صحیحہ: ٦/ ۱/ ۳۳۵

فائدہ:...... کافی عرصہ سے میرا خیال یہ تھا کہ پیشانی کا بوسہ لینا ناجائز ہے، کیونکہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ والی حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف تھی اور اس کا کوئی معتبر شاہد بھی نہیں تھا۔ لیکن جب ''المعجم الکبیر'' شائع ہوئی اور میں نے اس میں انس بن سلم والی سند اور اس پر ابن عساکر کی بحث دیکھی، تو میرے لیے واضح ہو گیا کہ یہ حدیث تو مرسل حدیث کا قوی شاہد ہے۔ میں نے ضروری سمجھا کہ امانتِ علمی کا حق ادا کرتے ہوئے اس کو صحیحہ میں نشر کرنا چاہیے، تاکہ میری طرح اس شاہد سے بے خبر رہنے والے علماء کو اس کا پتہ چل جائے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، جس نے اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائی، اگر اس نے ہماری رہنمائی نہ کی ہوتی تو ہم میں تو اس مقام تک پہنچنے کی صلاحیت نہ تھی۔

سلسلہ صحیحہ کی حدیث نمبر (۱۶۰) پر بحث کرتے ہوئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: کسی کے ہاتھ کا بوسہ لینا تو جائز ہے، کیونکہ کئی احادیث و آثار میں اس کا ذکر موجود ہے، ان کا مجموعہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ درج ذیل شروط کے ساتھ عالم کے ہاتھ پر بوسہ دیا جا سکتا ہے:

(۱) اس کو رواج نہ بنا لیا جائے کہ عالم بوسہ کے لیے ہاتھ پھیلانے اور طلبہ اس کے ہاتھ کا بوسہ لے کر تبرک حاصل کرنے پہ ہی لگے رہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ کا بوسہ شاذ و نادر ہی لیا گیا اور جو چیز آپ ﷺ کے زمانے میں کبھی کبھار کی جاتی رہی ہو، اس کو تسلسل اور دوام کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا، یہ عام فقہی قاعدہ ہے۔

(۲) بوسہ لینے کا یہ نتیجہ نہ نکلے کہ عالم تکبر میں آ جائے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جائے، جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔

(۳) کہیں ایسا نہ ہونے پائے کہ بوسہ لینے سے مصافحہ والی سنت مفقود ہو جائے، کیونکہ مصافحہ کرنا مشروع ہے، آپ ﷺ کی فعلی سنت ہے اور مصافحہ کرنے والوں کے گناہوں کے جھڑ جانے کا سبب ہے۔ لہٰذا بوسہ، جو کہ جائز ہے، کی وجہ سے مصافحہ کے سنت ہونے میں کوئی فرق نہیں آنا چاہیے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ میں یہ حدیث نقل کی ہے: ((اِنَّمَا يَفْعَلُ هٰذَا (يَعْنِيْ تَقْبِيْلَ الْيَدِ) الْأَعَاجِمُ بِمُلُوْكِهَا، وَاِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ، اِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ)) ...... ''عجمی لوگ اپنے بادشاہوں (کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے ہیں)، میں (محمد) بادشاہ نہیں ہوں، میں تو تم میں سے ہی ایک آدمی ہوں، (لہٰذا میرے ہاتھ کا بوسہ نہ لیا کرو)۔''

یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے، ملاحظہ ہو: الضعيفة: ٥٧٤

امام صاحب اس حدیث پر فقہی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بعض صحابہ کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کا بوسہ لینا اور آپ کا ان کو برقرار رکھنا ثابت ہے۔ سلف صالحین بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ ایسا کرتے رہے ہیں، اس سلسلے میں کئی آثار موجود ہیں، آپ ابوسعید ابن اعرابی کی کتاب ''القُبَل والمعانقة'' اور امام بخاریؒ کی کتاب ''الأدب المفرد ص ١٤٢'' میں یہ روایات دیکھ سکتے ہیں۔

لیکن اس رخصت کا یہ معنی نہیں کہ بوسہ لینے کو رواج بنا لیا جائے اور ہر ملاقات میں اسی کو اپنایا جائے، جیسا کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں، یہ انداز آپ ﷺ کی سیرت کے موافق نہیں ہے۔ انتہائی شاذ و نادر واقعات ہیں، جن میں سیرتِ طیبہ کے تمام تقاضوں کی معرفت نہ رکھنے والے بعض صحابہ نے آپ ﷺ کا بوسہ لیا۔ بہر حال بوسہ آپ ﷺ کو مصافحہ کی طرح پسند نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مقرّب اور آپ کے مقام و مرتبہ کو پہنچاننے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عشرہ مبشرہ جیسے صحابہ سے آپ کے مبارک ہاتھ کا بوسہ لینا ثابت نہیں ہے۔

لیکن بعض بزرگوں کا عمل اس کے مخالف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنتوں کو ہیچ سمجھتے ہیں اور وہ ہے مصافحہ کرنا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ جب اِن بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ نہ لیا جائے تو وہ سخت غضبناک ہو جاتے ہیں اور مصافحہ نہ کرنے پر ان کو غصہ نہیں آتا، حالانکہ بوسہ لینے کا صرف جواز ملتا ہے اور مصافحہ مستحب

ہے اور اس میں بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔ دراصل یہ محبتِ نفس اور اتباعِ خواہش کا نتیجہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حمایت وسلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

مختلف احادیث وآثار کی روشنی میں شیخ البانی رحمہ اللہ کی طویل بحثوں کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) ملاقات کے وقت مصافحہ مسنون اور مستحب ہے۔

(۲) سفر سے واپسی پر معانقہ کرنا مسنون ہے۔

(۳) حضر میں بھی معانقہ کرنا مسنون ہے، لیکن مصافحہ کی طرح اس کو رواج نہیں دینا چاہئے۔

(۴) علماء وفضلاء کے ہاتھ کا بوسہ لینا جائز ہے، لیکن اس سلسلے میں تسلسل اور دوام سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۵) منہ پر بوسہ نہیں لینا چاہئے۔

(۶) بیوی بچوں کا بوسہ لینا درست ہے۔

درج ذیل حدیث سے بوسہ لینے کا استدلال کرنا درست ہے، لیکن تسلسل سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی شاذ ونادر موقعوں پر اس کا اہتمام کیا۔

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بَيْنَا اَنَا مَارَّةٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: ((يَا اُمَّ الْفَضْلِ!))، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ۔)) قَالَتْ: كَيْفَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَيْشٌ: لَا تُوَلِّدُوْنَ النِّسَاءَ؟ قَالَ: ((هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكِ، فَاِذَا وَضَعْتِ فَاْتِيْنِيْ بِهِ۔)) فَلَمَّا وَضَعَتْهُ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ، وَاَلْبَاهُ مِنْ رِيْقِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِذْهَبِيْ بِهِ فَلَتَجِدِنَّهُ كَيِّسًا۔)) قَالَتْ: فَاَتَيْتُ الْعَبَّاسَ، فَاَخْبَرْتُهُ، فَتَلَبَّسَ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيْلًا، مَدِيْدَ الْقَامَةِ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ اِلَيْهِ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ اَقْعَدَهُ عَنْ يَمِيْنِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا عَمِّيْ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُبَاهِ بِعَمِّهِ۔)) قَالَ الْعَبَّاسُ: بَعْضَ الْقَوْلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلِمَ لَا اَقُوْلُ، وَاَنْتَ عَمِّيْ، وَبَقِيَّةُ آبَائِيْ، وَالْعَمُّ وَالِدٌ۔)) ...... میں آپ ﷺ کے پاس سے گزری، جبکہ آپ حطیم میں تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''ام الفضل!'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول!۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے تو بچے کا حمل ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ قریشیوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ عورتیں بچہ نہیں جنیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں، جب بچہ پیدا ہو تو میرے پاس لے آنا۔'' چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ آپ کے پاس لے آئی، آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، اسے اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی اور فرمایا: ''لے جاؤ، تم اسے عقلمند پاؤ گی۔'' وہ کہتی ہیں: میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ساری بات انھیں بتلا دی، انھوں نے اپنا لباس زیبِ تن کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، وہ خوبصورت اور دراز قد آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنی دائیں جانب بٹھا لیا، پھر فرمایا: ''یہ میرا چچا ہے، جو چاہتا ہے

وہ اپنے چچا پر فخر کرے۔'' سیدنا عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اتنی تعریف نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے کیوں نہ کہوں؟ حالانکہ آپ میرے چچا ہیں، میرے آباؤ اجداد کی نشانی ہیں اور چچا تو باپ ہی ہوتا ہے۔'' (معجم کبیر طبرانی: ۳/۸۴/ ۲۱۰۱، صحیحہ: ۱۰۴۱)

بَابُ اَوَّلِ مَنْ اَحْدَثَ الْمُصَافَحَةَ وَكَرَاهَةِ مُصَافَحَةِ النِّسَاءِ

مصافحہ کا آغاز کرنے والے پہلے شخص کا اور مردوں کا عورتوں سے مصافحہ کرنے کی کراہت کا بیان

(۸۳۱۰)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا أَقْوَامٌ هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا لِلْإِسْلَامِ مِنْكُمْ۔)) قَالَ فَقَدِمَ الْأَشْعَرِيُّونَ فِيهِمْ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ جَعَلُوا يَرْتَجِزُونَ يَقُولُونَ: غَدًا نَلْقَى الْأَحِبَّهْ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهْ، فَلَمَّا أَنْ قَدِمُوا تَصَافَحُوا، فَكَانُوا هُمْ أَوَّلَ مَنْ أَحْدَثَ الْمُصَافَحَةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۶۱۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کل تمہارے پاس وہ لوگ آنے والے ہیں، جن کے دل اسلام کے لئے تم سے بھی زیادہ رقت آمیز ہیں۔'' پس اشعری قبیلہ کے لوگ آئے، ان میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو وہ یہ رجز پڑھنے لگے: غَدًا نَلْقَى الْأَحِبَّهْ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهْ ...... (کل ہم اپنے پیاروں کو ملیں گے، یعنی محمد (ﷺ) اور آپ ﷺ کے گروہ)، پس جب وہ آئے تو انہوں نے مصافحہ کیا، یہ سب سے پہلے لوگ تھے، جنہوں نے مصافحہ کا طریقہ ایجاد کیا۔

فوائد:...... سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا وفد مدینہ منورہ میں فتح خیبر کے بعد آیا تھا یہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں بغیر غزوہ میں شرکت کئے حصہ غنیمت ملا تھا۔ ان کے دل خشیت الٰہی سے لبریز اور قبول حق میں تیز تھے وعظ و نصیحت سے جلد متاثر ہوتے تھے اور قسوت و سختی سے صحیح و سلامت تھے۔ اس لئے انہیں بہت زیادہ رقت والے قرار دیا گیا ہے۔

ثابت ہوا یہی لوگ یمن والے مصافحہ سے روشناس کرانے والے ہیں جسے نبی کریم ﷺ نے برقرار رکھا ہے۔

(۸۳۱۱)۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسَاءٍ نُبَايِعُهُ فَأَخَذَ عَلَيْنَا مَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا الْآيَةَ قَالَ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ۔)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، قُلْنَا

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں عورتوں کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، ہم نے آپ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم سے قرآن پاک میں بیان کئے گئے اصولوں پر بیعت لی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کریں گی، (آیت آخر تک)، لیکن

(۸۳۱۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن حبان: ۷۱۹۳ (انظر: ۱۲۵۸۲)

(۸۳۱۱) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه النسائی: ۷/ ۱۴۹ (انظر: ۲۷۰۰۹)

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تُصَافِحُنَا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ كَقَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵٤۹)

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''ان شقوں پر تم اتنا عمل کرنا ہے، جتنی تم میں طاقت اور قوت ہوگی۔'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تو ہمارے ساتھ ہمارے نفسوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اجنبی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا سو خواتین سے عہد لینا، ایسے ہی ہے جیسے ایک عورت سے عہد لیتا ہوں۔''

(۸۳۱۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ۔ (مسند احمد: ٦٩٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیعت کرتے وقت عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے۔

(۸۳۱۳)۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۷۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیا کرتے تھے اور اس آیت پر بیعت لیتے تھے کہ ''خواتین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کریں گی ......'' نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا تھا، ماسوائے اس عورت کے کہ جس کے آپ ﷺ مالک ہوتے تھے۔

فوائد: ...... چونکہ غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اس لیے آپ ﷺ خواتین سے بیعت لیتے وقت خواتین کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے، بلکہ زبانی کلامی بیعت لیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْيَدِ وَالْجَبْهَةِ

ہاتھ اور پیشانی کا بوسہ لینے کا بیان

(۸۳۱٤)۔ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبِي وَقَالَ غَيْرُ يُونُسَ بْنِ رَزِينٍ أَنَّهُ نَزَلَ الرَّبَذَةَ

عبد الرحمن کہتے ہیں: میرے باپ اور ان کے ساتھی ربذہ مقام میں اترے، وہ حج کے ارادے سے جا رہے تھے، انہیں بتلایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی

(۸۳۱۲) تخريج: صحيح (انظر: ٦٩٩٨)

(۸۳۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۲۱٤، ومسلم: ۱۸٦٦ (انظر: ۲۵۱۹۸)

(۸۳۱٤) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٦٦۱ (انظر: ۱٦۵۵۱)

هُوَ وَأَصْحَابُهُ يُرِيدُونَ الْحَجَّ قِيلَ لَهُمْ هَاهُنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ سَأَلْنَاهُ فَقَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي هٰذِهِ وَأَخْرَجَ لَنَا كَفَّهُ كَفًّا ضَخْمَةً، قَالَ فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَبَّلْنَا كَفَّيْهِ جَمِيعًا۔ (مسند احمد: ١٦٦٦٦)

یہاں ہیں، پس ہم ان کے پاس آئے ہم نے انہیں سلام کہا، پھر ان سے کچھ سوال کیا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی، پھر انھوں نے اپنی پر گوشت ہتھیلی ہمارے سامنے ظاہر کی، پس ہم ان کی طرف اٹھے اور ان کی دونوں ہتھیلیوں کا بوسہ لیا۔

(٨٣١٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، وَكُنْتُ فِيمَنْ حَاصَ، فَقُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الزَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَبِتْنَا ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ تَوْبَةٌ وَإِلَّا ذَهَبْنَا، فَأَتَيْنَاهُ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَخَرَجَ فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالَ: فَقُلْنَا نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، قَالَ: ((لَا بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ، أَنَا فِئَتُكُمْ، وَأَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ۔)) قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ حَتّٰى قَبَّلْنَا يَدَهُ۔ (مسند أحمد: ٥٣٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے سرایا میں سے ایک سریّہ کی بات ہے، میں خود بھی اس میں تھا، لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا اور میں بھی فرار اختیار کرنے والوں میں سے تھا، پھر ہم نے کہا: اب ہم کیا کریں، ہم تو لڑائی سے بھاگے ہیں اور غضبِ الٰہی کے ساتھ لوٹے ہیں، پھر ہم نے کہا: اب ہم مدینہ میں داخل ہو جائیں اور اندر جا کر رات گزاریں، لیکن پھر ہمارے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کرتے ہیں، اگر توبہ کا حق ہوا تو ٹھیک، وگرنہ ہم چلے جائیں گے، پس ہم نمازِ فجر سے پہلے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو پوچھا: ''کون لوگ ہیں؟'' ہم نے کہا: جی ہم ہیں، لڑائی سے بھاگ کر آ جانے والے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں نہیں، بلکہ تم تو قتال کی طرف پلٹ جانے والے ہو اور میں تمہارا مدد گار ہوں اور میں تمام مسلمانوں کی پناہ گاہ اور ان کا مددگار ہوں۔'' پس ہم آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ لیا۔

(٨٣١٦)۔عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب

(٨٣١٥) تخریج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد، أخرجه الترمذى: ١٧١٦ (انظر: ٥٣٨٤)

(٨٣١٦) تخریج: ضعيف لاضطراب اسناده ومتنه، أخرجه عبد الرزاق: ٢٣٩٤، والنسائى فى "الكبرى": ٧٦٣١، وابن ابى شيبة: ١١/ ٧٨، والطبرانى: ٣٧١٧ (انظر: ٢١٨٦٣)

رَاٰی فِیْ مَنَامِهٖ اَنَّهٗ یُقَبِّلُ النَّبِیَّ ﷺ، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ، فَنَاوَلَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَبَّلَ جَبْهَتَهٗ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۰۷)

میں دیکھا کہ میں نبی کریم ﷺ کو بوسہ دے رہا ہوں، میں نے حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کو بتایا تو نبی کریم ﷺ نے خود کو ان پر پیش کیا اور انھوں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

فوائد:...... مسئلہ کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہوں حدیث نمبر (۸۳۰۹) کے فوائد

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْقَادِمِ
آنے والے کے لئے کھڑا ہونے کا بیان

(۸۳۱۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى سَعْدٍ فَأَتَاهُ عَلٰى حِمَارٍ قَالَ فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِكَ۔)) قَالَ: تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۸۵)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو قریظہ کے یہودی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر متفق ہو گئے، (یعنی وہ جو فیصلہ کریں گے، ان کو منظور ہو گا)، نبی کریم ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پس وہ گدھے پر سوار ہو کر آ گئے اور جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو گدھے سے اتارو)۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے سعد! یہ بنو قریظہ کے یہودی تمہارے فیصلہ پر راضی ہو گئے ہیں۔'' انہوں نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں (اور بیویوں) کو قید کر لیا جائے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے سعد تم نے تو وہ فیصلہ کیا ہے، جو اللہ بادشاہ کا فیصلہ ہے۔''

(۸۳۱۷م)۔ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: قَالَ) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ "يَعْنِي سَعْدًا" عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَانْزِلُوْهُ۔)) فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: سَيِّدُنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: ((اَنْزِلُوْهُ۔)) فَاَنْزَلُوْهُ، قَالَ

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں نیچے اتارو۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا سید اور سردار تو اللہ تعالیٰ ہے، بہرحال آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اتارو۔'' پس انھوں نے

(۸۳۱۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۱۲۱، ومسلم: ۱۷۶۸ (انظر: ۱۱۱۶۸)

(۸۳۱۷م) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اُحْکُمْ فِیْہِمْ۔)) اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند احمد: ۱۱۷۰۳)

ان کو اتارا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سعد! ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔'' ......

فوائد: ...... ذہن نشین کر لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑا ہونا محض ان کی تعظیم کے لیے نہیں تھا، بلکہ ان کو گدھے سے اتارنے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ وہ غزوۂ خندق کے موقع پر زخمی ہو گئے تھے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ آنے والے کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس استدلال پر ردّ کرتے ہوئے لکھا: مشہور تو یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ ((قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ)) ہیں، لیکن دونوں احادیث میں مروی الفاظ ((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ)) ہیں۔ ابھی تک مجھے علم نہ ہو سکا کہ آیا اول الذکر الفاظ کی بھی کوئی بنیاد ہے یا نہیں۔ اس حدیث سے استدلال کرتے وقت ابن بطال وغیرہ سے ایک فقہی غلطی ہو گئی اور وہ یہ کہ آنے والے کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ حافظ محمد بن ناصر ابو الفضل نے "التنبیہ علی الالفاظ ۱۷ / ۲" میں لفظ "السیّد" کا ذکر کیا اور کہا: آپ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: ((قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ))۔ سید سے آپ کی مراد افضل تھی۔ میں کہتا ہوں: اس حدیث کے معروف الفاظ تو یہ ہیں: ((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ))۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ انصار کی ایک جماعت سے اس وقت ارشاد فرمائے تھے، جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا تھا، جبکہ وہ زخمی تھے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ سعد کی طرف اٹھو اور اس کو گدھے سے اتارو اور اسے اٹھا لو۔ آپ کی مراد محض ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا نہیں تھا اور سید سے مراد رئیس تھا، اگرچہ دوسرے کئی صحابہ سیدنا سعد سے افضل تھے۔

اس مفصل حدیث سے یہ استدلال کر لیا گیا کہ آنے والے کے لیے کھڑا ہونا مشروع ہے، لیکن جب آپ خود اس قصہ اور الفاظ کے سیاق و سباق پر غور کریں گے، تو معلوم ہو گا کہ کئی وجوہات کی بنا پر یہ استدلال باطل ہے۔ مثلا: جہاں آپ ﷺ نے کھڑے ہونے کا حکم دیا، وہاں اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سعد کو گدھے سے اتارو۔ یہ انتہائی واضح نص ہے کہ سعد کے لیے کھڑے ہونے کے حکم کی وجہ ان کو سواری سے اتارنا تھا، کیونکہ وہ بیمار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے کہا: "فانزلوہ" یعنی (اس کو اتاردو) کے الفاظ سعد کے قصے سے کھڑے ہونے کے استدلال کو مخدوش کر دیتے ہیں، امام نووی نے ''کتاب القیام'' میں اسی سے حجت پکڑی ہے......۔ (صحیحہ: ۶۷)

قارئین کرام! دراصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی سے ملاقات کرنے کے لیے یا آنے والے کو کوئی سہولت مہیا کرنے کے لیے کھڑا ہونا درست ہے، لیکن محض تعظیما کھڑے ہونا حرام ہے، جیسا کہ آجکل سکولوں میں استاد کی آمد پر طالب علم کھڑے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں یا سیاسی لیڈروں کی آمد پر بھی عوام الناس کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کا اظہار کرتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مَا کَانَ فِی الدُّنْیَا شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْہِمْ رُؤْیَۃً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

وَكَانُوْا اِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لَهُ لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَالِكَ۔ (ترمذی، صحیحه: ۳۵۸) ...... دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں اس کو دیکھنا سب سے زیادہ محبوب ہو، سوائے رسول اللہ ﷺ کے، لیکن اس (محبت) کے باوجود جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے کھڑے ہونے کو ناپسند کرتے ہیں۔

صحابہ کرام کی عقیدت کے باوجود اگر نبی کریم ﷺ کو محبت وتعظیم کا یہ انداز ناپسند تھا، تو ہم اپنی مجالس میں اس کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔

ابومجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، وہاں سیدنا عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عامر موجود تھے، ابن عامر ان کی آمد پر کھڑے ہو گئے، جبکہ ابن زبیر بیٹھے رہے، جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَامًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (ترمذی، ابوداود، صحیحه: ۳۵۷) ...... "جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔"

شیخ البانی رحمہ اللہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: شروع میں ایسے ہوا کہ اہل علم اور اہل فضل لوگوں کے احترام واکرام کا بہانہ بنا کر ان کے لیے کھڑے ہو کر اس سنت کی مخالفت کی گئی، زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ قیام انتہائی بے وقعت لوگوں کے لیے کیا جانے لگا، بلکہ لوگ فاسقوں اور فاجروں کے لیے کھڑے ہونے لگ گئے، جب معاملہ اس سے آگے بڑھا تو مسلمانوں نے دشمنانِ اسلام کا استقبال کرنے کے لیے کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ کیا کوئی عبرت پکڑنے والا ہے؟ (صحیحه: ۱۹۴۱)

(۸۳۱۸)۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مَا كَانَ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۷۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی شخص زیادہ پیارا نہ تھا، لیکن جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو وہ کھڑے نہ ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس چیز کو پسند نہیں کرتے۔

(۸۳۱۹)۔ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ بَيْتًا فِيْهِ ابْنُ عَامِرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، اس میں ابن عامر او ابن زبیر بھی موجود تھے، ابن عامر تو کھڑے ہو گئے، لیکن ابن زبیر بیٹھے رہے، ان سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم بھی بیٹھ جاؤ، کیونکہ میں نے

(۸۳۱۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الترمذی: ۲۷۵٤ (انظر: ۱۲۳٤۵)

(۸۳۱۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۵۲۲۹، والترمذی: ۲۷۵۵ (انظر: ۱٦۸۳۰)

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الْعِبَادُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٥٥)

نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس کی یہ خواہش ہو کہ بندے اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا گھر دوزخ میں تیار کر لے۔''

فوائد:...... اس باب کی پہلی حدیث کے فوائد میں اس حدیث کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

(٨٣٢٠)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلٰى عَصًا فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔)) قَالَ فَكَأَنَّنَا اشْتَهَيْنَا أَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔)) فَكَأَنَّنَا اشْتَهَيْنَا أَنْ يَزِيدَنَا فَقَالَ: ((قَدْ جَمَعْتُ لَكُمُ الْأَمْرَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٣٤)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگاتے آ رہے تھے، ہم آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہو گئے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کھڑے نہ ہوا کرو، اس طرح تو عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔'' صحابی کہتے ہیں: ہماری آرزو یہ تھی کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، پس آپ ﷺ نے ہمارے لیے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ''...... (اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما، ہم سے راضی ہو جا، ہم سے ہمارا عمل قبول فرما، ہمیں جنت میں داخل کر، ہمیں دوزخ سے نجات دے اور ہمارے تمام معاملات درست کر دے۔'' ہماری آرزو تھی کہ آپ ﷺ ہمارے لیے مزید دعا کرتے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے لئے تمام معاملات یکجا کر دیئے ہیں۔''

❁❁❁❁

(٨٣٢٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا لضعف رواته واضطرابه، ابو العدبس فيه جهالة، وابو غالب ضعيف، ثم قد اختلف فيه على مسعر، أخرجه ابوداود: ٥٢٣٠ (انظر: ٢٢١٨١)